اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب ﷺ
کی اطاعت پر اُمتِ مسلمہ کیلئے مدلل تحریر

کی محمد ﷺ سے وفا
تُو نے تو ہم تیرے ہیں

مؤلف
علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

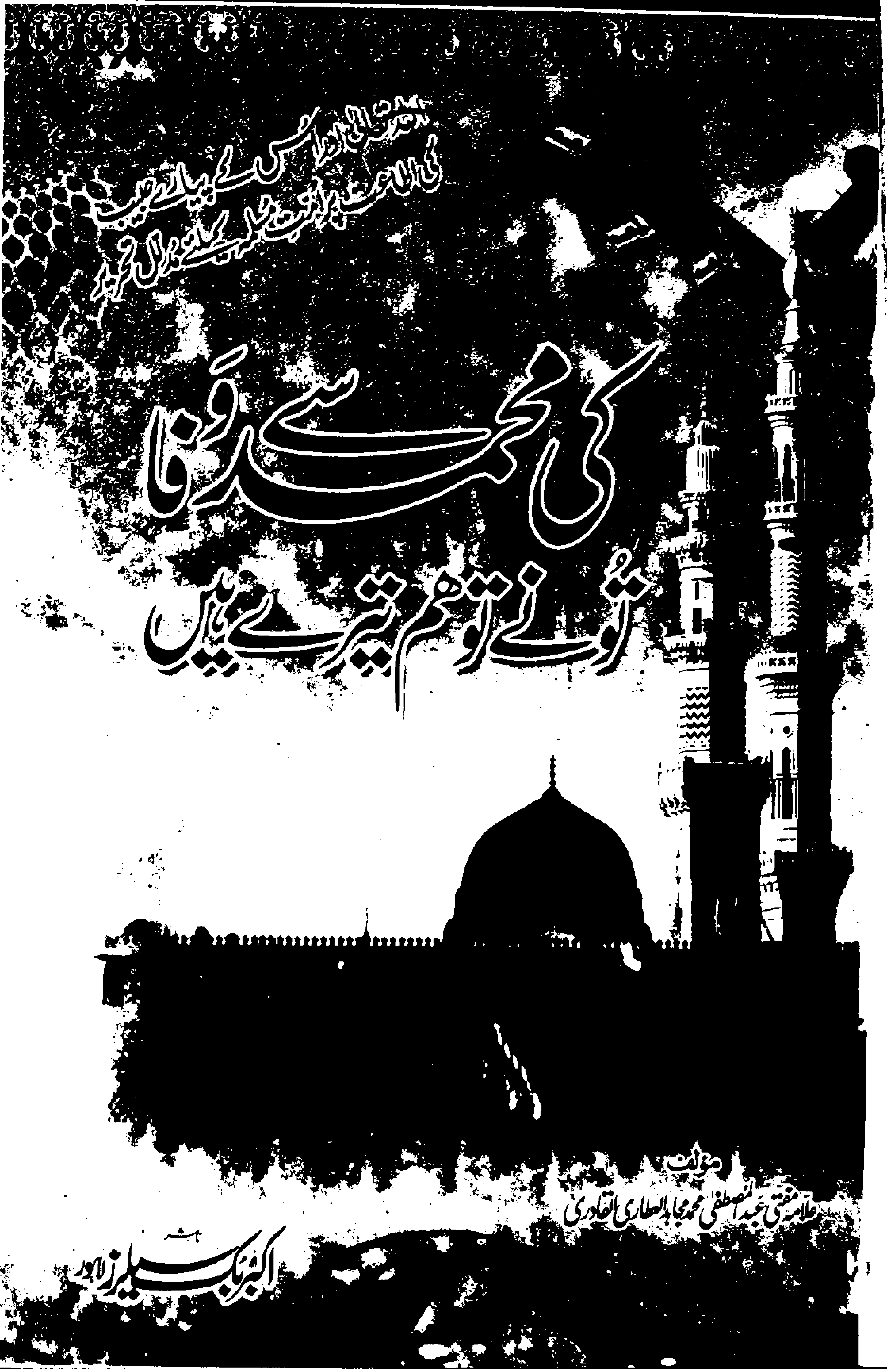
اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ
کی اطاعت و محبت کے بیان پر دل افروز تحریر
کی محمد سے وفا
تو نے تو ہم تیرے ہیں
مؤلف
علامہ مفتی عبد المصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

111661

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں﴾

نام کتاب	....	کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
موضوع	....	نبی اکرم کی تعلیمات پر عمل
مؤلف	....	مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری
صفحات	....	832
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	کاشف عباس
اشاعت	....	مئی 2012ء
ناشر	....	اکبر بک سیلرز' لاہور
قیمت	....	-/600 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ احمد بک کارپوریشن' اقبال روڈ' راولپنڈی
- ☆ اسلامک بک کارپوریشن' اقبال روڈ' راولپنڈی
- ☆ مکتبہ بابا فرید' چوک چٹی قبر' پاک پتن شریف
- ☆ اسلامی کتب خان' اقبال روڈ' سیالکوٹ
- ☆ کراچی اسلامی ورائٹی ہاؤس' بوچڑ خانہ روڈ' سیالکوٹ
- ☆ رضا بک شاپ' فوارہ چوک' گجرات
- ☆ مکتبہ مثنویہ' پرانی غلہ منڈی' بہاولپور
- ☆ مکتبہ المجاہد' بھیرہ شریف
- ☆ مکتبہ فیضانِ غوث' چوک شہیداں' میرپور
- ☆ منہاج القرآن اسلامک سیل سینٹر' کمپنی باغ' سرگودھا

Marfat.com

شرف انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ کاوش کو اپنے پیر و مرشد، عاشق اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی کاوش سے لاکھوں مسلمانوں نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر دیوانہ وار عمل کرنے والے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ میرے پیر و مرشد کا سایہ میرے سر پر تا دائم و قائم رکھے اور ہم تمام مسلمانوں کی بے حساب مغفرت و ایمان پر خاتمہ و جنت الفردوس میں میٹھے میٹھے آقا سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عبد المصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری

شاہ جمال آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف

تاریخ: 21 مئی 2011ء بروز ہفتہ

بمطابق 17 جمادی الاخری ۱۴۳۲ھ کو

نماز عشاء سے قبل 8:45 پر آغاز کیا۔

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
شرف انتساب	۳
سبب تالیف	۲۳
حمد باری تعالیٰ	۲۶
نعت شریف	۲۷
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں	۲۸
درود شریف کی فضیلت	۲۹
حضور ﷺ سے وفا کی تحقیق	۲۹
حضور ﷺ کی اطاعت کا قرآن سے ثبوت	۳۰
شان نزول	۳۱
شان نزول	۳۲
اقوال	۳۳
حضور ﷺ سے بوجہ وفا توبہ قبول	۳۴
شان نزول (1)	۳۴
شان نزول نمبر (2)	۳۵
حضور ﷺ کا دنیا سے ظاہری پردہ کے بعد اعرابی کی بخشش کرانا	۳۵
علامہ اثیر الدین اور علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اعرابی نے یہ اشعار کہے	۳۶
توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں	۳۷
امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفا	۳۹
رسول اللہ ﷺ سے وفا اللہ تعالیٰ سے وفا ہے	۴۰
شان نزول	۴۰
رسول اللہ ﷺ سے وفا بوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہ کرنا	۴۱
حضور ﷺ کا فرمان کہ مجھ سے وفا اللہ تعالیٰ سے وفا ہے	۴۳
حضور ﷺ سے وفا حکم ماننا ہے	۴۴
شان نزول	۴۴
حضور ﷺ سے وفا فرمانبرداری ہے بعد میں اللہ تعالیٰ دوست رکھے گا	۴۵
شان نزول	۴۶
حضور ﷺ سے وفا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے والا ہے	۴۷
حضور ﷺ سے وفا کرنے والا جنت میں داخل ہوگا	۴۸
وفا کرنے والا ہمیشہ ہدایت پر رہے گا	۴۸
دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ	۴۸
سنت کے بغیر دین نامکمل ہے	۴۸
حضور ﷺ کا حرام کیا ہوا ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے کیا ہو	۴۹
حضور ﷺ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفا	۵۰
اللہ تعالیٰ کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر وفا	

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کا انعام	۵۳	قرآن مجید سے وفا پر قلبی اور روحانی علاج	۱۹۱
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت احادیث سے	۶۶	قرآن مجید سے وفا پر جسمانی علاج	۱۲۱
میرے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کافی ہیں	۶۶	(احادیث مبارکہ سے دلائل)	۱۲۴
شان نزول	۶۸	حضور ﷺ سے وفا کا تقاضہ قرآن پڑھنا	۱۲۴
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفا	۶۸	حضور ﷺ سے وفا پر جنت کی ضمانت	۱۲۴
اور ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام	۶۹	صبح کے وقت تلاوت کرنا یا سیکھنا	۱۲۴
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفا پر آیات کریمہ کا نزول	۷۲	قرآن پڑھنے والوں کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا	۱۲۵
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وفا پر اللہ تعالیٰ کا انعام	۸۰	قرآن مجید پڑھنا جنت کے درجات کی بلندی	۱۲۵
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وفا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام	۸۶	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن قرآن کی گزارش	۱۲۶
نکتہ	۹۱	قیامت کے دن تین شخص دہشت سے بری	۱۲۶
شان نزول	۹۲	اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن مجید سے افضل کسی عمل میں لوٹنا نہیں	۱۲۷
دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام	۹۴	قرآن مجید کی آیت قیامت کے دن نور	۱۲۷
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفا پر حضور ﷺ کے فرامین	۱۰۱	قرآن کی تلاوت زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ	۱۲۷
مہاجر اور انصار کی نیکیوں میں ان کی اتباع کرنا	۱۰۳	قرآن پڑھنے والے کے گھر میں خوشبو کا پھیل جانا	۱۲۷
ایثار کے متعلق احادیث مبارکہ	۱۱۱	قرآن پڑھنے میں مہارت رکھنے والا کراما کاتبین کے ساتھ	۱۲۸
حضور ﷺ سے قرآن میں وفا	۱۱۴	قرآن پڑھنے کے وقت ملائکہ کا نزول	۱۲۸
		قرآن مجید پڑھنے والے اللہ والے	۱۲۹
		سورہ یٰسین پڑھنے سے مغفرت کی خوشخبری	۱۳۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سورہ یٰسین پڑھنے والے کے لئے دس قرآن پاک کا ثواب	۱۳۰
سورہ یٰسین پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی بشارت	۱۳۰
سورہ بقرہ پڑھنے والے کے گھر شیطان تین دن تک داخل نہ ہوگا	۱۳۰
سورہ بقرہ گھر میں پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے	۱۳۱
سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے سے شیطان اس گھر کے قریب نہ جائیگا	۱۳۱
دونوروں کی خوشخبری	۱۳۱
سورہ ملک عذاب قبر سے حفاظت	۱۳۲
سورہ ملک شفاعت کرتی رہے گی حتیٰ کہ اس کی مغفرت کردی جائے گی	۱۳۲
سورہ ملک پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ ۔	۱۳۲
سورہ قل شریف پڑھنے والے کے لئے جنت میں محل تیار ہوگا	۱۳۳
سورہ قل شریف تہائی قرآن کے برابر	۱۳۳
سورہ قل شریف سے جنت کا وجوب	۱۳۳
سورہ اخلاص پڑھنے والے کے پچاس برس کے گناہ مٹادیئے جائیں گے	۱۳۴
سورہ دخان کو رات میں پڑھنے سے صبح تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے	۱۳۴

عنوان	صفحہ
سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن بادل کی	۱۳۴
صورت میں سایہ فگن ہوں گی	۱۳۴
سورۃ فاتحہ کے فضائل	۱۳۵
سورہ الزلزال واخلاص وکافرون پڑھنے کی فضیلت:	۱۳۶
سورہ کہف کی آخری آیتیں دجال سے حفاظت کا سبب	۱۳۷
آیت الکرسی قرآن پاک کی آیتوں کی سردار	۱۳۷
حضور ﷺ کا ابومنذر رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی یاد ہونے پر مبارکباد دینا	۱۳۷
آیت الکرسی سے بلاؤں کی حفاظت	۱۳۸
سورۃ الناس اور فلق کے فضائل	۱۳۸
قرآن مجید سے بے وفائی پر سخت وعیدیں ..	۱۳۹
قیامت کے دن قرآن بھلا دینے والے پر سزا	۱۳۹
قرآن مجید پڑھنے کے آداب	۱۴۰
حضور ﷺ سے نماز میں وفا	۱۴۶
نماز کے ادا کرنے اور اس کے بلاوے پر آیات کریمہ سے ثبوت	۱۴۷
وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی رائے	۱۵۴
اذان میں انگوٹھے چومنا اشھد ان محمدا رسول اللہ پر اور آنکھوں پر لگانا	۱۵۴

Marfat.com

عنوان — صفحہ

حضور ﷺ سے وفا جنت کی ضمانت ۱۵۷
خشوع کا اصلاحی معنی ۱۶۷
الخشوع کے مدارج ۱۶۸
قرآن مجید میں خشوع کا ذکر ۱۶۹
الخشوع کے متعلق احادیث مبارکہ ۱۷۰
الخشوع کے متعلق اقوال صحابہ وتابعین ۱۷۰
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال ۱۷۱
کیا نماز میں خشوع وخضوع واجب ہے؟ . ۱۷۵
قرآن مجید سے دلائل: ۱۷۵
احادیث مبارکہ سے دلائل ۱۷۶
نماز میں خشوع کے وجوب کا مطلب ۱۷۸
خشوع کے فوائد وثمرات ۱۷۹
نماز میں خشوع کرنے والوں کی امثال ... ۱۸۰
نماز کی شرائط پر آیات کریمہ ۲۰۲
وضو کرنے پر اجر وثواب ۲۰۷
صلوٰۃ الوسطیٰ کے متعلق اقوال ۲۱۷
عمل میں اخلاص کے متعلق احادیث مبارکہ ۲۱۹
عمل میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے نقصان ۲۲۱
نماز نور ہے ۲۲۹
حضور ﷺ سے وفا پر جنت کی ضمانت ۲۳۱
حضور ﷺ سے وفا پر صدیقین وشہداء کے ساتھ شمار ۲۳۲
گناہوں کا کفارہ ۲۳۲
نماز پڑھنے سے گناہوں کا جھڑنا ۲۳۲
پانچ نمازیں پڑھنے سے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۲۳۲
نماز گناہوں کو دھوتی ہے ۲۳۳
ہر نماز پچھلے گناہوں کو مٹاتی ہے ۲۳۳
پانچ نمازوں سے جنت واجب ہو جاتی ہے ۲۳۴
اللہ تعالیٰ کا نمازی کے لئے عہد کہ میں جنت میں داخل کروں گا ۲۳۴
نماز قیامت کے دن نور ۲۳۴
نماز کو وقت پر ادا کرنے والے کے لئے خوشخبری ۲۳۵
اللہ تعالیٰ باجماعت نماز پڑھنے والے سے خوش ہوتا ہے ۲۳۵
باجماعت نماز پڑھنے والے کے گناہ معاف ۲۳۵
باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت ۲۳۶
چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کی فضیلت ۲۳۶
فرشتوں کا دعائے مغفرت کرنا ۲۳۶
ایک مسلمان کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے افضل ۲۳۷
اللہ تعالیٰ کی امان میں فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے والا ۲۳۷
فجر کی نماز باجماعت پڑھنے والا گویا کہ پوری رات قیام کرنے والا ہے ۲۳۷
وضو کر کے مسجد کی طرف جانا گر جماعت ہو چکی ۲۳۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
نماز میں حاضر نہ ہونے والوں کیلئے وعید	۲۳۸
اللہ تعالیٰ بندے کے دائیں قدم اٹھانے پر ایک نیکی اور بائیں قدم رکھنے پر گناہ مٹاتا ہے	۲۳۸
اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا پہلی صف پر رحمت بھیجنا	۲۳۹
پچھلے گناہوں کی معافی	۲۴۰
تیس سے زائد فرشتوں کا ثواب کو لکھنا	۲۴۰
حضور ﷺ سے وفا نہ کرنے والوں پر عتاب وعذاب	۲۴۰
آیت کریمہ	۲۴۱
☆امام محمد بن عمر رازی شافعی علیہم الرحمہ متوفی 606ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:	۲۴۱
نماز نہ پڑھنے والوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں	۲۴۱
نماز کو چھوڑنے والا شرک کرنے والا ہے	۲۴۱
جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کا نام جہنم کے دروازے پر لکھا جاتا ہے	۲۴۲
تارک نماز کافر ہے	۲۴۲
نماز نہ پڑھنے والا کافر	۲۴۲
نماز چھوڑنے والے کا کوئی دین نہیں	۲۴۲
نماز چھوڑنا کفر ہے	۲۴۲
حضور ﷺ کا گروہ قریش کو نماز کا حکم دینا	۲۴۳
نماز چھوڑنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا کرم اٹھ جاتا ہے	۲۴۳
نماز چھوڑنے والے سے امان اٹھالی جاتی ہے	۲۴۴
نماز کو چھوڑنے والا منکر ہے	۲۴۴
نماز چھوڑنے والا ملت سے خارج	۲۴۴
بندے اور کفر کے درمیان نماز کا فرق ہے	۲۴۵
ساٹھ سال نماز کی نامقبولیت	۲۴۵
رکوع وسجود پورے نہ کرنے والوں کے لئے وعیدیں	۲۴۶
رکوع وسجود پورے نہ کرنے والے کی نماز منہ پر ماردی جاتی ہے	۲۴۷
نماز کا چور	۲۴۷
حضور ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگے مارنے سے منع فرمایا	۲۴۸
رکوع وسجود پورے نہ کرنے والے کی کوئی نماز نہیں	۲۴۸
رکوع وسجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنے والے کی نماز نامکمل	۲۴۸
حضور ﷺ کا فرمان کہ بے نمازی کے گھر کو جلادوں	۲۴۸
بغیر عذر کے گھر میں نماز پڑھنے والے کی نماز نامقبول	۲۴۹
جماعت سے منافق پیچھے رہتا ہے	۲۴۹
جان بوجھ کر عصر کی نماز چھوڑنے والے کا عمل ضائع	۲۵۰
نماز کے وقت سو جانے والے کے لئے سخت وعید	۲۵۱

Marfat.com

عنوان — صفحہ

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال ۲۵۴
نماز کو وقت گزار کر پڑھنا ۲۵۴
جماعت ترک کرنے والوں کیلئے سخت وعید ۲۵۵
حضور ﷺ سے مساجد میں وفا..... ۲۵۷
مسجد میں نیک اعمال کرنا........ ۲۶۴
مساجد کی تعمیر اور ذکر تسبیح ۲۶۵
مسجد بنانے کے فضائل اور......... ۲۶۵
مسجد کے اجر و ثواب پر احادیث مبارکہ ... ۲۶۹
مسجد نبوی اور روضہ رسول ﷺ......... ۲۶۹
کی زیارت کے فضائل ۲۷۵
حضور ﷺ کا فرمانا کہ مساجد تعمیر کی جائیں ۲۷۹
حضور ﷺ کا مسجد نبوی کی تعمیر خود کرنا..... ۲۸۰
جنت میں گھر........ ۲۸۱
مساجد کی تعمیر میں حسن و نفاست ۲۸۳
مساجد کو پاک وصاف رکھنا ۲۸۵
حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو خط ۲۸۶
تعمیر مسجد میں کسی بزرگ سے سنگ بنیاد رکھوانا ۲۸۶
حضور ﷺ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ ۲۸۶
کی پھوپھی کے گھر میں نماز پڑھنا ۲۸۷
مسجد تعمیر کروانا صدقہ جاریہ ۲۸۸
محبوب ترین جگہ مساجد ۲۸۹
مساجد آباد کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے ۲۹۱
وصف ایمان سے متصف لوگ ۲۹۲
مساجد کی طرف جانا خطاؤں کو مٹاتا ہے . ۲۹۳
نمازوں کے بعد مساجد میں ٹھہرنا ۲۹۷
حضور ﷺ کا فرمان کہ مساجد کی طرف
چل کر جانا بہت بڑا اجر و ثواب ۳۰۳
مساجد کی طرف چل کر آنے والے کے ہر
قدم پر دس نیکیاں......... ۳۰۳
عمرہ جتنا ثواب و اجر ۳۰۴
جنت تک لے جانے کا کفیل ۳۰۵
اللہ تعالیٰ مومن کا ضامن ۳۰۶
مسجد کی طرف چلنا جنت کی ضمانت ۳۰۸
اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے بارے میں
فرشتوں کو ذکر کرنا ۳۰۹
اللہ تعالیٰ کی زیارت ۳۱۰
اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مساجد کو وطن بنانا ہے ۳۱۱
دوسری روایت میں ہے ۳۱۲
حضور ﷺ کی عورت پر شفقت ۳۱۳
مساجد میں رہنے والے کیلئے فرشتوں کی دعا . ۳۱۵
فرشتوں کا تیمار داری کرنا ۳۱۷
آگ سے آزادی ۳۲۱
قیامت کے دن مکمل نور ۳۲۲
دوسری روایت میں ہے ۳۲۳
مساجد سے لگاؤ رکھنے والا ظل الٰہی میں ... ۳۲۴
جنت میں مہمانی ۳۲۷
اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن نور کی معیت
میں ملاقات ۳۲۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مسجد میں باجماعت نماز تنہا پچیس نمازیں ادا کرنے سے بہتر	۳۲۹
روزے میں وفا	۳۳۳
روزے کا لغوی اور شرعی معنی اور اس کی مشروعیت کی تاریخ	۳۳۵
روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث	۳۳۶
آسمان کے دروازے کھل جانا	۳۳۷
روزے دار کے لئے جنت کا دروازہ ریان مخصوص ہے	۳۳۷
صغیرہ گناہوں کی بخشش	۳۳۸
روزہ دار کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت سے دور رکھا جائے گا	۳۳۸
برکت کا مہینہ	۳۳۹
روزے کا وقت	۳۴۰
مسافر کے روزہ قضا کرنے پر دلائل	۳۴۱
مسافر کے روزہ قضا کرنے پر اقوال	۳۴۴
الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں آثار واحادیث	۳۴۵
بڑھاپے یا دائمی مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کے متعلق اقوال	۳۵۰
واجب	۳۵۲
سنت موکدہ	۳۵۲
نفل	۳۵۲
دس دن کا اعتکاف	۳۵۲
اعتکاف کی شرائط	۳۵۳
اعتکاف کے آداب	۳۵۳
اعتکاف کے مفسدات	۳۵۴
اعتکاف کے ضروری مسائل	۳۵۴
روزے کے فضائل	۳۵۵
روزہ آدھا صبر ہے	۳۵۶
روزہ ڈھال	۳۵۶
روزہ جہنم سے دوری کا سبب	۳۵۷
روزے اور قرآن قیامت کے دن شفاعت کریں گے	۳۵۷
اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزہ رکھنے والا جنت میں داخل ہوگا	۳۵۷
شدید گرمی کے سبب پیاسے رہنے والے کو قیامت کے دن سیراب کیا جائے گا	۳۵۸
ماہ رمضان کی ہر رات اور دن میں دعا مقبول	۳۵۸
آمد رمضان کی وجہ سے شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ لیا جاتا ہے	۳۵۸
رمضان برکتوں والا مہینہ	۳۵۹
رمضان کے روزے رکھنے والا صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا	۳۵۹
رمضان میں رحمت سے محروم ہونے والا کون ہے؟	۳۶۰
رمضان کی پہلی رات	۳۶۱
ایمان اور نیت ثواب سے روزے رکھنے	

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

والے کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے ۳۶۲
اللہ تعالیٰ کا جنت کو روزے دار کے لئے سنور جانے کا حکم دینا ۳۶۲
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حوروں کا روزے دار کو شوہر بنانے کی خواہش ۳۶۴
رمضان مومن کے رزق میں اضافے کا سبب ۳۶۵
جنت کی سجاوٹ ماہ رمضان کے لئے ۳۶۶
فرشتوں کا روزے دار کے لئے دعائے مغفرت کرنا ۳۶۹
افطاری میں جلدی کرنا خیر پر قائم رہنا ہے ۳۶۹
روزے دار کا روزہ افطار کرنے پر ثواب ۳۷۰
اللہ تعالیٰ کی سحری کرنے والوں پر رحمت ۳۷۱
سحری کرنا برکت ہے ۳۷۱
اللہ تعالیٰ نے چاہا تو سحری کے کھانے پر حساب نہ ہوگا ۳۷۲
کھجور بہترین سحری ۳۷۲
رمضان میں نیت ثواب اور ایمان کے ساتھ قیام کرنے والوں کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے ۳۷۲
روزے کی مثل کوئی بھی نہیں ۳۷۳
شب قدر کا قرآن و احادیث سے ثبوت ۳۷۵
لیلۃ القدر کے فضائل ۳۷۹
ستائیسویں شب کے لیلۃ القدر ہونے پر دلائل ۳۸۰
لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کا طریقہ ۳۸۱
ثواب میں اضافہ ۳۸۳
گناہ میں اضافہ ۳۸۴
شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں ۳۸۴
لیلۃ القدر میں فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا ۳۸۷
روح کے مصداق میں اقوال مفسرین ۳۸۸
فرشتوں کو زمین پر نازل کرنے کی حکمتیں ۳۹۰
فرشتوں کا سلام ۳۹۳
شب قدر پر دوسری دلیل ۳۹۴
لیلۃ مبارکہ سے لیلۃ القدر مراد ہونے پر دلائل ۳۹۶
روزوں کو ترک کرنے پر وعیدیں ۳۹۹
روزہ ترک کرنے والا کافر ۳۹۹
روزہ بغیر شرعی عذر توڑ دینا ۴۰۰
حج میں وفا ۴۰۲
حج کا لغوی معنی ۴۰۴
حج کا شرعی معنی ۴۰۴
حج کی شرائط ۴۰۵
حج کے فرائض ۴۰۵
حج کے واجبات ۴۰۶
حج کے سنن اور آداب ۴۰۷
حج کے ممنوعات ۴۰۸
حج کے مکروہات ۴۰۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حج کرنے کے فضائل	۴۰۹
حج مبرور کی جزا جنت	۴۰۹
حج کرنے سے سابقہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں	۴۱۰
حج کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک لوٹے گا جس طرح ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو	۴۱۰
حج گناہوں کو دھو ڈالتا ہے جس طرح پانی میل کو دھو لیتا ہے	۴۱۰
حج کرنے والا اپنے خاندان کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرتا ہے	۴۱۱
حج کرنے والے کی سواری کے ہر قدم اٹھانے اور رکھنے کے بدلے میں ایک نیکی لکھی اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے	۴۱۱
سات سو نیکیوں کا ثواب	۴۱۳
حج کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوا	۴۱۳
حج کرنے والے کی دعا مقبول	۴۱۴
حج کی استطاعت کی تفصیل	۴۱۴
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۱۴
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۱۵
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۱۵
علامہ ابن جوزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۱۵
فتاویٰ عالمگیری میں استطاعت کی تفصیل	۴۱۵
قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے کیلئے سخت وعیدیں	۴۱۶
فرضیت حج کی تاریخ اور اقسام	۴۱۹
حج کی اقسام	۴۱۹
(۱) حج افراد	۴۲۰
(۲) حج تمتع	۴۲۰
(۳) حج قران	۴۲۰
حضور ﷺ سے زکوٰۃ میں وفا	۴۲۱
زکوٰۃ کا معنی: لغوی معنی	۴۲۳
شرعی معنی	۴۲۳
زکوٰۃ کے وجوب شرائط	۴۲۳
زکوٰۃ کے معانی	۴۲۴
شان نزول	۴۲۵
سات سو گنا، دس گنا اور بے حساب دینے کی وجوہات	۴۲۸
بر کا لغوی اور شرعی معنی	۴۳۲
اللہ تعالیٰ کی راہ میں پسندیدہ مال خرچ کی تحقیق	۴۳۵
جنت کی ضمانت	۴۴۱
اسلام کی تکمیل	۴۴۲
زکوٰۃ پاکیزگی کا سبب	۴۴۲
زکوٰۃ نکالنا مال کے شر سے دوری	۴۴۲
اعرابی کے سوال کہ جس سے جنت میں داخل ہو جاؤں	۴۴۳
اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر	۴۴۳
جنت کے قریب کرنے والا عمل	۴۴۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ
زکوٰۃ ادا کرنے والے نے اپنی ذمہ داری ادا کردی	۴۴۴
زکوٰۃ ادا کرنے والا صدیقین وشہداء میں لکھا جائے گا	۴۴۴
جنت میں داخل کرنے والے عمل	۴۴۴
تین امور کرنے والے نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا	۴۴۵
خوشدلی سے زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لئے خوشخبری	۴۴۶
زکوٰۃ ادا کرنے والا جنتی محل میں حضور ﷺ کا رفیق	۴۴۶
زکوٰۃ اسلام کا پل	۴۴۷
حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا غازی	۴۴۷
بہترین کمائی	۴۴۸
اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے کیلئے خوشخبری	۴۴۸
حضور ﷺ سے زکوٰۃ میں بے وفائی	۴۴۹
کنز کا معنی	۴۵۱
گنجا سانپ	۴۵۱
پیشانی اور پیٹھ کا داغا جانا	۴۵۱
ادائیگی زکوٰۃ کے بعد مال جمع کرنے میں اختلاف صحابہ کرام علیہم الرضوان	۴۵۳
قیامت کے دن جہنمی اژدھا	۴۵۵
قیامت کے دن خسارے والے لوگ	۴۵۶
قیامت کے دن سائل	۴۵۷
زکوٰۃ ادا کرنے والے کی کوئی نماز نہیں	۴۵۸
جہنم کے پتھر چرنے والے	۴۵۸
زکوٰۃ روکنے والا قیامت کے دن جہنم میں	۴۵۹
پانچ خصلتیں	۴۵۹
آگ کے کنگن	۴۶۰
ایک کنگن بھی جہنم میں لے جانے کا سبب بن سکتا ہے	۴۶۰
آگ کا ہار اور آگ کی بالیاں	۴۶۰
چار چیزیں فرض	۴۶۰
مسلمان فقراء کا حصہ	۴۶۱
قیامت کے دن مال گنجے سانپ کی صورت میں گلے کا ہار	۴۶۱
حضور ﷺ سے وفا بحیثیت والدین کی عزت وتکریم	۴۶۲
والدین کی اطاعت وفرمانبرداری	۴۷۵
ماں باپ کو ہنسانا	۴۶۶
والدین سے حسن سلوک ہر حالت میں	۴۷۶
والدہ کی اطاعت سب امور سے مقدم	۴۷۷
والدین سے حسن سلوک درازی عمر اور رزق میں اضافے کا سبب	۴۸۰
والدین کی خدمت جہاد سے افضل ترین عمل	۴۸۳
والدین کی خدمت کرنے سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں	۴۸۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ایک اور حدیث میں ہے	۴۸۵
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ماں کے ساتھ حسن سلوک	۴۸۸
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیلئے والدہ کا دعا کرنا	۴۸۹
اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے	۴۹۰
والد جنت کا درمیانی دروازہ	۴۹۱
اللہ تعالیٰ سے قرب ماں کے ساتھ حسن سلوک سے ہے	۴۹۲
اللہ تعالیٰ کو والدین سے حسن سلوک کرنے والا عمل زیادہ پسندیدہ ہے	۴۹۲
والدین سے حسن سلوک موت کے بعد	۴۹۳
والدین کے درجات کی بلندی اولاد کا بعد وفات دعا کرنا ہے	۴۹۳
والدین کی خدمت کرنے والے کی عمر میں برکت	۴۹۴
ماں کا خدمت گزار جنتی	۴۹۴
والدین کی نافرمانی حرام ہے	۴۹۵
والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ	۴۹۶
نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا کبیرہ گناہ	۴۹۶
والدین کی خدمت نہ کرنے والے کے لئے دعائے ضرر	۴۹۸
حضور ﷺ سے سلام کرنے میں وفا	۵۰۰
تمام مذاہب میں سے سلام کا اچھا طریقہ	۵۰۱
فرشتوں کا بشارت دینے اور سلام کی تحقیق میں اقوال	۵۰۵
فرشتوں کے سلام کے الفاظ	۵۰۶
سلام کی اقسام	۵۰۹
کفار اور فساق کو سلام کرنے کی تحقیق	۵۱۱
غلط سلام کرنے پر وعید	۵۱۷
احادیث مبارکہ سے السلام علیکم کے دلائل	۵۱۹
السلام علیکم کی اشاعت کرنا	۵۱۹
السلام علیکم سے سلامتی نصیب ہوگی	۵۲۰
سلام کی ابتداء	۵۲۱
سلام کرنے پر اجر و ثواب	۵۲۲
سلام کا جواب دینا واجب ہے	۵۲۳
سات چیزوں کا حکم	۵۲۵
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بالواسطہ حضور ﷺ سے سلام کہلوانا	۵۲۵
لفظ السلام علیکم کی انتہا کہاں تک ہے	۵۲۷
لفظ وعلیکم السلام کی انتہا کہاں تک ہے	۵۲۷
سلام میں پہل کرنے والا بہتر ہے	۵۲۷
سلام میں پہل کرنے والے کو اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے	۵۲۹
پہچان ہو نہ ہو بوقت ملاقات سلام کرنا	۵۳۰
گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کہنا	۵۳۱
گھر میں داخل ہو کر سلام کرنے والا	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے	۵۳۲
سلام کرنے والے کے شیطان قریب نہ آئے گا	۵۳۳
کسی غیر کے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	۵۳۳
مجلس میں آتے اور جاتے وقت سلام کرنا	۵۳۴
جب بھی ملاقات ہو سلام کرو	۵۳۵
راستے کا حق سلام کہنے والے کا جواب دینا	۵۳۷
ایک اور حدیث میں ہے	۵۳۸
سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرنے	۵۳۹
بچوں کو سلام کہنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے	۵۴۰
سلام کی اشاعت میں حضرت عبداللہ بن عمران رضی اللہ عنہ کا طرز عمل	۵۴۱
سلام محبت بڑھانے کا ذریعہ	۵۴۳
سلام کرنے سے گناہوں کی مغفرت	۵۴۴
(۱) بذل السلام	۵۴۵
سلام کی اشاعت دخول جنت کا سبب	۵۴۵
سلام کی اشاعت سے جنت میں سلامتی کے ساتھ دخول	۵۴۷
سلام کی اشاعت سے جنت کے بالا خانہ کا حصول	۵۴۸
اہل قبور کو سلام کرنا	۵۴۹
دوسری اہم بات	۵۵۰
حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنا	۵۵۳
حضور ﷺ سلام کا جواب خود دیتے ہیں	۵۵۴
صبر میں وفا	۵۵۶
صبر کا معنی	۵۵۸
لغوی معنی	۵۵۸
شرعی معنی	۵۵۸
صابروا کا لغوی معنی اور صبر اور مصابرہ میں فرق	۵۶۰
صبر کا بے حساب اجر عطا فرمانے کی وجہ	۵۶۷
صبر پر اجر کے متعلق چند احادیث مبارکہ	۵۶۸
صبر ضیاء ہے	۵۷۲
صبر اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے	۵۷۴
تنگی پر صبر کرنے والا	۵۷۶
صابر کیلئے جنت	۵۸۱
طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہید کا اجر	۵۸۴
آنکھیں جانے پر صبر کے عوض جنت	۵۸۵
جنتی عورت	۵۸۷
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر و رضا	۵۹۰
کفارۂ گناہ	۵۹۲
گناہوں کا یوں گر جانا جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں	۵۹۴
اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے	۵۹۶

Marfat.com

عنوان	صفحہ
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا صبر	۵۹۹
(حضور ﷺ کا صبر)	۶۰۱
صبر کرنے والا المحبوب الٰہی	۶۰۳
صبر کرنے والا طاقتور	۶۰۴
غصہ پی جانے والے کے لئے ثواب	۶۰۴
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صبر	۶۰۵
حضور ﷺ کی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صبر کی تاکید	۶۰۶
زندگی کے آخری سانس تک صبر کرو	۶۰۷
سود سے بچنے میں وفا	۶۰۹
احادیث مبارکہ سے سود کی حرمت	۶۱۷
حضور ﷺ کا معراج کے وقت سود خوروں کو دیکھنا	۶۱۷
سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا	۶۱۷
سود خوروں کو برزخ میں عذاب	۶۱۸
سود جان کر کھانا 36 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے	۶۱۹
حضور ﷺ نے سود لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی	۶۱۹
سود کھانے کا سب سے ہلکا درجہ ماں سے زنا کرنا ہے	۶۱۹
لوگوں پر سود کا زمانہ آئے گا کہ ہر ایک سود کھائے گا	۶۱۹
سات کبیرہ گناہوں سے بچو	۶۲۰
کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کبیرہ گناہ	۶۲۰
کبیرہ گناہ ۹ ہیں	۶۲۰
خون کی نہر میں کھڑے سود خور کو پتھر لگنا	۶۲۰
اللہ تعالیٰ سود خور کو جنت میں داخل نہیں فرمائے گا	۶۲۱
اللہ تعالیٰ کا عذاب سود خور اور زنا کرنے والے پر	۶۲۱
قرب قیامت سود شراب اور زنا کا عام ہو جانا	۶۲۲
حضور ﷺ کا اہل یمن کی طرف خط لکھنا	۶۲۲
سود کے ستر گناہ ہیں	۶۲۲
سات ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں سے بچو	۶۲۳
سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت	۶۲۳
سود لینا اسلام میں 33 بار زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے	۶۲۳
مال میں سود کی وجہ سے اضافہ انجام کی پر ہوگا	۶۲۴
7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو	۶۲۴
سود کھانے والوں کے چہرے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بننا	۶۲۵
سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے	۶۲۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا سود کے بارے میں قول	۶۲۶	قیامت کے دن زانی پر اژدھا مسلط کیا جائے گا	۶۴۱
حضور ﷺ کی سود والوں پر لعنت	۶۲۶	زانی کا جسم بدبودار اور پھولا ہوا ہونا	۶۴۲
زنا سے بچنے میں وفا	۶۲۷	عادتاً زنا کرنے والا بت پرست کی مثل	۶۴۲
زنا کا فعل چند خرابیوں پر مشتمل ہے	۶۲۹	زنا کرنے والے کی سزا	۶۴۳
زنا کا لغوی و شرعی معنی	۶۳۱	غیبت سے بچنے میں وفا	۶۴۳
وطی	۶۳۵	آیت کریمہ	۶۴۴
حرام	۶۳۵	غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دینے کی وجوہ	۶۴۶
قبل	۶۳۵	احادیث مبارکہ	۶۴۷
عورت	۶۳۶	غیبت زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے	۶۴۷
حالت اختیار	۶۳۶	غیبت کرنے والا قیامت کے دن خبال میں مبتلا	۶۴۷
دارالعدل	۶۳۶	حضور ﷺ کا معراج کی رات غیبت کرنے والوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا	۶۴۷
زنا کی ممانعت پر احادیث مبارکہ	۶۳۹	غیبت کرنے والا کا دوزخ کی آگ کھانا	۶۴۸
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا	۶۳۹	غیبت کرنے والے کا مردہ کا گوشت کھانا	۶۴۸
زنا کی وجہ سے بندوں پر عام عذاب کا نزول	۶۳۹	چھاتیوں سے لٹکے ہوئے لوگ	۶۴۸
زنا سے ایمان نکل جاتا ہے	۶۳۹	غیبت سے نماز و روزہ کی نورانیت ختم	۶۴۹
بوڑھا زانی جنت میں داخل نہ ہوگا	۶۴۰	غیبت سے روزے کا پھاڑنا	۶۴۹
سات زمینیں اور سات آسمان زانی پر لعنت کرتی ہیں	۶۴۰	حضور ﷺ کا غیبت کرنے والے کو حلال کا حکم فرمانا	۶۴۹
پیسے لے کر زنا کرنے والے کیلئے سخت وعید	۶۴۰	حضور ﷺ کا جہنم میں غیبت کرنے والے کو دیکھنا	۶۵۰
زانیوں کے چہرے پر آگ کا بھڑکنا	۶۴۱		
زنا فقر پیدا کرتا ہے	۶۴۱		
زانی کا دوزخیوں کے ساتھ داخلہ	۶۴۱		

Marfat.com

عنوان	صفحہ
غیبت ایمان کے لئے نقصان دہ ہے......	۶۵۰
غیبت کرنے والا عذاب قبر میں مبتلا......	۶۵۰
غیبت کرنے کی وجہ سے عذاب قبر	۶۵۱
غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے	۶۵۲
جہنم کا کھانا اور لباس کا ملنا......	۶۵۲
غیبت کے متعلق اقوال	۶۵۳
غیبت کی جائز صورتیں	۶۶۰
برائی ختم کرنے کے لئے غیبت کا جواز ...	۶۶۴
مشورہ دینے کے لئے غیبت کا جواز	۶۶۵
فاسق معلن کی غیبت کا جواز......	۶۶۶
غیبت کرنے کے مشہور اسباب	۶۶۸
حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص کا حاضر ہونا......	۶۶۸
حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ...	۶۶۸
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۶۸
حضرت سیدنا فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۶۹
حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قول	۶۷۰
ایک دانا کا قول......	۶۷۰
حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول.....	۶۷۰
حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول......	۶۷۱
حضرت سیدنا بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۱
حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۱

عنوان	صفحہ
حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول.....	۶۷۱
حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۲
حضرت سیدنا شیخ ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ...	۶۷۲
حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۲
حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا قول	۶۷۲
حضرت سیدنا امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۲
حضرت سیدنا ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ..	۶۷۳
احیاء العلوم میں منقول ہے......	۶۷۳
حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۳
حضرت سیدنا عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول.	۶۷۴
حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول.....	۶۷۴
حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۴
حضرت سیدنا میمون رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بادشاہ کی غیبت کرنا......	۶۷۴
حضرت سیدنا حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول......	۶۷۵
حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۵
حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول.	۶۷۵
حضرت سیدنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۶۷۵
حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٦
حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٦
حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٦
حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٧
حضرت سیدنا عبدالعزیز درینی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت شریفہ	٦٧٧
حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٧
حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول	٦٧٨
حضرت علامہ مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے	٦٧٨
حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٨
سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٩
حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی	٦٧٩
حضرت سیدنا وھب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٩
حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ	٦٧٩
حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٧٩
حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول	٦٨٠
حضرت سیدنا زید تمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٠
حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کا قول	٦٨٠
حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٠
حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨١
حضرت سیدنا امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	٦٨١
حضرت سیدنا سفیان بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨١
ایک نیک شخص کا واقعہ	٦٨٢
حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا غیبت سے بچنا	٦٨٢
حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٢
فقیہ حضرت ابوالحسن علی بن فرحون قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٣
حضرت سیدنا شیخ ابوجعفر بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٣
حضرت سیدنا ربیع بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٤
حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا واقعہ	٦٨٤
حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قول	٦٨٥
حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٥
حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٥
ایک دانا کا قول	٦٨٦
حضرت سیدنا شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول	٦٨٦
حضرت سیدنا سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	٦٨٦
حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	٦٨٧
توکل میں وفا	٦٩١

Marfat.com

عنوان	صفحہ
توکل کی تحقیق	۶۹۵
متوکل کون؟	۷۰۰
پرندوں کا توکل	۷۰۴
اونٹنی کو باندھ کر توکل ہے	۷۰۵
ستر ہزار نفر بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے	۷۰۵
اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے	۷۰۷
ہر فکر سے کشادگی	۷۰۷
کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو	۷۰۷
اللہ تعالیٰ جلد یا بہ دیر رزق عطا فرمائے گا..	۷۰۸
ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل	۷۰۸
حلال طلب کرو اور حرام کو ترک کر دو	۷۰۹
رزق کا بندے کو طلب کرنا	۷۰۹
اہل یمن کا توکل	۷۰۹
توکل اس چیز پر ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے	۷۱۰
کسب میں کیا توکل چاہیے	۷۱۱
رشوت سے بچنے میں وفا	۷۱۲
رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت	۷۱۷
رشوت لینا کفر ہے	۷۱۸
رشوت کا معنی	۷۱۸
رشوت کی اقسام	۷۲۰
جھوٹ سے بچنے میں وفا	۷۲۲
منافق کی نشانی	۷۲۶

عنوان	صفحہ
جھوٹ بولنے والا دوزخی	۷۲۶
جھوٹ منافقت کا دروازہ	۷۲۷
بڑی خیانت کیا ہے	۷۲۷
اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا	۷۲۷
گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہو گئے	۷۲۷
جھوٹ رزق کو گھٹا دیتا ہے	۷۲۸
گفتگو میں جھوٹ	۷۲۸
اللہ تعالیٰ کن لوگوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا	۷۲۸
قیامت کے دن دل پر سیاہ نکتہ	۷۲۸
اللہ تعالیٰ کی تین قسم کے لوگوں سے دشمنی..	۷۲۹
ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا	۷۲۹
قبر میں قیامت تک عذاب	۷۲۹
مومن جھوٹ نہیں بولتا	۷۳۰
نبی کریم ﷺ کی دعا	۷۳۰
اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے کلام نہیں فرمائے گا	۷۳۱
بچے کو بلا کر کچھ نہ دینا	۷۳۱
کنکریوں کے برابر نعمتیں ہوں تو تقسیم کر دوں	۷۳۱
جھوٹی بات کبیرہ گناہ ہے	۷۳۱
جھوٹ بولنے والے سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے	۷۳۲
چھ باتیں جنت کے لئے مقدر	۷۳۲
شیطان کی چٹنی جھوٹ ہے	۷۳۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جھوٹ کا پھیل جانا	۷۳۲
حدیث کو جھوٹا بیان کرنا	۷۳۳
گناہ پر قسم کھانا	۷۳۳
جھوٹ بولنے سے گواہی زد	۷۳۳
حضرت جھوٹ سے زیادہ کوئی بری عادت نہیں	۷۳۳
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہتر عمل	۷۳۴
جھوٹ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ	۷۳۴
سب سے بڑا گناہ جھوٹی زبان	۷۳۴
شراب سے بچنے میں وفا	۷۳۵
دنیا میں شراب پینے والا آخرت میں محروم رہے گا	۷۴۲
شراب پیتے وقت ایمان کامل نہیں ہوتا	۷۴۳
حضرت انس رضی اللہ عنہ کا شراب کو انڈیل دینا	۷۴۳
شراب کو حلال کرنے والوں کا انجام	۷۴۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شراب کے بارے میں شافی حکم کی دعا مانگنا	۷۴۴
شرابیوں کو دوزخ کی پیپ پلائی جائے گی	۷۴۴
اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور پلانے والے پر لعنت فرمائی	۷۴۴
شراب پینے والے کو کوڑے مارو	۷۴۵
چالیس دن کی نمازیں نامقبول	۷۴۵
دائمی شراب پینے سے ایمان باقی نہیں رہتا	۷۴۶
چالیس دن تک توبہ نامقبول	۷۴۷

عنوان	صفحہ
دائمی شراب نوش جنت میں داخل نہ ہوگا	۷۴۷
تکبر سے بچنے میں وفا	۷۴۸
قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا	۷۵۵
جہنم کا محل متکبر کے لئے	۷۵۵
متکبر جنت میں داخل ہوگا مگر تکبر سے بری ہو	۷۵۵
متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا	۷۵۶
متکبر اللہ تعالیٰ سے جھگڑنے والا ہے	۷۵۶
متکبر کو اوندھا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا	۷۵۶
آدمی کا اپنے نفس کو اونچا کرنا	۷۵۷
جنت اور دوزخ کا جھگڑا	۷۵۷
متکبر سب سے برا بندہ	۷۵۷
کیا متکبر کے پیچھے موت نہیں	۷۵۸
حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے دو بیٹوں کو حکم دینا	۷۵۸
دوزخی لوگ	۷۵۸
متکبر ناپسندیدہ بندے	۷۵۹
اللہ تعالیٰ متکبر کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا	۷۵۹
متکبر سے زمین بھی فریاد کرتی ہے	۷۶۰
ایران اور روم کا خدمت کرنا	۷۶۰
اللہ تعالیٰ متکبر سے ناراض	۷۶۱
عورتوں کا پردہ کرنے میں وفا	۷۶۴
حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں پردے کا معمول	۷۶۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
تمام گناہوں سے توبہ	۷۸۳
مرنے سے پہلے توبہ کرو	۷۸۶
اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ توبہ سے نہیں روکوں گا	۷۸۷
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بار بار توبہ کرنا اور مغفرت ہو جانا	۷۸۷
روئے زمین کے برابر گناہوں کی مغفرت	۸۰۰
اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی توبہ پر خوش ہونا	۸۰۰
اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے ایسے خوشی ہوتی ہے جیسے کسی کو گم شدہ چیز ملنے پر خوشی ہوتی ہے	۸۰۱
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا	۸۰۱
توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی مثل	۸۰۲
بندے کا گناہ کرنے کے بعد غمگین ہونا	۸۰۲
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہر روز سو مرتبہ بخشش مانگنا	۸۰۳
جب بھی گناہ سرزد ہو توبہ کرو	۸۰۴
توبہ کرنے سے سیاہ نکتہ ختم ہو جاتا ہے	۸۰۴
مومن گناہوں کو پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے	۸۰۵
کن باتوں سے توبہ ضروری ہے	۸۰۶
حقوق العباد میں کوتاہیوں سے توبہ	۸۰۷
جنت کا حصول	۸۱۰
اہل جنت کا حسن	۸۱۹
جنتی سواریاں	۸۲۰
اہل جنت کا حسن	۸۲۰

عنوان	صفحہ
جنتی عورت کا گانا	۸۲۰
جنت کا درخت	۸۲۰
جنتیوں کی انگوٹھیاں	۸۲۱
جنتی پرندہ	۸۲۱
جنتی لباس	۸۲۱
جنتی بیویاں	۸۲۲
جنت کی بے مثل کی اشیاء	۸۲۲
اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے	۸۲۳
رضائے الٰہی کی خوشخبری	۸۲۴
جنتیوں کی رضامندی	۸۲۵
اللہ تعالیٰ کا دیدار	۸۲۵
آخری التجاء	۸۲۹

Marfat.com

سبب تالیف

عصر حاضر میں اس بات پر پریشان تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔ جس سے اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ اس سے رک جانا اور جس کا حکم فرمایا ہے اس کو دل وجان سے بجا لینا اور اس پر قیل وقال نہ کرنا اطاعت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں یہی جذبہ عشق تھا کہ ان کی اپنے آقا شفیع روز شمار دو عالم کے مالک ومختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت واطاعت لازوال تھی۔ ان میں سے اگر کسی ایک کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور باقی دنیا جہان کے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دوسرے پلڑے میں ڈال دیا جائے تو پھر بھی صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پلڑا بھاری رہے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان دل وجان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے تھے۔ یہی تو وجہ ہے کہ جب ان برگزیدہ ہستیوں نے اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو ان کو یہ مقام حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدحت قرآن میں بیان کر دی۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے جب اطاعت کی تو اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے اور ان کی تمام پریشانیاں حل ہو گئیں۔ آج کل مسلمان دوسروں کو اپنی پریشانیاں سناتے رہتے ہیں کہ ہم بہت پریشان ہیں ہمارا کوئی کام سیدھا نہیں ہوتا۔ ان کا کوئی کام کیسے سیدھا ہوگا کہ ہر برے کام میں

Marfat.com

ایک دوسرے سے آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کا حکم دیا لیکن ہم مسلمان ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے، زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، روزے نہیں رکھتے، جن پر حج فرض ہے حج جیسا عظیم فریضہ سرانجام نہیں دیتے۔ جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، بغض، کینہ جیسی بڑی آفتوں سے نہیں بچتے۔

جب تک مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرو گے تو پریشانیاں اور عذاب الٰہی تمہارا مقدر بن جائیں گی۔

اگر کافروں نے اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مان کر وفا نہیں کی تو مسلمانوں نے بھی اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ مان کر وفا نہیں کی ہے۔

اگر کافروں نے قرآن مجید فرقان حمید کو جھٹلا کر وفا نہیں کی تو مسلمانوں نے قرآن مجید سے کون سی وفا کی ہے کہ الماریوں مین بند کر کے رکھ دیا۔ حتیٰ کہ کئی برس گزر گئے اور اس مقدس کتاب کو دیمک کھا گئی۔ دیکھا بھی نہیں اور نہ ہی اس پر اظہار غم کیا ہے۔ اگر کافروں نے اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کر کے وفا نہیں کی تو مسلمانو! تم نے بھی اطاعت نہ کر کے وفا نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج کا حکم فرمایا لیکن ان اہم فرائض کو سرانجام دینے میں کتنے مسلمان اس پر عمل کرتے ہیں۔

اگر کافروں نے چوری، زنا، ڈکیتی، حسد، کینہ، بغض، غیبت، شراب نوشی جیسی بری عافتوں کو نہ چھوڑ کر وفا نہیں کی ہے تو مسلمانوں نے کون سی وفا کی ہے کہ ان کاموں میں سب سے آگے ہیں۔ میرا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ مسلمانو! اگر دنیا وآخرت میں چھٹکارا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو اور وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو جن کاموں کا حکم فرمایا ان کو دل وجان سے بجالاؤ اور جن سے منع کیا ہے اس سے بغیر قیل وقال کے رک جاؤ، جب تم یہ کام کرلو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

راضی ہو جائیں گے تو جنت تمہارا مقدر بن جائے گی۔ یہی تو وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا کر دیا تھا اور ان کو یہ مقام حاصل ہوا کہ دنیا کے اندر رہتے ہوئے جنت کی خوشخبری حاصل کر لی۔ لہٰذا وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

میری یہ کتاب ان مقدس ہستیوں کے نام

(۱) جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت کرنے والے ہیں۔

(۲) جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں۔

(۳) جو راتوں میں اپنی نیندوں کو چھوڑ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کثرت سے نوافل پڑھنے والے ہیں۔

(۴) جو خوف باری تعالیٰ میں اپنی آنکھوں سے آنسو بہانے والے ہیں۔

اور ان عاشقوں کے نام

جن کی زبان پر ہر وقت نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم شہنشاہ نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے میں تر رہتی ہے۔

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گداز عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے جو نظر میں آئے تو پھول ہے
جسے اس نظر سے ہیں نسبتیں وہی دل ہے عشق میں کام کا
جو نہ تاب عکس بھی لا سکا تو وہ آئینہ ہی فضول ہے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ ہمیں اپنی اور اپنے پیارے حبیب بے چین دلوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و سچی محبت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

حمد میں کیسے کہوں اللہ تعالیٰ کی رضا سے پہلے
میرے ماتھے پہ پسینہ ہے ثنا سے پہلے

تم نہیں جانتے میرے اللہ تعالیٰ کی رحمت
سجدوں میں پڑا رہوں ہر التجاء سے پہلے

خالق کا ذروہ در دولت ہے جہاں شام وسحر
بھیک ملتی ہے فقیروں کو صدا سے پہلے

دنیا کی محبت نہ رہے دل میں میرے مولا
تو اپنی ولایت کی خیرات دیدے ہر دعا سے پہلے

اور تو کچھ نہیں مانگتا میرے مولا تجھ سے
اک جھلک روضۂ اقدس کی ہو قضا سے پہلے

مجاہد کی آنکھوں سے رواں ہوں آنسو تیرے خوف سے مولا
ہو گی تیری یہ عنایت ہر آہ وبقا سے پہلے

Marfat.com

نعت شریف

وہ بھی دن آئے گا میں مدینے میں جاؤں گا
کرنے روضے کا دیدار میں مدینے جاؤں گا

کچھ لوگ نگاہوں سے وہ در چوم لیتے ہیں
میں نظریں جھکا کے مدینے میں جاؤں گا

کیا غم ہے کہ جکڑے ہوئے ہیں دوری کی زنجیر
مل جائے گی اک دن سعادت میں مدینے جاؤں گا

مجھے یقین ہے کہ کرم کریں گے میرے آقا (ﷺ) مجھ پر
کہتا ہے میرا ایمان میں مدینے جاؤں گا

ہو گا اس وقت کرم گناہ گار مجاہد پر
جس وقت آنکھیں نم دل شرمندہ میں مدینے جاؤں گا

Marfat.com

(کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله (ﷺ)
وعلی آلك واصحابك یا حبیب الله (ﷺ)
الصلوٰة والسلام علیك یا نبی الله (ﷺ)
وعلی آلك واصحابك یا نور الله (ﷺ)

Marfat.com

درود شریف کی فضیلت

''نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''
جو مجھ پر دن میں سو مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی (سو 100) حاجات پوری فرمائے گا ان میں سے تیس دنیا کی اور ستر آخرت کی''

(کنز العمال ج 1 ص 255 رقم الحدیث 2229)

سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان عظیم ہے کہ ہمیں نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور دنیا میں رہنے وثواب اکٹھا حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔ لہٰذا امت مسلمہ کو چاہئے کہ حضور پُر نور شافع منشور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھے کیونکہ اس سے دنیاوی واخروی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ اور بروز قیامت جہنم کی آگ سے چھٹکارا حاصل ہو گا اور شہداء کے ساتھ اسے رکھا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تحقیق

جب تک انسان نفس کی محبت میں مبتلا رہتا ہے تب تک اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی لذت اسے حاصل نہیں ہوتی۔ اگر حقیقتاً محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنی ہو تو وفا کرنا ضروری ہے اور وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔ جن امور سے منع فرمایا ان سے بغیر قیل وقال کے رک جائے اور جن امور کا حکم فرمایا اسے دل وجان

Marfat.com

سے سرانجام دے۔ اسے وفا مع الاطاعت کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا قرآن سے ثبوت

اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی اطاعت کا حکم فرمایا وہاں پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمام امت مسلمہ پر ایسے لازمی وضروری ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (پارہ: 5 سورہ النسآء آیت نمبر: 59)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبان امر ہیں ان کی (اطاعت کرو)''

اس آیت میں اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فرمایا گیا ہے اور اولی الامر سے پہلے اطیعو کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اس کا پہلے اطیعوا پر عطف کیا گیا تا کہ ان کی اطاعت بالتبع ہو۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مستقل اطاعت ہے اور رسول کی بھی مستقل اطاعت ہے اور علماء اور حکام کی مستقل اطاعت نہیں ہے جب ان کے احکام اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق ہوں تو ان کی اطاعت ہے ورنہ نہیں ہے۔

اس کی مثال یہ ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنا دیا۔ اس نے آگ جلائی اور لشکر سے کہا اس میں داخل ہو جاؤ، بعض لوگوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا دوسروں نے کہا ہم آگ ہی سے بھاگ کر (اسلام میں) آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو جن لوگوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس آگ ہی میں رہتے اور

Marfat.com

دوسروں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔اطاعت صرف نیکی میں ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۴۰)

شان نزول

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے۔ اسی لشکر کے ایک سپاہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ جس مقام پر حملہ ہونا تھا وہاں کے باشندوں کو حملے کی خبر ہوگئی۔ وہ لوگ اپنا مال لیکر راتوں رات بھاگ گئے اور وہ علاقہ خالی ہوگیا۔ صرف ایک شخص باقی رہ گیا جو رات کے اندھیرے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا اس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اس کی قوم بھاگ گئی ہے اور وہ صرف تنہا رہ گیا ہے لیکن اس کا اسلام لانا مفید ہوگا یا نہیں؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا اسلام تجھ کو نفع دے گا لہٰذا تو اطمینان سے رہ، میں ضمانت دیتا ہوں، وہ شخص مطمئن ہوگیا۔ صبح جب لشکر اسلام نے اس بستی پر حملہ کر لیا تو سوائے اس شخص کے کسی کو نہ پایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو تمام صورت حال سے آگاہ فرمایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر لشکر میں ہوں۔ امان کا حق مجھے ہے۔ اس پر حضرت خالد اور عمار رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہوگیا جب یہ دونوں حضرات مدینہ طیبہ پہنچے تو معاملہ دربار رسالت میں پیش ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا اور اس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو امان نہ دیا کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر یہ آیت نازل ہوئی: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عمار جیسے غلام کو میرے مقابلہ کی اجازت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عمار کو برا کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو برا کرے۔ جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت سے فیصلہ لے کر چلے۔ حضرت

Marfat.com

خالد رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے اور دامن پکڑ کر لیٹ گئے اور ان کو راضی کر لیا۔

(تفسیر حسنات 777/1) (تفسیر ابن کثیر 678، 679 جلد 1)

آیت نمبر۲: "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؀" (سورة النساء: 69/4)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

شان نزول

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت محبت تھی حتیٰ کہ ایک ساعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی گوارہ نہ تھی۔ ایک بار غمگین حاضر خدمت ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ چہرہ کا رنگ متغیر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی۔ عرض کیا یا رسول! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو پریشانی اور وحشت ہو جاتی ہے۔ اس نقشہ کو جب آخرت میں دیکھتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پا سکوں گا۔ اس لئے کہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا میری وہاں کس طرح رسائی ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی تحت الآیہ)

جس میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو تسلی دی گئی کہ باوجود فرق مراتب ومنازل فرمانبرداروں کو معیت کا شرف حاصل ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی بشارت دی اور فرمایا

المرء مع من احب

صحیح البخاری، کتاب الادب، رقم الحدیث 6170، 6169، 6168 جلد 4

Marfat.com

''یعنی ہر شخص آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔''

امام مقاتل فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ گھر میں تشریف لے جاتے ہیں تو مجبوراً ہم کو بھی گھر جانا پڑتا ہے۔ نہ بچے ہمیں اچھے لگتے ہیں نہ گھر بار جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلیں ہم کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ کے شان نزول میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے میرے اہل و مال سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو صبر نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ آپ کی بارگاہ میں آکر آپ کے رخ انور کا نظارہ کرتا ہوں اور میں اپنی موت اور آپ کے وصال باکمال کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے معلوم ہے کہ آپ جب جنت میں تشریف لے جائیں گے تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو آپ کے دیدار سے محروم رہوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ (ومن یطع اللہ والرسول) الایۃ نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور یہ آیہ کریمہ پڑھ کر اسے سنائی اور لکھتے ہیں کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا اور مسلسل آپ کے رخ زیبا کا ہی نظارہ کر رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تیرا کیا حال ہے؟'' تو عرض کرنے لگا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان میں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں کیونکہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اور فضیلت کا مقام عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الاول فصل فی لزوم محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص 247)

اقول

اس آیت کریمہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عشق و محبت و اطاعت کا پتہ چلتا ہے۔ اگر ان کے دلوں میں کچھ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی۔ جن کی محبت

Marfat.com

میں ہر وقت بے چین و بے قرار رہتے تھے۔ کیا دنیا کی زندگی یا آخرت سب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ تھی۔ وہ جگہ وہ گھڑی اچھی معلوم نہیں ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات موجود نہ ہو۔ ان کی محبت کا تقاضا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے جس کسی کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگئی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن گیا۔ ان کی دلجوئی میں اپنا کلام نازل فرمایا۔

اور پھر اس آیت کریمہ میں اطاعت کا ذکر ہوا اور اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے نہ فرمائی گئی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی ذکر کیا گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو بھی لازم قرار دیا۔ لہٰذا وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

حضور ﷺ سے بوجہ وفا توبہ قبول

آیت نمبر 3

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝ (سورۃ النساء:4:64)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول اس کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

شان نزول (1)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ پہاڑوں سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں

Marfat.com

آب رسانی کرتے ہیں۔اس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک انصاری کا تنازعہ ہو گیا۔مقدمہ بارگاہِ رسالت میں پیش ہوا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کوانصاری کے ساتھ احسان کرنے کی ہدایت فرمائی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ حکم دے دیا کہ زبیر اپنا باغ سیراب کر کے پانی روک لو۔بتقاضۂ انصاف تم ہی بوجہ قرب کے مستحق ہو۔(تفسیر خازن:1:555)

شانِ نزول نمبر (2)

حضرت ابوبکر عاصم فرماتے ہیں کہ کچھ منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی نیت کی۔ جب یہ لوگ بری نیت سے حاضر ہوئے تو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مہاجرین وانصار کا مجمع تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''کچھ لوگ اس مجلس میں بری نیت سے آئے ہیں جس میں کامیاب نہ ہوسکیں گے وہ کھڑے ہو کر اخلاص سے اپنے رب کے حضور توبہ کریں۔ہم بھی دعائے مغفرت کریں گے۔ پھر دوبارہ ارشاد فرمایا۔پھر بھی یہ لوگ نہ اٹھے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر محفل سے نکل جانے کا حکم دیا۔یہ بارہ تھے۔انہوں نے معذرت چاہی۔ان کی توبہ قبول نہ ہوئی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(تفسیر الحسنات:1:783)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہ بارگاہ ہے جو ایمان والا آیا اور بخشا گیا اور گناہوں کی بخشش کے لئے حاضری کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ظاہری حیات مبارکہ کے لئے نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے ظاہری پردہ کرنے کے بعد قیامت تک جو ایمان والا بھی اس بارگاہ میں حاضری دے گا اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے ظاہری پردہ کے بعد اعرابی کی بخشش کرانا

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ کے تین روز بعد روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور قبر مبارک کی خاک اپنے

Marfat.com

سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ نے فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور بخشش مانگنے حاضر ہوا ہوں۔ تو اب آپ ہی میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی۔ اعرابی جا تیری بخشش ہو گئی۔ (تفسیر ابن کثیر 1:681)

علامہ اثیر الدین اور علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اعرابی نے یہ اشعار کہے

یا خیر من دفنت بالبقاع اعظمہ

خطاب من طیبھن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ

فیہ العفاف وفیہ الجود الکرم

ترجمہ: جن جن کی مبارک ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں اور ان کی خوشبو سے وہ میدان و ٹیلے مہک اٹھے۔ اے ان تمام میں سے بہترین ہستی! میری جان اس قبر انور پر صدقے ہو جس کے ساکن آپ ہیں جس میں پارسائی سخاوت و کرم ہے۔

ممتاز عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق قادری مدظلہ نے ان دو اشعاروں کی اس طرح تشریح کی ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں تو ایک بالکل بیابان علاقہ تھا۔ جہاں آپ تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روضے میں جلوہ فرما ہیں۔ پہاڑی علاقہ جہاں کوئی آب و گیاہ کا انتظام نہیں مگر حضور آپ کی برکات سے آج پہاڑوں سے بھی خوشبوئیں آ رہی ہیں۔ ٹیلوں سے بھی خوشبوئیں آ رہی ہیں اتنی آپ کی برکت ہے میری تو جان قربان ہے اس روضے پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور لفظ کیا بولا (انت ساکنہ) جس کے معنی ہیں آپ ساکن ہیں۔ یعنی صحابی کا عقیدہ یہ نہیں معاذ اللہ

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔اب آپ ختم ہو گئے ہیں۔آپ فوت ہو گئے ہیں۔نہیں نہیں بلکہ اس روضے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساکن ہیں اور ساکن وہ ہوتا ہے جو زندہ ہوتا ہے جو زندہ نہیں ہوتا اس کو ساکن نہیں کہتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا پر ظاہری ان مکانوں میں ساکن تھے اور اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قبر میں ساکن، حیات کے ساتھ جلوہ گر ہیں بلکہ وہ حیات جو ہے دنیا والی حیات سے بھی اعلیٰ ہے اور کہا کہ یہ وہ روضۂ انور ہے کہ جہاں عفاف ہے۔الحمد للہ ہر طرح کی عفت، پاک دامنی اور معافی بھی ہے اور جود و کرم بھی ہے۔آج بھی یہاں سے سخاوت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔کرم نوازیاں ہو رہی ہیں۔گویا کہ صحابی نے اقرار کیا کہ یہی نہیں کہ صرف ظاہری حیات میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل ہوتا تھا بلکہ آج بھی پردہ فرمانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں۔

(درحبیب کی حاضری جنت کی ضمانت ہے ص 13، 14)

اس حدیث کو سب راویوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(''تفسیر نسفی'' مصباح الظلام ص 22، 23)

سبحان اللہ!

صحابی رسول کا کیسا پختہ اور ایمان والا عقیدہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے ہم مغفرت کی بھیک منگوا سکتے تھے وہ مجھے اب بھی ملے گی۔

صحابی رسول کی کیسی عظیم اور ایمان والی وفا ہے کہ آیت کریمہ پر عمل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور مغفرت کی خوشخبری بھی لے لی۔

اس آیت کریمہ میں ایک قانون و طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ قرآن قیامت تک کے لئے ہدایت ہے اور قیامت تک جتنے لوگ معافی و مغفرت مانگیں گے قبول ہو گی۔

توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں

اس آیت کریمہ میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئیں۔

Marfat.com

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری
(۲) وہاں جا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا
(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا

اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو توبہ قبول ہونے کی امید نہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنے گناہوں کی معافی کرانے کے لئے یہی ایک دروازہ ہے جو بھی اس دروازے پر آیا منہ مانگی مراد پائی۔ اس آیت میں ظلم وظالم زمان ومکان کسی قسم کی قید نہیں۔ کسی قسم کا مجرم آپ کے روضے اقدس پر آ جائے اور (جاءوک) میں بھی یہ قید نہیں کہ مدینہ طیبہ میں ہی آئے بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر ایک کے پاس ہیں۔

(اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ)

اس پر شاہد ہے ہر حالت میں باخبر ہیں لیکن یہ آپ کی مرضی کے ان کے قرب سے فائدہ حاصل کرے یا ان کی نزدیکی کا بے ادب ہو کر درگاہ سے راندہ ہو جائے۔ اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب ورنہ جہاں بھی ہو، جیسے مجرم بھی ہو ان کی بارگاہ میں دلی توجہ سے حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ یقیناً حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گار کی شفاعت فرماتے ہیں جیسا تو یقین رکھے گا ویسا ہی تیرے ساتھ معاملہ ہوگا۔

مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ''تواب'' اور ''رحیم'' اس کے لئے ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یقین رکھے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری ہر حالت سے باخبر ہیں۔ اپنے گناہوں کی شفاعت کا عرض کرے، صوفیا کرام فرماتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آ جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو رحمت پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری لاپرواہی، بے ادبی اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

غضب کو دعوت دینا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ فرمایا ساٹھ (60) مسکینوں کو کھانا کھلا دو، یا ساٹھ روزے رکھ لو۔ عرض کی یا رسول اللہ مسکینوں کو کھلانے کی طاقت نہیں، نہ ہی روزے رکھ سکتا ہوں ایک پورہ نہیں ہوا ساٹھ کیسے پورے کروں گا؟ ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں ایک شخص کھجور کی ٹوکری لے کر بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجرم کہاں ہے۔ عرض کی غلام حاضر ہے۔ فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ۔ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ عرض کی یا رسول اللہ! اگر مجھ سے زیادہ غریب نہ ہو تو فرمایا جا اپنے گھر میں جا کر بچوں کو کھلا دو تمہارا کفارہ ہو گیا۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث 1936: 1/477)

میرے آقا اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیتے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

سبحان اللہ!

صحابی رسول کا کتنا پیارا ایمان تھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر بارگاہ رحمت میں حاضر بھی ہوا تو اپنے روزے کا کفارہ ہو گیا۔ پھر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ جیسا تو کوئی غریب نہ ہو گا۔ میرے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو کھلا دینا یہ ہی تمہارا کفارہ ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفا

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفا یہ ہے کہ قرآن کی آیت پر عمل کرتے ہوئے کہ رسول کے پاس حاضر بھی ہوں اور رسول ان کی شفاعت بھی فرمائیں۔ تو یہ عقیدہ رکھ کر

Marfat.com

اطاعت کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ پندرہ سال فالج کے مرض میں مبتلا رہے۔ایک دن بارگاہ رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصیدہ لکھ کر شفا کے لئے عرض کیا۔عرض کی دیر تھی شفا ہوگئی۔(شرح الخرپوتی علی الردہ:ص:3)

معلوم ہوا کہ شفا مانگنے کے لئے یا گناہوں کی معافی کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونا ضروری ہے جہاں کہیں ہو مشرق میں ہو یا مغرب میں شمال میں ہو یا جنوب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر جگہ ہر آن موجود ہیں۔اپنے دل کی توجہ اس محبوب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کرے تو بیڑا پار ہے۔اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ اگر ملتی ہے تو بوجہ وفاء مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
جلائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
تماشہ تو یہ ہے کہ جنت کو دیکھو
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

آیت نمبر۴:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اللہ تعالیٰ سے وفا ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (سورة النساء: 80/4)

ترجمہ:"جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔"

شان نزول

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری اطاعت کی

Marfat.com

اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اس پر بعض منافقین نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں نے رب مانا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن: 563:1)

فائدہ

اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مخلوق میں کسی کی اطاعت کرنا ضروری نہیں۔ اگر ماں، باپ، استاد، عالم شیخ وغیرہ کی اطاعت کی جاتی ہے تو محض اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فرمانبرداری کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بعد میں دیگر کی۔

اطاعت الٰہی سے پہلے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا پہلے ذکر کیا گیا اور شرط بنا کر بیان کیا گیا اور اطاعت الٰہی کو جزبنا کر بعد میں ارشاد فرمایا اور حقیقت بھی یوں ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مسلمانو! تم پر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اور قرآن کی یہ آیت (ہم پر) نازل فرمائی'' پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانیں گے یہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی پھر نماز ادا کی اور یہ نماز ادا کرنا اطاعت الٰہی ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا بوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہ کرنا

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وہ دوسرا نکاح کر لیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''علی کو اس کی اجازت نہیں کہ دوسرا نکاح کریں اگر وہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دے دیں پھر دوسری شادی کر لیں۔''

غور فرمایئے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

(سورۃ النساء:3/4)

ترجمہ:''تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں اور دو دو اور تین تین اور چار چار''

مگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے میں دوسرا نکاح حرام۔

اس جگہ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ابن ابی داؤد نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر دوسرا نکاح کرنا حرام فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے''جو میرے رسول تمہیں دیں تو اسے لے لو اور جس سے میرے رسول تمہیں روکیں تو رک جاؤ''(الحشر:59:7)

پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح جائز نہ رہا مگر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

(الفصل الاول برقم 6139، 293/11)

اسی جگہ''مرقاۃ''میں شرح صحیح مسلم کے حوالے سے مذکور ہے کہ

''یعنی اس میں بہرحال اور بہر وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے حرام ہونے کا ثبوت ہے اگرچہ وہ ایذا ایسے فعل سے پیدا ہو کہ جس کی اصل مباح ہو اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص سے ہے۔(بحوالہ مذکورہ مرقاۃ المفاتیح: کتاب المناقب)

اس سے معلوم ہوا کہ ایذاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام ہے اگرچہ کسی حلال فعل

Marfat.com

سے ہی ہو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ تھی کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا اور اس پر ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر بڑے عذاب سے ڈرایا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو بجالانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نہی (ممانعت) سے اجتناب کرنا اور بچنا فرض ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مجھ سے وفا اللہ تعالیٰ سے وفا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

(صحیح البخاری: کتاب الاحکام رقم الحدیث 7137، 374/4)

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے وفا کرنا ہے۔ اور وفا سے مراد اطاعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو حکم دیا ہے اسے بجالایا جائے یہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کا وہ قول نقل فرمایا جب کہ طبقات جہنم میں ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا۔ اس وقت کفار کہیں گے۔

(یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝)(سورۃ الاحزاب)

”ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔“

پس کفار ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تمنا کریں گے جب کہ ان کی یہ تمنا کوئی نفع نہ دے گی۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: ص 239)

Marfat.com

لہٰذا مسلمانو!

وفا کا تقاضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے کیونکہ اس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں عذاب الٰہی سے نجات ہے۔

آیت نمبر۵:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا حکم ماننا ہے

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

(سورۃ النساء:4:65)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

شان نزول

اس آیت کا شان نزول گزشتہ آیت (ولو انھم اذظلموا) ہے لیکن کچھ حضرات یہ بھی فرماتے ہیں ایک منافق اور یہودی میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ فیصلہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ اس پر منافق راضی نہ ہوا۔ منافق پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیصلہ لے گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس پر بھی منافقن راضی نہ ہوا پھر فیصلہ کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور جھگڑا کا سبب منافق نے بیان کیا۔ اس پر یہودی نے عرض کی جناب اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے لیکن یہ اس پر راضی نہیں ہوا۔ اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھہرو! میں ابھی فیصلہ

Marfat.com

کر دیتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر منافق کی گردن پر ماردی فرمایا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ کرے۔ اس کے حق میں عمر کا یہی فیصلہ ہے۔

(تفسیر بغوی:1:555)

اس آیت کا پہلا کلمہ (فلا وربك) اے محبوب! تمہارے رب کی قسم اس قدر پر لطف ہے کہ پڑھ کر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ رب نے اپنی قسم بیان فرمائی مگر اپنا نام ارشاد نہیں فرمایا یعنی واللہ یا رحمٰن نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنا ذکر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ فرمایا کہ اے پیارے تیرے رب کی قسم! اے محبوب ہمیں تمہارے پروردگار کی قسم قربان جائیں کیا کلام ناز ہے اور کیا نرالا انداز ہے۔ اس ناز والے محبوب کے صدقے ان کے رب کریم کے قربان۔ گویا بتایا جا رہا ہے کہ اگر میں کسی کا رب ہوں تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے، وہی میری توجہ کا مرکز، تمام کائنات کو وجود عطا فرمانے کا ذریعہ یہی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کلام کا لطف وہی پائے گا جو محبت کی چاشنی چکھ چکا ہو کیونکہ بغیر محبت کے محبت و پیار کی باتیں سمجھ نہیں آیا کرتیں۔ سچ تو یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت ہی کا نام عبادت ہے یہی شہادت ہے یہی ریاضت ہے۔

اس آیت کریمہ میں اطاعت کا ذکر فرمایا گیا۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ جو کچھ میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیں اس پر عمل کریں اور اس میں قیل وقال نہ کریں۔ یہی وفا کا تقاضہ ہے۔

آیت نمبر ۶:

حضور ﷺ سے وفا فرمانبرداری ہے بعد میں اللہ تعالیٰ دوست رکھے گا

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ آل عمران :3: 31)

اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار

Marfat.com

ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شان نزول

کلبی نے ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے جب کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ مقابل بن سلیمان نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ ہم اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہیں۔ تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ محمد بن اسحاق نے "مغازی" میں محمد بن جعفر ابن الزبیر سے بیان کیا کہ یہ آیہ کریمہ نجران کے انصاری کے بارے میں نازل ہوئی وہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا ہم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی تعظیم کے لئے حضرت مسیح کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ ابن جریج نے کہا کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور کہا کہ اے محمد! ہم اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اتباع و پیروی کو اپنی محبت کی نشانی بنا دیا۔ (العجاب فی بیان للاسباب برقم 191، 678/2)

اور ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے ہوئے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش! خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل (علیہما السلام) کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(العجاب:678/2)

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ وفا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازمی وضروری ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وفرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرے یہی محبت کی نشانی ہے۔(صحیح بخاری کتاب الاحکام برقم 374:4/7137)

پر ہے

''جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی''

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی اللہ تعالیٰ سے بے وفائی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

لہٰذا وفا کا تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل وجان سے اطاعت کی جائے۔ اس میں قیل وقال نہ کی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے والا ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بے شک میری مثال اور اس کی مثال جسے دیکر اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ایک آدمی کی مانند ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور پھر اس نے کہا اے میری قوم! میں نے ایک بہت بڑا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے (جو تم پر حملہ کرنے والا ہے) اور میں کسی رکھ رکھاؤ کے بغیر عریاں خبردار کرنے والا ہوں اپنا بچاؤ کرلو اپنا بچاؤ کرلو۔ پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور منہ اندھیرے نکل کھڑے ہوئے۔ پس وہ اطمینان سے وہاں سے روانہ ہو گئے تو وہ (اس لشکر کے حملے سے) نجات پا گئے۔ اس آدمی کی قوم کے ایک گروہ نے اسے جھٹلایا اور اپنی اسی جگہ پر رہے تو صبح کے وقت اس لشکر سے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی جڑیں کاٹ دیں۔ پس یہ مثال اس خوش نصیب کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں حق لے کر آیا ہوں اس کی اتباع کی اور یہ اس شخص

Marfat.com

کی بھی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو میں حق لے کر آیا اس کی تکذیب کی۔

(صحیح بخاری: رقم الحدیث 7283: جلد: 4 ص: 2274)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے والا جنت میں داخل ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا مگر وہ جس نے انکار کر دیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

(صحیح بخاری: رقم الحدیث: 7280 جلد 4 ص: 2273)

وفا کرنے والا ہمیشہ ہدایت پر رہے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا اور خطبہ کے دوران فرمایا! بے شک میں تم میں وہ کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ تم اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو تو ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔

(المستدرک للحاکم جلد: 1، صفحہ: 93)

دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں تم ان دونوں پر عمل کے بعد گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری میری سنت (یہ دونوں لازم وملزوم ہیں) اور یہ میدان محشر میں حوض کوثر پر وارد ہونے تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

(المستدرک للحاکم: جلد 1: صفحہ: 93)

سنت کے بغیر دین نامکمل ہے

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اے میری امت) میں تمہیں اس حالت میں نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی

Marfat.com

اپنے آراستہ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو کہ میرا کوئی حکم پہنچے یا وہ امر پہنچے جس سے میں نے منع فرمایا ہو تو اس کے جواب میں کہے میں نہیں مانتا۔ ہم نے یہ حکم کتاب اللہ میں نہیں پایا کہ اس کی پیروی کریں۔ (سنن ابن ماجہ جلد: 1، صفحہ: 32)

فائدہ

اس حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ سنت کے بغیر دین نامکمل ہے اور وفا کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر دیوانہ وار عمل کیا جائے اس میں قیل وقال کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حرام کیا ہوا ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے کیا ہو

حضرت مقداد بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلد ہی ایسا وقت آنے والا ہے کہ آدمی اپنے مزین تخت پر گاؤ لگائے بیٹھا ہوگا میری حدیث میں سے کوئی حدیث اسے سنائی جائے گی تو جواباً (میری حدیث کو غیر اہم سمجھتے ہوئے) کہے گا ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) موجود ہے پس اس قرآن میں جو حلال امور ہم نے پائے۔ انہیں ہم نے حلال جانا اور جو حرام امور پائے انہیں ہم نے حرام پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سن لیجئے! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ (سنن ابن ماجہ جلد: 1، صفحہ: 31)

فائدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔ اس حدیث مبارکہ میں وفا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے اسے حلال جانے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی ہے اسے حرام جانے تو تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہوگی ورنہ ذلیل وخوارت ہوگی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفا

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہی وہ عظیم برگزیدہ ہستیاں ہیں جو خالق کون ومکاں کی رضا اور مثل نجوم ہونے کی اسناد سے سرفراز ہوئے اور یہ مقام ومرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ ان ہستیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اس طرح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ جس سے منع فرمادیا جاتا فوراً قدم روک لیتے۔ جنگ کی پکار پر جانیں قربان کر دیں۔ انہوں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع ومحبت وعشق میں رشد وہدایت کے ایسے چراغ روشن کیے جن کی ضیاء تا قیام قیامت ماند نہ پڑے گی۔ ان کی روشنی میں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے نشان منزل پائیں گے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی کہ اپنے خون سے چمنستان اسلام کی آبیاری کی۔ اس دین کی جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے جو دین فطرت ہے جو مکمل، اکمل۔ جو ہر دور کے تقاضوں پر پورا اترتا ہے جو کسی ترمیم سے بالاتر ہے جو برائیوں کا قاطع اور جنتوں کا خرام لئے ہوئے ہے جس پر گامزن ہونے سے اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی وخوش ہوتا ہے۔

ان خوش نصیب ہستیوں نے سب سے بڑی وفا یہ کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کیا۔ جو ہم تک پہنچی ہیں۔ لاکھوں میل سفر کیے۔ بھوک وپیاس برداشت کی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جب وفا کی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر چھما چھم برسنے لگی اور ان کی دلجوئی اور ان کے مقام کی بلندی وجنت کی خوشخبری پر آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دنیا سے پردہ فرمانے تک اسلام کا پرچم لہرایا اور بلند کیا جب سارا کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

ہائے افسوس!

مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم

Marfat.com

فرمایا کہ تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان پر عمل کرنے کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ یہی تو وجہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن وسنت کو چھوڑ کر اپنے طریقے اپنانے لگے ہیں اور ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی وفا کی تھی کہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور اس دین کو پھیلانے کے لئے بھوک و پیاس برداشت کی لیکن پھر بھی دین کو نہیں چھوڑا۔ اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذراسی تکلیف پر تڑپ اٹھتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ ہر حال میں اپنے نفوس اور قیمتی متاع کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں قربان وفدا کر دیتے تھے۔ جان کا نذرانہ پیش کرنا تو ان کے لئے حقیر سا تحفہ تھا۔ حالات جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے۔ ہر کوئی اس تمنا کا اظہار کرتا تھا کہ اس حال میں میرے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے مگر ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ مقدس صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا مرتے دم تک کرتے گئے۔ یہ اس اہل ہیں کہ ان کی منقبت ومدح وستائش میں محبت وعقیدت واحترام کے نغمات اور پھول بکھیرے جائیں۔ ان کا اسم پاک ادب سے لیا جائے کیونکہ محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ کمال صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے۔ یہ عاشقان باصفا محبت وعشق اور وفا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مقام پر پورے اترے۔ پھر ان سے کیوں نہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔ یہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو بہ دل وجان اپنانے میں حریص تھے۔ یہ کفار پر شدید اور باہم بے حد رحم دل ونرم تھے۔ یہ جب آپس میں ملتے تھے تو ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مثل ماہی بے آب رہتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر وفراق میں اشکبار رہتے تھے۔ یہ مقدس ہستیاں ایک حدیث مبارکہ کی سماعت کرنے کے لئے میلوں پیادہ

Marfat.com

یا سواری پر سفر کرتے تھے اور اسے حرز جان بناتے تھے۔ یہ برگزیدہ نفوس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین محب وعشاق تھے جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ پس رب کریم نے ان کو اہل تقویٰ اور تمام مخلوق پر فضیلت بخشی تاکہ وہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ساتھی بنیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قائد اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سردار اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون تھے۔ ہر شے میں ان کے لئے مقتدا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال احوال کو جانیں تاکہ ان کو بجالا سکیں۔ اگر حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صراحتاً اپنے قول مبارک کے ذریعے اتباع کا حکم نہ بھی دیتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان تب بھی اتباع کرتے تھے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق محب وعاشق تھے بلکہ ان کے عملی اتباع کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہی کافی تھا۔ اس کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی اور شے کی ضرورت نہیں تھی۔ جب وہ دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل کیا ہے تو وہ اسے کر گزرتے کسی اور وجہ سے نہیں صرف اس لئے کہ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی علت وحکمت سے آگاہی بھی ضروری نہیں خیال کرتے تھے۔ وہ اپنے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام واکرام، توقیر ووقار محبت وعشق لازم وفرض سمجھتے تھے۔ لہٰذا یہ معتبر وقابل احترام ہستیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے میں بے حد آگے تھیں۔ کوئی لمحہ وفا سے خالی نہیں گزرا۔

ایک روز کسی نے سیدنا حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کیسے تھے۔
سنا تو ان کے چہرے پر محبت کی روشنی پھیل گئی اور فرمایا
''میرے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین رضوان اللہ علیہم میں چھ باتیں تھیں۔''

Marfat.com

اوّل: حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی پیوند خاک نہیں ہونے دیتے تھے بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا لیتے تھے۔ وہ اس طرح پانی بطور تبرک حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے تھے کہ دیکھنے والا محسوس کرتا تھا کہ ان میں لڑائی ہوگئی ہے۔

دوم: رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن مبارک اپنے چہرے پر سجا لیتے تھے۔

سوم: سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نیچے گرنے نہیں دیتے تھے۔

چہارم: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری میں جلدی کرتے تھے اور کسی قسم کی تاخیر نہیں کرتے تھے۔

پنجم: ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں خاموش و مؤدب بیٹھتے تھے۔

ششم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے۔

یہ فرمانے کے بعد قدرے توقف سے ارشاد فرمایا۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و طاقت فقط عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ اس عارضی زندگی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔

یہی تو وجہ ہے کہ جب ہر فعل و قول میں وفا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شان و عظمت قرآن میں بیان فرما دی۔

اللہ تعالیٰ کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر وفا کا انعام

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہر قول و فعل، انداز و اطوار، نشست و برخاست، سفر و حضر، اخلاق و کردار، میل ملاقات اور معاملات و تعلقات میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا گہرا رنگ جھلکتا تھا۔ آپ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ برابر تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ جب محسوس ہوا

Marfat.com

کہ یہ صورتحال سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند خاطر نہیں تو بے چین و مضطرب ہو جاتے تھے اور صورت حال کو دور کرنے کے لئے سختی سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ محبوب سے جس قدر محبت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا ادب واحترام و تعظیم بھی اسی قدر ہوتی ہے۔ محبت کو پرکھنے کا یہی پیمانہ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے کا یہ عالم تھا کہ تازیست منبر پر اسی جگہ نہیں بیٹھتے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے برس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ابھی اتنا ہی کہا تھا (قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الاوّل) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال جب خطبہ دینے کھڑے ہوئے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سانحہ یاد آ گیا اور بلک بلک رونے لگے۔ سنبھل کر پھر خطبہ شروع کیا لیکن پھر ہچکی بند ہوگئی۔ آخر تیسری بار ضبط سے کام لے کر خطبہ تمام کیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اتنی تھی ایک دن اچانک پہلا معرکہ حق و باطل میدان بدر میں برپا ہوا۔ ایک طرف کفار قریش کا اژدھام تھا اور دوسری طرف اسلام کے دامن سے وابستہ کل تین سو تیرہ نفوس قدسی تھے۔ بوڑھے آسمان نے یہ سماں کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ میدان کارزار میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ صاحبزادہ عبدالرحمان سے تھا۔ عتبہ کے مقابل اس کا فرزند حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کا ماموں برسرپیکار تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ خون میں نہا گیا۔ اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ جنگ میں مصروف تھے لیکن دھیان اپنے محبوب آقا مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری سے غافل نہ تھے۔ ایک مرتبہ ردائے مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ اقدس سے گر گئی۔ جب دیکھا تو فوراً تڑپ کر آئے اور اٹھا کر شانہ اقدس پر رکھ دی اور پھر رجز پڑھتے ہوئے غنیم کی

Marfat.com

صف میں گھس گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمان جب اسلام سے وابستہ ہو گئے تو انہوں نے اپنے والد سے عرض کی "غزوہ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں کئی بار آئے مگر میں نے اعراض کیا اور آپ کو شہید نہ کیا" اس پر ارشاد فرمایا "بیٹا اگر اس وقت تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں ضرور تمہیں قتل کر دیتا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں محبت پدری کی قطعاً پرواہ نہ کرتا۔ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کہتے ہیں کہ باپ جنگ میں بیٹے کو قتل کرنے پر کبھی عار محسوس نہ کرتا اگر تلوار کی زد میں آجاتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دل و جان سے محبت تھی۔ اسی لئے سب کچھ قربان کر دیا۔ کچھ بھی باقی نہیں رکھا۔ ایک دفعہ جنگ کے موقع پر گھر کا سارا مال لے کر آئے حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میرے والد محترم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کی دیواروں کو بھی ہاتھ لگا کر دیکھتے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ اگر سوئی رہ گئی ہو تو وہ بھی کاشانہ اقدس میں لے جاؤں۔ آپ نے گھر کا سارا سامان لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر کر دیا۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو، عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ تھی وفا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ گھر کا کچھ بھی باقی نہ رکھا اور نہ ہی چھپایا نہ ہی محبوب رکھا بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر کر دیا۔ اسی کو وفا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے دل میں کسی غیر کی محبت نہ ہو سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ سارا کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے۔ جب راضی ہو گئے تو دنیا میں بھی ساتھی رہے اور دنیا میں پردہ کرنے کے بعد بھی اب ساتھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ

Marfat.com

مقام عطا فرمایا کہ قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں آیات کریمہ نازل فرمادیں۔
اب میں آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان وفضائل پر آیات کریمہ اتاریں۔

آیت نمبر ۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝"

(سورۃ الزمر: پارہ:24، آیت:33)

ترجمہ: "اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔"

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ صدق کو لانے والے سیدنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مراد ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی تھی اور جو سب سے پہلے تصدیق کرنے والا ہو وہی سب سے افضل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت سے مراد لینا زیادہ راجح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کم سن تھے۔ جیسے گھر میں کوئی بچہ ہوتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلام کو، کوئی زیادہ قوت اور شوکت حاصل نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے تھے اور معاشرہ میں ان کی بہت عزت اور وجاہت تھی اور جب انہوں نے سیدنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی تو اس سے اسلام کو بہت زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی۔ اس لئے اس آیت میں (وصدق بہ) سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مراد لینا زیادہ راجح ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 9 ص 452 دار احیاء التراث العربی، بیروت 1415ھ)

Marfat.com

آیت نمبر۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (پارہ: 10 سورہ التوبہ: آیت 40)

صرف دو جان سے جب وہ دونوں نماز میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفا پر دلالت کرتی ہے کہ

امام ابن ہشام فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو نماز میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کو ٹٹول کر دیکھا کہ اس میں کہیں سانپ یا بچھو تو نہیں ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے اثر سے محفوظ رکھیں۔

(سیرت ابن ہشام ج2 ص99 دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

امام ابو جعفر احمد، المحب الطبری التوفی 694ھ لکھتے ہیں

ابن السمان نے کتاب الموافقہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور اس میں جو سوراخ بھی دیکھا اس میں اپنی انگلی داخل کر دی حتیٰ کہ ایک بڑا سوراخ دیکھا اس میں رات تک اپنی ٹانگ داخل کر دی پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب آپ غار میں آجائیے! میں نے آپ کے لئے جگہ تیار کر دی ہے۔ (الی ان قال) رات بھر سانپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ٹانگ میں ڈنگ مارتے رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑی تکلیف میں رات گزاری۔ صبح کو انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ کی پوری ٹانگ سوجی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سانپ کے ڈنگ مارنے کا اثر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی۔ میں نے آپ کی نیند کو خراب کرنا ناپسند

Marfat.com

فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کے جسم کا سارا درد جاتا رہا اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج 1 ص 102 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات کی عظمت اور خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ثور میں پہنچے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پہلے غار میں داخل نہ ہوں پہلے میں داخل ہوتا ہوں تاکہ اگر اس میں کوئی مضر چیز ہو تو اس کا ضرر مجھے لاحق ہو نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں داخل ہوئے تو اس میں بہت سوراخ تھے۔

انہوں نے اپنی چادر پھاڑ کر وہ تمام سوراخ بھر دیئے دو سوراخ باقی رہ گئے تو انہوں نے ان پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔

سانپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیر میں ڈنک مارنے شروع کر دیئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اے ابوبکر! کیا ہوا؟ عرض کی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں مجھے سانپ نے ڈس لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیر پر لعاب دہن لگایا تو ان کی تمام تکلیف دور ہو گئی۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج 1 ص 104 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین (دو میں سے دوسرا) فرمایا ہے اور دین کے اکثر مناصب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے۔ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عثمان بن عفان رضوان علیہم اجمعین کو دعوت اسلام دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اسلام کی دعوت دینے اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ثانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اس طرح ہر غزوہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ اس طرح وہ غزوات میں بھی ثانی اثنین ہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا۔ پس امامت میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ثانی اثنین ہیں اور جب آپ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قیام فرمایا۔ اس طرح وہ قبر میں بھی ثانی اثنین ہیں اور حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے قبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھیں گے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: 3692)

اور جنت میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے اور امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوں گے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 4652)

خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغ دین میں، ہجرت کرنے میں، مغازی میں، امامت میں، امارت میں، قبر میں، حشر میں، دخول جنت میں، تمام اہم دینی مناصب میں اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے یعنی جب غمگین ہوئے تب فرمایا اور اس ساتھ سے حفاظت اور نصرت کی معیت مراد

Marfat.com

ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حفاظت اور نصرت فرمائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی شامل فرمالیا اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

احادیث اور کتب سیر سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی اور غار ثور میں قیام کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر اور ان کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کا غلام عامر بن فہیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک مکہ کی خبریں پہنچانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طعام پیش کرنے میں لگے رہے اور یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے خدام اس خطرے کے موقع پر جان کی بازی لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی اور خدمت اقدس میں مشغول رہے۔

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰـهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

(پارہ 28، سورہ، التحریم آیت: 4)

''تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک ایمان والے۔''

اس آیت میں مولیٰ کا لفظ ہے اس کا مادہ ولی ہے، علامہ راغب اصفہانی ولی کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ولی کا لفظ قرب مکان کے لئے استعمال ہوتا ہے، ورنسب، دین دوستی، مدد اور اعتقاد کے قرب کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے اور ولایت کا معنی ہے کسی چیز میں تصرف کرنا اور ولی اور مولیٰ کا معنی متصرف اور ناصر و دوست ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ کا ولی کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کا ولی ہے اور ان کا مولیٰ ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

''وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰـكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝''

(الحج: 78)

Marfat.com

اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے تھام لو وہی تمہارا مالک ہے سو کیا ہی اچھا مالک ہے۔

اس آیت میں نیک ایمان والے کا لفظ استعمال فرمایا گیا تو نیک ایمان والوں میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہیں لہٰذا فضیلت ثابت ہوئی کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی مددگار تھے۔ جیسے کہ ہجرت کے وقت، جنگوں میں، سفر وحضر میں وغیرہ۔

آیت نمبر۴: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ (سورہ الیل: آیت 17 تا 21)

''اور عنقریب اس دوزخ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال اپنے باطن کو پاک کرنے کے لئے دیتا ہے اور اس پر کوئی (دنیاوی) احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر اس کا مال دینا صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہے اور عنقریب اس کا رب ضرور راضی ہو گا۔''

آیہ نمبر 19 تا 21 کے بارے میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھ یا سات غلاموں کو آزاد کیا تھا۔ ان غلاموں کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کوئی احسان نہیں تھا کہ یہ کہا جائے کہ ان کا بدلہ اتارنے کے لئے ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ان کے آزاد کئے ہوئے غلاموں میں حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ تھے۔

(جامع البیان رقم الحدیث 29034 ج30 ص280 دار الفکر بیروت 1415ھ)

Marfat.com

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جنہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا وہ یہ ہیں۔(۱) حضرت بلال (۲) حضرت عامر بن فہیرہ (۳) حضرت نہدیہ (۴) اور ان کی بیٹی (۵) زنیرہ (۶) ام عیسیٰ (۷) بنو مؤمل کی باندی اور ان کے غلام رضوان علیہم اجمعین خرید کر آزاد کرنے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم ج10 ص3441 رقم الحدیث 19367 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ 1417ھ)

☆ امام ابن ہشام متوفی 218 ہجری اور امام الحسین بن مسعود المتوفی 516 لکھتے ہیں۔

امام محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نام بلال بن رباح تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صادق الاسلام اور طاہر القلب تھے۔ یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب خوب دھوپ گرم ہو جاتی تو امیہ ان کو باہر نکالتا اور ان کو مکہ کی پتھریلی زمین پر لٹا کر گھسیٹتا، پھر بہت وزنی پتھر کو ان کے سینہ پر رکھنے کا حکم دیتا پھر کہتا تم جب تک مرو گے نہیں میں تم کو یونہی عذاب دیتا رہوں گا۔ ورنہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے کا انکار کرو اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی آزمائش کی حالت میں پکارتے "احد احد" (اللہ واحد ہے اللہ واحد ہے) امام محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو عذاب دیا جارہا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے امیہ سے کہا تمہیں اس مسکین کو عذاب دینے سے خدا کا خوف نہیں آتا؟ امیہ نے کہا تم نے ہی اس کا دین فاسد کیا ہے اب تم اس کو جس طرح چاہو اس کو چھڑا لو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے پاس ایک حبشی غلام ہے جو اس سے زیادہ مضبوط اور قوی ہے اور وہ تمہارے دین پر ہے (یعنی مشرک ہے) میں تم کو حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کے بدلہ میں اس کو دیتا ہوں۔ امیہ نے کہا مجھے منظور ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا غلام امیہ کو دیکر اس سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لے

Marfat.com

لیا اور ان کو آزاد کرایا پھر ان کے ساتھ اور چھ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا، جس کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا۔ان کے نام یہ ہیں۔(۱) عامر بن فہیرہ، یہ غزوہ بدر اور احد میں حاضر ہوئے اور بیر معونہ کے دن شہید ہوئے۔(۲) ام عمیس (۳) زنیرہ ان کی بینائی چلی گئی تھی۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو آزاد کر دیا۔قریش نے کہا۔ ان کی بینائی لات اور عزیٰ نے سلب کی ہے۔حضرت زنیرہ نے کہا یہ جھوٹ بولتے ہیں لات اور عزیٰ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔(۵،۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہدیہ اور اس کی بیٹی کو آزاد کر دیا۔ یہ دونوں بنو عبد الدار کی ایک عورت کی باندیاں تھیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے۔ان کو ان کی مالکہ نے لکڑیاں چننے کے لئے بھیجا تھا اور وہ کہہ رہی تھی اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تم دونوں کو کبھی آزاد نہیں کروں گی۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اے ام فلاں ایسا نہ کہو وہ کہنے لگی: ہرگز نہیں! تم نے ہی ان کو خراب کیا ہے۔تم ان دونوں کو آزاد کر دو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کتنے میں؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے میں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان کو خرید لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ (۶) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بنو المؤمل کی باندی کے پاس سے گزرے، اس کو عذاب دیا جا رہا تھا آپ نے اس کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔

سعید بن المسیب نے کہا! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدنے کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ سے کہا تم اس کو فروخت کرو گے؟ اس نے کہا: ہاں! میں اس کو نسطاس کے عوض فروخت کرتا ہوں اور نسطاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور اس کی ملکیت میں دس ہزار دینار اور غلام اور باندیاں اور مویشی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ تو یہ سب مال تمہارا ہو جائے گا۔اس نے انکار کر دیا۔جس وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے ناراض ہو گئے اور جب امیہ نے کہا! میں بلال کو نسطاس کے عوض بیچتا ہوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے اس کو غنیمت جانا اور نسطاس کے عوض حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ اس وقت مشرکین نے کہا، ابوبکر نے جو بلال کو اتنی مہنگی قیمت پر خریدا ہے تو ضرور بلال نے ابوبکر پر کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ اتارنے کے لئے ابوبکر نے بلال کو اتنی مہنگی قیمت پر خریدا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔ (اللیل 19 تا 21)

(السیرۃ النبویہ ج1 ص355، 354 دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ اس روایت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اس پر یہ دلیل ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

"وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ٥" (المائدہ:55)

"اور وہ حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

اور اس آیت میں فرمایا ہے۔

الْاَتْقَى٥ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى٥ (اللیل: ۱۸:۱۷)

"سب سے زیادہ متقی ہے جو اپنا مال زکوٰۃ (پاکیزگی) کے لئے خرچ کرتا ہے۔"

اور اس آیت میں زکوٰۃ دینے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے کی طرف اشارہ ہے اور جب بعض شیعہ علماء نے میرے سامنے یہ دلیل پیش کی تو میں نے کہا۔ میں اس پر عقلی دلیل پیش کرتا ہوں کہ اس آیت کے مصداق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کی تقریر یہ ہے کہ اس "اتقی" سے مراد وہ ہے جو افضل الخلق ہو اور جب اس طرح ہو تو واجب ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ہم نے جو یہ کہا ہے کہ (الاتقی) سے مراد افضل الخلق ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن میں ہے۔

Marfat.com

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط" (الحجرات: 13)

"بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔"

پس اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ جو سب سے زیادہ متقی ہو وہی سب سے زیادہ افضل ہے۔ پس اب ہم کہتے ہیں کہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الخلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور اس آیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر محمول کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ (الاتقی) وہ ہے جس پر کسی کا دنیاوی احسان نہ ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دنیاوی احسان ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے والد سے لے کر ان کی پرورش کی ان کو کھلایا اور پلایا اور پہنایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر دنیاوی احسان کرنے والے تھے جس کی جزا ان پر واجب تھی اور رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر کوئی احسان نہیں تھا بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتے تھے۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہدایت دینے اور دین کی تعلیم دین کے دینی احسانات تھے لیکن ان احسانات کا کوئی امتی بدلہ نہیں دے سکتا نہ ان کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

"قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ" (الفرقان: 57)

"آپ فرمائیے! میں تم سے اس تبلیغ رسالت پر کسی وجہ کا سوال نہیں کرتا۔"

پس واضح ہو گیا کہ اس آیت میں احسان سے مراد دنیاوی احسان ہے اور صرف حضرت ابوبکر ہی ایسے شخص ہیں جن پر کسی کا کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے۔ اس کے برخلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دنیاوی احسان

Marfat.com

ہیں اور جب اس آیت میں (الاتقی) سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں تو پھر متعین ہو گیا کہ اس آیت میں (الاتقی) سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الخلق ہیں۔

(تفسیر کبیر ج: 11، ص: 188، دار احیاء التراث العربی 1415ھ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت احادیث سے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر معاملے میں وفا کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنتی ہونے کی ضمانت عطا فرما دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش خبری سنو! تم دوزخ سے اللہ تعالیٰ کے عتیق (آزاد کردہ ہو) میں کہتی ہوں، اس دن سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق پڑ گیا۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: 3679 جامع الاصول رقم الحدیث 6403)

میرے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا ہوں۔ میں اپنا آدھا مال لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا بچایا ہے۔ میں نے کہا: اتنا ہی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال لے کر آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے ابو بکر! تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ انہوں نے عرض کی میں نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے۔ تب میں نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث 1678)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہر معاملے میں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی مال بھی دے دیا اولاد بھی دیدی حتیٰ کہ گھر کا سارا کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا پھر اس کا انعام یہ ملا کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت دنیا میں بھی رفاقت مزار پُر انوار کے ساتھ بھی رفاقت حاصل ہوگئی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

(الحجرات: 3)

ترجمہ: ''بس وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

براہ ادب وتعظیم شان نزول آیت (یا ایھا الذین امنو لا ترفعوا اصواتکم) کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما اور بعض اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض ومعروض کرتے ان حضرات کے حق میں آیت نازل ہوئی۔

(کنزالایمان تفسیر تحت الآیہ)

آیت نمبر۶: قرآن مجید میں ہے:

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ (الحدید 10)

''تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔''

جب کہ مسلمان کم اور کمزور تھے۔ اس وقت جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مہاجرین وہ انصار میں سے سابقین اولین ہیں ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو بھی ان کے ایک مد کے برابر نہ ہو نہ نصف مد کی مد ایک پیمانہ ہے جس سے جو ناپے جاتے ہیں۔

شان نزول

کلبی نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص جس نے راہ خدا میں خرچ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی۔ (کنزالایمان تفسیر تحت الآیہ)

ان تمام آیات واحادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی کہ سفر وحضر میں ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اسی کی راہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر قربان کر دیا۔ اسی کو اطاعت مصطفیٰ ووفائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ سب کچھ قربان کر دیا پھر مقام یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفا اوران پر اللہ تعالیٰ کا انعام

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت وفا کی۔ حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد اب سید عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تمام تر توانائیاں اور جوش وجذبہ سربلندی اسلام اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کرنے کے لئے تھا۔ قدم قدم پر محبتوں کے گلاب نچھاور کرتے تھے۔ سانسوں کی ڈور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بندھی ہوئی تھی۔ ایک روز بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب تک میں تم کو تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں۔ اس پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اب (درجہ کمال حاصل ہو گیا)

اس گفتگو سے معیار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی روشن ہوا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اور تام ہونے کی شہادت خود حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے دی۔ یہی کمال درجہ ہے یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر کمربستہ رہتے تھے اور اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی بات کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار نیام سے باہر نکل آتی تھی۔ اپنے محبوب و آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل اب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر میں اپنے اور پرائے کی کوئی بھی حیثیت نہیں تھی۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ کا حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ غصے میں بھرا ہوا جنگ کے میدان میں اترا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر مقابلہ کیا اور پھر چرخ نیلی فام نے دیکھا کہ بھانجے نے ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک اتر گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیامت تک یہ نظیر قائم کر دی کہ قبیلہ اور رشتہ داری سب کچھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔ اسے وفائے مصطفیٰ کہتے ہیں۔ وفا محبت سے بھی قائم ہوتی ہے اور محبت ہو تو اتباع و اطاعت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اور محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جو عمل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو محب بھی بلا قیل و قال کے وہی عمل کرے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ تشریف لے گئے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا۔

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا تو ہرگز نہ چومتا۔''

دنیائے محبت و عشق میں یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں محبوب ہوتا ہے وہ جگہ مقام محبت کی آنکھ کا تارا ہوتا ہے۔ اس کی جنت بھی وہیں ہوتی ہے۔ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تمنا تھی اور ہے کہ اگر موت آئے تو شہر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ ولولہ اور جذبہ ہر وقت شعلہ زن رہتا تھا کہ مدینہ باسکینہ کی خاک نصیب ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

اے اللہ! مجھے انہی راہ میں شہادت نصیب فرمانا اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت عنایت فرمانا۔ جب اتنی ساری وفا کی ہر قول و فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ مقام بھی عطا فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ پر ابولولوء فیروز نے حملہ کیا جو ایران کا باشندہ تھا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا نصرانی غلام تھا جو نہاوند کی جنگ میں گرفتار ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت اسی سے ہوئی۔ وصال سے قبل آرزو تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے دفن ہوں۔ اس خلش نے بے تاب کر رکھا تھا۔ چنانچہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ۔ کہنا عمر سلام کہتا ہے۔ امیر المومنین مت کہنا۔ جب وہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ رو رہی تھیں۔ عرض کی (عمر رضی اللہ عنہ) سلام کہتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دونوں رفیقوں کے پاس دفن ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے یہ جگہ اپنے لئے رکھی تھی لیکن اپنے نفس پر عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر واپس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بیتابانہ پوچھا۔

کیا جواب لائے؟ عرض کیا: جو بات آپ کو محبوب تھی ام المومنین رضی اللہ عنہا نے منظور کر لی ہے۔

فرمایا: الحمدللہ، میرے نزدیک کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں۔

پھر صاحبزادے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

جب وصال ہو تو جنازہ لے جانا، دروازے پر پہنچ کر سلام کرنا اور کہنا۔ عمر اجازت چاہتے ہیں اگر وہ مجھ کو اجازت دیں تو اندر لے جانا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔

Marfat.com

وصال کے بعد وصیت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جنازہ در عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر رکھا اور خود سلام کے بعد عرض کیا۔ عمرؓ بن خطاب اجازت طلب کرتے ہیں۔

اندر سے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب ارشاد فرمایا

اندر لے آؤ۔

لہٰذا بے قرار عاشق کو اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں دفن کرتے ہی قرار آ گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی کہ جنگوں میں ساتھ دیا۔ ہر معاملے میں اطاعت کی حتیٰ کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتا تو فوراً کھڑے ہو جاتے عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں ان کو قتل کر دوں۔ یہ محبت اور وفا تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مقام عظیم عطا فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی وجہ سے آیات کریمہ آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتاریں۔ وفا کا صلہ یہ بھی ملا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے اور ان کے حق میں آیات کریمہ نازل ہوئیں اور شان بیان فرمائی گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفا پر آیات کریمہ کا نزول

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور اسلام کو پختہ کرنے میں سب سے آگے تھے۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ٥ (الانفال: 64)

"اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔"

Marfat.com

یہ آیہ کریمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتالیس مرد اور عورتیں اسلام لا چکے تھے۔ جب حضرت عمر اسلام لائے تو چالیس کا عدد پورا ہو گیا اور یہ آیہ نازل ہوئی۔

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اللہ کافی ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرنے والے مومنین۔ (المعجم الکبیر: ج:12 ص:47 رقم الحدیث 12470)

امام ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور وہ بہت طاقتور اور دلیر شخص تھے۔ ان کی وجہ سے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے مسلمان قریش پر غالب آ گئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم کعبہ کے پاس نماز پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ حتیٰ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور جب وہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے قریش سے جنگ کی حتیٰ کہ کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت اسلام لائے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام ج1 ص 379 تا 380 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعثت کے کون سے سال میں اسلام لائے تھے اور اس وقت مسلمانوں کی کتنی تعداد تھی۔ اس میں کافی اختلاف ہے۔ علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی المتوفی 942ھ لکھتے ہیں۔

امام ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد اسلام لا چکے تھے۔ امام محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعثت نبوی کے چھٹے سال اسلام لائے تھے اور وہ ذوالحج کا مہینہ تھا۔ اس وقت ان کی عمر (26) سال تھی۔

امام ابن جوزی نے لکھا ہے کہ وہ بعثت کے پانچویں سال اسلام لائے تھے۔

امام ابونعیم نے کہا انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے

Marfat.com

تین دن بعد اسلام قبول کیا۔

امام ابن سعد نے ابن المسیب سے روایت کیا ہے کہ اس وقت چالیس مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ج2 ص:370 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1414ھ)

جب اسلام لائے تو مسلمانوں کو قوت حاصل ہو گئی اور مسلمان نمازیں چھپ کر پڑھنے کے بجائے ادا کرنے لگے۔ لہٰذا اسلام کا لانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنا بھی وفا سے خالی نہیں۔

آیت نمبر ۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ط (البقرہ: 187)

''روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا۔''

یہ آیہ کریمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں۔ مسلمان ابتدا میں ہر ماہ تین دن روزے رکھتے تھے۔ پھر رمضان کے روزے فرض ہو گئے جب کوئی شخص افطار کے وقت کھانا کھائے بغیر سو جاتا تو پھر اگلے روز افطار نہیں کھا سکتا تھا اور اگر وہ سو جاتا یا اس کی بیوی سو جاتی تو پھر وہ بیوی سے عمل زوجیت نہیں کر سکتا تھا۔ انصار میں صرمہ بن مالک نام کا ایک بوڑھا شخص تھا۔ اس نے افطار کے وقت اپنی بیوی سے کہا۔ کھانا لاؤ۔ بیوی نے کہا: میں گرم کر کے لاتی ہوں۔ اتنی دیر میں اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گیا (اور اگلے دن بھوک سے اس کی حالت غیر ہو گئی) دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو عمل زوجیت کے لئے بلایا۔ انہوں نے کہا میں سو چکی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

یہ گمان کیا کہ وہ بہانے کررہی ہے اور ان سے اپنی خواہش کو پورا کرلیا اور دونوں نے رات گزاری تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے نفسوں میں خیانت نہیں کرتے تھے سو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف کردیا۔ سو اب (چاہو تو) تم ان سے عمل زوجیت کرو۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کردیا ہے اس کو طلب کرو اور کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ممتاز ہوجائے۔ پھر روزہ کو رات آنے تک پورا کرو۔

(جامع البیان ج:2 ص 95 مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت 1409ھ)

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝ (التحریم:5)

ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی والیاں، روزہ داریں بیاہیاں اور کنواریاں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ متوفی 256ھ اور امام مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کافی عرصہ سے یہ سوچ رہا تھا کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے متعلق سوال کروں لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میں نے اس سے سوال نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ حج کے لئے روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ واپسی میں وہ ایک جگہ قضاء حاجت کے لئے گئے۔ جب وہ فارغ ہوکر آئے تو میں نے اس سے کہا۔ اے امیرالمومنین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے وہ کون سی دو بیویاں تھیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت نہیں کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں ایک

Marfat.com

سال سے یہ چاہ رہا تھا کہ آپ سے اس کے متعلق سوال کروں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی ہیبت کی وجہ سے آپ (رضی اللہ عنہ) سے سوال نہیں کر سکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایسا نہ کیا کرو جس چیز کے متعلق بھی تمہیں خیال ہو کہ مجھے اس کا علم ہو گا تم اس کے متعلق مجھ سے سوال کر لیا کرو۔ اگر مجھے اس کے متعلق علم ہو گا تو میں تم کو ضرور بتاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق وہ حقوق نازل فرمائے جو نازل فرمائے اور ان کے متعلق وہ تقسیم کی جو تقسیم کی اسی اثناء میں ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کام کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ تم اس طرح کر لو میں نے کہا: میں نے تم کو جس کام کا کہا ہے تم وہ کام کرو تم اس میں اور باتیں کیوں کر رہی ہو۔ اس نے کہا تعجب اے ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) تم نہیں چاہتے کہ تمہیں جواب دیا جائے حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دن غصہ میں گزارتے ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر جگہ سے اٹھائی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا اے بیٹی! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہو۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورا دن غصہ سے گزارتے ہیں۔ حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا ہاں! اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ضرور جواب دیتی ہیں۔ میں نے کہا کیا تم جانتی ہو کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ڈرا رہا ہوں۔ اے بیٹی! تم اس سے دھوکے میں نہ آنا جس کا حسن و جمال آپ کو پسند ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ پھر میں ان کے پاس سے حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا کیونکہ میری ان سے قرابت تھی۔ میں نے ان سے اس سلسلے میں بات کی۔ انہوں نے کہا تعجب ہے اے ابن الخطاب! تم ہر چیز میں دخل دیتے ہو حتیٰ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج میں بھی مداخلت کرنا چاہتے ہو۔

Marfat.com

انہوں نے کہا مجھ سے اس قدر شدید مواخذہ کیا کہ میں نے اپنے دل میں ازواج مطہرات کو سمجھانے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس پر عمل نہیں کیا۔ پھر میں نے ان کے پاس چلا گیا ادھر میرا پڑوسی ایک انصاری تھا۔ ہم دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تھے۔ ایک دن وہ جاتا اور اس دن نازل ہونے والے احکام کی خبر لے کر آتا اور ایک دن میں جاتا۔ ان دنوں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ ہم پر حملہ کرنے والا ہے۔ ایک دن میرے پڑوسی انصاری نے آکر زور سے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ کھولو۔ میں نے پوچھا کیا غسانی نے حملہ کر دیا؟ اس نے کہا، اس سے بھی بڑی بات ہوگئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہم) سے الگ ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) پر افسوس ہے۔ میں اپنے کپڑے بدل کر وہاں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانے پر تشریف فرما تھے جس کی طرف سیڑھی سے راستہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ فام غلام اس کے ڈنڈے پر بیٹھا تھا۔ میں نے کہا: یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) تھے۔ آپ سے کہو وہ ملنے کی اجازت چاہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصا سنایا جب میں نے حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کا قول سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے اور کوئی چیز نہیں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کی طرف درخت کے دو پتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس ایک کچی کھال لٹکی ہوئی تھی اور میں نے دیکھا کہ چٹائی کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں نقش ہو گئے تھے۔ میں رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عمر بن

Marfat.com

خطاب کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ اور قیصر کتنے عیش و آرام میں ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:4913 صحیح مسلم رقم الحدیث:1479)

آیت نمبر۴: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (البقرہ: 125)

''اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ''

امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافق کی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں! تو یہ آیت نازل ہوگئی۔

''واتخذ وامن مقام ابراہم مصلیٰ'' اور آیت حجاب میں، میں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! کاش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ازواج کو یہ حکم دیں کہ وہ حجاب میں رہیں کیونکہ ان سے نیک اور بد (ہر قسم کا شخص) کلام کرتا ہے تو آیت حجاب نازل ہو گئی اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج غیرت میں مجتمع ہوگئیں تو میں نے کہا: اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلے میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے تو یہ آیت نازل ہوگئی۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ (التحریم: 5)

(صحیح بخاری ج1 ص58 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی 1381ھ)

ان سے معلوم ہوا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیات کریمہ نازل فرمائیں۔ اور

Marfat.com

جب آپ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اسلام کو تقویت حاصل ہوگئی۔ مسلمانوں کو اس سے مسرت ہوئی ہو کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ طاقتور اور بہت بہادر انسان تھے۔ جب یہ سارا کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وفا پر اللہ تعالیٰ کا انعام

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت وفا کی۔ عشق ومحبت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے کے لئے گھر کا مال وقف کر دیا حتیٰ کہ آخری وقت میں جان بھی قربان کر دی لیکن وفائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق کا انداز سب سے منفرد ویگانہ تھا جس وقت انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دیا اور بیعت ہوئے اسی لمحہ وہ ہاتھ ان کی نظر میں بے حد محترم وذی وقار اور محبوب ہو گیا تھا۔ اب محبت وعشق کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ہاتھ جسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پست نور سے مس ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا کسی نوع کی نجاست سے آلودہ نہ ہو۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ اس پر صاد ہے کہ پھر انہوں نے دم واپس تک اس ہاتھ کو نجاست یا محل نجاست سے مس نہ ہونے دیا جس طرح گلاب کی خوشبو کو مقید نہیں کیا جا سکتا جس طرح چاند کی روشنی کو پھیلنے سے روکا نہیں جا سکتا جس طرح دن کے اجالے کو چھپایا نہیں جا سکتا اسی طرح قبول اسلام کی مہک ظاہر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتی لہٰذا گردش ایام نے دیکھا کہ وہی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو کل تک سب کی آنکھ کا تارا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ومتوالا بنا اور دین اسلام کا والا وشیدائی ہوا تو رسیوں میں جکڑے ہوئے کمرے میں بند پڑا تھا۔ ان کا چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ مقفل کمرے کے باہر ٹہل رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کمرے کے دروازے پر رکا اور باآواز بلند بولا۔

عثمان! جب تک تم اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ کر نہیں آتے اسی

Marfat.com

حاجت میں رہو گے۔

چچا: جب تک جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے اس میں سے جب رب ودود اور اسلام کی محبت نکل نہیں سکتی۔

کمرے کے اندر سے آواز آئی۔ چچا کا غصہ اور بھڑک اٹھا، منہ سے جھاگ اڑنے لگا۔

غضبناک لہجے میں بولا!

میرا نام حکم بن العاص ہے جب تم پر شدائد کے دروا کروں گا تو ھبل ولات ومنات وعزی کی طرف لوٹے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا۔

چچا: میں، بھی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جس طرح چاہو دل کی حسرت نکال لینا دوبارا کمرے کے اندر سے آواز سنائی دی تو حکم بن الوالعاص غصے سے پھنکارنے لگا ظلم ہمیشہ حق کو دبانے کے لئے روا رکھا جاتا ہے لیکن بالآخر فتح حق کا مقدر ہے۔ چچا کے ظلم نے سسکت مان لی اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق کی بلندیوں پر محو پرواز رہے۔ دین اسلام کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور اپنے رب کریم اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنی دولت سے مسلمانوں کے لئے آسانیاں بہم پہچانتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنی محبت وشیفتگی تھی کہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی دیکھ کر بے قرار رہتے تھے اور جب موقع ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحائف پیش کرتے تھے۔

محبوب موجود ہو تو محب کوئی اس کے بغیر کام نہیں کرتا۔ اگر ایسا کرے تو یہ محبوب سے تقدم کی صورت ہوگی جو جہاں محبت وعشق میں روا نہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی محبت بھی ایسی تام تھی کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کبھی کوئی کام اپنی مرضی سے سرانجام نہیں دیا۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم حج کے لئے تشریف لے گئے تو کفار مکہ نے روک دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محب صادق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حدیبیہ سے صلح کے معاملہ میں مکہ بھیجا۔ کفار نے آپ رضی اللہ عنہ کو طواف کے لئے کہا لیکن صادق عاشق نے انکار کر دیا اور فرمایا۔

جب تک میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم اس کا طواف نہیں کریں گے میں بھی طواف نہیں کر سکتا۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ اور سوہان روح منظر وہ ہوتا ہے جب دل و جان سے پیارا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نظروں کے سامنے تا حیات رخصت ہو رہا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے جانے کا منظر کوئی معمولی منظر نہ تھا۔ تمام عشاق و محبین کے قلوب پر جو گزر رہی تھی۔ یہ وہی جانتے تھے۔ کسی کو ہوش نہ تھا جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سنا تو اتنا دھچکا لگا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی۔ بے اختیار لبوں سے نکلا۔

فیا عینی ابکی ولا تسامی

وحق البکاء علی السید

ترجمہ: اے میری آنکھ! خوب رو اور رونے سے نہ تھک اس لئے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر رونے کا وقت آن پہنچا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ دل و دماغ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کا آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ اکثر و بیشتر اپنے ہادی و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں اس قدر مستغرق و محو ہوتے کہ گرد و پیش کا ہوش نہ رہتا تھا۔ اپنی حالت کے بارے میں ایک دن خود ہی ارشاد فرمایا کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تو میں مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے لیکن میں نے اپنے غم کی وجہ سے ان کا خیال بھی نہ کیا۔

Marfat.com

محبت صرف محبوب کی ذات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے اہل بیت، عزیز واقربا اور اہل اقرب تک پھیلی ہوتی ہے۔ان میں اسے محبوب کی جھلک نظر آتی ہے اور وہ ان کی خدمت کے لئے ہمہ وقت آمادہ وتیار رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وعشق کرتے تھے اور آخری دم تک وفا کی بہاریں قائم رہیں اور اطاعت میں ساری زندگی گزار دی۔اسی کوتو وفا کہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیات کریمہ نازل فرمائیں جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفا کی وجہ سے نازل ہوئیں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ (البقرہ: 262)

یہ آیت کریمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ آپ رضی اللہ عنہما کی شان پر دال ہے۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع کجاووں کے دیئے اور ایک ہزار دینار دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔اے میرے رب! میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا اور حضرت عبدالرحمان بن عوف نے اپنے مال سے چار ہزار دینار صدقہ کئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا۔اس پر احسان جتاتے ہیں۔نہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ان کے لئے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ان پر کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(تفسیر کبیر، ج 2، ص 33، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ)

Marfat.com

آیت نمبر 2

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝

(الاحزاب:23)

ترجمہ: ''تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔''

اس آیت میں جو یہ کہا جا رہا ہے کہ کوئی راہ دیکھ رہا ہے اس سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عثمان بن عنان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت سعید بن زید بن عمرو نفیل، حضرت حمزہ حضرت مصعب بن عمیر، حضرت انس بن نضر وغیرہم رضی اللہ عنہم ان مومنوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ دین کی سر بلندی کے لئے آئندہ کفار کے خلاف جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہیں گے۔ انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب بھی کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے آئیں گے تو وہ مقابلہ میں ثابت قدم رہیں گے اور وہ مسلسل قتال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ شہید ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کو مردوں سے تعبیر فرمایا۔

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے:

''سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى''

''عنقریب وہ شخص نصیحت قبول کرے گا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔''

امام رازی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر: ج 11، ص: 133)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت کی جہاں آپ رضی اللہ عنہ دیکھتے کہ یہاں پر مال کی کمی ہے تو فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیتے تھے۔حتیٰ کہ ایک مرتبہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔اپنا مال و جان اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دیا۔جب سب کچھ قربان کر دیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہو گئے۔لہٰذا یہ ہی تو وفا کا تقاضا ہے کہ عشق و محبت میں سب کچھ قربان کر دیا جائے پھر اسی وجہ سے ان پر رحمت خداوندی و رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی وفا
اوران پراللہ تعالیٰ کا انعام

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے میں گزری۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما دیتے اس کو اسی طریقے سے ہی سرانجام دیتے تھے۔ محب محبوب پر جان نثار کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتا ہے اور اسے موت کا شمہ برابر بھی خوف نہیں ہوتا۔ حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اس کی زندہ جاوید مثال ہیں۔ ہجرت کی شب آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر مبارک پر استراحت کا حکم دیا اور خود حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سوئے مدینہ کی طرف چل پڑے۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اطہر کا گھیرا کر رکھا تھا تا کہ قتل کر دیں۔ اس ہنگام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موت سے بے نیاز ہو کر محو استراحت ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق اور وفا کی بہت بڑی دلیل ہے۔

لاریب محب کے لئے محبوب کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے ہر قول وفعل سے محبت وعشق اور وفا کی جھلک نظر آتی تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت جب معاہدہ ضبط تحریر میں لانے کی خدمت حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ انہوں نے دستور کے مطابق محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک الفاظ سے عبارت کی ابتداء کی تو مشرکین نے لفظ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' پر اعتراض کیا اور کہا۔ اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول مان لیتے تو جھگڑا کس

Marfat.com

بات کا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو حذف کر دینے کے لئے فرمایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و ادب اور غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ اس لفظ کو مٹا دیں چنانچہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے خود مٹا دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ بہت غمگین رہتے تھے۔کسی پل چین نہ آتا تھا۔ایک روز جذبات غم و فرقت نے اشعار کا لبادہ اوڑھ لیا۔

لقد غشيتنا ظلمة بعد موته

نهارا فقد رادت على ظلمة الدجى

الا طرق الناعى بليل فراعنى

وارقنى سما استقر منا دياً

☆ ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔

ہائے رات کو آنے والا مجھے جدائی کی خبر دے کر لرزہ براندام نہ کرتا اور آواز دے کر ساری رات مجھے نہ جگاتا۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو زیست بے کیف و بے رنگ نظر آتی تھی۔ظاہر ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد محب صادق کی دنیا اداس و ویران ہو گئی تھی۔ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رنجیدہ اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ سے زیادہ غمگین کسی کو دیکھا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس قدر غریق محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رہا کرتے تھے کہ لوگوں کو اکثر و بیشتر تلقین فرمایا کرتے تھے "لوگو اپنی اولاد کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تعلیم دو" یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر معاملے میں

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے وفا کی اور ہر حکم کو بجالایا کوئی کام حکم مصطفیٰ ومحبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر نہیں کیا پھر انعام کیا ملا کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں قرآن کی آیات کریمہ نازل فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کی مدح بیان فرمائی۔ یہ تمام وفائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت وعشق سے ملا ہے۔

آیت نمبر ا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝ (الدھر: ۸)

''اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو''

یہ آیت کریمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر فرمائی اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جو لائے۔ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم اور ایک روز اسیر آیا اور تینوں کو سب روٹیاں دیدیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔ (کنزالایمان تحت التفسیر)

اس آیت میں فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اسی کا معنی ہے۔ ہر چند کہ انہیں خود کھانے کی خواہش ہوتی ہے اور کھانے کی ضرورت ہے پھر بھی وہ اپنے اوپر دوسرے ضرورت مندوں کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے لئے ایثار کرتے ہیں۔

امام ثعلبی علیہ الرحمہ روایت نقل فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے۔ ان کے نانا سیدنا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ان کی عیادت کے لئے

Marfat.com

گئے اور انہوں نے فرمایا اے ابوالحسن! کاش تم اپنے بچوں کے لئے نذر مان لیتے اور جو نذر پوری نہ کی جائے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر میرے دونوں بیٹے تندرست ہو گئے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے تین دن کے روزے رکھوں گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر کے یہودی شمعون کے پاس گئے اور اس سے تین صاع (بارہ کلوگرام) جو قرض لئے۔ اس یہودی نے کہا کیا خیال ہے اگر تم اس تین صاع جو کے بدلے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے کچھ اون کے دھاگے بنوا کہ دے دو۔ آپ رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موافقت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار سے جو لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ جو پیسے آٹا گوندھا اور پانچ روٹیاں پکائیں تاکہ بہ شمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے لئے ایک ایک روٹی ہو جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر گھر نہ آئے اور اپنے آگے کھانا رکھا اتنے میں مسکین آ کر دروازے پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) السلام علیکم! میں مسلمان مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں۔ آپ مجھے کھانا کھلائیں اللہ آپ کو جنت کے دسترخوان سے کھانا کھلائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو کھانا کھلا دو اور آپ رضی اللہ عنہم نے ایک دن اور ایک رات کچھ کھائے بغیر گزارا اور سوا خالص پانی کے اور کسی چیز کو تناول نہیں فرمایا۔ دوسرے دن پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع (چار کلو گرام) گندم کو پیسا اور آٹا گوندھ کر اس کی روٹیاں پکائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر گھر آ گئے۔ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اتنے میں ایک یتیم دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) السلام وعلیکم میں مہاجرین کی اولاد سے ایک یتیم ہوں۔ میرے والدین شہید ہو گئے۔ آپ مجھے کھانا کھلائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے دسترخوان سے کھانا کھلائے گا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو کھانا کھلا دیا اور دو دن بھوکے گزارے اور پانی کے سوا کسی چیز کو تناول نہیں

Marfat.com

فرمایا۔ تیسرے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے باقی ایک صاع جو کو پیسا اور آٹا گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر گھر آئے۔ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اتنے میں ایک قیدی آ کر دروازے پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) السلام علیکم۔ آپ ہمیں گرفتار کرتے ہیں اور کھانا نہیں کھلاتے۔ آپ مجھے کھانا کھلائیں کیونکہ میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قیدی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے دستر خوان سے کھانا کھلائے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانا کھلا دیا اور تین دن اور تین راتیں انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا اور سوائے پانی کے اور کسی چیز کو تناول نہیں کیا اور چوتھا دن آیا تو وہ اپنی نذر پوری کر چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ حضرت حسن رضی اللہ کو پکڑا اور بائیں ہاتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے بھوک کی شدت سے ان کے جسم بے حد دبلے ہو چکے تھے اور ان کے جسم پر کپکپی طاری تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت دیکھی تو فرمایا اے ابوالحسن! (رضی اللہ عنہ) یہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے؟ میری بیٹی فاطمہ کے پاس چلو وہ سب ان کے پاس گئے آپ رضی اللہ عنہا اس محراب میں تھیں اور بھوک کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہا کا پیٹ کمر سے چپکا ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاحظہ فرمایا تو فرمایا اے اللہ مدد فرما! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اہل بیت تو بھوک سے بے حال ہو رہے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اترے اور کہا۔ اے محمد آپ یہ لیں! اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے اہل بیت کے متعلق خوش خبری دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! ہم کیا لیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیات پڑھائیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(الکشف والبیان ج:10 ص:101 دار احیاء التراث العربی بیروت 1424ھ)

Marfat.com

نکتہ

اس آیت میں فرمایا ہے ''علی حبہ'' اس کی دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ ''حبۃ'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجح ہے فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ الدارنی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ''حبہ'' کی ضمیر طعام کی طرف راجح ہے یعنی اس کے باوجود کہ اس شخص کو طعام کی خواہش ہو اور اسے کھانے کی ضرورت ہو پھر بھی وہ مسکین، یتیم اور قیدی کی ضرورت کو اپنی محبت اور خواہش پر ترجیح دے اور ایثار کرے جیسا کہ ان آیات میں ہے۔

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ (البقرہ: 177)

''نیک وہ شخص ہے جو مال سے اپنی محبت کے باوجود وہ مال رشتہ داروں کو، یتیموں کو، مسکینوں کو مسافروں کو سوال کرنے والوں اور غلاموں کو ان کے آزاد کرنے کے لئے دے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تحسین فرمائی جو ایثار کرتے ہیں اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ ان کو خود بھی شدید خواہش ہو۔

''وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ'' (الحشر: ۹)

''اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود بھی شدید خواہش ہو۔

اور حدیث میں ہے۔

کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کون سا صدقہ سب سے زیادہ عظیم ہے؟ آپ نے فرمایا؟ تم اس وقت صدقہ کرو جب تم تندرست ہو اور تمہیں خود مال کی ضرورت ہو اور تمہیں فقر کا خطرہ ہو اور خوش حالی کی امید ہو اور تمہیں فقر کا خطرہ ہو اور خوش حالی کی امید

Marfat.com

ہو اور صدقہ دینے میں اتنی تاخیر نہ کرے حتیٰ کہ تمہاری روح تمہارے حلقوم تک پہنچ جائے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:1419)

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةًؕ" (المجادلہ:12)

اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔

شان نزول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض ومعروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفا کیا ہے۔ فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا عرض کیا فساد کیا ہے؟ فرمایا کفر وشرک عرض کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام وقرآن اور ولایت جب تجھے ملی عرض کیا حیلہ کیا ہے یعنی تدبیر فرمایا ترک حیلہ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں۔ فرمایا صدق ویقین کے ساتھ۔ عرض کیا کیا مانگوں فرمایا عاقبت عرض کیا اپنی نجات کے لئے کیا کروں۔ فرمایا حلال کھا اور سچ بول عرض کیا سرور کیا ہے۔ فرمایا جنت عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی۔ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔ (مدارک وخازن) (کنز الایمان تحت الآیہ)

مقاتل بن سلیمان متوفی (150ھ) اور مقاتل بن حیان نے بیان کیا کہ دولت

Marfat.com

مند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ کثرت سوالات کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں فقراء کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مال داروں کی طویل صحبت اور ان کی بہت سرگوشیوں کو ناپسند کرتے تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے سرگوشیوں سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو مال دار مسلمان سوال کرنے سے رک گئے اور فقراء کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا موقع مل گیا اور خوش حال مسلمانوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور کسی نے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ نہیں دیا۔ انہوں نے ایک دینار صدقہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سوالات کئے۔ (تفسیر مقاتل بن سلیمان، ج 3، ص 334)

علامہ ابو اسحاق احمد بن ابراہیم متوفی 428ھ لکھتے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن مجید میں ایک آیت ہے جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ میرے بعد اس پر کوئی عمل کرے گا اور وہ یہ آیت ہے۔

""يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ "

(الکشف والبیان ج 9 ص 261 تا 262 دار احیاء التراث العربی بیروت 1422ھ)

علی بن علقمۃ الانماری بیان کرتے ہیں۔

کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی:

""يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ "

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تمہارا کیا خیال لوگ ایک دینار صدقہ کریں گے؟ میں نے عرض کی وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف دینار، میں نے عرض کی اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پھر لوگ کس کی طاقت رکھتے ہیں؟ میں نے کہا (کچھ) جو کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بہت زاہد ہو۔ پھر یہ آیت نازل ہوگئی۔

Marfat.com

"ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقٰتٍ ؕ"

(المجادلہ:13)

کیا تم اپنی سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنے سے گھبرا گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس میرے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف کردی۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث:3300)

ان تمام احادیث وروایات سے ثابت ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اس طرح کی کہ صدقہ کرو تو صدقہ دیا خود بھوک برداشت کی جنگوں میں حاضری پر پکارا گیا تو جنگوں میں شرکت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر معاملے میں وفا کی اور اطاعت و عشق کے منازل طے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہو گئے پھر جب وفا کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ کیونکہ جب وفا کی تو انعام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان بے حد محب و عاشق تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دیوانہ وار عمل کرتے تھے اور وفا کا جذبہ اتنا تھا کہ گھر لوٹا دیا مال لٹا دیا حتیٰ کہ جان بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کردی۔ یہی وفا کا تقاضا ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس پر دل و جان سے عمل کیا جس سے روکیں اس سے رک جائیں اور جس فعل کا حکم دیں تو اس کو بغیر قیل

Marfat.com

وقال کے سرانجام دیں۔ یہی جذبہ عشق صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اندر موجود تھا۔ جب اس طرح وفا کی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہو گئے اور دنیا میں ہی جنت کی خوش خبری حاصل کر لی۔ اور ان برگزیدہ ہستیاں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فضائل کے اعتبار سے آیات کریمہ نازل فرمائیں کیونکہ انہوں نے ہجرت کر کے سختیوں کو برداشت کیا اور دین اسلام پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرتے رہے۔

آیت نمبرا: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

(البقرہ 218)

وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہجرت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ان برگزیدہ ہستیوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تکالیف برداشت کر کے ہجرت کی تو ان کو خوش خبری سنائی جا رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت نمبر۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ" (الانفال 34)

"اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہیں۔"

مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

اس آیت میں پہلے مسجد حرام کے ولی کا ذکر کیا گیا تو فرمایا گیا کہ مسجد حرام کے متوفی

Marfat.com

تو صرف متقی مسلمان ہیں یعنی جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرتے ہیں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ (جامع البیان جز:9،ص:316،309 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے

"لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝" (التوبہ: 117)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اس آیت سے مراد جب غزوہ تبوک میں جس کو غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں عسرت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے۔ اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا پانی کی بھی نہایت قلت تھی۔ گرمی شدت کی تھی۔ پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید اس حال میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ فرمایا تمہیں یہ خواہش ہے عرض کی جی ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور ابھی دست مبارک اٹھے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا بارش ہوئی لشکر سیراب ہوا لشکر والوں نے اپنے برتن بھرے۔ اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی۔ ابر نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کو بھیجا گیا تھا۔ (کنز الایمان تحت الآیہ)

اس آیت میں فرمایا ہے کہ مہاجرین اور انصار نے تنگی کے وقت نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی اتباع کی۔ اس تنگی کے وقت سے مراد غزوہ تبوک ہے کیونکہ اس سفر میں مسلمانوں پر بہت سختیاں اور صعوبتیں آئی تھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سفر میں سواری کے لئے بھی مشکلات تھیں۔ پانی کے لئے بھی زاد راہ کے لئے بھی۔ سواری کی مشکلات یہ تھیں کہ حسن نے کہا۔ دس مسلمان ایک اونٹ پر باری باری سواری کرتے تھے اور زاد راہ کی مشکلات یہ تھیں کہ بعض اوقات مسلمانوں کی ایک جماعت باری باری کھجور کی اٹک گٹھلی چوستی تھی۔ ان کے پاس سڑے ہوئے جو تھے وہ ناک پکڑ کر اس کا لقمہ کھاتے تھے اور پانی کی مشکلات یہ تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شدت پیاس کی وجہ سے ہم میں سے ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کر کے اس کی اوجھڑی کو نچوڑ کر پیتا۔ (جامع البیان جز:11 ص:75)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھے۔ قوم کا زاد راہ ختم ہو گیا حتیٰ کہ بعض مسلمانوں نے اپنی سواریوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے باقی ماندہ زاد راہ کو جمع کر لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس پر برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ پھر کوئی گندم والا گندم لے کر آیا اور کھجور والا کھجور لے کر آیا۔ مجاہد نے کہا اور گٹھلی والا گٹھلی لے کر آیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے مجاہد سے پوچھا وہ گٹھلیوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا وہ گٹھلی چوس کر اوپر سے پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی حتیٰ کہ قوم کے تمام زاد راہ پر ہو گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں جو شخص بھی بغیر کسی شک کے ان شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج:5 ص:229)

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے

Marfat.com

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o"

(التوبہ:100)

''اور مہاجرین اور انصار میں سے (نیکی میں) سبقت کرنے والے اور سب سے پہلے ایمان لانے والے اور جن مسلمانوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ اور اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

☆ یہ آیت کریمہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں نازل ہوئی۔ امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی (597ھ) لکھتے ہیں۔ اس آیت کے مصداق میں چھ قول ہیں۔

(۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری، سعید بن مسیّب، ابن سیرین اور قتادہ رضوان علیہم اجمعین کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

(۲) شعبی نے کہا یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت رضوان کی تھی اور یہ بیعت حدیبیہ ہے۔

(۳) عطا بن ابی رباح نے کہا: ان سے مراد اہل بدر ہیں۔

(۴) محمد بن کعب القرظی نے کہا: ان سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں سبقت حاصل ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مغفرت کر دی ہے اور ان کے لئے جنت کو واجب کر دیا ہے۔ خواہ وہ نیکوکار

Marfat.com

ہوں یا خطا کار ہوں۔

(۵) علامہ ماوردی نے کہا: ان سے مراد وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جنہوں نے موت اور شہادت میں سبقت کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طرف سبقت کی۔

(۶) قاضی ابویعلیٰ نے کہا: ان سے مراد وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔

(زادالمسیر ج:3،ص490 تا491 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1407ھ)

امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی 516 لکھتے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے کون اسلام لایا جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ بعض علماء نے کہا سب سے پہلے جو ایمان لائے اور جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور امام ابن اسحاق نے کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دس سال کی عمر میں اسلام لائے تھے اور بعض نے کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور یہ حضرت ابن عباس اور ابراہیم نخعی اور شعبی کا قول ہے۔ اور بعض نے کہا: سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور یہ زہری اور عروہ بن زبیر کا قول ہے اور اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ان اقوال کو جمع کیا ہے۔ انہوں نے کہا مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے۔ امام ابن اسحاق نے کہا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور لوگوں کو اللہ اور رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

قریش میں عمدہ نسب کے تھے۔ نرم مزاج تھے۔ تاجر تھے اور ان کی خوش اخلاقی بہت مشہور تھی۔ لوگ ان کے پاس آتے تھے اور متعدد معاملات میں ان سے الفت کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کے حسن معاملہ کو جانتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جس شخص پر اعتماد ہوتا اس کو اسلام کی دعوت دیتے۔ لہٰذا عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمان بن عوف حضرت سعد ابن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضوان علیہم اجمعین ان کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور نماز پڑھ لی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر آئے۔ یہ وہ آٹھ اشخاص تھے جنہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی تھی پھر لوگ پے در پے اسلام میں داخل ہونے لگے اور رہے انصار میں سے سبقت کرنے والے تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ العقبۃ میں بیعت کی تھی۔ العقبۃ الاولیٰ (مکہ کے قریب ایک گھاٹی تھی مدینہ سے لوگ حج کے لئے آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی میں تبلیغ فرماتے۔) پہلی بار چھ شخص مسلمان ہوئے تھے ان کو اصحاب العقبۃ الاولیٰ کہا جاتا ہے۔ میں چھ اشخاص مسلمان ہوئے تھے یہ اصحاب العقبۃ الثانیۃ ہیں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہا ان کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے پھر ان کے ساتھ انصار کے مردوں، عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد اسلام لے آئی۔

(معالم التنزیل ج:2ص: 271 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1414ھ)

مہاجرین سے مراد وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی قوم۔ اپنے قبیلے اور اپنے وطن کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ سے وفا کی اور انصار سے مراد وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جنہوں نے دشمنانِ اسلام کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مدینہ میں جگہ عطا فرمائی۔

Marfat.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر وطن کو چھوڑ کر وفا کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی خاطر مال و متاع حتیٰ کہ جان بھی قربان کر دی۔ جب یہ سارا کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر رحمت برسنے لگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ انہوں نے اطاعت و عشق و محبت میں وفا کی تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں فضائل بھی بیان کئے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میرے صحابہ (علیہم الرضوان) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے صحابہ (علیہم الرضوان) کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو طعن کا نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبت رکھی تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی عنقریب وہ اس کو پکڑے گا۔ (سنن ترمذی: رقم الحدیث 3862)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے اصحاب (رضوان اللہ علیہم) کو برا نہ کہو: اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات کرے تو وہ ان کے دیئے ہوئے ایک صد یا نصف (ایک کلوگرام یا نصف) کے برابر نہیں ہے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3673)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب (علیہم الرضوان) کو برا کہتے ہیں تو کہو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث 3866)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم میں ایک جماعت انصار کی تھی۔ ایک جماعت مہاجرین کی اور ایک جماعت بنو ہاشم کی۔ ہم میں یہ بحث ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے لڑے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں اور ہمارے برادر مہاجرین نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور ہم نے اپنے خاندان، اہل وعیال اور اموال کو چھوڑ دیا اور جن معرکوں میں تم حاضر رہے ان میں ہم بھی حاضر تھے تو ہم اور لوگوں کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور زیادہ محبوب بھی ہیں اور ہمارے برادر بنو ہاشم نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں اور جن مواقع پر تم حاضر تھے ان میں ہم بھی حاضر تھے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم کیا کہہ رہے تھے ہم (گروہ انصار) نے اپنی بات دہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا۔ تمہاری بات کون مسترد کر سکتا ہے۔ پھر ہمارے برادر مہاجرین نے بات کو دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بھی سچ کہا: تمہاری بات کون مسترد کر سکتا ہے! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہارے درمیان فیصلہ نہ کروں؟ ہم نے عرض کی، کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے انصار کے گروہ میں صرف تمہارا بھائی ہوں تو انہوں نے کہا: اللہ اکبر! رب

Marfat.com

کعبہ کی قسم! ہم بازی لے گئے اور رہے تم اے گروہ مہاجرین! تو میں صرف تم میں سے ہوں: تو انہوں نے کہا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم ہم جیت گئے اور رہے تم اے بنو ہاشم! تو تم مجھ سے ہو اور میری طرف ہو تو ہم سب کھڑے ہو گئے اور ہم سب راضی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحسین کرتے تھے۔ (المعجم الکبیر: ج:19 ،ص:133)

مہاجر اور انصار کی نیکیوں میں ان کی اتباع کرنا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور جن مسلمانوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جو مسلمان مہاجرین وانصار کے لئے جنت ورحمت کی دعا کرتے ہیں اور ان کے محاسن بیان کرتے ہیں اور دوسری روایت یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت تک کے جو مسلمان مہاجرین اور انصار کے دین اور ان کی نیکیوں میں ان کی اتباع کرتے ہیں یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو ان کی اتباع کرے گا اور احسان سے مراد یہ ہے کہ وہ ان صحابہ کے حق میں نیک کلمات کہے اور ان کے محاسن بیان کرے اس لئے جو شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق کلمات نہیں کہے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مرتبہ اور جنت کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ ا، ان والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم میں بہت مبالغہ کرتے ہیں اور اپنی زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہیں لاتے جو ان کی شان اور ان کے مقام کے نامناسب ہو۔

(حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ دمشقی متوفی 774ھ لکھتے ہیں)

ان لوگوں پر افسوس ہے کہ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بغض رکھتے ہیں خاص طور پر اس صحابی کو جو سید الصحابہ ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل ہیں اور سب سے برتر اور خلیفہ اعظم ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ رافضی افضل الصحابہ سے بغض رکھتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں اور جب یہ لوگ ان ذوات قدسیہ کو برا کہیں گے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو ان کا قرآن پر ایمان کیسے

Marfat.com

رہے گا اور رہے اہل سنت تو وہ ان سے راضی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور اس کو برا کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم برا کہتے ہیں۔ اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں وہ متبع سنت ہیں مبتدع نہیں ہیں اور وہی حزب اللہ ہیں اور فلاح پانے والے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج:2 ص 429 تا 430 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1419ھ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تھی اور ان کو اس کا صلہ بھی ملا۔ اور ان کو جنت بھی عطا فرمائے گا اور اس سے راضی ہوگا جو مہاجرین اور انصار کی اتباع بالاحسان کرے گا اور ان کے متعلق نیک کلمات کہے گا سو جس کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہئے وہ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نیکی کی اتباع کرے اور ان کے محاسن بیان کرے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے کی وجہ سے ان کو رضائے اللہ عزوجل ملی۔

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النساء: 95)

''اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھی عاقبت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دی ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والی آیت سے مراد وہ مسلمان ہیں جو جنگ بدر میں جہاد کے لئے گئے تھے۔ جب غزوہ بدر میں شریک ہونے کا حکم آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہما آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نابینا ہیں کیا ہمارے لئے رخصت ہے تو پھر یہ آیت نازل

Marfat.com

ہوئی۔(سنن الترمذی رقم الحدیث:3043)

اس مکمل آیت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو مسلمان جہاد میں شامل ہونے کی نیت رکھتے ہوں لیکن جسمانی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکیں وہ اجر و ثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلا عذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا وہ مجاہدوں کے برابر نہیں ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ عذر والے مجاہدین کے برابر ہیں۔ اس کی تائید ان دو حدیثوں سے ہوتی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں فرمایا: ہم مدینہ میں کچھ مسلمانوں کو چھوڑ کر آئے ہیں اور ہم نے جب بھی کسی گھاٹی یا وادی کو عبور کیا ہے تو وہ ہمارے ساتھ تھے وہ عذر کی وجہ سے نہیں جا سکے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:2839)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جب بھی کسی رات سفر کیا یا کسی وادی کو عبور کیا تو مدینہ کے کچھ مسلمان تمہارے ساتھ ہوتے تھے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو مدینہ میں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں لیکن عذر کی وجہ سے نہیں جا سکے۔(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:2765)

آیت نمبر۶: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ (آل عمران: 155)

''اور یقیناً اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑے حلم والا ہے۔''

☆ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام علیہم

Marfat.com

الرضوان جنگ احد کے دن مشرکین کے مقابلہ سے بھاگ گئے تھے۔اس لغزش کی وجہ شیطان کا بہکانا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس لغزش کو معاف کر دیا۔اب اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس آیت سے کون سے لوگ مراد ہیں۔بعض نے کہا اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اس دن مشرکین کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا۔

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد جنگ احد کے دن قتال سے بھاگنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ڈرانے کی وجہ سے ہوا تھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا اور ان کو معاف کر دیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت سے خاص لوگ مراد ہیں جو جنگ احد میں پیٹھ موڑ کر بھاگ گیا۔

حضرت عکرمہ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں یہ آیت رافع بن معلیٰ ودیگر انصار۔ ابوحذیفہ عتبہ علیہم الرضوان اور ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عثمان، حضرت سعد بن عثمان اور دو انصاری علیہم الرضوان جنگ احد کے دن بھاگ گئے حتیٰ کہ وہ مدینہ کی ایک جانب جلعب نامی پہاڑ کے پاس پہنچ گئے۔پھر تین دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔آپ نے ان سے فرمایا تم بہت دور چلے گئے تھے۔

ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا کیونکہ ان کو کوئی سزا نہیں دی۔

(جامع البیان: ج:4،ص:96 مطبوعہ بیروت)

Marfat.com

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (الفتح: 29)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں جو ان کے اصحاب ہیں کفار پر بہت سخت ہیں۔ آپس میں نرم دل ہیں تو ان کو رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

☆ اس آیت میں فرمایا ہے (محمد رسول اللہ) آیت کا یہ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے نازل فرمایا کہ کفار قریش نے حدیبیہ کے صلح نامہ پر (محمد رسول اللہ) لکھنے نہیں دیا اور کہا کہ ہم محمد کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔

اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے (محمد رسول اللہ)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صفت بیان فرمائی۔ وہ کفار پر بہت سخت ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اصل حدیبیہ کفار پر بہت سخت تھے۔ جیسے شیر جنگل کے جانوروں پر سخت ہوتا ہے اور آپس میں نرم دل ہوتے ہیں۔ یعنی جس حال میں وہ کفار پر سخت ہیں اس حال میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اے محبوب تو ان کو رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے یعنی وہ بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں اور بہ کثرت نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے جنت اور اس کی رضا کو طلب کرتے ہیں۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ (والذین معہ) سے مراد حضرت ابوبکر ہیں کیونکہ ایمان لانے کے بعد اسلام کی تبلیغ کرنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت عثمان بن عفان اسلام لائے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر علیہم الرضوان اسلام لائے اسلام کی مدافعت میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ غار ثور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ قبر انور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ مزار پُر انوار سے اٹھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ اور دخول جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے اور جیسی آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معیت حاصل تھی ایسی کسی کو حاصل نہیں تھی اور (اشداء علی الکفار) سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کفار پر سخت ہونا بہت مشہور ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے میں تامل کیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کے مزاج میں کفار پر سختی کا تقاضا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ سے صلح کرنے کے معاملہ میں بہت تردد کیا۔ اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے نکلے تو اس موقع پر بھی انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے بحث کی اور (رحماء بینھم) سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ بہت نرم دل تھے۔ جب مسجد نبوی میں مسلمانوں کے لئے جگہ بہت کم تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی۔ مسلمانوں کے لئے میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا تو رومانامی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ غزوہ تبوک کے لشکر کے لئے تین سو اونٹ مع ساز و سامان مہیا کیا خود جان پر کھیل گئے لیکن اپنی حفاظت کے لئے مسلمان فوجوں کو بلانے کی اجازت نہیں دی اور (تراھم رکعا سجدا) سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی اکثر راتیں رکوع اور سجدوں میں گزرتی تھیں۔ (تبیان القرآن: ص 269، جلد: 11)

آیت نمبر ۸: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ

Marfat.com

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥" (الحشر:9)

اور (یہ اموال) ان لوگوں کے لئے ہیں جو دار ہجرت میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا چکے ہیں اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور وہ اپنے دلوں میں اس چیز کی کوئی طلب نہیں پاتے جو ان مہاجروں کو دی گئی ہے اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید ضرورت ہو اور جن کو ان نفسوں کے بخل سے بچایا گیا سو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

☆ اس آیت میں فرمایا گیا کہ (یہ اموال) ان لوگوں کے لئے ہے جو دار ہجرت میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا چکے ہیں۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جن لوگوں نے مہاجرین کے مدینہ آنے سے مدینہ کو اپنا وطن بنایا اور مدینہ میں اپنا گھر بنایا وہ انصار ہیں اور یہ جو فرمایا ہے وہ مہاجرین سے پہلے ایمان میں جگہ بنا چکے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ وہ مہاجرین سے پہلے ایمان لا چکے ہیں کیونکہ انصار مہاجرین کے بعد ایمان لائے تھے بلکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ وہ مہاجرین کے آنے سے پہلے مدینہ میں ایمان کے گھر بنا چکے تھے یعنی ایمان والوں کے لئے گھر بنا چکے تھے یا اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے مدینہ کے گھروں کو لازم کر لیا تھا اور ایمان کو لازم کر لیا تھا۔ اس آیت میں ''تبوؤ'' کا لفظ آیا ہے اس کا مصدر ''تبوء'' ہے۔ اس کا معنی ہے انہوں نے ٹھکانہ بنالیا۔ انہوں نے جگہ بنالی۔

☆ اس کے بعد فرمایا: اور وہ اپنے دلوں میں اس چیز کی کوئی طلب نہیں پاتے جو ان مہاجروں کو دی گئی ہے۔

علامہ ابوالفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد جوزی علیہ الرحمہ متوفی 597ھ لکھتے

Marfat.com

ہیں۔

مفسرین نے کہا ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ بنونضیر کے اموال کے پانچ حصے کیے جائیں۔ (چار حصے مسلمانوں میں تقسیم کیے جائیں اور ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جائے جیسا کہ مال غنیمت میں ہوتا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں یہ بیان فرمایا کہ بنونضیر کے اموال فیئے ہیں وہ مسلمانوں کی جنگ کے نتیجہ میں حاصل نہیں ہوئے اور ان اموال پر خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے سو آپ ان اموال میں جو چاہیں کریں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنونضیر کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور انصار میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ سوائے تین شخصوں کے جن کو مال کی بہت ضرورت تھی۔ حضرت ابودجانہ، حضرت سہل بن حنیف اور حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہم۔

(زادالمسیر ج:8،ص:210،مکتب اسلامی بیروت 1407ھ)

علامہ ابواسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی علیہ الرحمہ التوفی 427ھ لکھتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے دن انصار سے فرمایا: اگر تم چاہو تو تم اپنے اموال اور اپنے گھروں کو مہاجرین کے لئے تقسیم کر دو اور تم بنونضیر کے مال غنیمت میں شریک ہو جاؤ اور اگر تم چاہو تو تمہارے اموال اور تمہارے گھر تمہارے ہی لئے رہیں اور اس مال غنیمت کو تم میں تقسیم نہیں کیا جائے۔ انصار نے کہا: بلکہ ہم اپنے مالوں اور اپنے گھروں کو مہاجرین کے لئے تقسیم کریں گے اور ہم اس مال غنیمت میں دوسروں کے شریک نہیں ہوں گے۔

تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(الکشف والبیان ج9،ص:280 داراحیاء التراث العربی بیروت)

☆ نیز اس آیت میں فرمایا: اور دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں شدید ضرورت ہو۔

Marfat.com

اس آیت میں ہے ''ویؤثرون'' اس کا مصدر ایثار ہے۔
علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔
اثر کے لفظ کا فضل اور ایثار کے لئے استعارہ کیا جاتا ہے۔
صحیح حدیث میں ہے ''سیکون بعدی اثرۃ''

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3603)

یعنی تم میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دیں گے۔
اور استثناء کا معنی ہے کسی شخص کا کسی چیز کے ساتھ منفرد ہونا۔

(المفردات، ج: 1، ص: 10 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ 1418ھ)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی علیہ الرحمہ متوفی 668ھ لکھتے ہیں۔
ایثار کا معنی ہے: کسی دوسرے شخص کو دنیا چیزوں میں اپنے اوپر ترجیح دینا یہ وصف یقین کی قوت، محبت کی شدت اور مشقت پر صبر کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن جز: 3 ؛ ص: 25 دار الفکر بیروت 1415ھ)

ایثار کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے پاس رات کو ایک مہمان آیا۔ اس کے پاس صرف اتنا طعام تھا کہ وہ اور اس کی بیوی بچے کھالیں، اس نے اپنی بیوی سے کہا، بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو اور گھر میں جو کچھ کھانا ہے وہ مہمان کے آگے لاکر رکھ دو۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ''

(صحیح البخاری رقم الحدیث 3798)

علامہ ابوالفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی علیہ الرحمہ متوفی 597ھ لکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص کے پاس بکری کی سری ہدیے میں آئی۔ اس نے سوچا کہ میرا

Marfat.com

فلاں (دینی) بھائی عیال دار ہیں اور وہ مجھ سے زیادہ اس سری کا محتاج ہے۔ اس نے وہ سری اس کو بھیج دی۔ اس نے وہ سری کسی اور ضرورت مند صحابی کے پاس بھیج دی اور اس نے کسی اور ضرورت مند کے پاس یوں وہ سات گھر والوں میں سے گھومتی ہوئی پھر پہلے صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئی۔ (زاد المسیر ج:8،ص:214 مکتب اسلامی بیروت 1407ھ)

امام مسدد اپنی "مسند" میں اور امام ابن ابی الدنیا "کتاب قری الضیف" اور امام ابن ابو المتوکل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مسلمان تین دن سے روزہ دار تھا اور اس کے پاس افطار کے لئے کوئی چیز نہ تھی حتیٰ کہ حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا! آج شام کو میں ایک مہمان لے کر آؤں گا۔ جب تم کھانا رکھو تو تم چراغ کے پاس اس طرح کھڑی ہو جانا گویا تم اس کو ٹھیک کر رہی ہو پھر اس کو بجھا دینا پھر تم کھانے کے پاس اس طرح ہاتھ بڑھانا گویا کہ تم کھانا کھا رہی ہو۔ پھر حضرت قیس رضی اللہ عنہ اس روزے دار مہمان کو لے کر آئے۔ شام کو ان کے سامنے کھانا رکھا اور چراغ ٹھیک کرنے کے بہانے بجھا دیا اور گھر والے کھانے کے سامنے اس طرح ہاتھ بڑھاتے رہے گویا کہ کھانا کھا رہے ہیں اور مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ جب صبح کو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے ثابت! گزشتہ رات تم نے اپنے مہمان کی جس طرح ضیافت کی اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور پھر یہ آیت نازل ہوئی:

"وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط"

(الدر منثور ج8،ص:102 دار احیاء التراث العربی بیروت 1421ھ)

☆ اس کے بعد اس آیت کے آخری فقرے میں فرمایا:

اور جن کو ان کے نفسوں کے بخل سے بچایا گیا سو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت میں "الشح" کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ہم نے بخل کیا ہے۔

Marfat.com

علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں
کہ حرص کے ساتھ جو بخل ہو اس کو الشح کہتے ہیں
اور یہ اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے جس کی عادت بخل کرنا ہو۔

(المفردات ج:1 ص:337 مکتبہ نزار مصطفیٰ بیروت 1418ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کی ضیافت کی وہ شح سے بری ہو گیا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث:10842)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم کرنے سے ڈرو کیونکہ ظلم قیامت کا اندھیرا ہے اور شح کرنے سے بچو، کیونکہ شح نے تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا، کیونکہ شح نے ان کو ناحق قتل کرنے اور حرام کا کام کرنے پر ابھارا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:2578)

ان تمام قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی کہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ اپنے مال و جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کر دیا۔ جنگوں میں تشریف لے گئے۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے منع فرما دیتے تو قدم وہیں رک جاتا تھا اگر کسی چیز کا حکم فرماتے تو جان کی بازی لگاتے تھے۔ اپنی جان کی پرواہ نہیں کی بلکہ جان اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دی جب یہ ساری وفا کی تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جنت کی بشارت دی۔

یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا صلہ ملا ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن میں وفا

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن میں وفا یہ ہے کہ قرآن پر عمل کیا جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھنے کو لازم رکھو۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: 2580)

لیکن افسوس ہے مسلمانوں پر کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کم عمل کرتے ہیں۔ اگر کافروں نے قرآن سے وفا نہیں کی تو مسلمانوں نے کون سی وفا کی ہے کہ اس مقدس کتاب کو الماریوں میں بند کر کے رکھ دیا حتیٰ کہ اس کو دیمک کھا گئی یہ کیسی وفا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان آج زمانے میں ذلیل وخوار ہیں کہ انہوں نے نہ تو اللہ تعالیٰ سے وفا کی ہے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی ہے اور وفا سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کیا جائے۔ حالانکہ ایسی مقدس کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور اس میں ہر مرض کی شفا ہے لیکن مسلمانوں کو پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے کہ اس پر بھی عمل نہیں کرتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دوا قرآن ہے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 3501)

سبحان اللہ! قرآن مجید ہر غم و دکھ کی دوا ہے۔

افسوس آج کے مسلمانوں پر کہ جب انہیں کوئی غم یا دکھ ہوتا ہے تو گانے باجوں کو سننے میں لگ جاتے ہیں حالانکہ گانے باجے سننا حرام ہے اور اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے جب قرآن مجید ہر بیماری کی دوا ہے تو کیوں مسلمان گانے باجوں کو سنتے

Marfat.com

ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی وفا نہیں ہوگی۔ اس وقت زمانہ تمہیں دھتکارتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نیک کام میں مسلمان کا دل نہیں لگتا۔ اگر کوئی کام کرتے ہیں تو اس کا الٹ ہوتا ہے اور اس کی جگہ پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ لہٰذا قرآن پڑھنا اور اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے اور یہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہے۔ قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں۔

آیت نمبر ۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (آل عمران: 138)

''یہ لوگوں کے لئے واضح بیان ہے اور متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔''

اس آیت کریمہ کے اندر ہدایت اور نصیحت کا ذکر ہے۔ جس کلام سے کسی پیدا ہونے والے شبہ کا ازالہ کیا جائے اس کو بیان کہتے ہیں اور جو کلام امور شرعیہ میں رہنمائی پر مشتمل ہو اس کو ہدایت کہتے ہیں اور جو کلام کسی برے کام سے ممانعت کی تلقین پر مشتمل ہو اس کو نصیحت کہتے ہیں۔ اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ کلام متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام ہدایت اور نصیحت متقین ہی حاصل کرتے ہیں اگرچہ یہ کلام پوری دنیا کے لئے پیش کیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہدایت کی پیشکش دنیا کے تمام لوگوں کے لئے ہے لیکن اس سے فائدہ صرف متقین ہی نے اٹھایا ہے۔

آیت نمبر ۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

(بنی اسرائیل: 82)

''اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو مومنین کے لئے شفا اور

Marfat.com

رحمت ہے۔''

☆ قرآن مجید روحانی امراض کے لئے بھی شفاء ہے اور جسمانی امراض کے لئے بھی شفاء ہے۔ قرآن مجید کا روحانی امراض کے لئے شفا ہونا اس طور پر ہے کہ روحانی امراض یا تو عقائد فاسدہ ہیں یا اعمال فاسدہ ہیں۔

عقائد فاسدہ میں سے دھریت کا عقیدہ ہے کہ اس جہان کا کوئی پیدا کرنے والا نہ ہو اور شرک کا عقیدہ کہ اس جہاں کے بہت پیدا کرنے والے ہوں اور بت پرستی کا عقیدہ رہے اور انکار نبوت کا عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ماننے کا عقیدہ ہے یہ تمام عقائد خراب و فاسد ہیں اور قرآن مجید میں ان کے خلاف قوی دلائل قائم کئے ہیں جس سے شرک اور بت پرستی کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ اس طرح خراب اور فاسد اعمال ہیں۔ مثلاً زنا کرنا عمل لوط کرنا، شراب پینا، جوا کھیلنا، قرآن مجید نے ایسے تمام کاموں کی خرابی اور قباحت بیان کی۔ ان کاموں پر دنیا و آخرت کا خسارہ بیان کیا اور ان کے مقابلہ میں نیک کاموں کی دنیا اور آخرت میں فضیلت بیان کی ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریوں میں غیر اخلاقی کاموں کی عادت اور ان سے محبت ہے۔ جیسے تکبر، حسد، حرص، بخل اور ظلم وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان اخلاقی عیوب کی برائی کو واضح کیا ہے اور ان کے مقابلے میں تواضع لوگوں کی بھلائی چاہنا، قناعت، سخاوت اور عدل وغیرہ کی دنیا اور آخرت میں فضیلت بیان فرمائی ہے اور اس طرح وعظ اور نصیحت فرمائی ہے اور دلوں میں اس طرح خوف خدا بٹھایا ہے جس سے دلوں پر جو معصیت کا رنگ چڑھا ہوا ہے وہ ڈھل کر صاف ہو جاتا ہے۔ اور گناہوں سے محبت جاتی رہتی ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کے دل میں نورانیت ہے اس کا معیار یہ ہے کہ جس دل میں نیک کام کرنے کے خیال آئیں اور برے کاموں سے اس کا دل متنفر ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں نورانیت ہے اور اس کا دل و دماغ صحت مند ہے اور بیمار نہیں ہے اور اس میں روحانی امراض نہیں ہیں۔

Marfat.com

جسمانی امراض کے لئے قرآن مجید کے شفا ہونے پر حسب ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان عرب کے کسی قبیلہ میں گئے۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے ان کی ضیافت نہیں کی۔ اسی دوران اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا۔ ان لوگوں نے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا کیا تم لوگوں میں سے کسی کے پاس دوا ہے یا کوئی دم کرنے والا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ہماری ضیافت نہیں کی تھی ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم اس کی اجرت نہیں دو گے۔ تو انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے بکریوں کا ایک ریوڑ طے کیا۔ پھر (ایک صحابی نے) سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس پر اپنے تھوک کی چھینٹیں ڈالیں وہ تندرست ہو گیا۔ پھر وہ طے شدہ بکریاں لے کر آئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا ہم اس وقت تک یہ بکریاں نہیں لیں گے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ تمہیں کس نے بتایا کہ یہ دم ہے ان بکریوں کو لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

دوسری روایت رقم الحدیث: 5737 میں یہ الفاظ ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص نے کتاب اللہ کی اجرت لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجرت کی مستحق اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:5736)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی گئی تھی اس مرض میں آپ اپنے اوپر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ اور جب آپ زیادہ بیمار

Marfat.com

ہو گئے تو میں پڑھ کر دم کرتی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرتی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھ کی برکت حاصل ہو۔ ابن شہاب علیہ الرحمہ نے کہا آپ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم فرماتے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 5751)

امام بیہقی نے طلحہ بن مصرف سے روایت کیا ہے کہ مریض کے پاس جب قرآن پڑھا جائے تو وہ آرام محسوس کرتا ہے۔ حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو میں ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا آج آپ تندرست لگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا آج میرے پاس قرآن مجید پڑھا گیا تھا۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: 2579)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں دل کی بیماریوں کی شفا ہے اور شہد میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: 10418)

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○ (یونس: 57)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک عظیم نصیحت آ گئی اور دلوں کی بیماریوں کی شفا آ گئی اور وہ مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی چار صفات بیان فرمائی ہیں۔

(۱) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی جانب سے نصیحت ہے۔

(۲) قرآن مجید دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

(۳) قرآن مجید ہدایت ہے۔

(۴) قرآن مجید مومنوں کے لئے رحمت ہے۔

اور قرآن مجید کی ان چاروں صفات کا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب

Marfat.com

نبوت کے ساتھ بہت قوی ربط ہے۔اس کی تفصیل اور تمہید یہ ہے کہ چٹورا انسان جس طرح زبان کی لذت اور چٹخارے حاصل کرنے کے لئے لذیذ، چٹ پٹی اور مسالے دار اشیاءاور مرغن اور میٹھی چیزیں بکثرت کھاتا ہےاوراس کے نتیجے میں ہائی بلڈ پریشر، شوگر اورمعدہ کاالسرکامریض بن جاتا ہےاورشہوانی لذتوں کے ناجائزحصول کی کثرت کی وجہ سے آتشک، سوزاک اور ایڈز کا مریض بن جاتا ہے پھر جسمانی صحت کے حصول کے لئے اسے کھانے پینے کی ان مرغوب اشیاء اور تکمیل شہوت سے پرہیز کرایا جاتا ہےاور ایسی دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں جن سے اس کے زائل شدہ جسمانی صحت بحال ہو سکے۔ اسی طرح انسان کی نفسانی اور روحانی بیماریوں کا معاملہ جب انسان کا اللہ تعالیٰ کے نبی سے رابطہ نہ ہواور وہ صرف اپنی عقل سے عقائد وضع کرےاوراپنی زندگی گزارنے کے لئے خود ضابطہ حیات مقرر کرے تو اس کے دل ودماغ پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہےاوراس کے عقائد گمراہ کن اور ملحوانہ ہوتے ہیں اور اس کے اعمال کفر، شرک اور زندیقی پر مبنی ہوتے ہیں اوراس کو حلال اور حرام کی بالکل تمیز نہیں ہوتی۔سو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی نفسانی، روحانی، قلبی امراض کے علاج اور اصلاح کے لئے نبی مبعوث فرماتا ہےاوران کو بطور نسخہ شفاء کتاب عطا فرماتا ہے لہٰذا اسی نسبت الٰہیہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور روحانی بیماریوں کے علاج اور ان کی اصلاح کے لئے قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

قرآن مجید سے وفا پر قلبی اور روحانی علاج

جو ماہر معالج ہواس کے علاج کے حسب ذیل طریقے ہیں۔

(۱) وہ مریض کو مضر اور مخرب اشیاء کے استعمال سے منع کرتا ہے جن سے اصل حیات خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔اسی طرح قرآن مجید انسان کو شرک اور کفر سے روکتا ہے کیونکہ شرک اور کفر کے ارتکاب سے انسان سرمدی عذاب اور دائمی دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے۔قرآن مجید نے جگہ جگہ انسان کو کفر اور شرک سے منع کیا ہے تاکہ انسان ہمیشہ

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے اخروی عذاب کا مستحق نہ ہو جائے اور اس کے عقائد کی اصلاح کی ہے۔

(۲) مریض کو ایسی دوائیں دی جائیں جن کی وجہ سے ان کے خون میں اعتدال پیدا ہو اور وہ خرابی دور ہو جائے جس کی وجہ سے مرض پیدا ہوا ہے مثلاً مریض کے جسم میں جگہ جگہ زخم ہیں جو ٹھیک نہیں ہو رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خون میں اس کی شکر کا لیول بڑھا ہوا ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ خون میں اس شکر کو کنٹرول کیا جائے اور جب شکر اعتدال پر آجائے گی تو زخم ٹھیک ہو جائیں گے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام جب لوگوں کو ممنوع کاموں کے ارتکاب سے منع کرتے ہیں تو ان کا ظاہر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے پھر وہ ان کو باطن کی طہارت کا حکم دیتے ہیں جس کو تزکیہ نفس کہتے ہیں۔ نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج کو ترک کرنے سے بچنا اور چوری ڈاکہ، نشہ کرنے، قتل اور زنا سے بچنا، اسی طرح جھوٹ، چغلی اور غیبت سے بچنا ان کاموں سے ظاہر بدن پاک ہوتا ہے اور کینہ، حسد، بخل، حرص اور بغض سے بچنے سے بدن کا باطن اور قلب پاک ہوتا ہے اور جب تک ظاہر پاک نہ ہو باطن پاک نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں ایسے احکام بھی ہیں جن سے ظاہر بدن پاک ہوتا ہے اور ایسے احکام بھی ہیں جن سے باطن صاف ہوتا ہے۔ عقائد فاسدہ، اعمال خبیثہ اور اخلاف مزمومہ امراض کے قائم مقام ہیں اور جب یہ چیزیں زائل ہو جاتی ہیں تو قلب کو شفا حاصل ہوتی ہے اور اس کی روح ان تمام آلودگیوں سے پاک ہو جاتی ہے جو اس کو انوار الٰہیہ کے مطالعہ سے مانع ہوتی ہے اور ان ہی دو مرتبوں کی طرف قرآن مجید کی ان صفات میں اشارہ ہے۔ موعظۃ من ربکم وشفا لما فی الصدور، یہ تمہارے رب کی جانب سے نصیحت ہے اور دل کی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

(۳) جب انسان عقائد فاسدہ، اعمال خبیثہ اور اخلاق رذیلہ سے منزہ، پاک اور صاف ہو جاتا ہے تو اس کا دل روشن ہو جاتا ہے اور اس میں انوار الٰہیہ منعکس ہونے لگتے ہیں اور اس کی روح تجلیات قدسیہ سے فیض یاب ہونے کے قابل ہو جاتی ہے اور اسی مرتبہ کو اس آیت میں ہدایت کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ اس ہدایت کا پہلا مرتبہ یہ ہے۔

Marfat.com

ففروا الی اللہ (الذاریات:50) سو اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔

(۴) اور جب انسان درجات روحانیہ اور معارج ربانیہ کے اس درجہ پر پہنچ جائے کہ اس کے انوار سے دوسرے قلوب بھی روشن ہونے لگیں جس طرح چاند، سورج کے انوار سے مستفیض ہو کر ایک جہان کو منور کرتا ہے وہ بھی انوار رسالت سے مستنیر ہو کر عام مسلمانوں کے دلوں کو منور کرنے لگے اور اس کے انوار بھی دوسرے ناقص مسلمان ہونے لگیں تو یہی وہ مرتبہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن مومنین کے لئے رحمت ہے اور مومنین کی تخصیص اس لئے فرمائی ہے کہ منبع فیوض تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور مسلمان کا منتہاء کمال یہ ہے کہ وہ انوار رسالت میں جذب ہو جائے تبھی وہ معارف ربانیہ سے واصل ہوتا ہے اور کفار تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور بھاگتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں اور جس کو معرفت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہ ہو وہ معارف ربانیہ کا کب اہل ہو سکتا ہے سو یہ مرتبہ مومنین ہی کے ساتھ مختص ہے۔ اس لئے فرمایا ورحمۃ للمؤمنین۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید سے اپنے نفس کے کمالات حاصل کرنا چاہے اس کے لئے چند مراتب ہیں۔ اس کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ وہ نامناسب کاموں کو چھوڑ کر اپنے ظاہر کو درست کرے اور اس کی طرف موعظت سے اشارہ فرمایا کیونکہ موعظۃ کا معنی ہے گناہوں سے منع کرنا اور دوسرا مراقبہ ہے نفس کو برحق عقائد اور عمدہ اخلاق سے مزین کرنا اور اس کی طرف ہدی سے اشارہ فرمایا اور

تیسرا مرتبہ عقائد فاسدہ اور صفات رویہ سے اپنے باطن کو صاف کرنا اور اس کی طرف شفاء لما فی الصدور سے اشارہ فرمایا اور چوتھا مرتبہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے انوار سے قلب کا روشن ہونا اور اس کی طرف ورحمۃ للمؤمنین سے اخذ استخارہ فرمایا۔

قرآن مجید سے وفا پر جسمانی علاج

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس آیت میں شفاء لما فی الصدور کو عام

Marfat.com

قرار دیا ہے اور قرآن مجید کو روحانی امراض کے علاوہ جسمانی امراض کے لئے بھی شفاء قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں احادیث اور آثار کو بیان کیا ہے۔

اور یہ بات بعید نہیں ہے کہ بعض دل کی بیماریاں، جسمانی بیماریوں کا سبب ہو جاتی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حسد اور کینہ دل کی بیماری ہے اور اس سے بعض جسمانی بیماریاں بھی ہو جاتی ہیں اور ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید پڑھنے کی برکت سے جسمانی امراض دور فرما دیتا ہے۔

(روح المعانی ج:7،ص:204 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1417ھ)

درحقیقت قرآن ہر بیماری کی شفاء ہے، خواہ قلبی ہو یا بدنی ہو اور جسمانی (الی قولہ) علماء امت نے کچھ روایات اور آثار سے اور کچھ اپنے تجربوں سے آیات قرآنی کے خواص وفوائد مستقل کتابوں میں جمع بھی کر دیئے ہیں۔ امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب خواص قرآنی اس کے بیان میں مشہور ومعروف ہے جس کی تلخیص مولانا تھانوی نے اعمال قرآن کے نام سے لکھی ہے اور مشاہدات وتجربات اتنے ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن کریم کی مختلف آیتیں مختلف امراض جسمانی کے لئے بھی شفاء کل ہوتی ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصلی مقصد قلب وروح کی بیماریوں کو ہی دور کرنا ہے اور ضمنی طور پر جسمانی بیماریوں کا بھی بہترین علاج ہے۔ (معارف القرآن ج:4،ص:543)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں زمین پر رکھا تو اس پر بچھو نے ڈنک مارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتی سے اس بچھو کو مار دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت فرمائے یہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو، نبی کو نہ غیر نبی کو مگر اس کو ڈنک مار دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگا کر اس کو ایک برتن میں ڈالا پھر جس انگلی پر بچھو نے ڈنک مارا تھا اس کو پانی میں ڈبویا اور اس پر پانی لگایا اور **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس**

Marfat.com

پڑھا۔(شعب الایمان، رقم الحدیث: 2575)

علامہ شمس الدین محمد بن ابوبکر ابن قیم جوزیہ علیہ الرحمہ متوفی 75ھ لکھتے ہیں۔

یہ بات معلوم ہے کہ بعض کلام کے خواص ہوتے ہیں اور اس کی تاثیرات ہوتی ہیں تو تمہارا رب العالمین کے کلام کے متعلق کیا گمان ہے جس کی ہر کلام پر فضیلت ہے اس طرح ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام مخلوق پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام مکمل شفاء ہے۔

عصمت، نافعہ، نور، ہادی اور رحمت عامہ ہے اور قرآن مجید کی تمام آیات شفا ہیں اور سورۃ فاتحہ کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے جس کی مثل قرآن میں ہے نہ تورات میں نہ انجیل میں اور نہ زبور میں۔ ایک مرتبہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا۔ مجھے دوا اور طبیب میسر نہ آ سکے تو میں سورہ فاتحہ سے اپنا علاج کرتا تھا۔ میں ایک گھونٹ زمزم کا پانی پیتا اور اس پر کئی بار سورہ فاتحہ پڑھتا پھر ایک گھونٹ زمزم کا پانی پیتا۔ میں نے کئی بار یہ عمل کیا حتیٰ کہ میرے تمام درد اور تکلیفیں دور ہو گئیں اور مجھے مکمل فائدہ ہو گیا۔

(زاد المعاد ج: 4، ص: 141)

آیت نمبر ۴: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖؕ

(البقرہ: 121)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اسی طرح تلاوت کرتے ہیں جو تلاوت کرنے کا حق ہے۔ وہی اسی پر ایمان رکھتے ہیں۔

☆ یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور اس کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ

(۱) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے معانی میں غور و فکر کرنا

(۲) اگر جنت یا آیت رحمت کو پڑھے تو اس کو طلب کرے۔ عذاب کی آیت پڑھے تو اس سے پناہ مانگے اگر نیک لوگوں کی صفات پڑھے تو ان کو اپنانے کی دعا کرے، برے لوگوں کا ذکر پڑھے تو ایسے اعمال سے محفوظ رہنے کی دعا کرے، احکام کی آیات

Marfat.com

پڑھے تو ان پر عمل کرنے کی توفیق طلب کرے۔

(۳) قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کرے کہ اس سے تقاضوں پر عمل کرے۔

(۴) قرآن مجید کو خشوع وخضوع سے پڑھے، آیات غضب کو پڑھ کر اس پر خوف طاری ہو اور اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، اپنے گناہوں پر اشک ندامت بہائے۔

(۵) قرآن مجید کی محکم آیات پر عمل کرے، متشابہات پر ایمان لائے اور ان کا معنی اور مراد اللہ تعالیٰ کی طرف مفوض کردے۔

(احادیث مبارکہ سے دلائل)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ قرآن پڑھنا

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ (صحیح مسلم ص:403، رقم الحدیث 804)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا پر جنت کی ضمانت

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور جھگڑے گا تو اس کی تصدیق کی جائے گی جو شخص اسے اپنے پیش نظر رکھے گا یہ جنت تک اس کی قیادت کرے گا اور جو اسے پس پشت ڈال دے گا یہ اسے ہانکتا ہوا جہنم میں لے جائے گا۔ (طبرانی کبیر، جلد:10، رقم الحدیث 10450)

صبح کے وقت تلاوت کرنا یا سیکھنا

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہم اس وقت صفہ (مسجد نبوی کے باہر چبوترے) پر بیٹھے تھے۔ آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ صبح کو بطحان یا عقیق کی وادیوں میں جائے اور کوئی گناہ اور قطع رحمی کیے بغیر دو بڑے کوہان والی اونٹنیاں لے کر واپس لوٹے؟ تو ہم نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے ہر ایک یہ پسند کرتا ہے، فرمایا تو تم میں سے کوئی صبح کے وقت مسجد میں کیوں نہیں جاتا اور کتاب اللہ کی دو آیتیں سیکھتا یا تلاوت کرتا کہ یہ تمہارے حق میں دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین آیتیں تمہارے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور جتنی آیتیں سیکھے گا یا پڑھے گا اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم: ص: 402، رقم الحدیث: 803)

افسوس ان مسلمانوں پر جو صبح ہوتے ہی برے کاموں میں لگ جاتے ہیں کہ یا تو گانوں باجوں میں یا سودخوری کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ گانے باجے سننا حرام ہے اور اس پر سخت وعید بھی آئی ہے۔ صبح کا وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا وقت ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت برستی رہتی ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں کریں گے بحیثیت اطاعت تو کبھی بھی مسلمان سیدھا نہیں ہو سکتا تو ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی جائے۔

قرآن پڑھنے والوں کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی تو ہمارا تمہارا قرآن پر عمل کرنے والے کے بارے میں کیا خیال ہے۔

(ابوداؤد، ج: 2، ص: 100 رقم الحدیث: 1453)

قرآن مجید پڑھنا جنت کے درجات کی بلندی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن

Marfat.com

پڑھتا جا اور جنت کے درجات طے کرتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا تو جہاں آخری آیت پڑھے گا وہیں تیرا ٹھکانہ ہوگا۔

(ابوداؤد: جلد:2، ص:104، رقم الحدیث:1464)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن قرآن کی گزارش

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن عرض کرے گا۔ اے میرے رب! اسے حلہ پہنا تو اسے کرامت کا حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کرے گا یارب! اس میں اضافہ فرما تو اسے کرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کرے گا اے میرے رب! اس سے راضی ہو جا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا۔ قرآن پڑھتا اور جنت کے درجات طے کرتا جا اور ہر آیت پر اسے ایک نعمت عطا کی جائے گی۔ (ترمذی: جلد:4، ص:419 رقم الحدیث:2924)

سبحان اللہ! قرآن پڑھنے کے کتنے بے شمار فضائل ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تو جنت ہمارا مقدر اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

قیامت کے دن تین شخص دہشت سے بری

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہوں گے جنہیں بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) دہشت زدہ نہ کر سکے گی اور حساب ان تک نہ پہنچ سکے گا۔ وہ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے یہاں تک کہ مخلوق حساب پر فارغ ہو جائے۔

ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن پڑھے اور اس کے ذریعے قوم کی امامت کرائے اور قوم بھی اس سے راضی ہو۔

دوسرا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نمازوں کی طرف بلانے والا (یعنی موذن)

Marfat.com

تیسرا وہ شخص جس نے اپنے رب تعالیٰ اور اپنے دنیاوی آقا کا معاملہ خوش اسلوبی سے نبھایا۔(طبرانی اوسط: ج:6، ص:425 رقم الحدیث:9280)

اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن مجید سے افضل کسی عمل میں لوٹنا نہیں

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن مجید سے افضل کسی عمل کے ساتھ نہیں لوٹو گے۔

(المستدرک: جلد:2، ص:256 رقم الحدیث:2083)

قرآن مجید کی آیت قیامت کے دن نور

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت توجہ کے ساتھ سنی اس کے لئے نیکی اضافہ کے ساتھ لکھی جائے گی اور جس نے اس کی تلاوت کی وہ آیت قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی۔(مسند احمد: جلد:3، ص:245 رقم الحدیث:8502)

قرآن کی تلاوت زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت فرمائیے۔تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے خوف کو خود پر لازم کر لو کیونکہ یہی ہر کام کی اصل ہے۔میں نے عرض کیا مزید نصیحت فرمائیے'' تو ارشاد فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کو خود پر لازم کر لو کیونکہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہوگی۔''(الترغیب والترھیب: ج:2، ص:227)

قرآن پڑھنے والے کے گھر میں خوشبو کا پھیل جانا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار فرمایا جو کثیر افراد پر مشتمل تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قرآن پڑھنے کے لئے کہا۔سب لوگ قرآن پڑھنے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے

Marfat.com

بچے کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کتنا قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کی، اتنا اتنا اور سورہ بقرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں سورہ بقرہ یاد ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا جاؤ تم ان کے امیر ہو۔

تو ان کے سرداروں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: خدا کی قسم! سورہ بقرہ سیکھنے سے مجھے صرف اس خوف نے روک دیا کہ میں اسے یاد نہ رکھ سکوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن سیکھو اور اسے پڑھا کرو کیونکہ قرآن سیکھ کر پڑھنے والے کی مثال مشک سے بھرے ہوئے چمڑے کے تھیلے کی طرح ہے جس کی خوشبو سارے گھر میں پھیل جاتی ہے اور جس نے قرآن سیکھا پھر غافل ہو گیا اور اس کے سینے میں قرآن ہے تو اس کی مثال چمڑے کے اس تھیلے کی طرح ہے جس کے ذریعے مشک کو ڈھانپ دیا گیا ہو۔

(ترمذی: ج:۴، ص ۱۰۴، رقم الحدیث: ۲۸۸۵)

قرآن پڑھنے میں مہارت رکھنے والا کراماً کاتبین کے ساتھ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھنے میں مہارت رکھنے والا کراماً کاتبین کے ساتھ اور جو مشقت کے ساتھ اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے اس کے لئے دگنا ثواب ہے۔

(صحیح المسلم: ص:400، رقم الحدیث 798)

قرآن پڑھنے کے وقت ملائکہ کا نزول

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے اصطبل میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ان کا گھوڑا چکر لگانے لگا۔ انہوں نے دوبارہ قرآن کی تلاوت شروع کی تو گھوڑا دوبارہ اچھلنے لگا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسے ہی ہوا۔ حضرت سیدنا اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا میرے بیٹے یحییٰ کو نہ روند ڈالے۔ جب میں گھوڑے کو پکڑنے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک چھتری سایہ کناں ہے جس میں چراغ روشن ہے اور

Marfat.com

وہ چھتری فضا میں معلق ہے پھر وہ فضا میں گم ہوگئی اور میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ صبح کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزشتہ رات اپنے اصطبل میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کہ میرا گھوڑا مست ہوگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خضر قرآن پڑھو۔ میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر مست ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن حضیر! پڑھو۔ تو میں پڑھنے لگا اور گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اے ابن حضیر پڑھتے رہو۔ پھر جب میں وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے سر پر ایک چھتری کو سایہ کناں دیکھا جس میں چراغ روشن تھے اور وہ فضاء میں معلق تھی پھر وہ فضا میں بلند ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ اس وقت (میرا بیٹا) یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے روند نہ ڈالے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ملائکہ تھے جو تمہاری قرأت سننے آئے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو صبح لوگ انہیں دیکھتے اور ان میں سے کوئی پوشیدہ نہ رہتا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین رقم الحدیث 795، ص 399)

حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سکینہ تھا جو قرآن کے لئے اترا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ! جب میں مڑا تو میں نے آسمان و زمین کے درمیان چراغ لٹکے ہوئے دیکھے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرأت جاری رکھنے کی استطاعت نہ رکھ سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو قرآن پاک کی قرأت سننے کے لئے اترتے تھے اگر تم قرأت کرتے رہتے تو بہت سے عجائبات دیکھتے۔ (المستدرک، ج 2، ص 254، رقم الحدیث 2079)

قرآن مجید پڑھنے والے اللہ والے

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا: بے شک لوگوں میں سے کچھ اللہ والے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا قرآن پڑھنے والے یہی لوگ اللہ والے اور خواص میں شامل ہیں۔ (ابن ماجہ، جلد: 1 ص: 140 رقم الحدیث: 215)

سورہ یٰسین پڑھنے سے مغفرت کی خوشخبری

حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ بقرہ قرآن پاک کی رفعت ہے اور اس کی ہر آیت کے ساتھ (80) ملائکہ نازل ہوئے اور (اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم) کو عرش کے نیچے سے نکال کر اس سورت کے ساتھ ملایا گیا اور سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی بہتری کے لئے پڑھے اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(مسند احمد، ج: 7، ص: 286، رقم الحدیث 20322)

سورہ یٰسین پڑھنے والے کے لئے دس قرآن پاک کا ثواب

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل (سورہ) یٰسین ہے اور جو ایک مرتبہ سورہ یٰسین پڑھے گا اس کے لئے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

(ترمذی، جلد: 4، ص: 406، رقم الحدیث: 2896)

سورہ یٰسین پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی بشارت

حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سورہ یٰسین پڑھی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: جلد: 4، ص: 286، رقم الحدیث: 2565)

سورہ بقرہ پڑھنے والے کے گھر شیطان تین دن تک داخل نہ ہوگا

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور قرآن کی بلندی (سورہ) بقرہ ہے، جو شخص رات کو اسے اپنے گھر میں پڑھے گا شیطان تین راتوں تک اس کے گھر میں داخل نہ ہو سکے گا اور جو دن میں اسے پڑھے شیطان تین دن اس کے گھر میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: جلد: 2، ص: 78 رقم الحدیث: 777)

سورہ بقرہ گھر میں پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین، ص: 393 رقم الحدیث: 780)

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے سے شیطان اس گھر کے قریب نہ جائیگا

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی پھر اس میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں نازل فرمائیں۔

جس گھر میں تین راتیں ان دو آیتوں کو پڑھا جائے گا شیطان اس گھر کے قریب نہ آئے گا۔ (ترمذی: ج: 2، ص: 268 رقم الحدیث: 2109)

دو نوروں کی خوشخبری

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ انہوں نے اپنے سر پر ایک آواز سنی تو اوپر سر اٹھایا اور عرض کیا: یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ نیچے اترا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ پھر اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نوروں کی خوشخبری لیجیے جو آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کو عطا کی گئیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔ وہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں۔ آپ ان دونوں میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے اس کے عوض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عطائیں کی جائیں گی۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، ص: 403، رقم الحدیث: 806)

سورہ ملک عذاب قبر سے حفاظت

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگایا مگر انہیں یہ علم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہاں کسی شخص کی قبر ہے جو سورہ ملک پڑھ رہا ہے اور اس نے پوری سورت ختم کی۔ وہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک قبر پر خیمہ تان لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔ جبکہ وہاں ایک ایسے شخص کی قبر ہے جو روزانہ پوری سورہ ملک پڑھتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہی روکنے والی ہے، یہی نجات دلانے والی ہے جس نے اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا۔''

(ترمذی جلد: 4، ص: 407 رقم الحدیث: 2899)

سورہ ملک شفاعت کرتی رہے گی حتیٰ کہ اس کی مغفرت کردی جائے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک قرآن میں تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے لئے شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردی جائے گی۔ اور یہ تبارك الذی بیدہ الملك ہے۔ (ترمذی، جلد: 4، ص: 408، رقم الحدیث: 2900)

سورہ ملک پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزانہ رات میں (تبارك الذی بیدہ الملك) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ فرمائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے مانعہ (یعنی عذاب قبر سے بچانے والی) کہا کرتے تھے اور بے شک یہ قرآن کی ایک ایسی سورت ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے وہ بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ مع السنن الکبریٰ النسائی الجزء الثالث: ج:6،ص:179، رقم الحدیث:10547)

سورۃ قل شریف پڑھنے والے کے لئے جنت میں محل تیار ہوگا

حضرت سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو ہم اسے کثرت سے پڑھا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عطا فرمانے والا اور پاک ہے۔

(مسند احمد، جلد:5،ص:308 رقم الحدیث:15610)

سورۃ قل شریف تہائی قرآن کے برابر

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکٹھے ہو جاؤ کیونکہ ابھی میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا۔ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے جنہیں جمع ہونا تھا وہاں جمع ہو گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (قل ھو اللہ احد) پڑھی اور واپس تشریف لے گئے ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ شاید آسمان سے کوئی خبر آئی ہے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے تو فرمایا کہ میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھنے کا کہا تھا تو سن لو کہ یہی سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین ص:405، رقم الحدیث:812)

سورۃ قل شریف سے جنت کا وجوب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واجب ہوگئی۔ فرمایا جنت

(الموطا امام مالک جلد: 1 ص: 198 رقم الحدیث: 495)

سورہ اخلاص پڑھنے والے کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص روزانہ دو سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ترمذی جلد: 4 ص: 411 رقم الحدیث 2907)

سورہ دخان کو رات میں پڑھنے سے صبح تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی رات میں سورہ دخان پڑھے گا تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ (ترمذی، جلد: 4، رقم الحدیث: 2897)

سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن بادل کی صورت میں سایہ فگن ہوں گی

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ دو روشن سورتیں یعنی بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ کرنے والے بادل کی طرح آئیں گی کہ گویا پرندوں کے جھنڈ ہیں جو اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ پھر یہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گی۔ سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اسے پڑھنا باعث برکت اور چھوڑ دینا باعث

Marfat.com

حسرت ہے اور بطلہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سیدنا معاویہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بطلہ سے مراد جادوگر ہیں۔

(صحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین ص:403 رقم الحدیث:804)

سورۃ فاتحہ کے فضائل

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ انہوں نے اپنے سر پر ایک آواز سنی تو اپنے سر کو اٹھایا اور کہا یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ نیچے اترا! تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ پھر اس نے سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو نوروں کی خوشخبری لیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے ہیں۔ آپ سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ وہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے اس کے عوض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عطائیں کی جائیں گی۔

(مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین ص:408، رقم الحدیث:806)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران ایک جگہ اپنی سواری سے اترے تو قریب ہی ایک اور شخص بھی سواری سے اتر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں قرآن مجید کے افضل حصے کے بارے میں نہ بتاؤں: اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتایئے۔ تو آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے (الحمد للہ رب العالمین) کی تلاوت فرمائی۔ (المستدرک، جلد:2 ص:264)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے قرأت کو اپنے اور اپنے بندوں

Marfat.com

کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہی ہے جو وہ مانگے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس میں سے آدھی قرأت میرے لئے ہے اور آدھی میرے بندے کے لئے۔ جب بندہ: الحمد لله رب العالمين کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی جب بندہ الرحمٰن الرحيم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی جب بندہ اياك نعبد واياك نستعين کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہی ہے جو وہ مجھ سے مانگے۔ جب وہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم والا الضالين کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرا بندہ جو مانگے اس کے لئے وہی ہے۔

(صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، ص:208، رقم الحدیث:395)

سورہ الزلزال واخلاص وکافرون پڑھنے کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا زلزلت: نصف قرآن کے برابر ہے اور قل هو الله احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور قل يا ايها الكفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

(ترمذی، جلد:4، ص:409 رقم الحدیث:2903)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے فلاں! کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم! نہیں کی۔ میرے پاس شادی کرنے کے لئے کچھ نہیں، فرمایا، کیا تمہیں قل هو الله احد یاد نہیں۔ اس نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر فرمایا کیا تمہیں

Marfat.com

اذا جاء نصر اللہ والفتح یاد نہیں۔اس نے عرض کیا کیوں نہیں۔فرمایا یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے پھر دریافت فرمایا کیا تجھے (اذا زلزلت الارض) یاد نہیں۔اس نے عرض کیا کیوں نہیں۔فرمایا یہ چوتھائی قرآن ہے پھر دومرتبہ ارشاد فرمایا۔شادی کرلو۔

(ترمذی،جلد:4،ص:409رقم الحدیث:2904)

سورہ کہف کی آخری آیتیں دجال سے حفاظت کا سبب

حضرت سیدنا ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورہ کہف کی پہلی آیتیں یاد کرے گا دجال سے محفوظ رہے گا۔اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی آخری دس آیتیں یاد کرے گا دجال سے محفوظ رہے گا۔

(صحیح مسلم:صلاۃ المسافرین،ص:404رقم الحدیث:809)

آیت الکرسی قرآن پاک کی آیتوں کی سردار

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور بے شک قرآن کی بلندی سورہ بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت ایسی ہے جو کہ قرآن پاک کی آیتوں کی سردار ہے۔

(ترمذی جلد:4،ص:402رقم الحدیث:3080)

ایک روایت میں ہے کہ سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن مجید کی آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جائے اگر شیطان وہاں موجود ہوگا تو بھاگ جائے گا۔(المستدرک،جلد:2،ص:647)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابومنذر رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی یاد ہونے پر مبارکباد دینا

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے ابومنذر!کیا تمہیں معلوم ہے کہ قرآن پاک کی جو آیتیں تمہیں یاد ہیں

Marfat.com

ان میں کون سی آیت عظیم ہے، میں نے عرض کیا: ''اللّٰہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ اے ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔

آیت الکرسی سے بلاؤں کی حفاظت

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کھجور کا ایک گودام تھا۔ ایک جنی وہاں آتی اور اس میں کھجوریں چوری کرلیا کرتی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرتبہ جب وہ آئے تو اسے کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جواب دہی کے لئے چل چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس سے نہ آنے کا حلف لے لیا۔ جب وہ دوسری مرتبہ آئی تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کی عادی ہے دوبارہ آئے گی۔ جب وہ تیسری مرتبہ آئی تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ آج تجھے نہیں چھوڑوں گا اور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے کر جاؤں گا۔ تو اس نے کہا میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں کہ اپنے گھر میں آیت الکرسی پڑھا کرو شیطان یا کوئی بھی بلاء تمہارے قریب نہ آئے گی۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے اس کی بتائی ہوئی بات عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑی جھوٹی ہے۔

(ترمذی، جلد: 4، ص: 403 رقم الحدیث: 2889)

سورۃ الناس اور فلق کے فضائل

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جابر پڑھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے

Marfat.com

ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ کیا پڑھوں؟ فرمایا (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پھر میں نے یہ دونوں پڑھیں تو فرمایا، ان دونوں کو پڑھا کرو کیونکہ تم ان کی مثل ہرگز نہ پڑھ سکو گے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد: 2، ص: 84 رقم الحدیث: 793)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جحفہ اور ابواء کے درمیان سے گزر رہا تھا کہ ہمیں شدید آندھی اور تاریکی نے گھیر لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے ذریعے پناہ مانگنا شروع کی اور مجھ سے فرمایا! اے عقبہ ان دونوں کے ذریعے پناہ مانگا کرو کسی پناہ چاہنے والے نے اس کی مثل کسی چیز سے وسیلہ سے پناہ نہیں مانگی۔

(ابوداؤد، جلد: 2، ص: 104 رقم الحدیث: 1463)

قرآن مجید سے بے وفائی پر سخت وعیدیں

قرآن مجید سے بے وفائی سے مراد یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر بھلا دینا اور اس پر عمل نہ کرنا۔ قرآن مجید سے بے وفائی ہے۔ آج کل اکثر مسلمان اس بیماری میں مبتلا ہیں کہ قرآن مجید کو پڑھ کر پھر بھلا دیتے ہیں۔ دیکھئے جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کریں گے تو ہمارا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور جہنم کیوں ملے گی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کر کے کہ ان کی اطاعت مسلمان نہیں کریں گے۔ یہی وجہ ان کو جہنم میں لے جائے گی۔

قیامت کے دن قرآن بھلا دینے والے پر سزا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ قیامت کے دن میری امت کو جن گناہوں کی سزا ملے گی ان میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو کتاب اللہ کی کوئی سورت یاد تھی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ولید بن عبداللہ ابومغیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے۔ مجھ پر گناہ پیش کیے گئے تو میں نے قرآن پڑھ کر بھلا دینے والے کے گناہ سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا۔

(مصنف ابن شیبہ کتاب فضائل القرآن جلد: 7، ص: 163)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ پایا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔

(جامع الترمذی، باب فضائل القرآن الحدیث: 2916)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو قرآن پڑھے پھر اسے بھلا دے وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔

(المرجع السابق، الحدیث: 1، جلد: 7، ص: 162)

اور دوسری روایت میں ہے کہ جس نے قرآن سیکھا پھر اسے بھلا دیا وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب فضائل القرآن جلد: 3، ص: 223، حدیث: 1634)

قرآن مجید پڑھنے کے آداب

قرآن مجید پڑھنے کے جہاں پر فضائل ہیں وہاں اس کے آداب بھی ہیں کیونکہ قرآن پڑھنا بہت زیادہ ثواب ہے جس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا دس گناہ اجر ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی ص: 413)

جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرے اس کو چاہئے کہ اپنے منہ کو ہر قسم کی بدبو

Marfat.com

سے اچھی طرح صاف کرے، خاص طور پر تمبا کو نوشی کرنے والے، نسوار ڈالنے والے اور کچا لہسن اور پیاز کھانے والوں کو کسی اچھی پیسٹ یا مسواک سے منہ صاف کرنا چاہئے اور منہ میں الائچی وغیرہ رکھنی چاہئے اور دیگر عطریات کو خوشبو لگانی چاہئے کیونکہ فرشتے تلاوت قرآن کے دوران حاضر ہوتے ہیں اور بدبو سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور خوشبو سے راحت ہوتی ہے۔

کسی پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے۔ مسجد میں تلاوت کرنا بہت عمدہ ہے لیکن گھروں میں اگر پڑھا جائے تو گھر میں برکت نازل ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام پڑھے پھر قرآن کی آیت کو پڑھے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت آیات کے معانی میں غور و فکر اور تدبر کرے جس آیت میں ذوق و شوق ہو اور وجد آئے اس کو بار بار دہرائے۔

کیونکہ امام نسائی اور امام ابن ماجہ علیہما الرحمہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات صبح تک اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔

"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○" (المائدہ: 118)

اگر تو ان کو عذاب دے تو بے شک یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

(سنن نسائی، ج: 1، ص: 157)

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان اور فقہاء تابعین علیہم الرحمہ سے منقول ہے کہ انہوں نے تلاوت کے دوران بعض آیات کو بار بار پڑھا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے

Marfat.com

ہوئے یا تلاوت کو سنتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب، اس کی گرفت اور اس کے عذاب کی آیت سے گزریں تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا چاہئے۔

اس سلسلے میں کثرت سے احادیث مبارکہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھتے ہوئے روؤ، اگر رونا نہ آئے تو کوشش کر کے روؤ۔ (سنن ابن ماجہ، ص: 95)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے اس قدر روتے تھے کہ مشرکوں کی عورتیں بھی ان کا گریہ سن کر متاثر ہوتی تھیں۔ (صحیح بخاری، ج: 1، ص: 307)

قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جلدی جلدی پورا قرآن پڑھنے کی بہ نسبت میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ صرف ایک سورت ترتیل کے ساتھ پڑھ لی جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاؕ (المزمل: 4)

اور قرآن مجید آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھئے۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ہمیں جلدی جلدی قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ قرآن پڑھتے اور وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا لیکن جب قرآن مجید دل میں ٹھہر کر جم جائے تو نفع دیتا ہے۔ ترتیل کے ساتھ پڑھنے میں قرآن کی زیادہ تعظیم و توقیر ہے اور اس کی دل میں زیادہ تاثیر ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، ج: 1، ص: 274)

جب قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور مغفرت کا سوال کرے اور جب عذاب کی آیت کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ طلب کرے جب کسی آیت میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کا ذکر ہو تو سبحان کہے۔

Marfat.com

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب (نفلی) نماز میں کسی رحمت کی آیت پڑھتے تو اس کا سوال کرتے اور جب عذاب کی آیت پڑھتے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے اور جب اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیت پڑھتے تو سبحان اللہ فرماتے۔ (سنن ابن ماجہ، ص 96)

جب قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا ذکر ہو تو دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اتباع نصیب فرمائے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اس کا مکمل احترام ملحوظ رکھے اس دوران باتیں نہ کرے، ہنسنے سے گریز کرے مگر یہ کہ کوئی اہم بات کرے تو پھر بات کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(الاعراف 204)

''اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

قرآن مجید کو مصحف کی ترتیب کے مطابق پڑھنا چاہئے مثلاً پہلے سورہ فاتحہ پھر سورہ بقرہ، امام طبرانی علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ ایک شخص الٹی قرأت کرتا ہے۔ فرمایا اس کا دل الٹا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 7، ص 168)

قرآن مجید کو مصحف سے دیکھ کر پڑھنا چاہئے اور یہ زبانی پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مصحف میں دیکھنا بھی عبادت مقصود ہے لیکن اگر کوئی شخص کا خضوع وخشوع اور تدبر اور تفکر زبانی پڑھنے سے زیادہ ہوتا ہے تو اس کو زبانی پڑھنا افضل ہے۔

امام طبرانی نے حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر مصحف کے پڑھنے کے ہزار درجات ہیں اور مصحف

Marfat.com

میں دیکھ کر پڑھنے کے دو ہزار درجات ہیں۔ (مجمع الزوائد: جلد: 7، ص: 165)

بعض صورتوں میں قرآن مجید کو آہستہ پڑھنا افضل ہے اور بعض صورتوں میں بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ آہستہ پڑھنا خدشہ ریا سے مامون ہے اور جب یہ خطرہ نہ ہو تو بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے اور اس کا فائدہ دوسروں تک پہنچتا ہے اور اس لئے پڑھنے والے کا دل بیدار اور اس کا ذہن متوجہ رہتا ہے اور اس کو سننے کا ثواب بھی ملتا ہے۔ اس کی نیند دور ہوتی ہے اور اس کی تروتازگی زیادہ ہوتی ہے اور وہ غافلوں کو متنبہ کرتا ہے لیکن یہ فضیلت اس وقت ہے جب اس کے بلند آواز کے ساتھ پڑھنے سے کسی کی نیند آرام، عبادت اور کام میں حرج اور خلل نہ ہو۔ قرآن مجید کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

حضرت براء بن عذاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی آوازوں کو قرآن مجید کے ساتھ مزین کرو۔

(سنن ابوداؤد، ج: 1، ص: 207)

قرآن مجید کو دل لگی سے پڑھنا چاہئے اور اسے کم از کم دنوں میں ختم کر دینا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن مجید کو ایک ماہ میں ختم کیا جائے اور سات دن سے کم میں ختم نہ کیا جائے۔ (صحیح البخاری ج: 2، ص: 756)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا کرتے بعض احادیث صحیحہ میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا کرنا مستحب ہے اس وقت اپنے اہم کاموں اور عام مسلمانوں کی فلاح کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

فائدہ

ان تمام اقوال قرآن و احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن پڑھنے کے بہت زیادہ

Marfat.com

فضائل و برکات ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے کیونکہ اطاعت سے انسان کو قلبی وروحانی سکون ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہوتے ہیں۔

جب راضی ہوتے ہیں تو ان کو جنت کی خوشخبری ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضور ﷺ سے نماز میں وفا

نماز پڑھنا افضل عمل ہے اور فرض بھی ہے اور نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے ویسے ہی نماز پڑھی جائے۔ افسوس آج کل کے مسلمانوں پر کہ نماز جیسا اہم فریضہ ترک کر دیا ہے۔ یہ کیسی وفا ہے کہ اذان ہو رہی ہے کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ کیسی وفا ہے کہ اذان ہو رہی ہے مسلمان گانے باجوں اور فلموں کو سن رہے ہیں۔ یہ کیسی وفا ہے کہ اذان ہو رہی ہے مسلمان شرابوں میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ کیسی وفا ہے کہ اذان ہو رہی ہے زنا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ کیسی وفا ہے کہ اذان ہو رہی ہے لیکن مسلمان سود کے کاروبار میں لگا ہوا ہے اگر دنیا کا کوئی بادشاہ بلائے تو فوراً خوشی سے چلا جاتا ہے لیکن جب خالق کائنات کے بلاوے کا وقت آئے تو مسلمان برے کاموں میں مشغول ہے کیا اسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفا کرنا کہتے ہیں۔ یہ وفا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دغا بازی اور بے وفائی ہے۔ اور وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے نماز پڑھی جائے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے نماز کو اسی حالت میں پڑھا جائے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا کہتے ہیں۔ عصر حاضر میں مسلمان اسی لئے ذلیل وخوار ہیں کہ انہوں نے نماز جیسے اہم فریضہ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کی ہے۔ دیکھئے گزشتہ صفحات میں ثابت کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

وفا اس طرح کی دل وجان ومال بھی قربان کر دیا۔ اسی کو وفا کہتے ہیں جب انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سنا دی۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہے کہ ان کی اطاعت میں مال وجان چلا جائے تو پروانہ کی جائے کیونکہ جان ودل انہی کا ہے۔ لہٰذا وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا حکم دیا ہے۔ نماز ادا کی جائے اور گھر والوں کو سختی کے ساتھ نماز کا حکم دیا جائے۔ پھر دیکھنا زندگی میں عمل میں گھر میں کاروبار میں برکتوں کا انبار لگ جائے گا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔

نماز کے ادا کرنے اور اس کے بلاوے پر آیات کریمہ سے ثبوت

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

(حم السجدة 33)

"اور اس سے عمدہ کلام کس کا ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی دعوت دے اور نیک کام کرے۔"

☆ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دینے میں درجات ہیں۔

(۱) جو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دے یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دے۔ اس کے بعد فرمایا اور نیک کام کرے کیونکہ جو شخص خود نیک کام نہ کرے اور لوگوں کو نیک کام کرنے کی دعوت دے وہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا مستحق ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ (الصف:2)

اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔

اور جب انسان وعظ اور تبلیغ کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے تو اپنے حکم کی نافرمانی کرنے والا سب سے پہلا شخص وہ خود ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اللہ کے دین کی دعوت دینے والے کے ساتھ یہ ذکر فرمایا کہ وہ نیک کام کرے۔

حدیث میں ہے کہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر دوزخ میں جھونک دیا جائے گا اس کی انتڑیاں اس کے پیٹ سے نکل کر بکھر جائیں گی اور وہ ان کے ساتھ اس طرح چکر کاٹ رہا ہوگا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ تمام دوزخی اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے۔ اے فلاں شخص! کیا بات ہے؟ کیا تم ہم کو نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے؟ اور برائی سے منع کرتے ہیں اور کہے گا کیوں نہیں۔ میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نیک عمل نہیں کرتا تھا اور میں برے کاموں سے روکتا تھا اور خود برے کام کرتا تھا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 7098)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جس کے ہونٹ آگ کے قینچوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ مجھے بتایا گیا یہ دنیا دار خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے کیا پس وہ عقل نہیں رکھتے تھے۔ (مسند احمد، ج:3، ص:120)

☆ ان درجات میں انبیاء علیہم السلام کا بھی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والا سب سے پہلے (۱) انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے (۲) اس کے

Marfat.com

بعد علماء کرام (۳) اوران کے بعد اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والے حکام ہیں (۴) اوران کے بعد مؤذنین ہیں اور آخری مرتبہ ہر مومن کا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلائے۔

(۵) انبیاء علیہم السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف معجزات سے دلائل سے اور جہاد کے ذریعہ دعوت دیتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب 45 تا 46)

اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے گواہی دینے والا ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرنے والا۔ اور اللہ کے حکم سے اس کے دین کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر۔

اور سلسلہ میں بعض احادیث یہ ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور اللہ تعالیٰ نے جس دین کو دے کر مجھے بھیجا ہے کہ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص کسی قوم کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا میں نے تمہارے خلاف ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں تمہیں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ سو نجات حاصل کرو۔ نجات حاصل کرو پس ایک جماعت نے اس کی بات مان لی اور وہ اپنی سہولت سے کسی طرف نکل گئے اور انہوں نے نجات پالی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6482)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری مثال اور لوگوں کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک شخص نے آگ جلائی اور جب اس آگ سے اس کے اردگرد روشنی ہوگئی تو اس پر پروانے اور حشرات الارض ٹوٹ کر گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں آگ میں گرنے سے روکنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے رہے۔ اسی طرح میں

Marfat.com

تمہیں تمہاری کمر سے پکڑ کر تمہیں آگ سے نکالتا ہوں اور تم اس آگ میں گر رہے ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 6483)

(۲) اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والوں میں دوسرا درجہ علماء کا ہے علماء کی دعوت الی الخیر اور ان کی اطاعت کرنے کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج (النساء: 59)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں صاحبان امر ہیں یعنی علماء کی۔''

اور علماء دین کے ذمہ جو دین کی دعوت دینے کے فرائض ہیں اُن کے متعلق یہ احادیث مبارکہ ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صرف دو شخصوں پر رشک کرنا مستحسن ہے! ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور اسے اس مال کو حق کے راستے میں خرچ کرنے پر مسلط کر دیا ہو اور ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے حکمت (علم) عطا کی ہو اور وہ اس حکمت سے لوگوں کے فیصلے کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 73)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کسی حدیث کو سنے پھر اس کو یاد رکھے حتیٰ کہ اس حدیث کی تبلیغ کرے۔ پس بعض حامل فقہ اس حدیث کو اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیں گے اور بعض حامل فقہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3660)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے کسی چیز کے علم کے متعلق سوال کیا گیا اور اس نے اس کے علم کو چھپا

Marfat.com

لیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈال دے گا۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:3658)

(۳) اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والوں میں تیسرا درجہ امراء اور احکام کا ہے۔ یہ قوت اور اقتدار سے اور ہر دور کے مروج اور موثر ہتھیاروں سے کفار کے خلاف جہاد کرتے ہیں اور اللہ کے دین کو سربلند کرتے ہیں اور اسلام کی نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ اسلام کی سرحدوں کا دفاع کرتے ہیں اور اپنے ملک میں اسلامی نظام کو قائم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کو نافذ کرتے ہیں۔ نمازوں کی ادائیگی اور زکوٰۃ کی وصولیابی کا نظام قائم کرتے ہیں۔ فوج کا محکمہ، عدالتیں اور دینی درس گاہیں قائم کرتے ہیں اور بیت المال سے ناداروں، یتیموں بیواؤں اور بے روزگاروں کے وظائف جاری کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

(الحج:41)

یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار عطا فرمادیں تو یہ نماز کی ادائیگی اور زکوٰۃ کی وصولیابی کا نظام قائم کریں گے اور نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

اس سلسلے میں چند احادیث مبارکہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کے نظام حکومت چلاتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی (علیہ السلام) اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بے شک میرے

Marfat.com

بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ عنقریب میرے خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے پس تم اول کی بیعت کرو پھر اول کی بیعت پوری کرو اور ان کے حقوق ادا کرو وہ اپنی عوام کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اس کا اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3455)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: عدل اور انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب ہوں گے اور اس کی دونوں جانب جائیں ہیں۔ جو لوگ اپنی رعیت میں عدل کرتے رہیں۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 1827)

(۴) اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والوں میں چوتھا درجہ مؤذنین کا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مؤذنین اذان دیتے ہیں تو ہر چند کہ یہ بالذات نماز کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن اذان کے الفاظ اپنے اندر معانی کے وسیع سمندر کو سموئے ہوئے ہیں۔ اول تو نماز تمام عبادات کی جامع ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ہے۔ نماز کے لئے صاف اور پاک کپڑا خریدنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہے اور یہ زکوٰۃ کے قریب ہے۔ حالت نماز میں کھانے پینے اور لذات نفسانیہ سے اجتناب ہے اور یہ روزے کے قریب ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے اور اس میں حج بیت اللہ کی روح ہے اپنے کاروبار اور آرام کو چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف جانا اور یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور یہ جہاد اکبر ہے اس میں قرآن کی تلاوت ہے۔ تسبیحات کا پڑھنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا پڑھنا ہے۔ مسلمانوں کی اور فرشتوں کی خیر خواہی ہے۔

ذکر اذکار ہے توبہ ہے، گناہوں سے استغفار ہے۔ اعتکاف ہے اور دعا ہے غرض اسلام کی تمام اہم عبادات کا خلاصہ نماز میں ہے پس جب مؤذن نماز کی طرف بلاتا ہے تو وہ اسلام کی تمام عبادات کی طرف بلاتا ہے اور اذان میں مؤذن فلاح کی طرف بلاتا ہے

Marfat.com

اور دین و دنیا کی فلاح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے یعنی جب مؤذن دعوت دیتا ہے تو وہ بھی دین کی اہم دعوت ہے۔ قرآن وسنت میں اس کا ذکر ہے۔

قرآن مجید میں ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(الجمعہ: 9)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان کہی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تمہیں علم ہے۔''

اس سلسلے میں احادیث مبارکہ شاہد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک موذن کی اذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر خشک چیز اس کی اذان سن کر اس کی گواہی دیتی ہے۔ اور اس کو پچیس نیکیاں ملتی ہیں۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 515)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر جن کو انس اور پتھر اور درخت مؤذن کی اذان کیگواہی دیتا ہے۔ (مسند احمد، ج: 3، ص: 6)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا نہیں ہوتی۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 212)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے۔ اے اللہ! ائمہ کو ہدا

Marfat.com

دے اور موذنین کی مغفرت فرما۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3896)

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ

میری رائے میں صرف موذنین کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

(مصنف ابن شیبہ ج: 1 ص: 204 رقم الحدیث 2347 تا 2348)

اذان میں انگوٹھے چومنا اشہد ان محمدا رسول اللہ پر اور آنکھوں پر لگانا

علامہ شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی علیہ الرحمہ متوفی 962ھ لکھتے ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

اذان کے کلمات سن کر ان کے جواب میں وہی کلمات کہنا مستحب ہے اور جب رسالت کی شہادت سنے تو پہلی شہادت سن کر کہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت سن کر کہے۔

"قرۃ عینی بلک یا رسول اللہ" پھر اپنے دونوں انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے: اللھم متعنی با السمع و البصیر ۔ اے اللہ! میری سماعت اور بصارت سے مجھ کو فائدہ پہنچا۔ (جامع الرموز: ج: 1 ص: 125)

☆ علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی 1137ھ نے اس عبارت کو اپنی تفسیر میں علامہ قہستانی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ (روح البیان: جلد: 8، ص: 349)

علامہ سید محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز ابن عابد بن شامی متوفی 1252 نے مذکور الصدر عبارت کو نقل کرنے کے بعد، ''کنز العباد'' کے حوالے سے لکھا ہے جو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جنت کی طرف قیادت کریں گے

Marfat.com

اور لکھا ہے کہ اسی طرح فتاویٰ صوفیہ میں بھی ہے اور کتاب الفردوس میں ہے: جس نے اذان میں ''اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ'' سننے کے بعد اپنے انگوٹھوں کو چوما میں اس کی قیادت کروں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

(ردالمختار: ج:2، ص:62 تا63 دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے ''اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ'' سنا تو اپنی دونوں انگشت شہادت کے باطن کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو آنکھوں پر پھیرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے دوست کے فعل کی مثل فعل کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

اسی طرح ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی نے اپنی کتاب ''موجبات الرحمة وعزام المغفرة'' میں ایسی سند سے روایت کیا جس میں مجہول راوی ہیں اور وہ سند منقطع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: جب موذن نے ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' کہا تو جس شخص نے اس کو سن کر یہ کہا ''مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبداللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' پھر اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھا تو اس کو کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔

پھر ایک سند سے فقیہ محمد بن الباب سے روایت کیا کہ ایک مرتبہ آندھی سے ان کی آنکھ میں مٹی کا کوئی ذرہ پڑ گیا جس کی وجہ سے ان کی آنکھ میں شدید تکلیف ہوئی اور وہ باوجود کوشش کے اس کو اپنی آنکھ سے نہ نکال سکے۔ پھر جب انہوں نے مؤذن سے ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' سنا تو یہی دعا کی تو وہ ریزہ فی الفور نکل گیا۔ الرداد نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ہے اور الشمس محمد بن صالح نے اپنی تاریخ میں بعض مصری قدماء سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اپنی انگشت شہادت اور

Marfat.com

انگوٹھے کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرا تو اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہیں پائیں گی۔ اور ابن صالح نے کہا: میں نے اس فقیہ محمد بن زرندی سے سنا ہے وہ بعض شیوخ عراق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں پر اپنی انگلیاں پھیرتے وقت کہا۔ صلی اللّٰہ علیک یا سیدی یا رسول اللّٰہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویاقرۃ عینی اور جب سے انہوں نے یہ عمل شروع کیا ان کی آنکھیں دکھنے نہیں آئیں۔ ابن صالح نے کہا: اس کو سننے کے بعد میں بھی یہ عمل کرتا ہوں اور میری آنکھیں دکھنے نہ آئیں اور فقیہ زاہد بلالی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے اذان میں ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' سن کر یہ کہا ''مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھا وہ اندھا نہ ہوگا اور نہ ہی ان کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔ اور ابونصر خواجہ نے کہا کہ جس حدیث میں ہے کہ جس شخص نے مؤذن سے اذان میں ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' سن کر اپنے انگوٹھوں کو چوما اور ان کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور آنکھوں پر پھیرتے وقت یہ دعا کی: اے اللہ! میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی برکت سے ان کو منور فرما تو وہ اندھا نہ ہوگا۔

(المقاصد الحسنہ ص 383 تا 384 رقم الحدیث 1021 دار الکتب العلمیہ بیروت 1407ھ)

آیت نمبر۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ (المائدہ: 58)

اور جب تم نماز کے لئے ندا کرتے ہو وہ اس کو مذاق اور کھیل بنالیتے ہیں۔

☆ اس آیت میں دین اسلام کے ایک خاص شعار اذان کے متعلق ان کا استہزاء بیان فرمایا ہے جو کہ کفار کرتے تھے۔

امام ابو الحسن علی بن احمد واحدی متوفی 468ھ بیان کرتے ہیں۔

کفار نے جب اذان کو سنا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں

Marfat.com

سے حسد کیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے دین میں ایک نئی چیز نکالی ہے۔ جس کا ذکر ہم نے اس سے پہلے امتوں میں نہیں سنا۔ اگر آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں تو آپ نے اس اذان کو ایجاد کر کے انبیاء سابقین کے طریقہ کی مخالفت کی ہے اور اگر اس دین میں کوئی خیر ہوتی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے نبیوں اور رسولوں کا طریقہ ہی جس طرح قافلے والے چلاتے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس طرح چلانے کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ یہ کس قدر بری آواز ہے! تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

☆ اس آیت میں اذان کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے اذان کی ابتداء اذان کے کلمات، اذان واقامت کے کلمات اذان کا جواب اور اذان کے بعد دعا اور اذان کی فضیلت کے متعلق اختصار کے ساتھ بیان کروں گا۔ مکہ میں اذان شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت نماز کے لئے یوں ندا کرتے تھے۔ ''الصلوٰۃ جامعۃ'' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ فرض نمازوں کے لئے اذان کا حکم دیا اور نماز جنازہ اور نماز عید اور نماز کسوف وغیرہ کے لئے ''الصلوٰۃ جامعۃ'' سے ندا کا طریقہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے خواب میں فرشتے سے اذان کے کلمات سنے اور اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے موقع پر فرشتے سے اذان کے کلمات سنے تھے۔

امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اذان کا خواب دیکھا تھا اور علامہ جیلی نے شرح التنبیہ میں لکھا ہے کہ چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اذان کا خواب دیکھا تھا۔ (فتح الباری ج 2، ص 78، مطبوعہ لاہور)

امام احمد بن عمرو بزار متوفی 292ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کی تعلیم دینے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے پاس ایک جانور لے کر آئے جس کو براق کہتے تھے...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہونے لگے تو وہ کچھ دشوار ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پرسکون رہو۔ بخدا (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معزز شخص کبھی تم پر سوار نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حجاب تک پہنچے، اسی دوران حجاب سے ایک فرشتہ نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں مخلوق میں سب سے مقرب ہوں لیکن میں جب سے پیدا ہوا ہوں۔ میں نے اس فرشتے کو اس سے پہلے نہیں دیکھا۔ پھر فرشتہ نے کہا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! تو حجاب کی اوٹ سے آواز آئی میرے بندہ نے سچ کہا میں اکبر ہوں میں اکبر ہوں۔ پھر فرشتہ نے کہا: لا الٰہ الا اللہ تو حجاب کی اوٹ سے آواز آئی۔ میرے بندہ نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (الحدیث)

(مجمع الزوائد: جلد: ۱ ص: 229)

ابو عمیر بن انس رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مشورہ دیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا گاڑھ دیا جائے۔ جب لوگ اس جھنڈے کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو نماز کی اطلاع دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوق (بگل) کا مشورہ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا اور کہا کہ یہ یہود کا طریقہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقوس (لوہے کا ٹکڑا جو لکڑی سے بجایا جاتا ہے۔ گھڑیال) کا مشورہ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی پسند نہیں فرمایا اور فرمایا یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ گئے وہ اسی فکر میں تھے پھر انہیں اذان خواب میں دکھائی گئی۔ وہ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس

Marfat.com

خواب کی خبر دی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اذان سکھائی اس سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اذان کا خواب دیکھا تھا لیکن انہوں نے بیس دن تک اس خواب کو مخفی رکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو مجھے خبر دینے سے کس چیز نے روکا تھا۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ مجھ پر سبقت لے گئے اور مجھے حیاء آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بلال! تم کھڑے ہو اور عبداللہ بن زید (رضی اللہ عنہ) تم کو جو کلمات بتائیں وہ پڑھو پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ ابو عمیر یہ کہتے تھے کہ اگر اس دن حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیمار نہ ہوتے تو وہ اذان کہتے۔

(سنن ابوداؤد [illegible] یث 498)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا جنت کی ضمانت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن کہے اللہ اکبر ، اللہ اکبر اور تم میں سے کوئی کہے: اللہ اکبر ، پھر وہ کہے "اشهد ان لا اله الا الله تو یہ کہے اشهد ان لا اله الا الله" پھر وہ کہے "اشهد ان محمداً رسول الله" تو یہ کہے "اشهد ان محمداً رسول الله" پھر وہ کہے حی علی الصلوٰة تو یہ کہے لا حول ولا قوة الا بالله پھر وہ کہے حی علی الفلاح، تو یہ کہے "لاحول ولا قوة الا بالله" پھر وہ کہے "الله اکبر، الله اکبر" تو یہ کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر پھر وہ کہے لا اله الا الله تو یہ کہے "لا اله الا الله" تو یہ جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم: باب الاذان جلد 12، رقم الحدیث: 385)(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 527)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان سننے کے بعد یہ دعا کی۔

Marfat.com

"اللهم رب هذه الدعوة التامة و الصلاة القائمة آت محمدن الوسيلة و الفضيلة و ابعثه مقاما محمودن الذى وعدته"
تو اس شخص پر میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

(سنن ترمذی جلد: 1 رقم الحدیث: 211)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا کی "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمدًا عبده ورسوله" اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ نازل فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام پر پہنچا جو تیرے نزدیک جنت میں آپ کے لئے مخصوص ہے اور قیامت کے دن ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں داخل کر دے سو جو شخص یہ دعا کرے گا اس کے لئے شفاعت واجب ہو گئی۔ (مجمع الزوائد ج: 1 ص: 333)

آیت نمبر ۳: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝

(البقرہ: 43)

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

☆ اس آیت کریمہ میں نماز پڑھنے پر زور دیا گیا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر بہت زور دیا گیا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے پر بہت زور دیا گیا۔ گویا کہ نماز پڑھنا ایسا فعل ہے کہ جس کے ادا کرنے پر مسلمانوں کو سخت نصیحت کی گئی ہے۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس کا معنی ہے: نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو، رکوع نماز کا ایک جز ہے اور یہاں جز کا کل پر اطلاق کیا گیا ہے اور خصوصیت سے رکوع کا ذکر اس لئے فرمایا کہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو اور اس کا

Marfat.com

مطلب ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ یہ اس لئے فرمایا ہے کہ یہودی الگ الگ نماز پڑھتے تھے تو ان کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا تا کہ ان کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کے فوائد حاصل ہوں۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے حسب ذیل فوائد ہیں۔

(1) تنہا نماز پڑھنے کی بہ نسبت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب ہے۔

(2) ہوسکتا ہے تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہ ہو اور جماعت میں کوئی ایسا مقبول بارگاہ ہو جس کی وجہ سے سب کی قبول ہو جائے۔

(3) بعض لوگ قرأت صحیح نہیں کرتے یا طمانیت اور اعتدال سے رکوع اور سجود نہیں کرتے۔ تنہا نماز پڑھیں گے تو ان کی نماز ناقص یا باطل ہوگی اور جماعت کے ساتھ نماز صحیح ادا ہو جائے گی۔

(4) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی شخص پر بے نمازی ہونے کی تہمت نہیں لگائی جائے گی اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور کون سا شخص نافرمان ہے۔

(5) اس سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں تقویت ملے گی وہ ایک دوسرے کے دکھ درد، صحت اور بیماری خوشی اور غمی وخوشحالی اور افلاس پر مطلع ہو سکیں گے۔ اور ایک دوسرے کے کام آنے کے مواقع میسر آئیں گے۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر احادیث مبارکہ ثابت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری رائے یہ تھی کہ نماز کی جماعت صرف وہ شخص چھوڑتا ہے جو ایسا منافق ہو جس کا نفاق معلوم ہو یا وہ بہت بیمار ہو بے شک ایک بیمار آدمی دو آدمیوں کے درمیان سہارے سے چل کر نماز پڑھنے کے لئے جاتا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سنن الہدیٰ کی تعلیم دی اور سنن

Marfat.com

الھدیٰ میں سے یہ ہے کہ جس مسجد میں اذان دی گئی ہو اس میں نماز پڑھی جائے۔

(صحیح مسلم، ج:1، ص:232)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی شخص مسجد میں لے جانے والا نہیں ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کو بلایا اور فرمایا: تم اذان کی آواز سنتے ہو...... اس نے کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر نماز کے لئے جاؤ۔

(صحیح مسلم، ج:1، ص:232)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس آدمی کو اس سے خوشی ہو کہ کل وہ اللہ تعالیٰ سے حالت اسلام میں ملاقات کرے اسے چاہئے کہ جب ان نمازوں کی اذان دی جائے تو وہ ان کی حفاظت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سنن الھدیٰ کو مشروع کیا ہے اور ان کو جماعت سے پڑھنا سنن الھدیٰ میں سے ہے اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ فلاں تارک جماعت اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کردو گے اور اگر تم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

(صحیح مسلم، ج:1، ص:232)

آیت نمبر ۴: قرآن مجید میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (البقرۃ: 153)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔"

☆ اس آیت میں دو وجہوں سے صبر کا حکم دیا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ کعبہ کو قبلہ بنانے پر یہودی اعتراضات کرتے تھے اور مسلمانوں کو طعنے دیتے تھے۔ اس سے

Marfat.com

مسلمانوں کو جو اذیت پہنچتی تھی اس پر صبر کرنے کا حکم دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم ہر قسم کی عبادات کو بجالانے کے حکم کو متضمن ہے اور عبادات میں جو مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اس پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلی آیت میں شکر کرنے کا حکم دیا ہے اور نعمت ملنے پر شکر کیا جاتا ہے۔ سو آیت میں بتایا ہے کہ جس طرح نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا لازم ہے اسی طرح نعمت زائل ہونے پر صبر کرنا واجب ہے۔

صبر کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ مصائب ٹوٹنے پر صبر کے ساتھ ساتھ نماز سے بھی مدد حاصل ہوتی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مصیبت پہنچتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے۔ (مسند احمد، ج 5، ص 388)

نماز میں اللہ تعالیٰ سے مناجات ہے اور نماز سے بندہ کے گناہ دھل جاتے ہیں اور انسان دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہے تو جب وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر تسبیح اور استغفار کے بعد دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرے گا تو اس کی دعا کا قبول ہونا زیادہ متوقع ہے۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

امام احمد، امام ابن جریر اور امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز سے خوف یا دہشت لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے۔ امام ابن ابی الدنیا اور امام ابن عساکر نے حضرت ابوداود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی رات کو آندھی آتی تو آندھی رکنے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما رہتے اور جب سورج گرہن لگتا یا چاند گرہن لگتا تو نماز پڑھتے۔

امام سعید بن منصور، امام ابن المنذر، امام حاکم اور امام بیہقی نے شعب الایمان

Marfat.com

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک سفر میں ان کو ان کے بیٹے کی موت کی خبر دی گئی۔ وہ سواری سے اترے، دو رکعت نماز پڑھی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا: ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا ہے کہ صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ (الدر المنثور، ج: ۱، ص: 67، مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

آیت نمبر ۵: وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ (البقرہ: 45)

ترجمہ: ''اور صبر اور نماز (کے ذریعے) سے مدد حاصل کرو اور بے شک نماز ضرور دشوار ہے سوان لوگوں کے جو (اللہ کی طرف) جھکنے والے ہیں''۔

☆ اس آیت کریمہ میں نماز اور صبر کے ذریعے مدد حاصل کرنے کو فرمایا گیا ہے گویا کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ اس سے انسان کی تمام پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

اس سے آگے فرمایا گیا کہ بے شک نماز ضرور دشوار ہے سوان لوگوں کے جو (اللہ کے لئے) خشوع کرنے والے ہیں۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

نفس کی وہ حالت جس کا اثر ظاہری اعضاء میں سکون اور تواضع سے ظاہر ہوتا ہے اس کو خشوع کہتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دل میں خوف اور نماز میں نظر نیچی رکھنے کو خشوع کہتے ہیں۔ حضرت زجاج علیہ الرحمہ نے کہا جس پر ذلت کے آثار دکھائی دیں وہ خشوع کرنے والا ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ سوکھی روٹی کھانے، سخت اور موٹے کپڑے پہننے اور سر جھکانے سے خشوع نہیں ہوتا۔ خشوع یہ ہے کہ حق بات میں تمہارے نزدیک معزز اور حقیر برابر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی تم پر فرض کی ہے اس کی اطاعت میں جھک جاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سر جھکائے دیکھا تو فرمایا سر اٹھاؤ۔ خشوع تمہارے دل میں ہے، حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا، خشوع دل میں ہوتا ہے اور یہ کہ مسلمانوں کے لئے تمہارے ہاتھ

Marfat.com

ملائم ہوں اور نماز میں اِدھر اُدھر التفات نہ کرو۔ جس نے اپنے دل سے زیادہ خشوع کو ظاہر کیا۔ اس نے نفاق کو ظاہر کیا۔ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خشوع اس وقت ہوگا جب خوف خدا سے تمہارے بدن کا ہر رونگٹا کھڑا ہو جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج (الزمر:23)

(قرآن سننے سے) ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

سلف صالحین اپنے خشوع کے اثرات کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ ایسا خشوع محمود ہے اور خشوع مذموم یہ ہے جیسے جاہل لوگ تکلف سے روتے ہیں اور سر جھکاتے ہیں تاکہ لوگ ان کو نیک اور بزرگ جانیں، یہ نفس کا فریب اور شیطان کا گمراہ کرنا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، ج:1، ص:375)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین اور جو لوگ فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے اور آخرت کے منکر ہیں ان پر نماز کا پڑھنا دشوار ہے اور جو مخلص مومنین ہیں اور اللہ تعالیٰ سے وفا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور اس کے دیدار کے مشتاق ہیں ان پر نماز آسان ہے اس کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھ کر دیکھنا چاہئے اور اگر ہمیں نماز پڑھنا گراں اور دشوار معلوم ہو تو پھر ہمیں اپنے ایمان اور آخرت پر یقین کا جائزہ لینا چاہئے۔

آیت نمبر ۶: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

(النساء:103)

''بے شک ایمان والوں پر نماز وقت مقرر میں فرض کی گئی ہے۔''

☆ نماز کے اوقات مقرر ہیں اور کسی نماز کو اس کے وقت کے بغیر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے سفر میں نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا جائے گا۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ

Marfat.com

حضر میں چار رکعات نماز فرض کی گئی ہے اور سفر میں دو رکعت نماز فرض کی گئی سو ہر حال میں اس حال کے مطابق نماز ادا کی جائے گی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہر نماز ایک وقت مقرر میں فرض کی گئی ہے فجر کی نماز کا وقت فجر صادق کے طلوع سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ظہر کی نماز کا وقت سورج کے استواء اور نصب النہار سے زوال کے بعد شروع ہوتا ہے (اور دو مثل سایہ تک رہتا ہے) اور عصر کا وقت دو مثل سائے کے بعد شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔اور مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور سرخی کے بعد جو سفیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے مکمل چھپنے تک رہتا ہے اور عشاء کا وقت اس سفیدی کے چھپنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور فجر صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔

(موطا امام مالک: رقم الحدیث:9)

آیت نمبر ۷: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

''اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝'' (المومنون: 2)

''جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔''

☆ ابن فارس علیہ الرحمہ نے کہا خشوع کا صرف ایک معنی ہے جھکنا اور پست ہونا۔ جب کوئی شخص جھک جائے اور سر کو جھکا لے تو کہا جاتا ہے۔''خشع فلان'' اور یہ لفظ خضوع کے قریب المعنی ہے مگر بدن کے ساتھ عاجزی اور ذلت کے ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کو خضوع کہتے ہیں اور خشوع بدن آواز اور بصر سب میں عام ہے بدن کو جھکانا، پست آواز سے بات کرنا، نظریں جھکانا یہ سب خشوع ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''خاشعة ابصارهم '' درآں حالیکہ ان کی نظریں جھکی ہوئی ہیں اور قرآن مجید میں ہے:

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

رحمٰن کے لئے آوازیں پست ہوگئیں۔ابن درید علیہ الرحمہ نے کہا رکوع کرنے والے کو الخاشع کہتے ہیں۔

Marfat.com

علامہ راغب علیہ الرحمہ نے کہا الخشوع کا معنی ہے عاجزی اور انکسار کرنا اس کا اطلاق زیادہ تر ظاہری اعضاء سے عاجزی اور انکسار پر ہوتا ہے۔ اور ضراعت کا اطلاق دل کی عاجزی اور انکسار پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب دل میں عاجزی ہو تو ظاہری اعضاء میں خشوع ہوتا ہے زجاج نے کہا جو بستی اجڑی ہوئی ہو اور اس میں کوئی ٹھہرتا نہ ہو اس کو الخاشعہ کہتے ہیں اور جو زمین خشک ہو اور اس میں بارش نہ ہو اس کو بھی خاشعہ کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

"وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ط" (حم السجدہ: 39)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے تم زمین کو سوکھا ہوا اور خشک دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر بارش نازل کرتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو کر بڑھنے لگتی ہے۔ (یعنی سرسبز ہوتی ہے) (مقاییس اللغۃ لابن فارس، ج:2، ص 182)

خشوع کا اصلاحی معنی

علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں الخشوع کا معنی ہے حق کی اطاعت کرنا اور التواضع کا معنی ہے حق کو ماننا اور اس کو تسلیم کرنا اور کسی حکم پر اعتراض نہ کرنا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے دین سے جو چیز سب سے پہلے م... گی وہ خشوع ہے۔

محمد بن علی الترمذی علیہ الرحمہ نے کہا

الخاشع وہ شخص ہے جس کی شہوت کی آگ بجھ گئی ہو اور اس کے سینہ میں غضب کا دھواں ٹھنڈا ہو چکا ہو۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا نور روشن ہو اور اس کے اعضاء سے تواضع ظاہر ہو۔

Marfat.com

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا

الخشوع اس خوف کو کہتے ہیں جو دل میں ہمیشہ لازم ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے خشوع کا معنی یہ کیا کہ علامہ الغیوب کے لئے دلوں کا نرم اور ذلیل ہونا۔

روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا۔ ایک قول یہ ہے کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس کو نماز میں پتہ نہ چلے کہ اس کے دائیں جانب کون ہے اور بائیں جانب کون ہے۔

(الرسالۃ القشیریہ، ص: 181 تا 182 دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ)

(علامہ ابن قیم جوزیہ متوفی 751ھ لکھتے ہیں)

حق یہ ہے کہ الخشوع ایسا معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اس کی محبت اور اس کی جناب اعلیٰ میں ذلت اور انکسار کے مجموعے سے مرکب ہے۔

(مدارج السالکین ج: 1، ص: 558 تا 559 دار الکتب العلمیہ بیروت 1408ھ)

الخشوع کے مدارج

علامہ ابن قیم جوزیہ علیہ الرحمہ متوفی 751ھ لکھتے ہیں۔

الخشوع کے حسب ذیل مدارج ہیں۔

(۱) حکم کے سامنے سرنگوں ہونا، حکم کو تسلیم کرنا اور نظر حق کے لئے عاجزی کرنا، حکم کے سامنے سرنگوں ہونے کا معنی ہے عاجزی کے ساتھ حکم کی اطاعت اور فرماں برداری کرنا اور اپنے ضعف اور ہدایت کی احتیاج کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم کی موافقت کرنا اور حکم کو تسلیم کرنے کا معنی یہ ہے کہ حکم شرعی کے بالمقابل اپنی رائے اور خواہش کا اظہار نہ کرنا اور اس پر غضب اور کراہت کا اظہار نہ کرنا اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرنا اور نظر حق کے لئے عاجزی کرنے کا معنی یہ ہے کہ دل کو اور اعضاء کو

Marfat.com

نظر حق کے لئے جھکا دینا۔

(۲) نفس اور عمل کی آفات کا انتظار کرنا اور ہر صاحب فضل کی فضیلت کو دیکھنا اور یہ اس وقت ہو گا جب تم اپنے نفس اور عمل کے نقائص اور عیوب کے ظہور کا انتظار کرو اور جب تم اپنے نفس کے نقائص اور عیوب کے اظہار کا انتظار کرو گے اور اپنے فخر اور تکبر اور صدق کے ضعف اور یقین کی کمی اور نیت کے پختہ نہ ہونے کا مطالعہ کرو گے تو لامحالہ اس سے تمہارا دل خشوع کرنے والا ہو جائے گا اور رہا ہر صاحب فضل کی فضیلت میں غور وفکر کرنا تو اس کی وجہ سے تم لوگوں کے حقوق کی رعایت کرو گے اور ان کو ادا کرو گے اور اگر کوئی شخص تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کمی کرتا ہے تو تم اس سے بدلہ نہ لینا کیونکہ یہ نفس کی رعونت اور اس کی حماقت ہے۔

(۳) جب کسی چیز کا کشف ہو جائے تو اس کی حفاظت کرنا اور دل کو مخلوق کے دکھاوے سے صاف رکھنا اور عاجزی اور انکسار کے ساتھ دل کو منضبط رکھنا۔

(مدارج السالکین ج: 1 ص: 559 تا 560 دار الکتب العلمیہ البیروت 1408ھ)

قرآن مجید میں خشوع کا ذکر

قرآن مجید میں الخشوع کا ذکر درج ذیل معانی پر ہے۔

(۱) خشوع بمعنی ذلت، عاجزی اور انکسار، اس کی مثال یہ ہے۔

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ (طٰہٰ: 108)

اور رحمان کے ساتھ تمام آوازیں پست ہو جائیں گی۔

(۲) اعضاء کا پرسکون اور مؤدب رہنا، اس کی مثال یہ ہے۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المومنون: 2)

اور جو لوگ سکون اور ادب کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں (یعنی نماز میں اعضاء کو فضول اِدھر اُدھر حرکت نہیں دیتے، اپنے اعضاء سے صرف افعال نماز انجام دیتے ہیں۔

(۳) خشوع بہ معنی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ○ (الانبیاء: 90)

''وہ رغبت اور خوف کے ساتھ ہماری عبادت کرتے ہیں اور وہ ہم سے ڈرنے والے ہیں۔''

الخشوع کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھو میں نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن پڑھوں! حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو خود قرآن نازل کیا گیا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن سنوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ النساء پڑھی جب میں اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا○، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رک جاؤ۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو رہے تھے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 800)

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب آدھی رات کو ہوتا ہے اگر تم اس وقت میں اللہ کا ذکر کر سکتے ہو تو کرو۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3579)

حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 1312)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے

Marfat.com

دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4143)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس مسلمان شخص پر فرض نماز کا وقت آئے وہ اس نماز کا اچھی طرح وضو کرے اور نماز میں اچھی طرح خشوع اور رکوع کرے تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ جب تک کہ وہ کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سلسلہ تمام دھر تک رہے گا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 228)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر زینت کے عام لباس میں باہر آئے۔ عاجزی کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے حتیٰ کہ عیدگاہ پہنچے پھر تمہارے خطبوں کی طرح خطبہ نہیں دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرنے، آہ زاری کرنے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے میں مصروف رہے اور اس طرح نماز پڑھی جس طرح عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1186)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس طرح اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے جس طرح روزہ رکھنے والا، نماز میں قیام کرنے والا، خشوع کرنے والا، رکوع کرنے والا اور سجدے کرنے والا ہے۔ (سنن النسائی رقم الحدیث: 3127)

الخشوع کے متعلق اقوال صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دل میں خشوع یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے لئے نرم ہو اور نماز میں ادھر اُدھر التفات نہ کرو۔ (المستدرک، ج 1، ص: 393)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص گردن جھکا کر نماز پڑھ رہا تھا۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے گردن والے اپنی گردن اوپر اٹھاؤ۔ خشوع گردنوں میں نہیں ہوتا۔ خشوع دل میں ہوتا ہے۔ (مدارج السالکین، ج:1،ص:559)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرتے ہوئے عاجزی کی اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سر بلند کرے گا اور جس شخص نے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے تکبر کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو سرنگوں کرے گا۔ (مجمع الزوائد، ج:10،ص:223)

حکیم ترمذی اور امام بیہقی علیہا الرحمہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاق کے خشوع سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفاق کا خشوع کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدن میں خشوع ہوتا ہے اور دل میں نفاق ہوتا ہے۔ (نوادر الاصول، ج:2،ص:172)

امام ابن المبارک، امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد علیہم الرحمہ نے کتاب الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا نفاق کے خشوع سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ ان سے پوچھا نفاق کا خشوع کس طرح ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا جسم خوف خدا سے کانپ رہا ہو اور دل میں خوف خدا نہ ہو۔

(کتاب الزہد لامام احمد بن حنبل ص:182 مکتبہ دار ابا ز 1414ھ)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر التفات (مڑنے) کے متعلق پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ شیطان کا اچکنا اور چھیننا ہے۔ بندہ کی نماز سے اتنا حصہ شیطان اچک لیتا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 751)

امام ابن شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے ایام مرض میں کہا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھی ہوئی ایک

Marfat.com

امانت ہے وہ تم تک پہنچا رہا ہوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص نماز میں التفات نہ کرے (اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھے) اگر ضرور ایسا کرنا ہو تو فرائض کے غیر میں کرے۔ (مصنف ابن شیبہ رقم الحدیث:4544)

امام شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت عطا علیہ الرحمہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تم نماز پڑھ رہے ہوتے ہو تو تمہارا رب تمہارے سامنے ہوتا ہے اور تم اس سے مناجات کر رہے ہوتے ہو۔ پس تم ادھر اُدھر التفات نہ کرو۔ اور عطا نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! تو کس کی طرف التفات کر رہا ہے؟ میں تیرے لئے اس سے بہتر ہوں۔ جس کی طرف تو التفات کر رہا ہے۔ (مصنف ابن شیبہ رقم الحدیث:4538)

امام ابن شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف اس وقت تک متوجہ رہتا ہے جب تک وہ اپنا وضو نہ توڑے یا جب تک اِدھر اُدھر التفات نہ کرے۔ (مصنف ابن شیبہ رقم الحدیث:4534)

امام ابن شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تم نماز میں ادھر اُدھر التفات کرنے سے خود کو بچاؤ کیونکہ التفات کرنے والے کی نماز (کامل) نہیں ہوتی اور اگر تم نے ایسا کرنا ہی ہے تو نوافل میں فرائض میں نہ کرو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 4535)

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن منقذ سے روایت کیا ہے کہ جب بندہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب وہ اِدھر اُدھر التفات کرتا ہے تو اس سے اعراض کر لیتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:4540)

امام ابن شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے

Marfat.com

ہیں وہ اس سے باز آجائیں، ورنہ ان کی نظریں واپس نہیں آئیں گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: 6318)

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی نمازوں میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بہت سختی کی اور فرمایا وہ لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں چھین لی جائیں گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: 6316)

امام ابن سعد، امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد علیہم الرحمہ نے کتاب الزہد میں حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے لکڑی کا ستون کھڑا ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا یہ نماز میں ان کا خشوع تھا۔ (الدر المنثور، ج: 6، ص: 84 تا 87 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1414ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ الرحمہ متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

خشوع کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے خشوع کو افعال قلوب سے قرار دیا ہے۔ جیسے خوف اور ڈر، بعض نے خشوع کو اعضاء ظاہرہ سے قرار دیا ہے۔ مثلاً جسم کو ساکن رکھنا اور اِدھر اُدھر التفات نہ کرنا اور بعض نے کہا کہ خشوع ان دونوں چیزوں کو شامل ہے اور یہی تعریف راجح اور اولیٰ ہے۔

(تفسیر کبیر جلد: 8، ص: 259 مطبوعہ بیروت 1415ھ)

Marfat.com

کیا نماز میں خشوع وخضوع واجب ہے؟

نماز میں خشوع وخضوع واجب ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل:

(1) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۝ (محمد: 24)

''کیا لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔''

قرآن میں تدبر اسی وقت متصور ہوگا جب نماز میں قرآن کے معانی پر غور کرے گا اور نماز میں قرآن کے معانی پر غور کرنا ہی خشوع ہے۔

(2) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (طه: 14)

''اور مجھے یاد رکھنے کے لئے نماز قائم رکھو۔''

نماز غفلت سے پڑھنا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے منافی ہے اور یاد رکھنے کا امر ہے اور امر حقیقتاً وجوب کے لئے آتا ہے پس نماز میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہونا واجب ہے اور یہی خشوع ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ۝ (الاعراف: 205)

''اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا''

اس آیت کا تقاضا ہے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہنا حرام ہے اور یہی

Marfat.com

خشوع کا معنیٰ ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَ (النساء: 43)

"(تم اس وقت تک نماز کے قریب نہ جاؤ) حتیٰ کہ تم جان لو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو آدمی دنیا کے افکار میں ڈوبا ہوا ہو اور نماز میں قرآن کے معانی کی طرف متوجہ نہ ہو وہ اس وقت نماز نہ پڑھے جب تک دنیا کی مہمات اور افکار سے فارغ نہ ہو اور نماز کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہو۔ نہ پڑھنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ پورا دن نہ پڑھے مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کے افکار میں ڈوبا ہو تھوڑی دیر کے بعد پڑھ لے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع کرنا واجب ہے۔

احادیث مبارکہ سے دلائل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس آدمی کی نماز میں خشوع نہیں ہوتا اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔ (زہر الفردوس: ج:4، ص:239)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"من لم تنه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد من الله الابعدا"

ترجمہ: جس شخص کی نماز اس کو بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہ منع کرے وہ اللہ تعالیٰ سے صرف دور ہی رہتا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: 11025)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

من لم تامره صلاته بالمعروف وتنهاه عن المنكر لم يزد من

Marfat.com

اللہ الا بعدا

ترجمہ: جس شخص کی نماز اس کو نیکی کا حکم نہ دے اور اس کو برائی سے نہ روکے وہ اللہ تعالیٰ سے صرف دور ہی رہتا ہے۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 8543)

اور جو شخص بغیر خشوع کے غفلت سے نماز پڑھتا ہے اس کو نماز نیکی کا حکم نہیں دیتی اور برائی سے نہیں روکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خشوع کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ متوفی 505ھ نے یہ احادیث ذکر کی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کم من قائم حظه من صلٰوة ا لتعب و الذهب"

(کتنے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جن کو نماز پڑھنے سے سوائے تھکاوٹ اور درد کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا) اس سے آپ علیہ الرحمہ کی مراد غافل کی نماز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"لیس للعبد من صلوته الاما عقل منها"

(نماز میں بندہ کا اتنا ہی حصہ ہے جو اس نے سمجھ کر پڑھا ہے)

(احیاء العلوم ج: ۱ ص: 153 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1419ھ)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے یہ احادیث معنی روایت کی ہیں ان احادیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جس کو روزہ رکھنے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات کو نماز میں قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو قیام سے سوائے جاگنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1690)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو نماز کی اطاعت نہ کرے اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ نماز اس کو بے حیائی اور برائی کے

Marfat.com

کاموں سے منع کرے۔ (زہر الفردوس: ج:4،ص:240)

ان احادیث میں یہ تصریح ہے کہ نمازی نماز میں اپنے رب سے چپکے چپکے باتیں کرتا ہے۔ یعنی اس کی حمد اور ثناء کرتا ہے اس سے صراط مستقیم کا سوال کرتا ہے۔ اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں اپنی عبادات کے تحائف پیش کرتا ہے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتا ہے۔ صلاۃ پڑھتا ہے اور اپنے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے اور آخر میں دائیں بائیں فرشتوں کو سلام کرتا ہے۔ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ خضوع اور خشوع سے نماز پڑھے اور جو کچھ زبان سے کہے دل اس کی طرف متوجہ ہو اور دل ودماغ حاضر ہو اگر وہ غفلت، بے توجہی اور غائب دماغی کے ساتھ نماز پڑھے گا تو یہ مناجات اور رب کے ساتھ کلام حاصل نہیں ہوسکے گا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ غفلت اور بے توجہی سے نماز پڑھنا منع ہے اور خضوع وخشوع کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

نماز میں خشوع کے وجوب کا مطلب

میں نے جو یہ کہا کہ نماز خشوع کے ساتھ پڑھنا واجب ہے یہ نماز کے ظاہری اجزاء کے اعتبار سے واجب نہیں ہے لہٰذا اس کے ترک سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ یہ نماز کی صورت اور ظاہر کا متمم نہیں ہے بلکہ یہ نماز کے باطن کا متمم ہے۔ خشوع کو ترک کرنے سے نماز کے ظاہر میں نقص نہیں ہوگا۔ بلکہ نماز کے باطن اور اس کی حقیقت میں نقص ہوگا اور جس طرح نماز کی قبولیت میں کمال ضروری ہے اسی طرح اس کا کمال باطن بھی ضروری ہے۔ خشوع نہ کرنے سے نماز کی فرضیت ساقط ہوجائے گی۔ سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا لیکن اس نماز پر کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوگا اور نماز پڑھنے سے جو نورانیت الٰہی عزوجل، تقویٰ اور طہارت اور صالحیت پیدا ہوتی ہے وہ حاصل نہیں ہوگی۔ امام غزالی اور امام رازی علیہما الرحمہ دونوں نے نماز میں خشوع کو واجب کہا ہے۔

(احیاء العلوم، ج:1،ص:153)

Marfat.com

لیکن دونوں نے وجوب فقہی اور ظاہری اور وجوب سری اور باطنی میں فرق نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ" (العنکبوت: 45)

"بے شک نماز بے حیائی کے کاموں سے اور برائیوں سے روکتی ہے۔"

اگر آپ نے نماز پڑھی اور اس کے باوجود آپ برے کام کر رہے ہیں اور نماز نے آپ کو بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکا تو پھر اس کے دو ہی مطلب ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ سے خشوع وخضوع میں نہیں۔ ملاقات کی یا نماز کی صورت میں جو کچھ پڑھا ہے وہ حقیقت میں نماز نہیں ہے اگر آپ نے حقیقت میں نماز پڑھی ہوتی تو پھر نماز آپ کو ضرور برے کاموں سے روکتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان غلط نہیں ہے وہ سچا کلام ہے۔

نماز آپ کو ضرور برے کاموں اور بے حیائی سے روکے گی اگر آپ خشوع وخضوع سے نماز پڑھیں۔ اس یقین کے ساتھ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نماز پر تقویٰ اور صالحیت کا ثمرہ مرتب ہوگا۔ میں نے بہت محنت اور مشقت سے خشوع کی یہ بحث لکھی ہے اگر اس کو پڑھ کر ایک مسلمان بھی خشوع سے نماز پڑھنے لگا تو میری یہ محنت ٹھکانے لگ جائے گی۔

خشوع کے فوائد وثمرات

(۱) خشوع سے اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف پیدا ہوتا ہے۔

(۲) خشوع ایمان اور حسن اسلام کے مظاہر میں ایک مظہر ہے۔

(۳) خشوع بندے کی نیکی اور استقامت کی دلیل ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اعلان اور اس کے ماسوا ترک کرنا ہے۔

(۵) خشوع سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور ثواب زیادہ ملتا ہے۔

Marfat.com

(۶) عذاب اور سزا سے نجات ملتی ہے۔

(۷) جنت کی کامیابی ملتی ہے۔

(۸) قیامت کے دن خشوع کرنے والوں کا مرتبہ بلند ہوگا۔

(۹) خشوع انسان کی نظروں اور اس کے کندھوں کو جھکا کر رکھتا ہے۔

(۱۰) خشوع دل کی سختی کو دور کرتا ہے۔

(۱۱) نماز میں خشوع اخروی فلاح تک پہنچاتا ہے۔

(۱۲) جس شخص کے دل میں خشوع ہو شیطان اس کے پاس نہیں پھٹکتا۔

نماز میں خشوع کرنے والوں کی امثال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گئے۔ مسلمانوں میں سے کسی شخص نے کسی مشرک کی بیوی کو قتل کر دیا۔ اس مشرک نے قسم کھائی وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ سیدنا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کا خون نہیں بہائے گا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر قیام کیا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا رات کون شخص ہمارا پہرہ دے گا۔ ایک شخص مہاجرین میں سے اور ایک شخص انصار میں سے اٹھا اور انہوں نے رات کو پہرہ دینے کی ذمہ داری قبول کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں گھاٹی کے منہ پر پہرہ دینا جب وہ دونوں گھاٹی کے منہ پر پہنچے تو مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جو شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کا پیچھا کر رہا تھا وہ بھی پہنچ گیا۔ جب اس نے انصاری کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ قوم کا پہرہ دار ہے۔ اس نے انصاری کو تاک کر تیر مارا اور لگاتار تین مارے۔ وہ اسی طرح رکوع و سجود کرتے رہے پھر ان کا مہاجر ساتھی بیدار ہو گیا۔ جب اس مشرک نے دیکھا کہ یہ خبردار ہو گئے ہیں تو وہ بھاگ گیا۔ جب

Marfat.com

مہاجر نے انصاری کے جسم سے خون بہتے ہوئے دیکھا تو کہا جب تمہیں پہلا تیر لگا تو تم نے مجھے کیوں نہیں اٹھایا! اس نے کہا میں نماز میں جس سورت کی تلاوت کر رہا تھا اس کو منقطع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 198 دار الفکر بیروت 1414ھ)

سبحان اللہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہے کہ نماز میں خشوع کا عالم جسم پر پیہم تیر لگ رہے ہیں۔ خون بہہ رہا ہے اور صحابی رسول رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھ رہے ہیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ متوفی 852ھ لکھتے ہیں۔

ابوبکر بن منیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ نے نماز پڑھی۔ زنبور (بھڑ) نے ان کی پیٹھ پر سترہ جگہ پر ڈنک لگائے اور انہوں نے اپنی نماز منقطع نہیں کی۔ نماز پوری کرنے کے بعد انہوں نے شاگردوں سے کہا ذرا دیکھو تو یہ کیا چیز ہے جو نماز میں مجھے اذیت پہنچا رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا تو ان کی پیٹھ سترہ جگہ سے سوجی ہوئی تھی اور انہوں نے نماز منقطع نہیں کی۔ محمد بن ابی حاتم وراق نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا۔ انہوں نے اس واقعے کے آخر میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے نماز نہ توڑنے کے متعلق بتایا میں جس آیت کی تلاوت کر رہا تھا میں چاہتا تھا کہ اس آیت کو پورا کرلوں۔

(ھدی الساری ص: 667 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1421ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہم الرحمہ متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

عبادت میں مشغول ہونا جہان غرور سے جہان سرور کی طرف منتقل ہونا ہے اور مخلوق کو چھوڑ کر خالق کے دربار میں پہنچنا ہے اور اس سے لذت اور خوشی کا کمال پیدا ہوتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سانپ چھت سے گر گیا لوگ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول تھے انہیں کچھ پتا نہیں چلا اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے کسی عضو میں زخم ہو گیا اور اس زخم کے زہر کو پھیلنے سے روکنے کے لئے اس عضو کو کاٹنا ضروری تھا۔ جب حضرت عروہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے نماز پڑھنا شروع کی تو لوگوں نے اس عضو کو کاٹ لیا اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو اس عضو کے کٹنے کا مطلقاً پتہ نہیں چلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز آتی ہے اور جو شخص ان مثالوں کو مستبعد سمجھتا ہو اسے اس آیت کی تلاوت کرنی چاہئے۔

"فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ" (یوسف: 31)

"جب مصر کی عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو ان کو بہت بڑا جانا اور (پھل کے بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔"

☆ جب مصر کی عورتوں کے دلوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا غلبہ ہوا اور یہ غلبہ اس حد کو پہنچا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو پتہ نہ چلا تو جب بشر کے حق میں یہ بے خودی اور سرشاری ممکن ہے تو جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال اور ان کی عظمتوں کا غلبہ ہو اس کا اس طرح بے خود، سرشار اور مستغرق ہونا تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے۔ (تفسیر کبیر، ج: 1، ص: 313 تا 314 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ محمد بن یحییٰ حلبی علیہ الرحمہ متوفی 963ھ لکھتے ہیں۔

حضرت احمد بن صالح الجیلی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ نظامیہ میں تھا۔ آپ کے پاس فقراء اور فقہاء بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کے سامنے قضاء اور قدر کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے۔ اچانک ایک بہت بڑا سانپ چھت سے گرا تو آپ کی مجلس میں جتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ سب بھاگ گئے اور سوائے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اور کوئی بیٹھا نہ رہا وہ سانپ آپ کے کپڑوں کے نیچے داخل ہو گیا۔ اور آپ علیہ الرحمہ کے جسم میں پھرتا رہا، پھر وہ آپ کی گردن میں لپٹ گیا۔ اس کے باوجود آپ نے اپنا خطاب منقطع نہیں کیا اور نہ ہی اپنی نشست میں کوئی تغیر تبدیل کیا۔ وہ سانپ پھر زمین پر اترا اور آپ کے سامنے اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کچھ کلام کیا جس کو ہم سمجھ نہیں سکے پھر وہ

Marfat.com

سانپ چلا گیا اور پھر لوگ آپ کے پاس حجرہ میں آ گئے اور آپ سے پوچھا کہ سانپ نے آپ سے کیا کہا تھا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا تھا۔ آپ نے فرمایا سانپ نے مجھ سے کہا میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا لیکن آپ جیسا استقامت والا اور عالی ہمت کسی کو نہیں پایا۔ میں نے اس سانپ سے کہا جس وقت تم چھت سے مجھ پر گرے تھے میں اس وقت قضاء قدر کے مسئلہ پر خطاب کر رہا تھا اور تم تو صرف ایک سانپ ہو اور تم کو حرکت دینے والی اور ٹھہرانے والی چیز تو تقدیر ہے اور تقدیر سے کوئی شخص بھاگ نہیں سکتا تو میں نے یہ چاہا کہ میرا فعل میرے قول کے خلاف نہ ہو۔

اور سیدی عبدالرزاق ابن سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے فرمایا میں ایک رات جامع المنصوری میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کسی چیز کے چلنے کی آہٹ سنی۔ پس اچانک ایک بہت بڑا زہریلا سانپ آیا اور وہ میرے سجدہ کی جگہ پر اپنا پھن کھول کر بیٹھ گیا۔ جب میں نے سجدہ کا ارادہ کیا تو اس کو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا اور سجدہ کر لیا۔ جب میں تشہد میں بیٹھا تو وہ میرے زانو پر سے چلتا ہوا میری گردن تک پہنچا۔ پھر گردن میں لپٹ گیا۔ جب میں نے سلام پھیرا تو وہ نظر نہیں آیا۔ دوسرے روز میں ظاہر الجامع کے کھنڈر میں گیا وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا اس کی آنکھیں طول میں پھٹی ہوئی تھیں۔ (یعنی اس کی آنکھیں عرض میں نہیں طول میں تھیں) میں نے جان لیا کہ وہ جن ہے اس نے مجھ سے کہا میں ہی وہ زہریلا سانپ ہوں جس کو تم نے گزشتہ کل دیکھا تھا اور میں نے جس طرح آپ کو آزمایا ہے اس طرح میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا سو ان میں کوئی بھی آپ کی طرح ثابت قدم نہیں رہا اور ان کا باطن مضطرب رہا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ میری وجہ سے نماز میں آپ کا ظاہر مضطرب ہوا نہ باطن پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کی درخواست کی اور میں نے اس کو توبہ کرائی۔ (قلائد الجواہر ص: 33 مطبوعہ شرکۃ مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر 1375ھ)

یہ وہ نفوس قدسیہ ہے جو نماز میں اس طرح خشوع کرتے تھے کہ نماز میں ان کے

Marfat.com

جسم پر تیر لگے۔ خون بہے ان کا عضو کاٹ دیا جائے۔ مسجد میں چھت سے سانپ گر جائے۔ زنبور جگہ جگہ ڈنک مارے اور نماز میں سانپ ان کی گردن سے لپٹ جائے تب بھی ان کی نماز کے خشوع میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان خاشعین کے تصدق اور توسل سے ہماری نمازوں میں بھی خشوع عطا فرمائے۔ آمین

آیت نمبر ۸: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

"وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○" (المومنون: 9)

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔

☆ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیتے ہیں اور نماز کو ضائع نہیں کرتے اور نماز کے وقت میں کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے اور اس کا معنی یہ بھی ہے کہ جو لوگ نماز کو دائماً پڑھتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نماز کو اس وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں گے یا نماز کا وقت ضائع کر کے پڑھیں گے۔ میں نے پوچھا کہ اس صورت میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نماز کو اس وقت میں پڑھ لو اگر تم نماز میں ان سے مل جاؤ تو پڑھ لو یہ تمہاری نفل نماز ہوگی۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: 176)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جو عبادت کے معمولات تھے میں اب ان میں سے کسی چیز کو نہیں پہچانتا۔ ان سے کہا گیا کہ نماز؟ انہوں نے کہا کیا تم نماز میں بھی ان چیزوں کو ضائع نہیں کر چکے جن کو ضائع کر چکے ہو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 529 مطبوعہ دار ارقم بیروت)

زہری بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے۔ انہوں نے کہا میں جن چیزوں کو جانتا تھا اب ان میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ سوائے اس نماز کے اور یہ

Marfat.com

نماز بھی ضائع کی جا چکی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 530 دار ارقم بیروت)

العلاء بن عبدالرحمان علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بصرہ میں ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا کہ تم لوگوں نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا ہم تو ابھی ظہر کی نماز پڑھ کے آرہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا عصر کی نماز پڑھو۔ ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافق کی نماز کا وقت ہے۔ وہ بیٹھ کر سورج کا انتظار کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور وہ نماز میں بہت کم اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 622)

اللہ تعالیٰ نے سستی اور غفلت سے نماز پڑھنے اور نماز کو ضائع کرنے کی بہت مذمت فرمائی ہے۔

وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (النساء: 142)

اور منافق جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

اور فرمایا

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ (الماعون: 4 تا 6)

''ان نمازیوں پر افسوس اور عذاب ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں اور جو ریاکاری کرتے ہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ نماز ضائع کرنے کا مطلب ہے نماز

Marfat.com

کا وقت نکلنے کے بعد نماز کو پڑھنا۔ امام ابن سعد نے الطبقات میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حجاج نے نماز میں تاخیر کر دی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس سے بات کریں تو ان کے دوستوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر شفقت کرتے ہوئے ان کو اس سے منع کیا۔ پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر بیٹھ گئے اور راستے میں کہہ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عبادت کے جو معمولات دیکھتا تھا اب ان میں سے کسی کو نہیں پاتا۔ سوا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے، ایک شخص نے کہا اے ابوحمزہ! اور نماز! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ظہر کو مغرب کے وقت پڑھتے ہو کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی۔

(فتح الباری ج:2 ص:196 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1421ھ)

علامہ ابوالحسین علی بن خلف بن عبدالملک المعروف بابن بطال علیہ الرحمہ المتوفی 449ھ لکھتے ہیں۔

حضرت انس نے جو فرمایا تھا کہ تم نے نماز کو ضائع کر دیا اس سے ان کی مراد تھی کہ تم نماز کو اس کا مستحب وقت نکلنے کے بعد تاخیر سے پڑھتے ہو۔ ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ تم نماز کا وقت نکلنے کے بعد نماز پڑھتے ہو۔

قرآن مجید میں ہے:

"فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا" (مریم: 59)

پھر ان کے بعد ایسے برے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ وہ عنقریب دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

اس کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس طرح نماز کو ضائع نہیں کیا تھا کہ نماز

Marfat.com

کو ترک کر دیا تھا اگر وہ نماز کو ترک کر دیتے تو وہ کافر ہو جاتے۔ لیکن انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیا تھا۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج:2،ص:157 مطبوعہ مکتبہ الرشید ریاض)

نماز کے اوقات ضائع کرنے سے مراد ہے کہ وقت پر نماز نہ پڑھنا، جب جی چاہا نماز پڑھ لی، یا بلا عذر نمازیں اکٹھی کر کے پڑھنا، کبھی دو نمازیں، کبھی چار نمازیں اور کبھی پانچوں نماز اکٹھی کر کے پڑھنا۔ یہ تمام صورتیں نماز کو ضائع کر کے پڑھنے کی ہیں۔ اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہے۔

آیت نمبر۹: قرآن مجید میں ہے:

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ○ (الروم: 17)

پس شام کے وقت اللہ کی تسبیح کرو اور جب تم صبح کو اٹھو۔

☆ اس آیت میں مسلمانوں کو عبادت کرنے کا حکم دیا ہے اور ان اوقات میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے اوقات کو بیان فرمایا ہے۔ مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت اس آیت کے حصے میں ہے پس شام کے وقت اللہ کی تسبیح کرو اور فجر کا وقت اس حصہ میں ہے اور جب تم صبح کو اٹھو اور دوسری آیت میں فرمایا اور پچھلے پہر اس سے عصر کا وقت ہے اور فرمایا اور دوپہر کو اس میں ظہر کا وقت ہے۔

(جامع البیان رقم الحدیث: 21261 ج:21 ص:36 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

اس آیت کا معنی اس طرح ہے ان پانچ اوقات کی نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر، نماز تسبیح سے اس لئے فرمایا ہے کہ تسبیح نماز کا جز ہے کیونکہ ثنا بھی پڑھی جاتی ہے۔ سبحانک اللھم اور رکوع میں بھی پڑھا جاتا ہے۔

سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں پڑھا جاتا ہے۔ **سبحان ربی الاعلیٰ** اور

Marfat.com

اس آیت میں کل پر جز کا اطلاق کیا گیا ہے۔اور کل کو جز کا نام دیا گیا ہے۔

اور قرآن مجید کی اور آیتوں میں بھی نماز تسبیح کا اطلاق کیا گیا ہے۔

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○ (طٰہٰ: 130)

اور (نماز میں) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔آفتاب کے طلوع سے پہلے (نماز فجر میں) اور آفتاب کے غروب سے پہلے (نماز عصر میں) اور رات کے بعض اوقات میں (مغرب اور عشاء کی نمازوں میں) اور ان کے درمیانی کناروں میں اس کی تسبیح کیجئے۔(ظہر کے وقت میں) تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔

آیت نمبر ۱۰: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○ (ہود: 114)

اس آیت کریمہ میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی عبادت نماز پڑھنا ہے اور جب بھی کسی شخص کو مصیبت یا پریشانی لاحق ہو تو اس کو نماز پڑھنی چاہیے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز سے غم زدہ فکر مند ہوتے تو نماز پڑھتے۔(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1319)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ متوفی (310ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت مجاہد اور محمد بن کعب القرظی علیہما الرحمہ نے کہا۔ان کے دو طرفوں سے مراد، فجر اور ظہر اور عصر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن اور ابن زید رضوان اللہ علیہم نے فرمایا دن کے دونوں طرفوں سے مراد فجر اور مغرب ہیں۔حضرت ضحاک علیہ الرحمہ نے فرمایا اس

Marfat.com

سے مراد فجر اور عصر ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان اقوال میں اولیٰ یہ ہے کہ دن کی دو طرفوں سے مراد فجر اور مغرب کو لیا جائے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر سب کا اجماع ہے کہ دن کی دو طرفوں میں سے ایک فجر ہے اور یہ نماز طلوع آفتاب سے پہلے پڑھی جاتی ہے تو پھر ان کی دوسری طرف مغرب ہونی چاہئے کیونکہ مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

(جامع البیان جز: 12، ص: 167 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وزلفا من اللیل اور زلف جمع کا صیغہ ہے۔ سو اس کا معنی ہے رات کے تین قریبی اوقات، کیونکہ کم از کم جمع کا اطلاق تین پر ہوتا ہے اور ایک وقت مغرب کے لئے ہے اور دوسرا وقت عشاء کے لئے ہے تو پھر تیسرا وقت وتر کے لئے ہونا چاہئے اور اس سے یہ ماننا پڑے گا کہ وتر کی نماز واجب ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت محمد بن کعب قرظی، مجاہد، حضرت حسن، حضرت ضحاک علیہم الرحمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت مسروق نے فرمایا: ان نیکیوں سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔ یہ پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہیں جس طرح سے پانی میل کو مٹا دیتا ہے اور دھو ڈالتا ہے۔ (جامع البیان جز: 12، ص: 171 تا 172 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ایک خشک شاخ کو پکڑ کر زور زور سے ہلانا شروع کیا۔ حتیٰ کہ اس کے پتے جھڑنے لگے۔

Marfat.com

پھر کہا اے عثمان تم مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں ایسا کیوں کر رہا ہوں؟ میں نے کہا: آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب مسلمان وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچ نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ رہے ہیں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ: الخ (مسند احمد رقم الحدیث:24108)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر اس واقعہ کی خبر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط" اس شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حکم میری تمام امت کے لئے ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:526)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بتائیے کہ ایک آدمی ایک عورت سے ملا۔ ان کے درمیان جان پہچان نہیں تھی۔ اور ایک مرد ایک عورت کے ساتھ جماع کے علاوہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ اس نے کر لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ۔ الآیۃ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ حکم دیا کہ وہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حکم اس کے ساتھ خاص ہے یا تمام مومنین کے لئے ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ حکم تمام مومنین کے لئے ہے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث:3113)

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی۔ میں نے اس سے کہا اس سے زیادہ اچھی کھجوریں میرے گھر میں

Marfat.com

ہیں۔ پھر میں نے اس سے نفسانی خواہش کا قصد کیا اور اس کا بوسہ لے لیا۔ پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: تم اپنے اوپر پردہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ اور کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرنا لیکن مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے (بھی) کہا اپنا پردہ رکھو، توبہ کرو اور کسی کو نہ بتاؤ۔ مجھ سے پھر صبر نہ ہو سکا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے نمازی کے گھر والوں کی اس کی غیر موجودگی میں خبر گیری کی ہے؟ میں نے کہا نہیں! امام ابن جریر علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے پھر پوچھا کیا تم نے کسی غازی کو جہاد کا سامان مہیا کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ حتیٰ کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس وقت اسلام لایا ہوتا اور میں نے یہ گمان کیا کہ میں دوزخیوں میں سے ہوں۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کی وحی نازل فرمائی۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ، الآیۃ حضرت ابوالسیر نے فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت اس کے ساتھ خاص ہے یا تمام لوگوں کے لئے عام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3115)

اس جگہ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اس قسم کے نخش کام کرتے تھے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خطائیں تکمیل دین کا ذریعہ تھیں۔ جن بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے یہ لغزش سورہ ھود کی اس آیت کے نزول کا سبب بنی اور قیامت تک کی امت کے لئے یہ رحمت عام ہوئی کہ نیکیاں گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ بن

Marfat.com

گئیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا میں نے مدینہ کے ایک سرے پر ایک عورت کو گرا لیا اور میں نے جماع کے سوا ان سے سب کچھ کیا اور اب میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر پردہ رکھ لیا تھا۔ کاش تو بھی اپنا پردہ رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ شخص چلا گیا۔ پھر حضورص لی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیج کر اسے بلوایا اور اس پر یہ آیت پڑھی۔ "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ ۚ"

قوم میں سے ایک شخص نے کہا یہ حکم ان کے لئے خاص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں یہ حکم تمام لوگوں کے لئے" ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:6763)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے حد کا ارتکاب کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ پھر نماز کا وقت آ گیا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایک حد کا ارتکاب کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کتاب اللہ کا حکم نافذ کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا۔ جی پڑھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ کو یا فرمایا تمہاری حد کو معاف فرما دیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:6823)

اس آیت میں گناہوں کے مٹنے کا ذکر آیا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ایک دریا ہو جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو۔ کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

اس کے بدن پر میل باقی نہ رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے گناہ مٹا دے گا۔

(صحیح البخاری۔ رقم الحدیث: 528)

فائدہ

اس آیت اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے کا انعام یہ ملتا ہے کہ انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

آیت نمبر ۱۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○ (بنی اسرائیل: 78)

آپ سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیں، بے شک فجر کی نماز کے قرآن پڑھنے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

☆ علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے

دلوک کا معنی ہے سورج کا غروب کی طرف مائل ہونا، دلوک کا لفظ دلک سے بنا ہے اس کا معنی ہے۔ ہتھیلیوں کو ملنا۔

جب سورج نصف النہار پر ہوتا ہے تو لوگ ہتھیلیوں کو ماتھے پر رکھ کر سورج کی طرف دیکھتے ہیں۔ (المفردات ج: 1 ص۔ 228 تا 229 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ)

Marfat.com

ابوعبیدہ علیہ الرحمہ نے کہا

آفتاب کے نصف النہار سے زوال سے لے کر غروب کی طرف میلان تک کو دلوک کہتے ہیں۔ حضرت زجاج علیہ الرحمہ نے کہا نصف النہار سے میلان بھی دلوک ہے اور غروب کی طرف میلان بھی دلوک ہے۔ حضرت الازہری علیہ الرحمہ نے کہا کلام عرب میں دلوک کا معنی ہے۔ اسی لئے جب سورج نصف النہار سے زائل ہو اس کو بھی دلوک کہتے ہیں اور جب وہ افق سے زائل ہونے لگے اس کو بھی دلوک کہتے ہیں۔

(زادالمسیر ،ج:5ص:71تا72)

دلوک کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد غروب آفتاب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول بھی اسی طرح ہے۔ حضرت فرا اور ابن قتیبہ علیہما الرحمہ کا بھی یہی قول ہے۔ مگر اس کے قوی دلائل نہیں ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ دلوک سے مراد سورج کا نصف النہار سے زائل ہونا ہے۔ یہ حضرت ابن عمر، حضرت ابو برزہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن، حضرت شعبی، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد علیہم الرحمہ کا قول ہے۔

اس قول کی دلیل یہ ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب کردہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دعوت کی پھر سورج کے نصف النہار سے زوال کے وقت وہ باہر آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر آئے اور فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) باہر آؤ اور وہ دلوک الشمس کا وقت تھا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام دلوک شمس کے وقت آئے۔ جب سورج نصف النہار سے زائل ہو چکا تھا اور مجھے ظہر کی

Marfat.com

نماز پڑھائی۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورج نصف النہار سے زائل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ

(جامع البیان ج:15،ص:171 تا 172 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب لکھا کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج نصف النہار سے زائل ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج صاف اور سفید ہو جائے اور پیلا نہ پڑا ہو اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء کو اس وقت تک موخر کرو جب تک کہ تم کو نیند نہ آئی ہو اور صبح کی نماز اس وقت پڑھو جب ستارے ظاہر ہوں اور ان کا جال بنا ہوا ہو۔ (مؤطا امام مالک رقم الحدیث:7 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت 1415ھ)

حضرت الازہری علیہ الرحمہ نے کہا

جب دلوک الشمس سے مراد زوال شمس سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت ہوگا تو اس میں ظہر اور عصر داخل ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا۔ رات کے اندھیرے تک اس میں مغرب اور عشاء داخل ہیں پھر فرمایا: وقرآن الفجر اس میں فجر کی نماز آ گئی۔ اس طرح یہ آیت پانچوں نمازوں کو شامل ہو گئی۔ (زاد المسیر، ج:4،ص:72)

آیت نمبر۱۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ (مریم: 59)

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور خواہشات کی پیروی کی تو عنقریب وہ غی (ہلاکت) میں جا گریں گے۔''

☆ نماز کو ضائع کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ نماز کے حقوق اور اس کے واجبات کی رعایت نہ کی جائے۔ مثلاً انسان نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے جیسا کہ اس حدیث

Marfat.com

میں اس کی تصریح ہے۔

نیک اولاد کو خلف (لام کی زبر) کہتے ہیں اور بری اولاد کو خلف (لام کی جزم) کہتے ہیں۔ (قاموس ج:3،ص:199)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی پھر اس نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ وہ واپس گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی۔ پھر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ (دوبارہ) نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اس طرح ہو۔ پھر اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور میں اس سے زیادہ اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تعلیم دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو پھر تم جتنا قرآن آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اتنا قرآن پڑھو۔ پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کرو۔ پھر رکوع سے اٹھ کر حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھو حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی تمام نمازیں اس طرح پڑھو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:757)

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ ارکان نماز میں کمی کرتے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم کتنے عرصہ سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو۔ اس نے کہا چالیس سال سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم نے چالیس سال سے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم اس طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف پر عمل کرتے ہوئے مرو گے۔ پھر فرمایا ایک آدمی نماز تخفیف سے پڑھتا

Marfat.com

ہے لیکن رکوع وسجود مکمل کرتا ہے اور اچھی طرح نماز پڑھتا ہے۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 1311)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک شخص نماز میں رکوع وسجود کامل طریقہ نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو انہوں نے ایک شخص سے کہا تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کرتے ہوئے مرو گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 389)

نماز کو بہت تاخیر سے پڑھنا یہ بھی نماز کو ضائع کرنا ہے۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حاکم ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے موخر کر کے پڑھیں گے یا نماز کو اس کا وقت ضائع کر کے پڑھیں گے۔

میں نے عرض کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نماز اس کے وقت پر پڑھو پھر اگر تم ان کے ساتھ نماز کو پاؤ تو پڑھ لو وہ تمہاری نفلی نماز ہوگی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 431)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے وہ بیٹھ کر سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ سورج دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 622)

علامہ ابوسلیمان خطابی علیہ الرحمہ متوفی 388ھ لکھتے ہیں۔

اکثر وہ لوگ جو جلدی جلدی چند ٹھونگیں مار کر نماز پڑھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو سستی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ان کو نماز پڑھنے میں کوئی ذوق آتا ہے نہ خوشی ہوئی ہے۔ یہ لوگ جب کسی دنیادار رئیس یا کسی مقتدر شخصیت کے سامنے خواہ کتنی دیر کھڑے رہیں ان کو تھکاوٹ اور اکتاہٹ نہیں ہوتی لیکن اگر انہیں باجماعت نماز میں امام کے پیچھے کچھ دیر

Marfat.com

کھڑا ہونا پڑے تو ان کو سخت تھکاوٹ، اکتاہٹ اور بدمزگی ہوتی ہے۔ اور یہ امام کو بہت برا کہتے ہیں۔ (معالم السنن ج:1،ص:416)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔ اگر نماز صحیح ہے تو وہ کامیاب اور کامران ہو گیا اور اگر نماز فاسد ہے تو وہ ناکام اور نقصان زدہ ہو گیا اگر اس کے فریضہ میں کوئی کمی ہو تو رب تبارک تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندہ کا کوئی نفل ہے پھر فریضہ میں جو کمی ہو گی اس کو نفل سے پورا کیا جائے گا۔ پھر اس کے باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہو گا۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث:864)

علامہ محمد بن عبداللہ ابن العربی علیہ الرحمہ متوفی 543ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس کے فرائض کی تعداد میں جو کمی رہ گئی ہے وہ نوافل سے پوری کر دی جائے گی اور یہ بھی احتمال ہے کہ فرائض کے خضوع وخشوع میں جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ نوافل سے پوری کر دی جائے گی اور میرے نزدیک پہلا احتمال راجح ہے۔ (عارضۃ الاحوذی ج:2،ص:175 مطبوعہ دار الکتب بیروت 1418ھ)

ملا علی بن سلطان محمد القاری علیہ الرحمہ متوفی 1014ھ لکھتے ہیں۔

اس کے فرائض کی مقدار اور اس کی تعداد میں جو کمی ہو گئی اس کو نوافل سے پورا کر لیا جائے گا اور جس حدیث میں یہ ہے کہ بندہ کے نوافل اس وقت قبول نہیں ہوتے جب تک فرائض ادا نہ کر لئے جائیں وہ حدیث ضعیف ہے۔

(المرقات ج:3،ص:218 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان 1390ھ)

شیخ محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری علیہ الرحمہ متوفی 1353ھ لکھتے ہیں۔

علامہ عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ نماز کی سنن،

Marfat.com

اس کے آداب، خشوع، اذکار اور دعاؤں میں جو کمی رہ گئی ہے اس کو نوافل سے پورا کر دیا جائے اور اس کو فریضہ میں اس کا ثواب مل جائے۔ خواہ وہ اس نے یہ امور فرض میں نہ کئے ہوں بلکہ نفل میں کئے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ نماز کے فرائض اور اس کی شروط میں جو کمی رہ گئی ہو اس کو نوافل سے پورا کر دیا جائے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس نے جو فرائض بالکل نہ پڑھی ہوں اس کی تلافی نفل نمازوں سے ہو جائے اور اللہ تعالیٰ فرض نمازوں کے عوض نوافل صحیحہ کو قبول فرمائے گا۔

(تحفۃ الاحوذی ج:2، ص:477، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1419ھ)

آیت نمبر ۱۳: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○ (الماعون: 4 تا 6)

سو ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں جو ریا کاری کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد وہ نمازی ہیں جو نماز سے ثواب کی امید نہ رکھیں اور نماز نہ پڑھنے سے ان کو عذاب کا ڈر نہ ہو اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس وقت گزرنے کے بعد پڑھیں۔ ابو العالیہ نے کہا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو وقت پر نماز نہ پڑھیں اور اس کا رکوع وسجود مکمل نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ (مریم: 59)

پھر (نیک لوگوں کے بعد) ایسے برے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔ ان کو عنقریب دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس نماز میں اللہ کا ذکر بہت کم ذکر کرتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 622)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا: منافق وہ ہے جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتا اور لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں۔

سہو غفلت کو کہتے ہیں: ایک چیز ہے نمازوں سے غفلت کرنا، یعنی کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی۔ یہ منافقوں کا شعار ہے اور ایک چیز ہے نمازوں میں غفلت کرنا یعنی کبھی نماز میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے یا انسان نماز میں کسی کام کے متعلق سوچنے لگتا ہے اور اس کا منصوبہ بنانے لگتا ہے کہ اس سے بہت کم مسلمان خالی ہوتے ہیں۔

علامہ ابو عبداللہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز میں سہو ہو جاتا تھا چہ جائیکہ اور لوگوں کو سہو سے سلامتی محال ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنی نمازوں میں سہو ہوا ہے اور جس شخص کو نماز میں سہو نہیں ہوتا۔ یہ وہ شخص ہے جو نماز میں غور و فکر کرتا ہے نہ قرأت میں تدبر کرتا ہے اور اس کی فکر نماز کے ارکان اور رکعات کو گننے میں لگی رہتی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو چھلکے کھاتا ہے اور مغز چھوڑتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نماز میں سہو ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر اس سے بہت عظیم تھی۔ ہاں! کبھی نماز میں اس شخص کو سہو ہوتا ہے جو شیطان کے وسوسہ کو قبول کر لیتا ہے۔ شیطان اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کو یاد کر لو، فلاں چیز کو یاد کرو جو چیز اس کو پہلے یاد نہیں آتی تھی وہ اس کو نماز میں یاد آ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ شخص بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات نماز پڑھی ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج20، ص:89 دار الفکر بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سہو کے درمیان فرق ہے۔ ہم دنیا کے خیال میں

Marfat.com

ڈوب جاتے ہیں اور نماز کی رکعت کی طرف ہماری توجہ نہیں رہتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن الوہیت کے جلوؤں میں منہمک اور مستغرق ہو جاتے ہیں اور نماز کی رکعات کی تعداد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ ہمارا سہو نقص ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سہو کمال ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو کی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا تو یہ تعلیم امت کے لئے ہے کہ اگر میری امت کو سہو ہو جائے تو وہ سجدہ سہو کر لیں۔

☆ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو ریا کاری کرتے ہیں۔

یعنی وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ وہ اطاعت کرتے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ وہ تقیہ سے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں جیسے فاسق اس لئے نماز پڑھتا ہے کہ اس کو نمازی کہا جائے اور ریا کار عبادت سے دنیا طلب کرتا ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بناتا ہے اور وہ لوگوں سے تعریف اور تحسین کی توقع کرتا ہے۔ ریا کار کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ موٹے کپڑے پہنتا ہے تاکہ یہ ظاہر کرے کہ اس کو دنیا میں کوئی رغبت نہیں ہے اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں سے ریا کاری کرتا ہے۔ وہ اہل دنیا کی مذمت کرتا ہے اور نیکی اور عبادت کے ضائع ہونے پر افسوس کا اظہار کرتا ہے اور چوتھا طریقہ یہ ہے کہ وہ لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے اور لوگوں کو دکھا کر بہت خیرات اور صدقات دیتا ہے۔

جو اعمال صالحہ فرائض میں سے ہیں ان کو دکھا کر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ فرائض کا حق یہ ہے کہ ان کو دکھا کر ادا کیا جائے۔ اور ان کی تشہیر کی جائے کیونکہ فرائض اسلام کی علامات ہیں اور دین کے شعائر ہیں اور فرائض کا تارک ملامت اور مذمت کا مستحق ہوتا ہے پس فرائض کو دکھا کر ادا کیا جائے تاکہ اس پر ترک فرائض کی تہمت نہ لگے اور نفلی عبادات کا حق یہ ہے کہ ان کو چھپا کر ادا کیا جائے کیونکہ نوافل کو ادا نہ کرنے پر انسان کو ملامت نہیں کی جاتی اور نہ اس پر کوئی تہمت لگتی ہے اور اگر کوئی شخص

Marfat.com

قصداً نفلی عبادات دکھا کر کرے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے تو یہ اچھی بات ہے۔ ریاء اس وقت ہوتا ہے جب اس کا قصد یہ ہو کہ لوگ اس کی نفلی عبادات دیکھ کر اس کی تعریف اور تحسین کریں اور اس کی عزت واحترام کریں۔

نماز کی شرائط پر آیات کریمہ

آیت نمبر ۱۴: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ ٥ (المدثر: 4)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ الرحمہ متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس آیت سے مقصود یہ بتانا ہے کہ نماز صرف پاک کپڑوں کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

پھر امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو پاک رکھیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قلب کو مشرکین کے اخلاق سے پاک رکھیں کیونکہ وہ دوسروں پر افتراء باندھتے ہیں۔ عمداً جھوٹ بولتے ہیں اور قطع رحم کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس اور اپنے قلب کو ان سے انتقام لینے کے عزم اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنے کے عزم سے پاک رکھیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چادر کو لپیٹا ہوا ہے اس کو مشرکین کے افتراء کی وجہ سے بے صبری اور بے قراری سے پاک رکھیں۔

(تفسیر کبیر: ج:10، ص:699 دار احیاء التراث العربی بیروت:1415ھ)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ متوفی 310ھ لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: اپنے کپڑوں کو معصیت سے عہد شکنی سے آلودہ نہ کرو (یعنی اپنے لباس کو معصیت اور عہد شکنی کے ساتھ متصف نہ کرنے کے وصف پر برقرار اور دائم رہو)

Marfat.com

ابن زید نے کہا: اپنے لباس کو ظاہری نجاست کی آلودگی سے پاک رکھیں۔

(جامع البیان ج: 29 ص: 181، دار الفکر بیروت 1415ھ)

آیت نمبر ۱۵: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝ (الحج: 26)

اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا۔

☆ اس آیت سے مراد میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا یعنی میرے گھر کو ہر قسم کی ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک رکھنا یعنی بتوں سے اور اس میں برہنہ طواف کرنے سے۔

آیت نمبر ۱۶: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف: 31)

اے بنی آدم! ہر عبادت کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

امام مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ متوفی 261ھ لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ پہلے عورت برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہتی تھی کوئی مجھے ایک کپڑا دے دیتا جس کو میں اپنی شرم گاہ پر ڈال دیتی۔ آج بعض یا کل کھل جائے گا اور جو کھل جائے گا میں اس کو کبھی حلال نہیں کروں گی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

(صحیح مسلم تفسیر 25 (3028) 7416 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ 1417ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زینت کا حکم دیا۔ زینت سے مراد وہ لباس ہے جو شرم گاہ چھپائے۔ اس کے علاوہ عمدہ کپڑے اور اچھی چیزیں بھی زینت ہیں اور انہیں یہ حکم دیا گیا

Marfat.com

ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت اپنی زینت کو پہنیں۔

(جامع البیان جز:8،ص:211 مطبوعہ دارالفکر:بیروت1415ھ)

زہری بیان کرتے ہیں کہ عرب بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے۔ ماسوا قریش اور ان کے حلیفوں کے۔ ان کے علاوہ جو لوگ طواف کرنے کے لئے آتے وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف کرتا اور اگر وہ ان ہی کپڑوں میں طواف کرلیتا تو وہ طواف کے بعد ان کپڑوں کو پھینک دیتا اور ان کپڑوں کو اپنے اوپر حرام کرلیتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہن لیا کرو۔

(جامع البیان جز:8،ص:213 مطبوعہ دارالفکر بیروت1415ھ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر عبادت میں نماز بھی شامل ہے لہٰذا نماز کی شرائط میں سے ہے کہ نماز میں لباس، جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

آیت نمبر 7: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُوا۟ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ وَٱمْسَحُوا۟ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ ۚ (المائدہ: 6)

اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور تم بے وضو ہو) تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

☆ اس آیت میں طہارت کو نماز کے لئے شرط فرمایا گیا ہے اور طہارت غسل اور وضو سے حاصل ہوتی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ متوفی 279ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی اور خیانت کے مال (مال حرام) سے صدقہ قبول نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: 1)

حضرت امام حنبل علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی طہارت ہے۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مقام بیداء میں میرا ہار گر گیا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اونٹنی سے اتر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں سر رکھا اور سو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے زور سے مجھے گھونسے مارے اور کہا تم نے لوگوں کو ہار کی وجہ سے ٹھہرا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل پڑنے سے مجھے موت کی طرح لگ رہا تھا۔ حالانکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ اس وقت صبح ہو چکی تھی۔ پانی کو تلاش کیا گیا تو پانی نہیں ملا۔

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ الآیۃ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے تم میں برکت رکھی تمہارا وجود ان کے لئے محض برکت ہے۔

(صحیح البخاری، ج 5، رقم الحدیث 4608)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا۔ پھر فرمایا یہ وضو کا طریقہ ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا پھر فرمایا۔ جس نے اس طرح وضو کیا۔ اس کے لئے دگنا اجر ہے۔ آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کے بعد پانی منگوایا اور اس سے اعضاءِ وضو کو تین تین بار دھویا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 420)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کو جریج کہا جاتا ہے وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کی ماں نے آ کر اس کو بلایا وہ اس کے بلانے پر نہیں گیا اور کہا کیا نماز کی حالت میں اس کو جواب دوں؟ اس کی ماں آئی اور اس نے کہا۔ اے اللہ! اس پر اس وقت تک موت طاری نہ کرنا جب تک یہ بدکار عورتوں کو نہ دیکھ لے۔ جریج اپنے گرجا میں عبادت کرتا تھا۔ ایک عورت نے کہا میں جریج کو فتنہ میں ڈال دوں گی۔ اس عورت نے اس کو گناہ کی دعوت دی۔ جریج نے انکار کیا۔ اس نے ایک چرواہے سے اپنی خواہش پوری کر لی۔ اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ اس نے لوگوں سے کہا یہ جریج کا بچہ ہے۔ لوگ آئے اور انہوں نے اس کا گرجا توڑ دیا اور اس کو گرجا سے نکال دیا اور اس کو برا کہا۔ جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اس نوزائیدہ بچہ سے کہا: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا چرواہا۔ لوگوں نے کہا۔ ہم تمہارا گرجا سونے کا بنا دیں۔ اس نے کہا نہیں صرف مٹی ہی کا بنا دو۔

(صحیح بخاری، ج:3، رقم الحدیث: 2482)

امام عبد الملک بن ہشام علیہا الرحمہ متوفی 213ھ روایت کرتے ہیں۔

امام ابن اسحاق علیہا الرحمہ نے کہا مجھے بعض اہل علم نے یہ حدیث بیان کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ وہ اس وقت مکہ کی بلند وادی پر تھے۔ انہوں نے وادی پر اپنی ایڑی ماری تو اس سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے رہے کہ وہ نماز کے لئے کس طرح وضو کرتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح وضو کیا جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا تھا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام لوٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وضو کر کے دکھایا کہ نماز کے لئے کس طرح وضو کرتے ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دکھایا تھا۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وضو کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح نماز پڑھائی جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھائی تھی۔

(السیر ۃ النبویہ مع الروض الانف ج 1، ص: 162 مطبوعہ ملتان)

وضو کرنے پر اجر و ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کو قیامت کے دن غر محجل (جس کا منہ اور ہاتھ پیر سفید ہوں) کہہ کر پکارا جائے گا۔ اس کا سبب وضو کے آثار ہیں۔ سو تم میں سے جو شخص اپنی سفیدی زیادہ کرنا چاہتا ہو (وہ اعضاء وضو کو مقررہ حد سے زیادہ دھو کر) اپنی سفیدی کو زیادہ کر لے۔ (صحیح بخاری، ج: 1، رقم الحدیث: 136)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلم (یا مومن) وضو کرتا ہے تو وہ جب چہرے کو دھوتا ہے تو پانی کے قطروں کے ساتھ اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ ڈھل جاتا ہے جو اس نے آنکھوں سے کیا تھا اور جب وہ ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے قطروں کے ساتھ اس کا ہر وہ گناہ ڈھل جاتا ہے جو اس نے ہاتھوں سے کیا تھا حتیٰ کہ وہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔

(سنن ترمذی، ج: 3، رقم الحدیث 8026)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں جائے اور اس کا مسجد میں جانا

Marfat.com

صرف نماز کے لئے ہو تو اس کے ہر قدم سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج:1، رقم الحدیث: 281 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہم الرحمہ متوفی 235ھ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ کہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے ایک درخت کے خشک شاخ کو پکڑ کر ہلایا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

(المصنف ابن شبیر، ج:1، ص:7 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی 1406ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہم الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر "اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ، اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین" اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ وہ جس دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہو جائے۔

(سنن ترمذی، ج:1، رقم الحدیث:55)

فائدہ

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب تم نماز پڑھنے کا قصد کرو اور اس وقت تم بے وضو ہو تو تم پر وضو کرنا فرض ہے اور جب کوئی شخص باوضو ہو تو اس پر نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ وہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ البتہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے تو معلوم ہوا کہ نماز کے لئے وضو شرط ہے۔

آیت نمبر ۱۸: قرآن مجید میں ہے:

Marfat.com

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۝

(البقرة:238)

تمام نمازوں کی پابندی کرواور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے قیام کرو۔

☆ نماز کی حفاظت کا معنی یہ ہے کہ نماز کو اس کے مستحب وقت میں پڑھا جائے اور کوشش کی جائے کہ نماز میں کسی قسم کا سہو اور نقصان واقع نہ ہو۔

☆ امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی علیہم الرحمہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا: مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اس شخص نے اس پر عمل کیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

فائدہ

سبحان اللہ! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی تو وہ جنت میں داخل ہوگا کیونکہ حدیث ابدی ہے نہ کی خاص اسی شخص کے ساتھ۔

حضرت امام ابویعلی علیہا الرحمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دین کی جس چیز کو سب سے پہلے لوگوں پر فرض کیا وہ نماز ہے اور جو چیز سب کے آخر میں باقی رہے گی وہ نماز ہے اور سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندوں کی نماز کو دیکھو۔ اگر وہ مکمل ہوں تو مکمل لکھ دی جائیں گی اور اگر وہ ناقص ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھ کیا اس کے نوافل ہیں اگر اس کے نوافل ہوں گے تو فرائض کی کمی

Marfat.com

نوافل سے پوری کردی جائے گی پھر فرمائے گا: دیکھ اس کی زکوٰۃ پوری ہے؟ اگر زکوٰۃ پوری ہو تو پوری لکھ دی جائے گی اور اگر ناقص ہو تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھ اس نے کوئی صدقہ کیا ہے؟ اگر اس نے صدقہ کیا ہوگا تو اس صدقہ سے اس کی زکوٰۃ پوری کردی جائے گی۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جس چیز کا سب سے پہلے بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر نماز درست ہو تو باقی عمل بھی درست ہوں گے اور اگر نماز فاسد ہو تو باقی عمل بھی فاسد ہوں گے۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امانت دار نہ ہو اس کا کوئی ایمان نہیں جس کا وضو نہ ہو اس کی کوئی نماز نہیں اور جس کی نماز نہ ہو اس کا کوئی دین نہیں۔ دین میں نماز ایسی ہے جیسے جسم میں سر ہے۔

حضرت امام بزار علیہ الرحمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نماز نہ ہو اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جو شخص پانچ نمازیں لے کر آیا جن کے وضوان کے اوقات اور ان کے رکوع اور سجود کی اس نے حفاظت کی ہوئی ہو اس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ چاہے تو اس پر رحم فرمائے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔
حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین چیزوں کی حفاظت کی وہ یقیناً (اللہ)

Marfat.com

کا ولی ہے اور جس نے ان کو ضائع کیا وہ یقیناً (اللہ تعالیٰ کا) دشمن ہے۔ نماز، روزہ اور جنابت۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے وقت میں نماز پڑھی اور اس کے لئے مکمل وضو کیا اور نماز کے قیام، خشوع، رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز سفید اور روشن ہوگی اور اس شخص سے کہے گی۔ اللہ تعالیٰ تیری بھی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے اور جس نے وقت نکلنے کے بعد نماز پڑھی۔ اس کے لئے مکمل وضو نہیں کیا اور نہ اس خشوع، رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا کیا وہ نماز سیاہ اندھیری ہوگی اور کہے گی: اللہ تعالیٰ تجھے بھی اس طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اس نماز کو پرانے کپڑوں میں لپیٹ کر اس شخص کے منہ پر مار دے گا۔

حضرت امام احمد، حضرت امام طبرانی اور امام ابن مردویہ علیہم الرحمہ حضرت کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک دن ہم ظہر کی نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے۔ ہم نے عرض کی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا رب یہ فرماتا ہے کہ جس شخص نے نماز اپنے وقت میں پڑھی اس کی حفاظت کی اور اس کے حق کو معمولی سمجھ کر ضائع نہیں کیا۔ اس کے ساتھ میرا یہ عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جس شخص نے نماز اپنے وقت میں نہیں پڑھی۔ اس کی حفاظت نہیں کی اور اس کے حق کو معمولی جان کر ضائع کیا اس کے ساتھ میرا کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس کو عذاب دوں اور اگر میں چاہوں تو اس کو معاف کر دوں۔

حضرت امام دارمی علیہ الرحمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی چابی نماز ہے۔

Marfat.com

حضرت امام دیلمی علیہ الرحمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی چیز دین میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا۔ جس شخص نے نماز کو ترک کیا اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔

حضرت امام ابن ماجہ، حضرت امام ابن حبان، حضرت امام حاکم علیہم الرحمہ تصحیح سند کے ساتھ اور حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ اپنی سند میں روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مستقیم رہو اور تم ہرگز نہ رہ سکو گے اور جان لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور مومن کے سوا اور کوئی شخص ہمیشہ باوضو ہرگز نہ رہ سکے گا۔

حضرت امام مسلم حضرت امام ابوداؤد، حضرت امام نسائی اور حضرت امام ابن ماجہ علیہم الرحمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ سے حالت اسلام میں ملاقات کرے اسے چاہئے کہ جب ان نمازوں کی اذان ہو تو وہ ان کی حفاظت کرے۔ حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی روایت یہ ہے کہ جب اذان ہو تو پانچوں نمازوں کی حفاظت کرو کیونکہ جماعت سنن الہدیٰ میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے سنن الہدیٰ کو مشروع کیا ہے اور ہمارے عہد میں منافق کے سوا اور کوئی جماعت کو نہیں چھوڑتا تھا اور ہم نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی دو آدمیوں کے سہارے سے چل کر صف میں کھڑا ہوتا تھا۔ اور ہر شخص کے لئے اس کے گھر میں نماز کی جگہ ہوتی ہے اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھی اور اپنی مسجدوں کو چھوڑ دیا تو تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کرو گے اور اگر تم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بطور

Marfat.com

استخفاف یا بہ طور اہانت ترک کیا وہ کافر ہو جائے گا یا کفر بہ معنی کفران نعمت ہے۔

حضرت امام ترمذی، حضرت امام نسائی، حضرت امام ابن ماجہ اور حضرت امام حاکم علیہم الرحمہ تصحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ کے عمل سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب اور کامران ہو گیا اور اگر وہ فاسد ہوئی تو وہ ناکام اور نامراد ہو گیا اور اگر اس کے فریضہ میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھ میرے بندہ کا کوئی نفل ہے جس سے اس کا فرض پورا کیا جائے۔ پھر باقی اعمال کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا۔

حضرت امام احمد اور حضرت امام طبرانی علیہما الرحمہ نے حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور ان کو سلام کیا۔ لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ گزر گیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا بہ خدا! میں اس شخص سے اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھتا ہوں۔ لوگوں نے کہا: تم نے بہت بری بات کی ہے۔ اے فلاں شخص! جاؤ اس کو بلا کر لاؤ۔ وہ شخص اس کو بلا کر لے آیا اور اس کو بتایا کہ اس کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا۔ یا رسول اللہ! میں مسلمانوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرا۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ جب میں چلا گیا تو ایک شخص نے میرے متعلق کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کو بلایئے اور اس سے بغض کی وجہ پوچھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا تو اس نے اعتراف کیا کہ اس نے یہ کہا تھا۔ اس نے کہا یہ شخص میرا پڑوسی ہے۔ بہ خدا! میں نے اس کو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز پڑھتے نہیں دیکھا جس کو ہر نیک اور بد پڑھتا ہے۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے پوچھئے کبھی میں نے نماز کو وقت سے مؤخر کر کے پڑھا یا اس کے وضو

Marfat.com

میں کوئی کمی کی۔ یا رکوع اور سجود میں کوئی کوتاہی کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا۔ نہیں پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس شخص کو رمضان کے سوا اور کوئی روزہ رکھتے نہیں دیکھا جس مہینہ میں ہر نیک و بد روزہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیے میں نے کبھی روزہ کے حق میں کوئی کوتاہی یا کمی کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے کہا۔ نہیں۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زکوٰۃ کے سوا اس کو کبھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور زکوٰۃ تو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے پوچھیے میں نے کبھی زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی یا کمی کی؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو! یہ تم سے بہتر ہے۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا۔ اسلام کا کون سا درجہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا کوئی نہیں۔

حضرت امام ابن ابی شیبہ، حضرت امام احمد، حضرت امام داؤد، حضرت امام ترمذی، حضرت امام نسائی، حضرت امام ابن ماجہ، حضرت امام ابن حبان اور حضرت امام حاکم علیہم الرحمہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے۔ جس نے نماز کو ترک کیا۔ اس نے کفر کیا۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کی نصیحت کی! فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ بالکل شرک نہ کرو، خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تم کو جلا دیا

Marfat.com

جائے یا تم کو سولی پر چڑھا دیا جائے اور نماز کو عمداً ترک نہ کرو کیونکہ جس نے عمداً نماز کو ترک کیا وہ ملت اسلام سے نکل گیا اور معصیت کا ارتکاب نہ کرو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

حضرت امام ترمذی اور حضرت امام حاکم علیہما الرحمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفر اور ایمان کے درمیان نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا اس نے شرک کیا۔

حضرت امام بزار اور حضرت امام طبرانی علیہما الرحمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی تو ان سے کہا گیا کہ ہم آپ کا علاج کرتے ہیں۔ آپ چند دن نماز چھوڑ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔

حضرت امام ابن حسان علیہ الرحمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عمداً نماز کو ترک کیا اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ سے بری ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے۔ امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے ''مصنف'' میں اور امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے اور ایک روایت میں ہے اس نے کفر کیا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اعمال کی طرف لکھا کہ میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ باقی دین کو زیادہ ضائع کرنے والا ہے۔

Marfat.com

حضرت امام ترمذی اور حضرت امام حاکم علیہما الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا اس نے کبیرہ گناہ کیا۔ حضرت امام نسائی اور حضرت امام حبان علیہما الرحمہ نے حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل اور مال ہلاک ہو گئے۔

(الدر المنثور، ج: ۱، ص: 294 تا 298 ملتقطاً مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی، ایران)

Marfat.com

صلوٰۃ الوسطیٰ کے متعلق اقوال

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱) اس سے مراد ظہر کی نماز ہے کیونکہ یہ دن کے وسط میں پڑھی جاتی ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کا یہی مسلک ہے۔

(۲) اس سے مراد عصر کی نماز ہے کیونکہ یہ دن کی دو نمازوں اور رات کی دو نمازوں کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت حسن اور متعدد صحابہ اور فقہاء کا یہی نظریہ ہے۔ امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین وعلیہم الرحمہ۔

(۳) اس سے مراد مغرب کی نماز ہے کیونکہ یہ چار رکعت اور دو رکعت کی نمازوں کے درمیان متوسط ہے، حضرت قبیعہ بن ذویب رضی اللہ عنہ کا یہی موقف ہے۔

(۴) اس سے مراد عشاء کی نماز ہے کیونکہ یہ مغرب اور فجر کی نمازوں کے درمیان ہے جن میں قصر نہیں ہے۔

(۵) اس سے مراد فجر کی نماز ہے کیونکہ یہ دن اور رات کی نمازوں کے درمیان ہے۔ نیز یہ منفرد نماز ہے جو دوسری نماز کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھی جاتی۔ حضرت معاذ، حضرت جابر عطا، حضرت عکرمہ اور حضرت مجاہد رضوان اللہ علیہم کا یہی قول ہے۔

(۶) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وتر ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد چاشت کی نماز ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عید الفطر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ

Marfat.com

اس سے مراد عید الاضحیٰ ہے ایک قول یہ ہے اس سے مراد تہجد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جمعہ کی نماز ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جماعت کے ساتھ نماز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد صلوٰۃ خوف ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں۔

(روح المعانی: ج:2، ص:156 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

فائدہ

اس آیت اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ نمازوں کی پابندی اور ان کی حفاظت کی جائے کیونکہ یہ ایک ایسا فریضہ ہے جس کی خود اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے۔

آیت نمبر ۱۹: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط (الاعراف: 29)

اے لوگو! ہر نماز کے وقت اپنا رخ ٹھیک رکھو اور اخلاص کے ساتھ اطاعت کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرو۔

☆ اس آیت میں مخلصین کا لفظ آیا ہے جو کہ اخلاص پر دلالت کرتا ہے

اخلاص۔ خالص سے بنا ہے۔ جس چیز میں کسی چیز کی آمیزش کا شبہ ہو۔ جب وہ اس سے صاف ہو جائے تو اس کو خالص کہتے ہیں۔ یعنی جو چیز ملاوٹ سے پاک ہو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس کی رضا جوئی یا اس کے حکم کی فرمانبرداری کی نیت سے کی جائے۔ اس میں کسی کو دکھانے یا سنانے کی نیت نہ ہو اور نہ اس کام پر اپنی تعریف سننے کی خواہش ہو۔ اخلاص کی حقیقت یہ ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی پرستش اور اس کی رضا جوئی کے سوا ہر ایک کی پرستش اور اس کی رضا جوئی سے بری ہو جائے۔ (المفردات، ج:1، ص:204 دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ)

Marfat.com

عمل میں اخلاص کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان میں یہ تین اوصاف ہوں اس کے دل میں کبھی کھوٹ (کینہ اور فساد) نہیں ہوگا۔ اس کے عمل میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص ہو۔ وہ ائمہ مسلمین کے لئے خیر خواہی کرے اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لازم رہے۔

(سنن ترمذی، ج:4، رقم الحدیث:2667 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کے ضعیف لوگوں کی دعاؤں ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔

(سنن نسائی، ج:6، رقم الحدیث:3178 مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے دین میں اخلاص رکھو تمہارا قلیل عمل (بھی) کافی ہوگا۔ (المستدرک ج:4، ص:306)

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے بغیر کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔

(سنن دارقطنی، ج:1، رقم الحدیث:130)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرو۔

Marfat.com

پانچ (فرض) نمازیں پڑھو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوشی سے ادا کرو۔ اپنے مہینہ (رمضان) کے روزے رکھو۔ اپنے بیت (کعبہ) کا حج کرو (اور) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (الجامع الکبیر: ج:1 ص:733)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے تین گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ ان کا ہوگا جنہوں نے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کی ہوگی۔ ایک گروہ ان کا ہوگا جنہوں نے دکھاوے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی اور ایک گروہ ان کا ہوگا جنہوں نے دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی۔ تو جس دنیا کے لئے عبادت کی ہوگی اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے میری عبادت سے کس چیز کا ارادہ کیا تھا؟ وہ کہے گا دنیا کا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یقیناً جس چیز کو تو نے جمع کیا تھا۔ اس نے تجھے نفع نہیں دیا اس کو دوزخ میں لے جاؤ اور جس نے ریاکاری کے لئے عبادت کی تھی اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری عبادت صرف ریاکاری کے لئے تھی۔ اس میں سے میری طرف کوئی چیز نہیں پہنچی اور وہ ریا تجھے آج نفع نہیں دے گا۔ اس کو دوزخ میں لے جاؤ اور جس نے خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے میری عبادت کرنے سے کس چیز کا ارادہ کیا تھا۔ وہ شخص کہے گا تیری عزت اور جلال کی قسم! تو ضرور مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ میں تیری رضا جوئی اور جنت کے لئے تیری عبادت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا اس کو جنت کی طرف لے جاؤ۔ (شعب الایمان ج:5، رقم الحدیث:6808)

Marfat.com

عمل میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے نقصان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی نیک عمل کو باقی رکھنا نیک عمل کرنے سے زیادہ دشوار ہے۔ ایک شخص تنہائی میں کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کا اجر ستر گنا لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر شیطان کو بہکاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس عمل کا لوگوں سے ذکر کرتا ہے اور اس کا اعلان کر دیتا ہے۔ پھر اس کی وہ نیکی (مخفی نیکیوں کے بجائے) ظاہر نیکیوں میں لکھ دی جاتی ہے اور تنہائی میں عمل کرنے کی وجہ سے جو اس کا اجر زیادہ تھا اس کو کم کر دیا جاتا ہے اور شیطان اس کو مسلسل ورغلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی اس نیکی کا ذکر کیا جائے اور اس نیکی پر اس کی تعریف کی جائے۔ پھر اس کے عمل کو ظاہری نیکیوں سے بھی کاٹ دیا جاتا ہے اور یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ اس نے یہ عمل ریاکاری کے طور پر کیا تھا۔ سو جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور بے شک ریاکاری شرک ہے۔

(شعب الایمان ج:5، رقم الحدیث:6813 دار الکتب العلمیہ بیروت 1410ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب قیامت کے دن مہر زدہ اعمال لائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس صحیفہ کو قبول کر لو اور اس صحیفہ کو چھوڑ دو۔ فرشتے کہیں گے تیری عزت کی قسم! ہم نے وہی لکھا ہے جو اس نے عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے سچ کہا (لیکن) اس کا عمل میری ذات کے لئے نہ تھا۔ آج میں اسی عمل کو قبول کروں گا جو میری ذات کے لئے کیا گیا ہوگا۔ (سنن دارقطنی، ج:1، رقم الحدیث:129)

فائدہ

اس آیت اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عمل اخلاص کے ساتھ کیا جائے جس کی مقبولیت بھی ہے اور اس پر انعام خداوندی بھی ہے اور ایسا عمل نہ کیا جائے کہ جس کی مقبولیت نہ ہو اور وہ صرف ریا کاری کی بناء پر کیا گیا ہو۔ ایسے عمل پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور آخرت میں اس کا حصہ جہنم ہے۔ لہٰذا وفا کا تقاضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اخلاص کے ساتھ ہی عبادت کی جائے تب جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہو گی۔

آیت نمبر ۲۰: قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○ (العنکبوت: 45)

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

☆ اس آیت کریمہ کے اندر نماز کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے کہ نماز تو ایسی عبادت ہے جو انسان کو بے حیائی اور برائی سے بھی روک دیتی ہے۔

لیکن اس آیت پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ پابندی سے نماز بھی پڑھتے ہیں اور بے حیائی اور برائی سے کام بھی کرتے ہیں پھر کیسے نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نماز جو ان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ نماز میں انواع واقسام کی عبادات ہیں۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام ہے۔ تکبر ہے، تسبیح ہے، تلاوت قرآن ہے۔ رکوع اور سجود ہے۔ صلوٰۃ النبی ہے اور دعا ہے اور یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی عاجزی اور خشوع اور خضوع پر دلالت کرتے ہیں۔ گویا کہ نماز زبان حال سے نمازی سے کہتی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس قدر تعظیم بجالاتا ہے اس قدر ادب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ اپنے قول اور

Marfat.com

فعل سے اس کی عبادت کا اظہار کرتا ہے اور پھر اس کی نافرمانی کرتا ہے اور بے حیائی اور برائی کے کام کرتا ہے۔ سو نماز کے اندر نماز کے باہر تیرا عال متضاد ہے اور متناقض ہے اور یہ منافق کی روش ہے کہ اس کے باطن اور ظاہر میں تخالف ہوتا ہے سو تو خارج از نماز کے حال کو نماز کے موافق کرے

☆ جب انسان خشوع اور خضوع کے ساتھ اس نماز کو پڑھے گا کہ اس کا رب باری تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اور ہر روز پانچ مرتبہ اس نماز کو پڑھے گا کہ اس کا رب باری تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے تو اس کو ہر وقت خیال رہے گا کہ وہ اپنے رب کے سامنے ہے اور اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے اور عین حالت معصیت میں بھی اس کو یہ خیال آئے گا۔ کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے تو پھر وہ اس معصیت سے باز آئے گا۔ معصیت کے ارتکاب کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے رب سے غافل ہوتا ہے اور جب اس کے دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کا خیال ہو گا تو پھر وہ معصیت پر جرأت نہیں کرے گا۔

☆ جب انسان پابندی سے نماز پڑھتا رہے گا تو اس پر نماز کی برکات اور اس کے ثمرات مرتب ہوں گے اور وہ گناہوں سے باز آ جائے گا۔

حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک آدمی ساری رات قرآن پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب اس کی قرأت اس کو چوری روک دے گی۔

(معالم التنزیل ج 3، ص 558)

☆ جس طرح کوئی شخص خاک روب ہو یا مٹی کھودنے والا ہو اور ہر وقت مٹی اور گندگی میں ملوث رہتا ہو لیکن جب وہ صاف ستھرے اور نئے کپڑے پہن لے تو وہ اس لباس میں مٹی اور گندگی سے مجتنب رہتا ہے اور اس کا وہ صاف ستھرا لباس اس کو مٹی اور گندگی میں تلوث سے مانع ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص معصیت میں مبتلا رہتا ہے وہ بھی

Marfat.com

حالت نماز میں معصیت سے مجتنب رہتا ہے اور اس کو نماز معصیت میں تلوث سے منع کرتی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت ابن عباس حضرت ابن جریج اور حضرت عماد بن سلیمان رضی اللہ عنہم وغیرہم نے کہا ہے کہ جب تک نمازی نماز میں مشغول رہتا ہے نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔(البحر المحیط ج:8،ص:359)

☆ جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے بے حیائی اور برائی کے کام بھی کیے اس نے صرف صورتاً اور ظاہراً نماز پڑھی ہے۔حقیقتاً نماز نہیں پڑھی ہے۔

حضرت امام عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم علیہم الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں روکا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

(تفسیر امام محمد بن حاتم رقم الحدیث:17340)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں روکا۔اس نماز سے اس کو صرف اللہ تعالیٰ سے دوری حاصل ہوگی۔

(تفسیر ابن ابی حاتم رقم الحدیث:17340)

ابو العالیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ نماز کے تین اوصاف ہیں اور جس نماز میں ان تین اوصاف میں سے کوئی وصف بھی نہ ہو وہ نماز نہیں ہے۔(۱) اخلاص (۲) خشوع (۳) اللہ تعالیٰ کا ذکر۔پس اخلاص اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خشوع اور خشیت اس کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر یعنی قرآن پڑھنا اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔(تفسیر ابن ابی حاتم رقم الحدیث 17344)

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (الفحشاء) بے حیائی سے مراد زنا کرنا ہے اور المنکر سے مراد شرکیہ کام کرنا ہے سو جو شخص یہ کام کرے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

(تفسیر ابن ابی حاتم رقم الحدیث: 17347)

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''واقم الصلوٰۃ لذکری'' اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو اور جو شخص اللہ کو یاد کرنے والا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ کام نہیں کرے گا اور ہر وہ شخص جو بے حیائی اور برائی کے کام کرتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے تو اگر وہ بے نمازی ہوتا تو ایسے برے اور بے حیائی کے کام بہت زیادہ کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے اس کے برے کاموں میں کمی آجاتی ہے۔

☆ اس آیت میں فرمایا گیا کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر شخص کو روکتی ہے۔ سو اگر بعض لوگ نماز پڑھنے کی وجہ سے برائی اور بے حیائی کے کاموں سے رک گئے تو اس آیت کے صدق کے لئے کافی ہے۔

☆ نماز دو کیفیتوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ایک کیفیت یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام فرائض، واجبات سنن، آداب اور خضوع اور خشوع کے ساتھ پڑھا جائے اور جب وہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرے یا تلاوت سنے تو اس کے معانی میں تدبر کرے۔ تشہد میں محبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے اور محبت سے درود شریف پڑھے۔ اخلاص، حضور قلب ا رتضرع کے ساتھ اپنے لئے دعا کرے تو جو شخص ایسی نماز پڑھتا ہے اس کی نماز مقبول ہوتی ہے اور یہی نماز اس کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور دوسری کیفیت یہ ہے کہ انسان غفلت اور بے توجہی سے نماز پڑھتا ہے۔ اس کی نماز قرآن میں تدبر کرنے اور خضوع وخشوع سے خالی ہوتی ہے۔ وہ اعتدال کے ساتھ رکوع اور سجود نہیں کرتا۔ اس کے سلام اور صلوٰۃ میں اخلاص ہوتا ہے۔ نہ دعا میں استحضار ہوتا ہے اور ایسی نماز کا برائیوں سے روکنا بہت کمزور ہوتا ہے اور نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ نماز رد کر دی جاتی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو پھٹا پرانا اور گندہ کپڑا تحفہ میں دے تو وہ اس کپڑے کو

Marfat.com

دینے والے کے منہ پر مار دیتا ہے اور نماز زبان حال سے کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے اللہ تعالیٰ بھی تجھے اسی طرح ضائع کر دے اور بعض امامیہ نے حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کی نماز مقبول ہوئی ہے یا نہیں وہ یہ دیکھے کہ آیا اس کی نماز اس کو بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے یا نہیں، وہ جس قدر برائی سے دور ہوگا اسی قدر اس کی نماز مقبول ہوگی۔

☆ اس اعتراض کا اصل جواب یہ ہے کہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نمازی کو روکتی ہے اور منع کرتی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ نماز کو روکنے اور منع کرنے سے نمازی ان کاموں سے رک جاتا ہے۔ یہاں تو بندہ کو نماز کے برائیوں سے روکنے اور منع کرنے کا ذکر ہے خود اللہ تعالیٰ بھی تو بندہ کو بے حیائی اور برائی سے منع کرتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کے منع کرنے سے تمام بندے برائیوں سے نہیں رکتے تو نماز کے منع کرنے سے اگر تمام بندے برائیوں سے نہ رکیں تو اعتراض کی کیا بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

(النحل:90)

''بے شک اللہ عدل کرنے اور نیکی کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی کرنے سے منع کرتا ہے وہ تم کو خود نصیحت فرما رہا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔''

☆ اس آیت میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتا ہے تو اگر بعض بندے بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں رکتے تو یہ اللہ تعالیٰ کے بے حیائی اور برائی سے روکنے کے خلاف نہیں ہے۔ اسی طرح نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے تو اگر بعض نمازی بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں رکتے تو

Marfat.com

یہ نماز کے بے حیائی سے رکنے کے خلاف نہیں ہے۔

☆ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو تمہارا ذکر کرتا ہے وہ اس سے زیادہ بڑا ہے جو تم اس کا ذکر کرتے ہو۔ امام ابن جریج نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نماز میں بندے کا ذکر کرنا بندے کی نماز سے زیادہ بڑا ہے۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ بندہ نماز میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اس کی نماز کے تمام ارکان سے زیادہ بڑا ہے اور ایک معنی یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا جو ذکر کرتا ہے وہ اس کے تمام نیک اعمال سے زیادہ بڑا ہے اور اس کا ایک معنی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر ذکر سے بڑا ہے۔

(روح المعانی جز 20 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1419ھ)

فائدہ

اس آیت اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نماز انسان کو اس وقت برائی اور بے حیائی سے روکے گی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرے گا اور نماز میں وفا یہ ہے کہ اس کے ارکان، رکوع و سجود اور قیام کو درست رکھے گا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ لہٰذا وفا یہ ہے کہ نماز کو ایسے پڑھا جائے جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا وسنت ہے تب جا کر نماز بے حیائی اور برائی سے روکے گی۔

آیت نمبر ۲۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱرْكَعُوا وَٱسْجُدُوا وَٱعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَٱفْعَلُوا ٱلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (الحج: 77)

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کے کام کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

☆ اس آیت کریمہ میں نماز کا ذکر ہے کیونکہ نماز میں رکوع اور سجود فرض ہیں اس لئے یہاں پر رکوع اور سجود کا ذکر ہوا ہے۔

Marfat.com

اس آیت میں چار صورتوں سے کلام فرمایا۔

(۱) جن کو احکام کا مکلف فرمایا ہے ان کا تعین فرمایا۔

(۲) جو احکام دیئے ہیں ان کی تفصیل فرمائی۔

(۳) ان احکام پر عمل کرنے کے بعد جو ثمرہ مرتب ہو گا۔

(۴) ان احکام کا مکلف کرنے کی تاکید فرمائی۔

جن کو ان احکام کا مکلف کیا ہے ان کا تعین کرتے ہوئے فرمایا۔ اے ایمان والو! اور خطاب سے مراد تمام مکلفین ہیں خواہ وہ مومن ہوں یا کوئی اور ہوں کیونکہ ان احکام کا مکلف ہر شخص ہے۔ اس لئے ان احکام کے ساتھ عقد کیا۔

☆ اس میں اللہ تعالیٰ نے احکام کا ذکر فرمایا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے چار احکام ذکر فرمائے ہیں۔

(۱) نماز اس پر واسجدوا دلالت کرتا ہے کیونکہ بعض علماء کے نزدیک نماز کا سب سے افضل رکن سجدہ ہے اور رکوع اور سجود نماز کے ساتھ مختص ہیں حتیٰ کہ رکوع اور سجود نماز کے قائم مقام ہیں۔

(۲) دوسرے حکم کا ذکر ہے اور تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے کئی محمل ہیں۔

(۱) تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے غیر کی عبادت نہ کرو۔

(۲) جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سب کاموں میں اپنے رب کی عبادت کرو۔

(۳) رکوع اور سجود اور باقی اطاعت کو بطور عبادت کرو کیونکہ فقط ان افعال کو کرنا کافی نہیں ہے جب تک کہ ان میں عبادت کا قصد نہ کیا جائے کیونکہ عبادت سے ہی ثواب کا دروازہ کھلتا ہے۔

(۴) اور نیکی کے کام کرو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے مراد

Marfat.com

ہے صلہ رحمی اور دوسرے اچھے اخلاق۔

حضرت امام رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے

میرے نزدیک یہ ترتیب اس نکتہ پر مبنی ہے کہ نماز انواع عبادت کی ایک قسم ہے اور عبادت نیکی کے کاموں کی انواع کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ نیکی کے کاموں کی دو قسمیں ہیں۔ خالق کی تعظیم کرنا اور وہ عبادت ہے اور مخلوق پر شفقت کرنا اور اس میں تمام مکارم اخلاق فقراء پر صدقہ کرنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کرنا داخل ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ میں نے تم کو نماز کا مکلف کیا ہے بلکہ اس سے بھی عام چیز کا مکلف کیا ہے وہ ہے عبادت کرنا بلکہ اس سے بھی عام چیز کا مکلف کیا ہے اور وہ ہے نیکی کے کام کرنا۔ اس کے بعد فرمایا تم کامیاب ہو جاؤ یعنی آخرت کی نعمتوں کو حاصل کرلو۔ عربی میں لعل کا لفظ امید کے لئے آتا ہے کیونکہ کبھی کبھی انسان سے کوتاہی ہو جاتی ہے اور اس دور کے مسلمانوں سے تو زیادہ تر عبادت میں کوتاہی ہی ہوتی ہے۔ اس لئے یقین نہیں ہوتا کہ آیا یہ عبادت مقبول ہوگی یا نہیں؟ اور انجام اور عواقب بھی مستور اور مخفی ہیں۔ اس لئے انسان اخروی خوز وفلاح کی صرف امید ہی کرسکتا ہے اور ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف زدہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور ثواب کا امیدوار ہے۔

(۴) اور چوتھے حکم کا ذکر اس کے بعد والی آیت میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

نماز نور ہے

حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفائی نصف ایمان ہے اور ''الحمد للہ'' میزان کو بھر دیتی ہے اور ''سبحان اللہ والحمد للہ'' زمین وآسمان کے درمیان

Marfat.com

ہر چیز کو بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل یعنی رہنما ہے۔ صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے۔

آیت نمبر ۲۲: قرآن مجید میں ہے:

وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ اَجْرًا عَظِيمًا ○ (النساء: 162)

اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

☆ اس آیت کریمہ میں نماز قائم رکھنے زکوٰۃ ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے پھر اس کا ثمر کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کو بہت بڑا ثواب دیں گے جو یہ کام کرے گا۔

☆ اس آیت میں نماز اور زکوٰۃ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کیونکہ جسمانی عبادت میں پانچ وقت کی نماز میں مشقت ہوتی ہے اور مالی عبادت میں زکوٰۃ کو ادا کرنا دشوار ہوتا ہے اور نماز اور زکوٰۃ ایسی بدنی اور مالی عبادتیں ہیں کہ ان کے ادا کرنے سے انسان باقی بدنی اور مالی عبادات بھی کرنے لگتا ہے نیز تمام عبادتوں کا خلاصہ خالق کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت ہے اور نماز سے خالق کی تعظیم ہوتی ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے مخلوق خدا پر شفقت ہے۔ اس کے بعد قیامت پر ایمان کا تذکرہ فرمایا کیونکہ تمام نیک اعمال کی تحریک اور گناہوں سے اجتناب کی توفیق قیامت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۲۳: قرآن مجید میں ہے

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّي مَعَكُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج

(المائدہ: 12)

Marfat.com

اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ البتہ اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ ادا کی اور تم میرے رسولوں پر ایمان لائے اور تم ان کی تعظیم کے ساتھ مدد کی اور اللہ کو اچھا قرض دیا تو میں ضرور تم سے تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا اور میں تم کو ضرور ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ میں علم اور قدرت سے تمہارے ساتھ ہوں۔

اور اس آیت میں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا پہلے ذکر کیا اور رسولوں پر ایمان لانے کو بعد میں ذکر کیا۔ جبکہ بظاہر رسولوں پر ایمان لانے کا پہلے اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا بعد میں ذکر ہونا چاہئے تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہود اس کا اقرار کرتے تھے کہ نجات کے لئے نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کے باوجود وہ بعض رسولوں کے انکار پر اصرار کرتے تھے۔ اس لئے ان سے فرمایا کہ تم میرے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ ورنہ اس کے بغیر محض نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے تمہاری نجات نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دینے کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ زکوٰۃ سے مراد صدقات واجبہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دینے سے مراد نفلی صدقات ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا پر جنت کی ضمانت

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا، وہ چھ چیزیں کون سی ہیں؟ ارشاد فرمایا نماز، زکوٰۃ، امانت، شرم گاہ، پیٹ اور زبان۔ (طبرانی اوسط: ج 3، رقم الحدیث: 4925)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا پر صدیقین وشہداء کے ساتھ شمار

حضرت سیدنا عمرو بن مرۃ جہنی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں پانچوں نمازیں ادا کروں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس میں قیام کروں تو میرا شمار کن لوگوں میں ہوگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدیقین یا شہداء میں۔

(صحیح ابن حبان، ج 5، ص 182)

گناہوں کا کفارہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں اور نماز جمعہ اگلے جمعہ تک درمیان کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہ نہ کئے جائیں۔ (صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ: ص: 144، رقم الحدیث: 233)

نماز پڑھنے سے گناہوں کا جھڑنا

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر رکھ پر دیئے جاتے ہیں۔ جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے اس کے گناہ جھڑنے لگتے ہیں۔ لہٰذا جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہ جھڑ چکے ہوتے تھے۔ (طبرانی کبیر: ج: 6، ص: 250)

پانچ نمازیں پڑھنے سے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر

Marfat.com

نگاہیں جما دیں تم ہم میں سے ہر شخص روتے ہوئے زمین کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کیوں فرمائی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر ایسی مسرت تھی جو ہمیں سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی۔ پھر فرمایا جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے مال سے زکوۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (سنن نسائی، ج:5، ص:8)

نماز گناہوں کو دھوتی ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اگر) تم سے مسلسل گناہ ہوتے رہیں لیکن جب تم فجر کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے ان گناہوں کو دھو دے گی اس کے بعد پھر اگر تم سے مسلسل گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب ظہر کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی اس کے بعد پھر اگر تم سے گناہ ہوتے رہیں لیکن جب عصر کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی۔ اس کے بعد تم سے مسلسل گناہ ہوتے رہیں لیکن جب مغرب کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی۔ اس کے بعد بھی تم سے گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب تم عشاء کی نماز ادا کرو گے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھو دے گی۔ پھر تم سو جاؤ گے تو بیدار ہونے تک تمہارا کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔

(مجمع الزوائد: ج:2، رقم الحدیث:1658 ص:33)

ہر نماز پچھلے گناہوں کو مٹاتی ہے

حضرت سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "ہر نماز" پچھلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

(مسند احمد: ج:9، ص:131 رقم الحدیث 23562)

Marfat.com

پانچ نمازوں سے جنت واجب ہو جاتی ہے

حضرت سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو پابندی سے پانچوں نمازیں ادا کرے اور ان کے رکوع وسجود اور اوقات کا لحاظ رکھے اور یہ یقین کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا یا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی یا یہ فرمایا کہ اس پر جہنم حرام ہے۔''

(مسند احمد، ج:6، ص:372، رقم الحدیث:18372)

اللہ تعالیٰ کا نمازی کے لئے عہد کہ میں جنت میں داخل کروں گا

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں تو جو انہیں ادا کرے گا اور ان کے حق کو ہلکا جانتے ہوئے انہیں ضائع نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا اس سے عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو انہیں ادا نہیں کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی عہد نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے عذاب چاہے تو اس کو جنت میں داخل فرمائے۔

ابو داؤد کی روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرمائی ہیں جو ان کے لئے بہتر طریقہ سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے رکوع وسجود، خشوع پورے کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے اور جو انہیں ادا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کے لئے کچھ نہیں چاہے تو اسے معاف فرما دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔ (سنن ابوداؤد، ج:1، ص:176، رقم الحدیث:425)

نماز قیامت کے دن نور

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ایک دن نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو پابندی سے نماز ادا کرے گا تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن نور، برہان اور نجات کا سبب بنے گی اور جو اسے پابندی سے ادا نہیں کرے گا۔ اس کے لئے نہ تو نور ہوگا نہ برہان اور نہ ہی نجات اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(مسند احمد: ج:2،ص:574 رقم الحدیث 6587)

نماز کو وقت پر ادا کرنے والے کے لئے خوشخبری

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور ان کے بارے میں آپ سے عہد کیا ہے کہ جو ان (یعنی نمازوں) کو پابندی کے ساتھ ان کے وقت پر ادا کرے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کو پابندی کے ساتھ ادا نہ کرے گا اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں۔

(سنن ابی داؤد،ج:1،ص:188 رقم الحدیث:430)

اللہ تعالیٰ باجماعت نماز پڑھنے والے سے خوش ہوتا ہے

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ باجماعت نماز پڑھنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔

(مسند احمد: ج:2،ص:309 رقم الحدیث:5112)

باجماعت نماز پڑھنے والے کے گناہ معاف

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کامل وضو کیا اور کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لئے چلا اور نماز باجماعت ادا کی تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب ج:1،ص:130)

Marfat.com

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے۔

(صحیح بخاری: ج:1، ص:232 رقم الحدیث:645)

چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کی فضیلت

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی۔ ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔

(سنن ترمذی: ج:1، ص:274، رقم الحدیث:241)

فرشتوں کا دعائے مغفرت کرنا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے اپنے گھر اور بازار میں نماز ادا کرنے سے پچیس درجے افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اور اس کی نیت صرف نماز کی ہوتی ہے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کی ایک خطا کو معاف فرما دیتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھ لیتا ہے تو جب تک اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما۔ اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں ہوتا ہے نماز ہی میں ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب تک وہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے یا کوئی بات نہ کرے تو فرشتے عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما: اے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما۔ (صحیح بخاری: ج:1، ص:233 رقم الحدیث:647)

Marfat.com

ایک مسلمان کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے افضل

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا۔ کیا فلاں شخص حاضر ہے۔ عرض کیا گیا ''نہیں'' پھر پوچھا: کیا فلاں حاضر ہے۔ عرض کیا گیا، نہیں۔ پھر فرمایا بے شک فجر اور عشاء کی نمازیں منافقین پر سب سے زیادہ بھاری ہیں اگر جانتے کہ ان نمازوں میں کیا ہے تو ان نمازوں میں ضرور حاضر ہوتے۔ اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے اور بے شک پہلی صف ملائکہ کی صف کی مثل ہے اور اگر تم پہلی صف کی فضیلت جان لیتے تو اسے حاصل کرنے کے لئے جلد بازی سے کام لیتے اور بے شک ایک مسلمان کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے اور دو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنا ایک مسلمان کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے اور جماعت جتنی بڑی ہو اللہ تعالیٰ کو اتنی ہی زیادہ پسند ہے۔

(مسند احمد: ج:8،ص:57، رقم الحدیث 21323)

اللہ تعالیٰ کی امان میں فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے والا

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ج:4،ص:325 رقم الحدیث 3946)

فجر کی نماز باجماعت پڑھنے والا گویا کہ پوری رات قیام کرنے والا ہے

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔ (صحیح مسلم: ص:329 رقم الحدیث:656)

Marfat.com

وضو کر کے مسجد کی طرف جانا گر جماعت ہو چکی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کامل وضو کیا پھر مسجد کی طرف چلا اور دیکھا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے باجماعت نماز پڑھنے اور جماعت میں حاضر ہونے والے کے برابر ثواب عطا فرمائے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(سنن ابی داؤد: ج:۱،ص:234 رقم الحدیث:564)

نماز میں حاضر نہ ہونے والوں کے لئے وعید

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے۔ یہ اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور ضرور آتے۔ اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے اور بے شک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔ (صحیح بخاری: ج:۱،ص:235، رقم الحدیث:657)

اللہ تعالیٰ بندے کے دائیں قدم اٹھانے پر ایک نیکی اور بائیں قدم رکھنے پر گناہ مٹاتا ہے

حضرت سیدنا سعید بن میسب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ثواب کی امید پر ایک حدیث سناتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص کامل وضو کر کے نماز کی طرف چلتا ہے تو اس کے دایاں قدم اٹھانے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی اور بایاں قدم رکھنے پر اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ اب

Marfat.com

چاہے تم میں سے کوئی مسجد کے قریب رہے یا دور۔ پھر اگر وہ مسجد میں حاضر ہوا اور با جماعت نماز ادا کی تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ شخص مسجد میں حاضر ہوا اور کچھ رکعتیں نکل چکی تھیں بغیر کچھ رکعتیں اس نے پالیں اور نماز مکمل کر لی تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ مسجد میں جماعت کی نیت سے حاضر ہوا لیکن جماعت ہو چکی تھی پھر اس نے تنہا نماز ادا کی تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔

(سنن ابی داؤد: ج:1،ص:233 رقم الحدیث 563)

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا پہلی صف پر رحمت بھیجنا

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری صف پر، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری صف پر، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری صف پر بھی۔

(مسند احمد مسند الانصار، ج:8،ص 295)

اسی طرح دوسری حدیث میں آیا ہے۔

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صف پر تشریف لاتے تو قوم کے سینوں اور کاندھوں کو برابر فرماتے اور فرمایا کرتے ''جدا جدا نہ رہو کہیں تمہارے دل جدا نہ ہو جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

(ابن خزیمہ فی ترک تسویۃ الصفوف: ج:3،ص:34 رقم الحدیث 1551)

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف یا اگلی صف

Marfat.com

پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: ج: 1، ص: 528 رقم الحدیث: 997)

پچھلے گناہوں کی معافی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تو تم **اللھم ربنا ولک الحمد** کہا کرو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے جبکہ ایک روایت میں ہے کہ **ربنا ولک الحمد** کہا کرو۔

(صحیح بخاری: ج: 1، ص: 279 رقم الحدیث: 796)

تیس سے زائد فرشتوں کا ثواب کو لکھنا

حضرت سیدنا رفامہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے اپنا سر اقدس اٹھایا تو **سمع اللہ لمن حمدہ** کہا: پیچھے سے ایک شخص نے کہا "**ربنا ولک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ**" جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمالی تو دریافت فرمایا۔ یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ اس شخص نے عرض کیا۔ میں ہوں۔ تو ارشاد فرمایا "میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو ان کلمات کو لکھنے میں سبقت کرتے ہوئے دیکھا۔" (صحیح بخاری: ج: 1، ص: 280 رقم الحدیث: 799)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہ کرنے والوں پر عتاب وعذاب

نماز پڑھنا افضل عمل ہے اور اس کے ادا کرنے پر بہت زیادہ اجر وثواب بھی ہے۔ جو انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنا چاہتا ہے تو نماز ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھ سکتا ہے۔ جہاں نماز کے ادا کرنے پر بہت زیادہ اجر وثواب ہے وہاں اس کو ترک کرنے والے پر قرآن وحدیث کی روشنی میں وعیدیں بھی آئی ہیں۔

Marfat.com

آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝

"تمہیں کس جرم نے دوزخ میں داخل کیا وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔"

☆ ان آیات کا معنی یہ ہے کہ دائیں طرف والے ایک دوسرے سے مجرمین کے متعلق سوال کریں گے اور یہ کہیں گے کہ مجرمین کہاں ہیں؟ اور جب ان کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے تمہیں کس جرم نے دوزخ میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے، ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔

☆ **امام محمد بن عمر رازی شافعی علیہم الرحمہ متوفی 606ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:**

یہ ضروری ہے کہ اس آیت میں نماز سے مراد فرض نماز ہو۔

(تفسیر کبیر ج:10،ص:716، دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

نماز نہ پڑھنے والوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی کوئی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔ (الترغیب والترھیب: ج:1،ص:258، رقم الحدیث:816)

نماز کو چھوڑنے والا شرک کرنے والا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز ہے لہٰذا جس نے اس کو چھوڑا اس نے شرک کیا۔ (جامع الترمذی: ماجاء فی ترک الصلوۃ: ص:1916)

Marfat.com

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کا نام جہنم کے دروازے پر لکھا جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ داخل ہوگا۔

(کنز العمال: ج:7،ص:132 رقم الحدیث:19086)

تارک نماز کافر ہے

حضرت سیدنا محمد بن نصر ارشاد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات مروی ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔

(الترغیب والترھیب: ج:1،ص:261 رقم الحدیث:834)

نماز نہ پڑھنے والا کافر

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔

(کنز العمال: ج:8،ص:8،رقم الحدیث:21649)

نماز چھوڑنے والے کا کوئی دین نہیں

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔ (الترغیب والترھیب: ج:1،ص:261،رقم الحدیث:832)

نماز چھوڑنا کفر ہے

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

(مجمع الزوائد: ج:2،ص:27 رقم الحدیث:1638)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گروہ قریش کو نماز کا حکم دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم ضرور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے یا پھر میں تم پر ایسے شخص کو بھیجوں گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں مارے گا۔(المستدرک: ج:5،ص:425رقم الحدیث:7889)

نماز چھوڑنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا کرم اٹھ جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے۔اپنے والدین کی نافرمانی ہرگز نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں تمہارے مال اور گھر والوں سے دور ہو جانے کا حکم دیں۔جان بوجھ کر فرض نماز ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذمہ کرم اس سے اٹھ جاتا ہے۔ شراب ہرگز نہ پیو کیونکہ شراب نوشی تمام بدکاریوں کی جڑ ہے۔گناہ سے بچتے رہو کیونکہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو حلال کرتا ہے۔میدان جہاد سے بھاگنے سے بچو اگرچہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔اگرچہ لوگوں کو موت آ گھیرے۔مگر تم ثابت قدم رہو اپنی طاقت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ادب سکھانے کے لئے ان سے اپنی لاٹھی دور نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں انہیں خوف دلاتے رہو۔

(مجمع الزوائد: ج:4،ص:391،رقم الحدیث:7110)

دوسری روایت میں ہے۔

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے یا جلا دیا جائے۔والدین کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تمہیں مال اور تمہاری ہر چیز سے محروم کر دیں۔اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا

Marfat.com

ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم سے بری ہو جاتا ہے۔

(المعجم الاوسط: ج:6،ص:49،رقم الحدیث:7956)

نماز چھوڑنے والے سے امان اٹھالی جاتی ہے

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اس سے امان اٹھالی جاتی ہے اور شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

(سنن ابن ماجہ: باب الخمر مفتاح کل شر ص:2720 رقم الحدیث:4034)

نماز کو چھوڑنے والا منکر ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے۔ اسلام کا تاج اور دین کے قواعد (بنیادیں) تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ اس کا منکر ہے اور اس کا خون حلال (یعنی قتل کرنا جائز) ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا

(۲) فرض نماز

(۳) رمضان کے روزے

(مسند ابی یعلی الموصلی: ج:2،ص:378،رقم الحدیث:2345)

نماز چھوڑنے والا ملت سے خارج

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کی وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا: کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ وہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے یا محروم کر دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا وہ ملت سے خارج ہو

Marfat.com

جائے گا۔نافرمانیوں پر کمر نہ باندھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کام ہیں اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

اور سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز چھوڑنے کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھا کرتے تھے۔(جامع ترمذی:ماجاء فی ترک الصلوٰۃ:ص1916:رقم الحدیث:2622)

بندے اور کفر کے درمیان نماز کا فرق ہے

سیدنا امام داؤد اور سیدنا امام نسائی علیہما الرحمہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

(سنن نسائی:باب الحکم فی تارک الصلوٰۃ:ص:2117 رقم الحدیث:465)

حضرت سیدنا امام مسلم علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ

''آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔''

(صحیح مسلم:کتاب الایمان:ص:692،رقم الحدیث:246)

اور سیدنا امام ترمذی علیہ الرحمہ نے یوں روایت کیا ہے۔

کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

(جامع الترمذی:باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ:ص:1916،رقم الحدیث 2618)

اور سیدنا امام حنبل علیہ الرحمہ نے یوں روایت کیا ہے۔

آدمی اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنے کا فرق ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج:5:ص:199،رقم الحدیث 15158)

ساٹھ سال نماز کی نامقبولیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے۔

آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔شاید وہ رکوع تو پورے کرتا ہو مگر سجدے پورے نہ کرتا ہو یا پھر سجدے پورے کرتا ہو مگر رکوع

Marfat.com

پورے نہ کرتا ہو۔ (الترغیب والترھیب: ج: 1،ص: 240،رقم الحدیث: 757)

رکوع وسجود پورے نہ کرنے والوں کے لئے وعیدیں

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع وسجود پورے ادا نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: اگر یہ مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملت پر نہیں مرے گا۔

(مجمع الزوائد: ج:2،ص:303،رقم الحدیث: 2729)

اور دوسری روایت میں ہے کہ

حضرت سیدنا ابو عبداللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع پورا ادا نہیں کرتا اور سجدوں میں ٹھونگیں مار رہا ہے تو ارشاد فرمایا: اگر اس شخص کا اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو یہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کے علاوہ پر مرے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز میں رکوع پورا نہ کرنے اور سجدوں میں ٹھونگے مارنے والے کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھانے پر اکتفا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے کسی کام نہیں آتیں۔

(المعجم الکبیر: ج:4،ص:115،رقم الحدیث: 3840)

اسی طرح روایت میں ہے

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورے نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا! تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم یہ نماز اس طرح پڑھتے ہوئے مر گئے تو حضو صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کے علاوہ مرو گے۔

(صحیح البخاری: باب اذا لم یتم رکوع: ص:62،رقم الحدیث: 791)

ابو داؤد شریف کی روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کتنے عرصہ سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چالیس سال سے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے ارشاد فرمایا: تم نے چالیس سال سے کوئی نماز نہیں پڑھی اور اگر تم اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گئے تو ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مرو گے۔

Marfat.com

رکوع وسجود پورے نہ کرنے والے کی نماز منہ پر ماردی جاتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو کامل طریقے سے وضو کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے رکوع وسجود اور قرأت اچھی طرح ادا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔ پھر وہ نماز آسمان کی طرف اٹھا دی جاتی ہے اور وہ روشن اور منور ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بندے کے لئے سفارش کرے اور جب بندہ نماز کے رکوع وسجود اور قرأت پوری نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے اور اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان: ج:3،ص:10 رقم الحدیث:2829)

اور دوسری روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے وقت کے علاوہ نماز پڑھی اور اس کے لئے کامل وضو نہ کیا اور اس کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا نہ کیا اور اس کے رکوع وسجود پورے نہ کئے تو وہ کالی سیاہ ہو کر نکلتی ہے اور کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے وہ اس جگہ پہنچ جاتی ہے پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

(المعجم الاوسط: ج:2،ص:227 رقم الحدیث 3095)

نماز کا چور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اپنی نماز میں چوری کرنے والا سب سے بڑا چور ہے۔ عرض کی گئی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص اپنی نماز میں کیسے چوری کر سکتا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ نماز کے رکوع وسجود پورے نہیں

Marfat.com

کرتا اور لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی: ج:1،ص:121 رقم الحدیث:336)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگے مارنے سے منع فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگے مارنے درندوں کی طرح بیٹھنے، اونٹ کے جگہ مخصوص کر لینے کی طرح کسی کی مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ خاص کر لینے سے منع فرمایا۔ (سنن ابی داؤد: باب صلوٰۃ من الایقیم :ص:1287،رقم الحدیث:862)

رکوع وسجود پورے نہ کرنے والے کی کوئی نماز نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے ایک شخص کو گوشہ چشم سے دیکھا جو رکوع وسجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر رہا تھا تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل فرمائی تو ارشاد فرمایا: اے گروہ مسلمین! جو نماز میں رکوع وسجود کے دوران اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔ (سنن ابن ماجہ: باب الرکوع فی الصلاۃ :ص:2528 رقم الحدیث:871)

رکوع وسجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنے والے کی نماز نامکمل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے۔ آدمی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ رکوع میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی من لایقیم صلبہ ،ص:1664 رقم الحدیث:265)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ بے نمازی کے گھر کو جلا دوں

حضرت سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو کم تعداد میں پایا تو ارشاد فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کو لوگوں کا امام بناؤں پھر جاؤں اور نماز سے پیچھے رہ جانے والے جس شخص پر بھی قدرت پاؤں اس پر اس کا گھر جلا دوں۔ حضرت سیدنا ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے اور مسجد کے درمیان درخت اور باغات ہیں اور میں ہر وقت کسی رہنما پر قدرت

Marfat.com

بھی نہیں پاتا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اپنے گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اقامت کی آواز سنتے ہو تو انہوں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر نماز کے لئے آیا کرو۔

(المسند لاامام احمد بن حنبل: ج:5،ص:277 تا 278 رقم الحدیث:15491)

اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مدینہ شریف میں موذی جانوروں کی کثرت ہے جبکہ میں نابینا ہوں اور گھر بھی دور ہے اور کوئی مناسب رہنما بھی نہیں جو مجھے لے کر آیا کرتے تو کیا مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: کیا تو اقامت کی آواز سنتا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پس تم حاضر ہوا کرو کیونکہ میں تمہیں دینے کے لئے کوئی رخصت نہیں پاتا۔ (سنن ابی داؤد: باب التشدید فی ترک الجماعۃ ص:1264، رقم الحدیث:552)

بغیر عذر کے گھر میں نماز پڑھنے والے کی نماز نامقبول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نماز کے لئے اذان دینے والے کی آواز سنے کوئی عذر اسے نماز میں حاضری سے نہ روکے۔ عرض کی گئی۔ عذر کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خوف یا مرض اور اس نے جو نماز (گھر میں) پڑھی وہ قبول نہ ہوگی۔''

(سنن ابی داؤد: باب التشدید فی ترک الجماعۃ ص:1264 رقم الحدیث 551)

جماعت سے منافق پیچھے رہتا ہے

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کل قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہو کر ملنا چاہتا ہے تو پانچوں نمازوں کی پابندی کرے جب ان کی اذان کہی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سنن ہدیٰ مشروع

Marfat.com

فرمائی۔ (یعنی ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں) اور یہ نمازیں سنن ہدیٰ سے ہیں اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی جیسے یہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا شخص پڑھ لیتا ہے تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا اور اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے پھر کسی مسجد کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے ہر قدم چلنے پر ایک نیکی عطا فرمائے گا۔ اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ مٹائے گا۔ (حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ جماعت سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا ہے جس کا نفاق معلوم ہوتا اور ایک شخص کو دو افراد سہارا دے کر لاتے اور صف میں لا کر کھڑا کر دیتے۔ (صحیح مسلم: باب صلوٰۃ الجماعۃ من سنن الہدیٰ: ص: 779 رقم الحدیث: 1488)

جان بوجھ کر عصر کی نماز چھوڑنے والے کا عمل ضائع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے نماز عصر جان بوجھ کر چھوڑی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی تو اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

(المسند الامام احمد بن حنبل: ج: 9، ص: 31 رقم الحدیث: 23108)

اور دوسری روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے نماز عصر میں بلا عذر تاخیر کی یہاں تک کہ سورج چھپ گیا تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔

(مصنف ابن شیبہ: ج: 1، ص: 377، رقم الحدیث: 23107)

اور روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز عصر ترک کی تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔ (صحیح البخاری: باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ: ص: 553، رقم الحدیث: 45)

اور روایت میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل

Marfat.com

اور مال میں کمی کر دی گئی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، ج: 1، ص: 653 رقم الحدیث: 2095)

اور روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: بے شک یہ نماز یعنی عصر تم سے پہلی امتوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ لہٰذا آج تم میں سے جو اس کی حفاظت کرے گا اس کے لئے دو اجر ہیں اور اس نماز کے بعد ستارے ظاہر ہونے تک کوئی نماز نہیں۔

(صحیح مسلم: باب الاوقات التی نھی عن الصلاۃ: ص: 807، رقم الحدیث: 1927)

اور روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔ (صحیح البخاری: ص: 45، رقم الحدیث: 552)

نماز کے وقت سو جانے والے کے لئے سخت وعید

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ سے فرمایا کرتے، کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ اپنا خواب بیان کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے۔ انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا چلیں، میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا شخص اس کے قریب پتھر لئے کھڑا تھا۔ وہ اس کے سر پر پتھر مارتا جس سے وہ پھٹ جاتا پھر وہ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا اور وہ شخص پتھر اٹھانے کے لئے چلا جاتا۔ اس کے لوٹنے سے پہلے ہی اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا پھر وہ واپس آ کر اس کے سر پر اسی طرح پتھر مارتا جس طرح پہلی دفعہ مارا تھا۔ میں نے ان دونوں فرشتوں کو کہا ''سبحان اللہ! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا، آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیئے۔ پھر ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص اس کے پاس کھڑا تھا اور ہتھوڑے کے ذریعے اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیر دیتا تھا۔ ابو عوف کہتے

Marfat.com

ہیں کہ کبھی ابو رجاء یوں بیان کرتے۔ وہ چیر کر دوسری جانب چلا جاتا اور وہ وہاں بھی ایسا ہی کرتا جیسا پہلی طرف کیا تھا۔ جب وہ ایک جانب چیر کر فارغ ہو جاتا تو دوسری جانب پہلے کی طرح درست ہو چکی ہوتی۔ پھر وہ دوبارہ ویسے ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ میں نے پھر کہا سبحان اللہ! یہ کون ہیں۔ تو انہوں نے کہا اور آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ تنور جیسی ایک چیز کے پاس پہنچے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ''اس میں سے شور وغل کی آوازیں آ رہی تھیں۔'' میں نے جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں نظر آئیں جب انہیں نیچے سے آگ کی لپٹ پہنچتی تو چیخنے چلانے لگتے۔ میں نے پوچھا ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: مزید آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیئے۔ یہاں تک کہ ہم ایک نہر پر پہنچے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی۔ نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ دوسرا شخص نہر کے کنارے کھڑا تھا اور اس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے۔ جب وہ اندر والا تیرتا ہوا اس شخص کے قریب آتا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے تو آ کر اپنا منہ کھول دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور وہ تیرتا ہوا واپس چلا جاتا اور جب واپس لوٹ کر آتا تو اسی طرح یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا، یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا مزید آگے چلیں۔ تو ہم چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک نہایت ہی خوبصورت آدمی کے پاس پہنچے۔ اتنا بدصورت کہ تم نے کبھی دیکھا نہ ہو اس کے پاس آگ تھی جسے وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلیں۔ ہم چل دیئے۔ یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے۔ اس میں موسم بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ باغ کے درمیان ایک دراز شخص کھڑا تھا۔ آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی بلندی کے باعث میں اس کا سر نہ دیکھ سکا۔ اس شخص کے گرد اتنے بچے تھے جتنے میں نے کسی کو نہیں دیکھے۔ میں نے پوچھا! یہ شخص کون ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں؟ تو انہوں

Marfat.com

نے کہا آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیئے پھر ہم ایک اتنے بڑے باغ میں پہنچے جتنا بڑا اور خوبصورت کوئی باغ میں نے نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اس پر چڑھیں۔ چنانچہ ہم اس پر چڑھ گئے تو ہمیں ایک شہر نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی۔ جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اسے کھولنے کے لئے کہا تو وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا۔ ہم اس کے اندر داخل ہو گئے تو اس میں ایسے لوگوں سے جا ملے جن کا نصف بدن تو اتنا خوبصورت تھا جتنا تم نے نہ دیکھا ہو اور نصف اتنا بدصورت کہ جتنا تم نے نہ دیکھا ہو۔ ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس نہر میں کود پڑو۔ وہ نہر چوڑائی میں بہہ رہی تھی اور اس کا پانی بالکل سفید تھا۔ وہ لوگ جا کر اس نہر میں کود پڑے۔ پھر جب وہ لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور خوبصورت ہو گئے تھے۔ ان فرشتوں نے مجھ سے کہا یہ باغ عدن ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان ہے۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ سفید ابر یعنی بادل کی طرح تھا۔ میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے مجھے اس کے اندر جانے دو۔ انہوں نے جواب دیا۔ ابھی نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ضرور داخل ہوں گے۔ پھر میں نے ان سے کہا رات بھر میں نے جو عجیب چیزیں دیکھیں وہ کیا ہیں۔ تو انہوں نے کہا ہم ابھی عرض کئے دیتے ہیں۔ جس پہلے شخص کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن پڑھ کر بھلانے والا اور نماز کے وقت سو جانے والا تھا۔ وہ شخص جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کی گدی تک کو چیرا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا جو صبح گھر سے نکلتا تو جھوٹی باتیں گھڑتا اور انہیں دنیا بھر میں پھیلا دیتا، وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور سے مشابہ جگہ میں تھے وہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں تھیں۔ وہ شخص کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے۔ وہ سود خور تھا اور وہ ہیبت ناک صورت والا شخص جو آگ کے قریب تھا اور اسے بھڑکا کر اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا وہ داروغہ جہنم (یعنی جہنم پر مقرر

Marfat.com

فرشتے) حضرت مالک علیہ السلام تھے اور بلند قامت آدمی جو باغ میں تھے وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے اوران کے گرد جو بچے تھے وہ فطرت اسلامیہ پر فوت ہونے والے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے بچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مشرکین کے بچے بھی اور وہ لوگ جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدصورت تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملے جلے عمل کیے۔ یعنی اچھے عمل کیے اور برے بھی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (صحیح البخاری: باب تعبیر الرؤیا صلاۃ الصبح: ص: 588، رقم الحدیث: 7047)

ایک اور روایت میں ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا۔ جب انہیں کچلا جاتا وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں کوئی سستی نہ برتی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے ہیں۔ (مجمع الزوائد: ج: 1، ص: 113، رقم الحدیث: 18866)

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل کے بارے میں حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ نجات وفلاح پائے گا اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ شخص رسوا و برباد ہو جائے گا۔

(جامع الترمذی: ابواب الصلوٰۃ: ص: 1683، رقم الحدیث: 413)

نماز کو وقت گزار کر پڑھنا

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''الذین ہم عن صلاتہم ساہون'' کے بارے

Marfat.com

میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت گزار کر پڑھتے ہیں۔ (مجمع الزوائد: ج:2، ص:80، رقم الحدیث: 1823)

اسی طرح دوسری روایت میں آیا ہے۔

حضرت سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا۔ آپ کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالی شان "اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ" کے بارے میں کیسا خیال ہے؟ ہم میں سے کون ہے جو نماز میں نہ بھولتا ہو، ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ سے باتیں نہ کرتا ہو۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کر دینا ہے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، ج:1، ص:300، رقم الحدیث 700)

جماعت ترک کرنے والوں کے لئے سخت وعید

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر جلوہ افروز فرما رہے تھے۔

صلاۃ الجماعۃ کو ترک کرنے والی قومیں جماعت ترک کرنے کا وطیرہ چھوڑ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر ان کا شمار غافلین سے ہو گا۔

(سنن ابن ماجہ: ج:1، ص:433، رقم الحدیث: 794)

فائدہ

ان تمام آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نماز پڑھنا افضل عمل ہے اور اس کو ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے لیکن افسوس کتنے مسلمان اس فریضے کو سرانجام دیتے ہیں۔ حالانکہ نماز کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے پھر بھی مسلمان اس فریضہ کو سرانجام دینے میں کوتاہی کرتے ہیں اگر دنیا کا کوئی بادشاہ کسی شخص کو حکم دیتا ہے کہ فلاں کام کرو تو وہ شخص اس کام کے کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اسے موت بھی آجائے لیکن ایک ہمارا خالق حقیقی ہے۔ اس نے نماز کا حکم دیا ہے مسلمان خالق

Marfat.com

حقیقی کا حکم نہیں مانتے۔کیا اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلیل وخوار ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں کی۔لہٰذا وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ کے کیسے انعامات بندے پر ہوتے ہیں۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضور ﷺ سے مساجد میں وفا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مساجد میں وفا یہ ہے کہ مساجد کو تعمیر کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور مسجد کو آباد کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں فوراً تشریف لے جاتے اور وہاں پر دو رکعات نفل ادا فرماتے تھے لیکن افسوس آج کل کے اکثر مسلمانوں پر کہ مساجد بالکل ویران ہیں ان میں نماز پڑھنے والا کوئی نہیں۔ ان میں عبادات کرنے والا کوئی نہیں۔ ان کی صفائی ستھرائی کرنے والا کوئی نہیں حالانکہ مساجد کی صفائی کرنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے اور اس پر اجر بھی ہے لیکن پھر بھی مساجد کے اندر صفائی ستھرائی نہیں ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کیا جائے کیونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو درس دیا کرتے تھے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لیا کرتے تھے۔ آج افسوس ہے مسلمانوں پر کہ ہماری مساجد ویران ہیں۔ اس کے برعکس سینما، چڑیا گھر اور برے مقامات پر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں کی تو زمانے کے اندر ذلیل و خوار ہیں۔ لہٰذا وفا کا تقاضا یہ ہے کہ مسجدوں کو آباد کیا جائے ان میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ خوب تلاوت قرآن کی جائے اور نوافل پڑھے جائیں۔ پھر جا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ثابت ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مسلمانوں کا مقدر بن جائے گی۔ جو اللہ تعالیٰ کے گھر کو ویران کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو ویران کرتا ہے اور وہ شخص زمانے میں ذلیل و خوار

Marfat.com

ہوتا ہے۔

مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہیں اور ان کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور تقویٰ اس وقت حاصل ہوگا جب ہم مساجد میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اس پر قرآن واحادیث شاہد ہیں۔

اب قرآن سے مساجد میں عبادت پر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

"وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا" (الجن: 18)

اور بے شک مساجد اللہ کی (عبادت کے لئے) ہیں تو اس کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔

اس آیت میں مساجد سے مراد وہ عمارتیں ہیں جن کو تمام ادیان اور مذاہب والے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بناتے ہیں۔

سعید بن جبیر نے کہا جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ہمارے لئے مساجد میں آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا کیسے ممکن ہوگا جبکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید ہوتے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ مساجد کو اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا: مساجد سے مراد تمام روئے زمین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسجد بنا دیا۔

حدیث میں ہے۔

تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور آلہ تیمم بنا دیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 335)

سعید بن المسیب اور طلق بن حبیب نے کہا: مساجد سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر بندہ سجدہ کرتا ہے وہ کہتا ہے ان اعضاء کی نعمت مجھے صرف اللہ تعالیٰ نے عطا کی، سو میں

Marfat.com

ان اعضاء سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کروں گا۔

عطاء نے کہا:

تمہاری مساجد تمہارے وہ اعضاء ہیں جن پر تمہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سو تم ان اعضاء کو غیر خالق ذلیل نہ کرو۔

حدیث میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں۔ پیشانی پر ہاتھوں پر گھٹنوں پر اور قدموں کے سروں پر۔ (صحیح المسلم: رقم الحدیث: 44)

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔

نیز اس آیت میں فرمایا ہے: تو اس کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔

عبادت کے اندر اللہ تعالیٰ کے دیگر احکام کی اطاعت بھی داخل ہے مثلاً مساجد میں مال غنیمت کو تقسیم کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس مال کو مسجد میں پھیلا دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس قدر اموال غنیمت آئے تھے یہ ان میں سب سے زیادہ مال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھانے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کی طرف بالکل توجہ نہیں فرمائی۔ نماز پڑھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو بھی ملاحظہ فرماتے اس مال میں سے عطا فرماتے۔ اتنے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مال بھی عطا کیجئے کیونکہ میں نے اپنی جان کا فدیہ بھی دیا تھا اور عقیل کی

Marfat.com

جان کا فدیہ بھی دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپ اس مال میں سے لے لیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کپڑا بچھا دیا اور اس ڈھیر سے مال اٹھا اٹھا کر اس کپڑے پر رکھتے گئے پھر اس گٹھڑ کو اٹھانا چاہا اس کو اٹھا نہ سکے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو حکم دیں وہ اس گٹھڑ کو میری طرف اٹھا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پھر آپ خود اٹھا دیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ آپ خود اٹھائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کچھ مال لیا اور کچھ اور مال اس میں رکھا۔ حتیٰ کہ پھر اس کی چوٹی بن گئی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کسی سے کہیں کہ وہ اس مال کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ خود اٹھا کر رکھ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر انہوں نے اس مال میں سے کچھ کم کیا۔ پھر اس گٹھڑے کو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ پھر وہ چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کافی دیر تک ان کا تعاقب کرتی رہی حتیٰ کہ وہ نظر سے اوجھل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حرص پر تعجب ہو رہا تھا، پھر جب تک اس مال میں سے ایک درہم بھی باقی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے نہیں اٹھے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 421)

اسی طرح مسجد میں لوگوں کو فقراء پر صدقہ کرنے کی ترغیب دینا بھی جائز ہے اور فقراء پر صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔

حدیث میں ہے:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مسجد میں کچھ فقراء آئے۔ جو ننگے پیر اور ننگے بدن تھے۔ انہوں نے اپنے گلوں میں کفنیاں یا عبائیں پہنی ہوئی تھیں۔ ان سب کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا۔ ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ

Marfat.com

نور متغیر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے پھر باہر آئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ظہر کی) نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا اور یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

يَـاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

(النساء:1)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے۔

(الیٰ قولہ تعالیٰ) بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

"اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ" (الحشر: 18)

''اللہ سے ڈرو! اور انسان کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ وہ کل آخرت کے لئے کیا بھیج رہا ہے۔''

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ایک شخص دینار سے صدقہ کرے۔ اپنے درہم سے صدقہ کرے۔ اپنے کپڑے سے صدقہ کرے، چار کلو گندم سے صدقہ کرے، چار کلو کھجور سے صدقہ کرے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کو صدقہ کرے پھر انصار میں سے ایک شخص تھیلی اٹھا کر لائے جس کے بوجھ سے ان کا ہاتھ تھکا جا رہا تھا۔ اس کے بعد صدقہ دینے والے لوگوں کا تانا بندھ گیا۔ یہاں تک کہ میں نے غلے اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے اس طرح تمتما رہا تھا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سونے کا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شخص جو اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کرتا ہے اس کو اپنے نیک کام کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں اس نیکی پر عمل کرنے والوں کو بھی اجر ملے گا اور ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور ہر وہ شخص جس نے اسلام میں کسی برے عمل کی

Marfat.com

ابتداء کی اس کو اپنے برے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد میں اس برائی پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا اور ان برے عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1017)

حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے آج کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک سائل سوال کر رہا تھا۔ میں نے عبدالرحمان کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا دیکھا۔ میں نے عبدالرحمان سے لے کر اس سائل کو وہ روٹی کا ٹکڑا دے دیا۔ (سنن ابی داؤد: رقم الحدیث: 1670)

مسجد میں بیمار کو ٹھہرانا اور اس کی عیادت کرنا بھی جائز ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: جنگ خندق کے دن حضرت سعید بن معاذ رضی اللہ عنہ کا کندھا زخمی ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگوایا تا کہ نزدیک سے ان کی عیادت کرلیں اور مسجد میں بنو غفار کا بھی خیمہ تھا۔ مسلمان صرف اس چیز سے گھبرا گئے کہ ان کی طرف خون بہہ کر آ رہا تھا۔ انہوں نے کہا اے خیمے والو! تمہاری طرف سے ہمارے پاس کیا چیز بہہ کر آ رہی ہے؟ دیکھا تو حضرت رضی اللہ عنہ کا زخم بہہ رہا تھا اور وہ اسی میں فوت ہو گئے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 493)

نیز اس آیت میں فرمایا ہے تو اس کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔

اس آیت کے اس حصے میں مشرکین کی مذمت کی ہے جو مسجد حرام میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ بتوں کو اپنی حاجات میں پکارا کرتے تھے اور ان بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

مجاہد نے کہا

جب یہود اور نصاریٰ اپنے گرجوں اور اپنے کلیساؤں میں داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے ساتھ شرک کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو یہ حکم دیا کہ وہ جب کسی بھی مسجد میں داخل ہوں تو صرف اللہ تعالیٰ کو اپنی حاجات میں پکاریں۔ اسی کی عبادت کریں اور صرف اسی سے دعا کریں۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مسجد میں کسی بت یا کسی خود ساختہ معبود کی عبادت نہ کرو اور نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو حقیقی حاجت روا سمجھ کر پکارو اور نہ اپنی عبادات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا حصہ رکھو اور نہ کسی اور کو شریک کرو۔

اور نہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی اطاعت کے سوا کسی اور کام کو کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کیا، تم کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری اس چیز کو واپس نہ کرے کیونکہ مساجد کو اس لئے بنایا گیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 568)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اس بدبودار درخت کی کوئی چیز کھائی (لہسن یا پیاز) وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے ایذا پہنچتی ہے جن چیزوں سے انسانوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 854)

امام نسائی علیہ الرحمہ کی روایت میں لہسن، پیاز اور گندنے کا ذکر ہے۔

(سنن نسائی، رقم الحدیث: 707)

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنی مسجدوں میں دنیاوی باتیں کریں گے۔ تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ، رقم الحدیث: 743)

ضرت ابو الدرداء، حضرت امامہ اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں، اپنے پاگلوں اپنے جھگڑوں سے اور اپنی بلند آوازوں سے دور رکھو اور اپنی سونتی ہوئی تلواروں سے اور اپنی حدود کو قائم کرنے سے دور رکھو اور ہر سات دن بعد میں دھونی دو (خوشبو پھیلاؤ) اور وضو کے آلات مسجدوں کے دروازوں پر رکھو۔

(العلل المتناہیہ رقم الحدیث: 677)

مسجد میں نیک اعمال کرنا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 704)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دن کے وقت سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے پھر اس میں بیٹھتے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3088)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اندھیروں مین پیدل چل کر مسجدوں میں آتے ہیں۔ انہیں قیامت کے دن بھرپور نور کی بشارت دے دو۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 561)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز ہے اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازیں ہیں اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازیں ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازیں ہیں اور میری اس مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازیں ہیں اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازیں ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1413)

Marfat.com

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

"فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ لا یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ہ" (النور: 36)

جن گھروں کے بلند کئے جانے اوران میں اس کے نام کا ذکر کئے جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ان میں صبح اور شام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

☆ ان گھروں سے مراد مساجد ہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور کے نزدیک ان گھروں سے مراد مساجد ہیں۔

(زاد المسیر: ج:6،ص:46 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1407ھ)

مساجد کی تعمیر اور ذکر تسبیح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی عمارت میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی بنیادوں پر اینٹوں اور درخت کی شاخوں سے اس کو بنایا اور لکڑی کے ستون لگائے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں بہت تبدیلی کی اور اس میں بہت اضافہ کیا۔ اس کی دیواریں نقشین پتھروں اور چونے سے بنائیں۔ اور اس کے ستون بھی منقش پتھروں کے بنائے اور ساگوان کی لکڑی سے اس کی چھت بنالی۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 445)

عبید اللہ الخولانی بیان کرتے ہیں جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بکثرت اعتراض کئے کہ آپ نے اتنی بڑی اور حسین وجمیل مسجد کیوں بنائی ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مسجد کو بنایا اللہ تعالیٰ جنت میں

Marfat.com

اس کی مثل اس کا گھر بنا دے گا۔ (صحیح المسلم: رقم الحدیث: 533)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم جنت کے باغات کے پاس سے گزرا تو ان میں چر لیا کرو۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کے باغات کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مساجد، میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں چرنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3509)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر میں اکیلے نماز پڑھنے اور بازار میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اجر پچیس درجہ زیادہ ہوتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جتنے وقت وہ نماز کے لئے مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے۔ اس کا وہ وقت نماز میں شمار کیا جاتا ہے اور جب تک وہ نماز کی جگہ میں بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما جب تک وہ اپنا وضو نہیں توڑتا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: 3509)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کو، پاگلوں کو شریروں کو، اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے جھگڑوں کو اور اپنی بلند آوازوں کو اور اپنی حدود کے نفاذ کو اور اپنی تلواروں کے سونتنے کو اپنی مسجدوں سے دور رکھو اور اپنی مسجدوں کے دروازے پر وضو کرنے کی ٹونٹیاں بناؤ اور ان میں گرم پانی ڈالو۔ (یعنی سردیوں میں)

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 750)

Marfat.com

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ (التوبہ: 18)

اللہ کی مساجد صرف وہی لوگ تعمیر کر سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

اللہ تعالیٰ نے تعمیر مساجد کا جواز پانچ چیزوں میں منحصر فرمایا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) قیامت پر ایمان

(۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوٰۃ ادا کرنا

(۵) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا

مساجد بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد وہ جگہ ہے جہاں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جاتی ہے۔ سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی واحد کنیت پر ایمان نہ رکھتا ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جگہ بنانا ممنوع ہوگا۔

قیامت پر ایمان رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ جس شخص کا قیامت پر ایمان نہیں ہو گا۔ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی محرک اور باعث نہیں ہوگا۔

نماز قائم کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مسجد بنانے کی غرض ہی نماز کی ادائیگی ہے۔ سو جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو اس کے لئے مسجد بنانا ممنوع ہوگا۔ زکوٰۃ ادا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے لئے بدن کی طہارت ضروری ہے اور نماز کے لئے وضو اور پاک وصاف لباس ضروری ہے اور اس کے لئے مال خرچ کرنا ہوگا اور اس کے لئے خرچ دلی سے مال بھی خرچ کرے گا جو زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔ نیز فقراء، مساکین اور مسافروں کو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اور مسجد کے نمازیوں میں فقراء مساکین مسافر و دیگر مستحقین زکوٰۃ ہوتے ہیں اور مسجد میں آنے والے کو انہیں زکوٰۃ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔

Marfat.com

مسجد بنانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسجد بنانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو کیونکہ بعض اوقات غیر مسلم مسجد بنانے میں مزاحم ہوتے ہیں جیسا کہ بھارت اور دیگر غیر مسلم ممالک میں اس کا بکثرت مشاہدہ کیا گیا ہے۔ ایسے میں مسجد بنانے کی جرأت وہی کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو۔ نیز اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مسجد بنانے والا نام ونمود اور اپنی تعریف وشہرت کے لے ء مسجد نہ بنائے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے مسجد بنائے۔

Marfat.com

مسجد بنانے کے فضائل اور مسجد کے اجر وثواب پر احادیث مبارکہ

مسجد بنانے کے بہت فضائل ہیں۔ مسجد چونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ مساجد کی تعمیر کی جائے جہاں پر مسلمانوں کا مجمع ہو اور وہاں پر نمازیں ادا کی جائیں۔

☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے اس لئے مسجد بنائی تا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: 1635)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو مسجد میں جائے یا شام کو مسجد میں جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر صبح وشام کو جنت سے مہمانی تیار کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1669)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے گرد جگہ خالی ہوئی تو بنو مسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو تم جس قدر قدم چلتے ہو تمہاری اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 365)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔

(۱) امام عادل

(۲) جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہو

(۳) جس شخص کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد بھی مسجد میں معلق رہا حتیٰ کہ وہ دوبارہ مسجد میں آیا۔

(۴) وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جمع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں الگ الگ ہوئے۔

(۵) جس شخص نے تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں نے آنسو بہائے۔

(۶) جس شخص کو خوبصورت اور مقتدر عورت نے گناہ کی دعوت دی اور اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

(۷) جس شخص نے چھپا کر صدقہ دیا حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1031)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں پھر میں ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو میرے گھروں کو آباد رکھتے ہیں اور جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو سحر کے وقت اٹھ کر مجھ سے استغفار کرتے ہیں تو میں ان سے عذاب کو پھیر دیتا ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر: ج:2، ص:383 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1418ھ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جب تم کسی شخص کو مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی

Marfat.com

دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (سنن الترمذی رقم الحدیث: 2617)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بدبودار درخت (لہسن اور پیاز) میں سے کچھ کھایا وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو ایذا پہنچتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی ایذا پہنچتی ہے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 855)

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ (التوبہ: 17)

مشرکین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد تعمیر کریں۔

☆ عمر الدار کا معنی ہے مکان تعمیر کرنا اور عمر المنزل کا معنی ہے گھر بسانا اور آباد کرنا ''انما یعمر مسجد اللہ، میں اس کا معنی ہے تعمیر کرنا یا زیارت کرنا''۔

(المفردات: ج:1، ص:451)

عمارت کا جو حصہ ٹوٹ پھوٹ جائے۔ اس کی مرمت کرنا اور اس کی حفاظت کرنا اس کی صفائی اور آرائش وزیبائش کرنا، اس میں روشنی کا انتظام کرنا اور مسجد کی تعمیر میں یہ بھی داخل ہیں کہ اس کو دنیاوی باتوں سے محفوظ رکھا جائے اور اس میں اللہ کے ذکر اور علم دین کی تدریس میں مشغول رہا جائے۔ (مجمع بحار الانوار، ج:2، ص:678 مطبوعہ المدینۃ المنورہ)

علامہ ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی علیہ الرحمہ حنفی متوفی 370ھ لکھتے ہیں۔

مسجد کی تعمیر کے دو معنی ہیں۔ ایک معنی ہے مسجد کی زیارت کرنا اور اس میں رہنما اور دوسرا معنی ہے۔ مسجد کو بنانا اور اس کا جو حصہ بوسیدہ ہو گیا ہو اس کو نیا بنانا کیونکہ المعتمر اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے جس نے مسجد کی زیارت کی اور اس سے لفظ عمرہ ماخوذ ہے کیونکہ عمرہ بیت اللہ کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں اور جو شخص مسجد میں بکثرت آتا جاتا ہو اور مسجد میں رہتا ہو۔ اس کو عمار کہتے ہیں پس اس آیت کا تقاضا ہے کہ کفار کو مسجد میں داخل

Marfat.com

ہونے اور مسجد کو بنانے اور مسجد کی دیکھ بھال کا انتظام کرنے اور مسجد میں قیام کرنے سے منع کیا جائے کیونکہ یہ لفظ دونوں معنوں کو شامل ہے۔

(احکام القرآن ج:3،ص:87 مطبوعہ سہل اکیڈمی لاہور)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہم الرحمہ متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

یعمر ،عمارۃ سے بنا ہے اور مسجد کی عمارت دو قسمیں ہیں۔

(۱) مسجد میں بکثرت آنا جانا اور مسجد کو لازم پکڑ لینا۔

مسجد کو بنانا اور اس کی تعمیر کرنا، اگر دوسرا معنی مراد ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ کافر کے لئے مسجد کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ مسجد عبادت کی جگہ ہے۔ اس لئے اس کا معظم ہونا واجب ہے اور کافر مسجد کی اہانت کرتا ہے اور اس کی تعظیم نہیں کرتا نیز کافر حکماً نجس ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مشرکین محض نجس ہیں۔ (التوبہ:28) اور مسجد کی تطہیر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔ (البقرہ:125) نیز کافر نجاسات سے احتراز نہیں کرتے اور اس کا مسجد میں داخل ہونا مسجد کو نجاست سے ملوث کرنے کا موجب ہے۔ نیز کافر کا مسجد میں داخل ہونا بعض اوقات مسلمانوں کی عبادت میں خلل اور فساد کا موجب ہوگا۔ نیز کافر کا مسجد کی مرمت کرنا مسلمانوں پر کافر کے احسان کا موجب ہوگا اور کافر کو مسلمان پر احسان کرنے کا موقع دینا جائز نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر: ج:6،ص:9، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے:

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ (التوبہ: 108)

آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں جس مسجد کی بنیاد پہلے روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے آپ اس میں

Marfat.com

کھڑے ہوں۔

☆ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار میں کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔ ابن جریج نے کہا ہے کہ منافقین جمعہ کے دن اس مسجد کو بنا کر فارغ ہو گئے تو انہوں نے جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو اس مسجد میں نمازیں پڑھیں اور پیر کے دن یہ مسجد گرا دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی پہلی وجہ یہ فرمائی تھی کہ یہ مسجد مسلمانوں کو ضرر پہنچانے، کفر کرنے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتا تھا۔ اس کی کمین گاہ بنانے کے لئے بنائی گئی ہے اور اس آیت میں دوسری وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ دو مسجدوں میں سے ایک مسجد پہلے روز سے ہی تقویٰ کی بنیاد پر رکھی گئی ہو اور دوسری مسجد میں نماز پڑھنا مسجد تقویٰ میں نماز پڑھنے سے مانع ہو تو دوسری مسجد میں نماز پڑھنا بداحتا ممنوع ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سعید بن مسیب اور خارجہ بن زید رضوان اللہ علیہم کا موقف یہ ہے کہ المسجد اسس علی التقویٰ کا مصداق مسجد نبوی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجرہ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹھی میں کنکریاں لیں اور ان کو زمین پر مارا، پھر فرمایا: وہ تمہاری مسجد ہے۔

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد کے متعلق سوال کیا گیا جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ میری مسجد ہے۔

(مسند احمد رقم الحدیث 22869)

Marfat.com

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو شخصوں کا اس میں اختلاف ہوا کہ وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد روز اول سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ ایک شخص نے کہا وہ مسجد نبوی ہے۔ دوسرے شخص نے کہا وہ مسجد قباء ہے پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ میری مسجد ہے۔ (مسند احمد، رقم الحدیث: 21164)

Marfat.com

مسجد نبوی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے فضائل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں اور ان میں سے کوئی نماز قضاء نہ ہوئی ہو اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دی جائے گی اور عذاب سے نجات لکھ دی جائے گی اور نفاق سے برأت لکھ دی جائے گی۔

(مسند احمد ج 3، ص 155)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا مسجد اقصٰی میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 1413)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اس منبر کے پائے جنت میں نصب ہیں۔ (سنن النسائی، رقم الحدیث: 695)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بیت اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1888)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ (سنن دار قطنی: ج:1، ص:277)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد حج کر کے میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

(مجمع الزوائد: ج:4، ص:2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔ (کتاب المجروحین لابن حبان ج:3، ص:73)

آیت نمبر ۶: قرآن مجید میں ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ (البقرہ: 114)

اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کے نام کے ذکر سے منع کرے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔

☆ اس آیت کے شان نزول میں دو اقوال ہیں۔ راجح قول یہ ہے۔

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں جو بیت المقدس میں گندگی پھینکتے ہیں اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے دشمن نصاریٰ ہیں جنہوں نے یہود کے بغض کی وجہ سے بخت نصر بابلی مجوسی کی بیت المقدس کو ویران کرنے میں مدد کی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں۔

ابن زید نے بیان کیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے قصد سے (چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ) مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا اور عمرہ کرنے مسجد حرام میں جانے نہیں دیا اور انہوں نے کہا جن لوگوں نے ہمارے آباؤ اجداد کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ہم ان کو مسجد حرام میں حج اور عمرہ کے لئے نہیں جانے دیں گے۔تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ذکر سے روکنے والوں سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا۔کیونکہ حج وعمرہ سے روکنا،مسجد حرام میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکنا اور اس کو ویران کرنا ہے۔

علامہ ابن جریر علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

اس آیت کے شان نزول میں پہلا قول راجح ہے کہ نصاریٰ نے بخت نصر کی مدد سے بنواسرائیل کے مومنوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس آیت کے سیاق اور سباق میں یہود ونصاریٰ کے برے افعال کا بیان کیا جارہا ہے۔مشرکین کی برائیوں کا بیان نہیں ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر چند کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم حدیبیہ میں عمرہ کرنے سے روکا تھا۔لیکن ان کا مقصد مسجد حرام کو ویران اور برباد کرنا نہیں تھا۔بلکہ مسجد حرام کی تعمیر کرنے والے اور اس پر فخر کرنے والے تھے۔اس لئے آیت کا روئے سخن بخت نصر مجوسی کی طرف ہی متوجہ ہے،کو بیت المقدس کو ویران اور برباد کرنے کے لئے اس میں گندگی اور مردار ڈال دیتا تھا اور بنواسرائیل کے مومنوں کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتا تھا اور یہودیوں سے بغض

Marfat.com

کی وجہ سے نصاریٰ اس کے شریک تھے۔

(جامع البیان ج: 1 ص: 396 تا 298 مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت 1309ھ)

اس آیت میں یہ بھی دلیل ہے کہ مسجدوں میں متوسط کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے۔ البتہ اس قدر گلا پھاڑ کر چلانا نہیں چاہئے جو مسجد کے احترام اور وقار کے بھی خلاف ہے اور اس سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں بھی خلل پڑتا ہے اور ان کا ذہن الجھتا ہے۔ مسجد میں فرض نماز کے بعد ذکر بالجہر کے مشروع اور مسنون ہونے پر دلیل ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معروف تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ اکبر کی آواز آتی تو میں جان لیتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

(صحیح بخاری: ج: 1 ص: 116 مطبوعہ نور محمد اصح المطالع کراچی)

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ

ابو الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے سلام پھیرنے کے بعد کہتے تھے "لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك له" (الی قولہ)

اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر نماز کے بعد لا الٰہ الا اللہ آخر تک پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ج: 1 ص: 218)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد (لا الٰہ الا اللہ) آخر تک پڑھتے تھے۔ اس پر محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر بلند آواز کے ساتھ کرتے تھے۔ جب ہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس ذکر کو سنا اور یاد کر لیا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر آہستہ کرتے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کیسے سنتے۔

Marfat.com

امام ولی الدین تبریزی علیہ الرحمہ متوفی 742ھ نے ''مشکوٰۃ'' میں اس حدیث کے الفاظ ''یقول بصوتہ الاعلیٰ'' ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے ذکر فرماتے تھے۔ لکھا ہے (مشکوٰۃ: ص: 88) جب کہ ''صحیح مسلم'' میں یہ الفاظ نہیں ہیں لیکن حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا ان الفاظ کو سننا اس وقت متصور ہوسکتا ہے جب آپ بلند آواز سے ذکر فرمائیں۔ اس لحاظ سے اس کو روایت بالمعنیٰ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ امام تبریزی علیہ الرحمہ کا وہم نہیں ہے جیسا کہ ''حکم الذکر بالجہر'' کے مؤلف کو وہم ہوا ہے اور میں نے یہ لکھا ہے کہ متوسط جہر کے ساتھ ذکر کرنا صحیح ہے اور گلا پھاڑ کر اور چلا کر ذکر کرنا جس سے نمازیوں کی عبادت میں خلل ہو مکروہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے نکلے تو لوگ ایک میدان میں پہنچے اور انہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ بے شک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم اس کو پکار رہے ہو جو سننے والا اور قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(صحیح بخاری ج 2 ص 605 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

اور علامہ حموی اور امام اشعری علیہما الرحمہ نے نقل کیا ہے۔

کہ تمام اگلے اور پچھلے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مساجد وغیرہ میں جماعت کے ساتھ ذکر بالجہر مستحب ہے ماسوا اس کے جب ان کے جہر سے سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والوں کو تشویش اور خلل ہو۔

(ردالمختار ج 1 ص 444 مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مساجد تعمیر کی جائیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں مساجد کی تعمیر کی جائیں اور انہیں پاک وصاف رکھا جائے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 455، جلد 1 ص: 178)

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مساجد کو تعمیر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے اور پھر اسے پاک وصاف رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ جب مساجد پاک وصاف ہوں گی اور ان سے خوشبو آئے گی تو عبادت کرنے میں لطف ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد نبوی کی تعمیر خود کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (مسجد نبوی) کی جگہ بنونجار کی ملکیت تھی جس میں کچھ کھجور کے درخت اور مشرکین کی چند قبریں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونجار سے فرمایا۔ اس خطہ زمین کو میرے ہاتھ بیچ دو۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم یہ قطعہ زمین آپ کو دیتے ہیں لیکن) اس کی قیمت کبھی بھی نہیں لیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (اس جگہ) مسجد بنا رہے تھے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اینٹیں وغیرہ پکڑا رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

سن لیجئے! حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

اے اللہ! انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اس مسجد (مسجد نبوی) کی تعمیر سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں صلاۃ کا وقت ہوتا وہیں نماز ادا فرما لیتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 742، جلد 1 ص: 402)

Marfat.com

مسجدیں اسلام کی عظمت کا نشان ہیں اور سلطنت اسلامیہ کی پہچان ہیں۔ اسلام کے اہم رکن صلاۃ کی ادائیگی کی جگہ ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعمیر کی ترغیب دی ہے۔ مساجد کی تعمیر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد کا ایک طریقہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہوا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس سے بہتر اس مسجد بنانے والے کا ذکر کرتا ہے۔ اس بندہ نے تو اس عالم ناپائیدار میں اس عارضی جہاں میں اللہ تعالیٰ کا گھر (مسجد) کو بنایا تو جواباً اللہ تعالیٰ باقی اور دائمی جہاں میں اس کے لئے گھر بناتا ہے۔ مسجد بنانے کی غرض وغایت ذکر الٰہی ہوتی ہے کہ ایک بندہ مومن ایک پاک وصاف جگہ میں دل جمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکے صلاۃ با جماعت ادا کر سکے اور زندگی کی چند سانسیں علیم وخبیر کے گھر گزار سکے۔

جنت میں گھر

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے جس نے مسجد بنائی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، جلد 1، ص 399، رقم الحدیث 735)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد بنائی اگرچہ قطا کے گھونسلہ کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح ابن حبان، جلد 4، ص 490، رقم الحدیث 1610)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے پرندے کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، جلد 1، ص 400، رقم الحدیث 738)

ان احادیث مبارکہ میں پرندے کے گھونسلے کے برابر مسجد بنانے کا ذکر ہے تو

Marfat.com

شارحین حدیث پاک سے اس کی دو توجیہیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) اس سے مقصود مبالغہ ہے کیونکہ گھونسلہ کے برابر مسجد ہوتی ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے اگر چہ تو مختصر ترین مسجد بنائے اس بات کا غم نہ کھا کہ تو محروم رکھا جائے گا بلکہ یقین رکھ کہ تیرے لئے بھی جنت میں محل تیار ہے تو مختصر اور چھوٹے رقبے پر تعمیر کرنے والے کے لئے بھی محل تیار ہے۔

(۲) گھونسلہ کے برابر کہہ کر ان افراد کو بھی جنت میں گھر کی نوید سنائی گئی ہے جو پوری مسجد تعمیر نہیں کر سکتے بلکہ چند افراد مل کر ایک مسجد تعمیر کرتے ہیں اگر کوئی خلوص سے ایک اینٹ بھی تعمیر مسجد میں صرف کرے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہے کہ اسے بھی جنت میں گھر ملے گا۔ سبحان اللہ! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا صلہ ہے کہ دنیا میں مسجد بنوانے کے بدلے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ اگر چہ وہ کچھ بھی حصہ ملا لے۔ ثواب سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ اس کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے پانی کا کنواں کھدوایا تو اس سے جن وانس اور پرندہ کے کسی گرم جگر نے پانی پیا (پیاسے نے پیاس بجھائی) تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اجر عطا فرمائے گا جس نے مسجد بنائی قطاہ کے گھونسلے جتنی یا اس سے بھی چھوٹی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ: جلد نمبر 1، ص: 400، رقم الحدیث: 738)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک کو وسعت دیکر از سر نو تعمیر کیا تو جب لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے کچھ زیادہ ہی باتیں کر لی ہیں میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے جس نے کوئی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے

Marfat.com

جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح مسلم: جلد: 2، ص: 16، رقم الحدیث: 533)

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد بنانے کا ذکر آیا ہے جو اس بات دال ہے کہ ریاکاری سے منزہ ہو کیونکہ ریاکاری اللہ تعالیٰ کے ہاں نامقبول ہے۔ ہاں وہی کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوا کرتا ہے جس کے کرنے والے کی نیت خالص ہو اور جو نیک کام کیا جائے اور اس کے کرنے والا حسن نیت کی دولت سے مالا مال ہو تو وہ کام یقیناً آخرت میں ثمر آور ہوا کرتا ہے اور اس کے کرنے سے خالق و مالک راضی ہوتا ہے۔ خلوص سے کام کرنے میں برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے اخلاص کو ضائع نہیں کرتا۔

مساجد کی تعمیر میں حسن و نفاست

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد کچی اینٹوں اور لکڑی کی بنی ہوئی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں کچھ بھی اضافہ نہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ فرمایا: اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی بنیادوں پر کچی اینٹوں اور لکڑی سے تعمیر کروایا اور اس کے ستون دوبارہ بنائے۔

ایک روایت میں اس مسجد کے ستون دوبارہ لکڑی کے بنائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا اور اس کی دیواریں منقوش پتھروں اور چونے کی بنائیں اور اس کے ستون پتھروں کے بنائے اور اس کی چھت ساگوان کو اس کی چھت بنایا اور امام داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ القصة کا معنی چونا ہے۔ (صحیح بخاری، جلد: 1، ص: 171، رقم الحدیث: 435)

☆ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہر دور میں تعمیر مسجد میں خصوصی دلچسپی لیتے رہے اور اس کے

Marfat.com

حسن ونفاست کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد تشریف تعمیر فرمائی وہ مسجد سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ کچی اینٹیں اور لکڑی استعمال کی گئی اور اس کے ستون بھی کھجور کی لکڑی کے تھے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری دور مبارک سے بالکل متصل اور بڑا اہم تھا جس میں ملت اسلامیہ کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کو سنبھالنا تھا۔ جانشین مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اولوالعزمی اور پامردی کے ساتھ امت کی کشتی کو سنبھالا۔ اندرونی اور بیرونی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ایک ایک فتنہ کو ابدی نیند سلا دیا یہ دور مبارک بڑا پر بہار۔ اہم ہونے کے ساتھ مختصر تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کے سوا دو سال بعد اس دنیا کو خیر آباد کہہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔ اس مختصر اور مبارک دور میں مسجد نبوی میں کسی قسم کی تبدیلی عمل میں نہ آئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اس مسجد کی طرف بھی توجہ دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادوں پر ہی اس کی دوبارہ تعمیر کی گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہد ہمایوں خیرات وبرکات سے لبریز تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور فتوحات کا ثمر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں بطریق احسن ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس دور کو خوشحالی کا دور بنایا جہاں ظاہری طور پر بھی مسلمانوں کے پاس مال ومتاع آ گیا۔ اس دور مبارک میں دور امن وسکون میں مسجد نبوی کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ جگہ کی قلت کے پیش نظر اس میں وسعت کر دی گئی اور اس کی تعمیر میں مسجد کی دیواروں میں پتھر استعمال کیا گیا۔ وہ پتھر عام پتھر نہ تھا بلکہ نقش ونگار پتھر تھا اور چونا بھی استعمال کیا گیا۔ لکڑی کے ستونوں کی جگہ منقوش پتھروں کے ستون بنائے گئے اور چھت پر کھجور کی شاخوں کی بجائے ساگوان کی لکڑی استعمال کی گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے ملت اسلامیہ کو ایک سبق دیا کہ اپنے دور کے مطابق مساجد

Marfat.com

میں نقش ونگار والے پتھر استعمال کرو اور اعلیٰ سے اعلیٰ لکڑی استعمال کرو۔ یہ خلیفہ راشد رضی اللہ عنہم کا عمل مبارک ہے اور خلیفہ راشد کا عمل اس امت کے لئے حجت ہے اور اس پر عمل باعث اجر وثواب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔ اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔

مساجد کو پاک وصاف رکھنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں (قبائل میں) مساجد بنائی جائیں اور انہیں پاک وصاف رکھا جائے۔ (الترمذی جلد 2 ص 489 رقم الحدیث 594)

ہر قبیلہ میں مسجد ہونا ضروری ہے۔ جہاں لوگ آسانی سے نماز ادا کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے قلوب واذھان کو معطر کر سکیں اس دور کالونیاں اور محلے بن رہے ہیں۔ آبادی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ نئے نئے گاؤں وجود میں آ رہے ہیں۔ نئے نئے شہر بن رہے ہیں تو جہاں بھی آبادی ہو چند گھر ہوں وہاں مسجد تعمیر ہونی چاہئے۔ مسجد پاک وصاف ہو تو انسانی طبیعت خود بخود اس کی جانب مائل ہوتی ہے۔ نظافت حسن اور دلکشی کا سبب بنتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد پاک وصاف ہو گی تو بندہ مومن کا دل خود بخود مسجد کی طرف کھنچا چلا جائے گا اور جب دل مسجد کی طرف مائل ہو گا تو یقیناً زیادہ دیر مسجد میں بیٹھنے کو جی چاہے گا اور جو بندہ جتنی دیر مسجد میں بیٹھے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لبریز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ کوئی بعید نہیں جو خوش قسمت خلوص دل سے محبت اور چاہت سے اللہ تعالیٰ کے گھر کو پاک وصاف رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بھی پاک وصاف کر دے یقیناً پاک وصاف دل والا عام انسانوں میں رہتا ہوا عام انسان نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو خط

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو لکھ کر بھیجا۔

امابعد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنی اپنی آبادیوں میں مسجدیں تعمیر کریں اوران تعمیر شدہ مساجد کی اصلاح کرتے رہیں اورانہیں پاک وصاف رکھیں۔

(سنن ابی داؤد: جلد: ۱ ،ص:178 ،رقم الحدیث:456)

☆ مساجد تعمیر کر کے انہیں چھوڑ نہیں دیا جاتا بلکہ مسلسل ان کی دیکھ بھال کی جاتی۔ مسجد کی صفائی کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے جہاں سر بندگی جھکانا ہو جہاں اللہ تعالیٰ سے قرب کی سعادت سے لبریز ہونا ہو اس جگہ کا نظیف ہونا اشد ضروری ہے۔

مساجد کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ اسلامی شعار ہے اور اسلامی شعار کی تعظیم وتکریم تقویٰ کی اعلیٰ قسم ہے۔ مساجد کی اصلاح سے مراد مساجد کے ظاہری حسن ودلکشی کو برقرار رکھا جائے۔ وقت کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضوں کے مطابق اس پر توجہ دی جائے۔ جب بھی کوئی نمازی نماز ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھر میں آئے تو اس کے دل کے ساتھ اس کی نظر کو بھی سکون ملے۔ وہاں پر اس چیز کا اہتمام ہو جس کے سبب اس کی عبادت وبندگی میں ذلجمعی پیدا ہو اور اس کا اللہ تعالیٰ کے گھر بیٹھے رہنے کو جی چاہے۔

تعمیر مسجد میں کسی بزرگ سے سنگ بنیاد رکھوانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ جب ان کی بینائی بالکل ختم ہوگئی اور وہ نابینا ہو گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک آدمی کے ذریعے عرض پیش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیے میرے گھر میں مسجد کی جگہ کی نشان دہی فرما دیجئے کہ میں اس میں صلاۃ ادا کیا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے

Marfat.com

گئے اور ان کی خواہش کے مطابق جگہ کی نشاندہی فرمادی۔

(صحیح سنن ابن ماجہ: جلد: 1، ص: 233، رقم الحدیث: 618)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کس درجہ فیروز بخت تھے کہ وہ اپنی خواہش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہی کرم فرمانا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خواہشات کا خیال فرماتے اور ان کی دلجوئی کیا کرتے تھے۔

سبحان اللہ! وہ جگہ کس درجہ خیرات و برکات کا منبع ہوگی جس کی نشان دہی اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہوگی اور اس مسجد کے انوار کا عالم کیا ہوگا جس کی حدود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائی ہوں گی۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب بھی مسجد بنانے کا ارادہ ہو تعمیر مسجد کا خیال ہو کسی صاحب نسبت بزرگ سے اس کی نشاندہی کروانی چاہئے کیونکہ فیضان نبوت کے امین یہ بزرگ جہاں جائیں گے وہ جگہ خیرات و برکات کا مصدر بن جائے گی نیز اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اس جگہ مسجد بھی جلد پایہ تکمیل تک پہنچےؔ ں اور وہاں صلاۃ ادا کرنے کا کہنا بھی دوچند ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کے گھر میں نماز پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میری ایک پھوپھی صاحبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی میری یہ خواہش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر کھانا تناول فرمائیں اور میرے گھر میں صلاۃ ادا کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے۔ گھر میں چٹائیوں میں سے ایک چٹائی تھی۔ گھر کے ایک کونہ میں حکم دیا تو وہاں جھاڑ و دیا گیا اور اس پر پانی چھڑکاؤ کردیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ ادا کی اور ہم نے آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ ادا کی۔امام ابوعبداللہ ابن ماجہ علیہم الرحمہ نے فرمایا:
الخمل :اس چٹائی کو کہتے ہیں جو سیاہ ہو چکی ہو۔

(صحیح سنن ابن ماجہ: جلد: ۱،ص:233،رقم الحدیث:619)

مسجد تعمیر کروانا صدقہ جاریہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن اعمال اور جن حسنات (نیکیوں کا ثواب مومن کو) اس کے مرنے کے بعد پہنچتا ہے ان میں سے

(۱) علم جس کی اس نے کسی اور کو تعلیم دی اور اسے پھیلایا۔

(۲) نیک اولاد کو چھوڑا۔

(۳) قرآن کریم جس کا اس نے کسی کو وارث بنایا۔

(۴) مسجد جو اس نے تعمیر کی۔

(۵) مسافروں کے لئے کوئی رہائش گاہ تعمیر کی۔

(۶) نہر جاری کی یا

(۷) صدقہ جسے اس نے اپنی زندگی میں زمانہ صحت میں اپنے مال سے نکال دیا۔
ان تمام اعمال کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہے گا۔

(سنن ابن ماجہ: جلد:۱،ص:146،رقم الحدیث:242)

☆ اس حدیث میں مسجد کی تعمیر کا ذکر فرمایا۔

ایک مسلمان نے مسجد بنائی اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا اب اس مسجد کی وجہ سے اسے مسلسل ثواب پہنچتا رہے گا۔مسجد کے میناروں سے پانچ وقت کی آواز سے اس کی قبر پر رحمتوں کا نزول ہوگا کیونکہ اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے اور نیک روحیں مسجد کی طرف متوجہ ہوتی ہیں تو اس کا اجر اس صورت میں بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی قبر سے عذاب دور کر دیا جائے اور جنت کے منتظم فرشتے مقرر کر دیئے جائیں۔

Marfat.com

مسجد میں باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے اس کا ثواب اس بنانے والے کو بھی مسلسل ملتا رہے گا پھر جماعت جتنی بڑی ہوگی اجر وثواب بھی اتنا زیادہ ہوگا۔ مسجد میں قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بچے اپنے سینے قرآن کریم سے معطر کرتے ہیں تو یقیناً اس بنانے والے کو بھی اللہ تعالیٰ معطر کرے گا اور قرآن کریم کی برکات سے اسے معمور کرے گا۔ مسجد میں وعظ ونصیحت کی جاتی ہے۔ دین کا درس دیا جاتا ہے نامعلوم کتنے لوگ اس وعظ ونصیحت سے متاثر ہوتے ہیں تو ان سب کا اجر وثواب اس مسجد بنانے والے کو بھی ملتا رہے گا۔ بعض مساجد میں صلاۃ الجمعہ ادا کی جاتی ہے۔ صلاۃ الجمعہ میں اہل ایمان کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے اور سب ایک امام کے پیچھے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں تو اس کا اجر وثواب بھی اس بنانے والے کو ملتا رہے گا۔ مسجد میں یہ نیکیاں دن دو دن کی بات نہیں بلکہ جب تک مسجد ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے آتے رہتے ہیں اس وقت تک اس بنانے والے کے درجات بلند وبرتر ہوتے رہیں گے۔

محبوب ترین جگہ مساجد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب تر جگہ مساجد ہیں اور مبغوض تر جگہ اسواق ہیں۔ (صحیح مسلم جلد 2، ص 118، رقم الحدیث 671)

اسی طرح دوسری روایت میں ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سی جگہ سب سے محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سی جگہ سب سے مبغوض ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل امین (علیہ السلام) حاضر خدمت ہوئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پہنچایا! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے حسین جگہ مسجدیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔

Marfat.com

☆ اللہ تعالیٰ تمام زمین کا مالک و خالق ہے۔ سب زمین برابر ہے لیکن ان میں سے وہ حصہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے جس حصہ میں اس کی بندگی کی جائے اس کی اطاعت وفرمانبرداری ہو۔

مساجد اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں بلکہ سب سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ ان مساجد سے پانچوں وقت اس کی عظمت و کبریائی کا اعلان ہوتا ہے۔ اس خالق و مالک کے حضور سر بندگی جھکانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے اجتماعی طور پر اس کے حضور سجدہ ریز ہو کر سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد کرتے ہیں۔ مساجد وہ پاکیزہ جگہیں ہیں جہاں ذکر الٰہی کی محافل برپا کی جاتی ہیں۔ مے توحید سے سرشار جام معرفت پینے والوں کو اسی جگہ سکون واطمینان ملتا ہے۔ ملائکہ مساجد میں باقاعدہ حاضری دیتے ہیں۔ مساجد کے گوشوں میں ہی تلاوت قرآن پاک کی جاتی ہے۔ درس قرآن وحدیث مساجد میں دیئے جاتے ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر محبوب ترین جگہ کہا گیا ہے۔

جو جگہ ذکر الٰہی سے خالی ہو بلکہ اس جگہ اعلانیہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے۔ احکام الٰہیہ کو نظر انداز کیا جائے وہ جگہ یقیناً مبغوض ہے۔ بازار اور منڈی میں کاروبار ہوتا ہے۔ مال تجارت بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ عموماً مال خرید و فروخت میں بے احتیاطی کی جاتی ہے۔ سچی بات بتانے سے گریز کیا جاتا ہے۔ بات بات پر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ گویا انسان آخرت کو بھول چکا ہے اور ذکر الٰہی کو فراموش کر چکا ہے تو ایسی جگہ شیطان کی رزگاہ ہوا کرتی ہے اور جس جگہ شیطان کی دلچسپی ہو اور اسے خوش کرنے کے حربے استعمال ہوتے ہوں تو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند ہو گی بلکہ اس جگہ کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نظر رحمت سے بعض احباب اس درجہ پاک باطن ہوا کرتے ہیں کہ بازار کی ظلمت بھی ان کے باطن کو مکدر نہیں کرسکتی بلکہ بازار و منڈی میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ یہ ہنگامہ دنیا ایک لمحہ

Marfat.com

کے لئے بھی ان سے اللہ تعالیٰ کی یاد کو محو نہیں کر سکتا۔ جو بازار میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے غفلت کی جگہ میں اپنے پروردگار کا ذکر کرے یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے اور اس کے اجر و ثواب میں بہت زیادہ اضافہ فرماتا ہے۔ ایسا خوش نصیب آدمی جب مسجد میں آتا ہوگا جو جگہ سراپا خیر و برکت ہے تو اس وقت اس کے ذکر کا عالم کیا ہوگا۔ ہاں مسجد میں اس کا دخول پھر اللہ تعالیٰ کے گھر میں اس کی سجدہ ریزیاں اس کی تلاوش قرآن کا کیف اور ذکر الٰہی کا جوبن نرالا ہوا کرتا ہے۔

اے اہل ایمان! مسجد کو محبوب ترین جگہ قرار دیکر کتنی بڑی نوید سنائی گئی ہے۔ محبوب سے محبت کرنے والا بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔ آیئے اللہ تعالیٰ کے گھر مساجد سے محبت کریں یقیناً اللہ تعالیٰ بھی محبت فرمائے گا۔ مساجد سے محبت و پیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے انگ انگ میں محبت الٰہی یوں موجزن ہو جاتی ہے کہ پھر جب تک وہ سر بندگی جھکا نہ لے علیم وخبیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجد ریز ہو نہ جائے اسے سکون و قرار نہیں ملتا۔ اس کا سکون و قرار و چین اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت ہے۔

مساجد آباد کرنا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس آدمی کی یہ دلی آرزو ہو کہ وہ کل قیامت کو اللہ تعالیٰ سے ایک علم کی حیثیت سے ملے تو اسے چاہئے کہ جہاں بھی ان صلوات خمس (پانچ نمازوں) کے لئے اذان دی جائے تو وہ صلاۃ میں شریک ہو کر ان کی حفاظت کرے کیونکہ یہ سنن ہدیٰ سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے سنن ہدیٰ مشروع فرمائی ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اگر تم یہ صلوات اپنی گھروں میں ادا کرو گے تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تارک ہو گے اگر تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کر دو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے اپنے احباب کو دیکھا لیکن صلوات با جماعت سے

Marfat.com

پیچھے وہی رہتا ہے جس کا نفاق معلوم ہوتا تھا۔ میں نے ایسے (خوش نصیب) آدمی کو بھی دیکھا ہے کہ جسے دو آدمیوں کے سہارے گھسیٹ کر لایا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ صف میں شامل ہو جاتا۔ جو بھی آدمی وضو کرے اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف قصد کرے تاکہ صلاۃ باجماعت ادا کر سکے تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ مٹائے گا۔ (صحیح ابی داود: رقم الحدیث: 559)

وصف ایمان سے متصف لوگ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم دیکھو کسی آدمی کو کہ وہ مسجدوں میں آنے جانے کا عادی ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔

(المستدرک: جلد: ۱، صفحہ: 212)

☆ انسان کچھ کام اپنی طبیعت پر جبر کر کے کیا کرتا ہے ایسے کام کو طبیعت مائل ہوتی لیکن کچھ کام انسان خوش دلی سے کیا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی طبیعت کا جزو بن جاتے ہیں جب کوئی طبیعت کا جزو بن جائے تو اسے کرنے مین کوئی دقت نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسے کام خود بخود مرانجام پا جاتے ہیں۔ انسان نہ بھی چاہے پھر بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے کہ مساجد میں آنا جانا جس کی طبیعت کا لازمہ بن جائے وہ خوش دلی سے نماز کی ادائیگی کے لئے مساجد کا چکر لگائے اگر مسجدوں کی طرف نہ بھی جانا چاہے کسی مجبوری کی وجہ سے تو اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر آجائے اور نماز کی ادائیگی سے لطف اندوز ہو۔ ایسے سعادت مند کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس کے ایمان کی گواہی دیدو جس کے ایمان ایقان کی ایک آدمی ہی گواہی دے دے وہ بھی محروم نہیں رہتا جس کے ایمان کی گواہی دینے کے لئے اہل ایمان کا جم غفیر ہو اس کے ایمان کی بہاروں کا اندازہ کون کرے گا۔ بڑے سعادت

Marfat.com

مند وہ مسلمان جو مساجد سے دلی لگاؤ رکھتے ہیں۔ بڑے خوش بخت ہیں وہ جو روزانہ مساجد کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔ بڑی سعید روحیں ہیں وہ جن کا مساجد آنا جانا طبیعت کا جزو بن جاتا ہے۔

مساجد کی طرف جانا خطاؤں کو مٹاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ذریعے خطاؤں کو مٹاتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور خبر دیجئے۔

فرمایا، نفس پر شاق گزرنے والے لمحات میں خوش دلی سے مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور صلاۃ کے بعد دوسری صلاۃ کا انتظار کرنا۔ یاد رکھئے یہی رباط ہے۔ یہی رباط ہے یہی رباط ہے۔ (سنن ترمذی، جلد: 1، ص: 72، رقم الحدیث 51)

نیک اعمال کی بدولت اللہ تعالیٰ درجات بلند کرتا ہے جنت میں ان گنت درجات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو فائز فرمائے گا۔ جیسے اعمال اچھے ہوں گے ویسے ہی درجات کی بلندی ہوگی۔ یہ درجات کی بلندی خواب غفلت کے مزے لینے والے کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے ہے جو رضائے الٰہی کا طالب ہے اور اس کی رضامندی اس کا زندگی گزارنا شعار ہے۔ ایک درجہ کتنا بڑا ہوگا اور کس قدر اونچا ہوگا۔ اس کی کسے کیا خبر؟ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس کی عطا انسانی عقل وخرد سے وراء ہے۔ جنت کی حقیقت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے بتائے سے کوئی بھی نہیں جانتا۔

دوسری روایت میں ہے۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اس مسجد کی طرف چلا جہاں صلاۃ باجماعت ہوتی ہو تو اس کا قدم گناہ مٹاتا ہے اور اس کا قدم اس کے لئے نیکی لکھتا ہے۔ یہ

Marfat.com

سعادت جاتے اور آتے دونوں مرتبہ ملتی ہے۔

(مسند الامام احمد: جلد:6،ص:172 رقم الحدیث:6599)

اور روایت میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کی ادائیگی کے لئے وضو کرے اور احسن طریقہ سے وضو پھر مسجد کو آئے اس کے مسجد آنے کا قصد صرف صلاۃ کی ادائیگی ہو تو مسجد میں داخل ہونے تک وہ جتنے قدم اٹھائے گا اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور ہر قدم کے بدلے اس کا گناہ مٹا دے گا۔ پس جب وہ مسجد میں داخل ہوگا تو وہ نماز میں جب تک نماز کی ادائیگی اسے مسجد میں روکے رکھے۔

(السنن الکبریٰ: جلد:3،صفحہ:87 رقم الحدیث:4966)

دوسری روایت میں ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز کی ادائیگی میں لوگوں میں زیادہ اجر والا وہ ہے جو ان میں سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور اس سے زیادہ اجر والا وہ ہے جو اس سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور وہ شخص جو نماز کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے امام کے ساتھ ادا کرے وہ اس آدمی سے اجر میں زیادہ ہے جو نماز ادا کرنے کے بعد سو جاتا ہے۔

(صحیح البخاری: جلد:1،ص:207،رقم الحدیث:651)

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن اوقات میں طبیعت پر بوجھ بنے ان اوقات میں وضو کرنا، نماز کی ادائیگی کے لئے مساجد کی طرف چل کر آنا، نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ چیزیں گناہوں کو بالکل دھو دیتی ہیں۔

(صحیح مسلم: جلد:1،ص:278،رقم الحدیث:251)

Marfat.com

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا جو گناہوں کو بالکل دھو دیتی ہیں۔ جب لوح دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کر دیا جائے اور گناہوں کی ظلمت کو دھو دیا جائے تو وہ دل یقیناً رشک قدسیاں ہے۔ موسم سرما میں جب سردی اپنے جوبن پر ہو وضو کرنے کو کسی کی جی چاہتا ہے۔ نفس تو ایسے وقت میں گرمی وراحت کا طلب گار ہوتا ہے لیکن وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خواہشات نفس کو پس پشت ڈال دے بلکہ نفس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خواہشات نفس کو پس پشت ڈال دے بلکہ نفس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی بعید نہیں اور اس کے گناہ دھو دیئے جائیں بلکہ اہل ایمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک پر یقین رکھنا چاہئے کہ مکارہ میں وضو کرنے سے گناہ دھو دیئے گئے ہیں۔

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر میں خیر بقاع الارض ہیں۔ مساجد پر ہر وقت عنایات الٰہیہ کی بارش ہوتی ہے۔ یہ وہ مبارک جگہیں ہیں جہاں سر بندگی جھکایا جاتا ہے۔ اہل ایمان پانچوں وقت مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور عبادت کرتے ہیں۔ ان پاک جگہوں کی طرف آنا معمولی نیکی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق مساجد کی طرف آنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

کس مومن کی یہ خواہش نہیں کہ اس کے گناہ دھو دیئے جائیں یا اس کی خطائیں مٹا دی جائیں۔ اس کے جرموں پر قلم عضو پھیرا جائے تو آیئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے مساجد کا رخ کریں مساجد کی طرف چل کر جانا گناہوں کو مٹاتا ہے۔ انسان کے نامہ اعمال سے معصیتوں کو ختم کر دیا جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ اکبر ہے اس کی کبریائی اور عظمت کائنات کی ہر چیز سے عیاں ہے۔

اہل ایمان جب اس کی کبریائی کے عملی اظہار کے لئے اس کی بارگاہ میں قدموں کی جگہ سر رکھ کر سجدے کرنے کے لئے دیوانہ وار مساجد کا رخ کرتے ہیں تو اس کی رحمت کو

Marfat.com

جوش آتا ہے۔ ایمان والے کا جیسے جیسے قدم مساجد کی طرف بڑھتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی رحمت اس کے دفتر سے گناہوں کو مٹاتی جاتی ہے۔ اور معصیتوں کی سیاہی دھودی جاتی ہے۔ نماز ادا کرنے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کا رخ کرتے ہیں جہاں ان کے اہل وعیال ان کے انتظار میں ہیں۔ بعض لوگ نماز ادا کرنے کے بعد اپنی اپنی دکانوں کا رخ کرتے ہیں۔ اپنے دفاتر کی طرف جاتے ہیں لیکن کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو ایک نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں۔
ایسے افراد کسی اور کو اچھے لگیں یا نہ لگیں کوئی ان کی اس ادا کو پسند کرے یا نہ کرے لیکن جس خالق و مالک نے عبادت کا حکم دیا انسان کو اپنی طرف پلٹ آنے کا حکم دیا وہ یقیناً راضی وخوشی ہوتا ہے۔ اس کی خوشی کی پہلی برکت یہ ہوتی ہے کہ انتظار نماز میں بیٹھنے والے کے گناہ دھودیئے جاتے ہیں۔ اس کے دل کی تختی کو گناہوں کی سیاہی سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ کسی کو اپنے گھر سے محبت ہے۔ یقیناً گھر والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں کسی کو اپنے کاروبار سے محبت ہے یقیناً اصل تجارت اس سے چاہت کرتے ہیں کسی کو اپنے کام سے غرض ہے، اپنی فیکٹری سے انس ہے تو فیکٹری کے مالک یقیناً اس سے بھی انس کرتے ہیں تو کیا جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اللہ تعالیٰ کے گھر سے۔ مسجد سے پیار ہے، اس کی عبادت سے لگاؤ ہے اور اس درجہ لگاؤ ہے کہ ایک نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کے لئے اس کے گھر بیٹھا ہوا ہے تو کیا ایسے آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسے گناہوں سے بچاتا ہے۔ گناہوں کے داغ اسی سے مٹاتا ہے گناہوں کی ظلمت اس کے دل سے ختم کرتا ہے۔ اسے نیکی سے رغبت دیتا ہے۔ عبادت کا ذوق وشوق عطا کرتا ہے اور اس کے دل کو بقعہ انوار بنا دیتا ہے۔ اس کے قلب کو یوں چمکاتا ہے کہ قلب والے اس سے راحت وسکون پاتے ہیں۔
کسی چیز کو دھونے کے لئے غسل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر دھونے دھونے میں فرق ہوا کرتا ہے۔ کپڑے دھوتے وقت ہر ایک کی دھلائی ایک جیسی نہیں ہوتی بلکہ

Marfat.com

بعض دھوتے ہیں تو اس کپڑے میں کچھ میل رہ جاتی ہے۔ بعض دھوتے ہیں تو برائے نام دھوتے ہیں لیکن جب غسل کے بعد غسلاً بطور مفعول مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مراد خوب دھونا ہے یعنی جو دھو کر میل کا نام و نشان مٹا دے اس کے لئے غسل غسلاً بولا جاتا ہے تو یہاں بھی یہی مفعول مطلق استعمال ہوا ہے تو مطلب بالکل واضح ہے کہ یہ اعمال گناہ دھوتے ہی نہیں بلکہ گناہ دھو کر گناہ کا نام و نشان مٹا دیتے ہیں اور دل اور نامہ اعمال میں گناہ کا کوئی معمولی سے بھی معمولی اثر نہیں چھوڑتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دے اور جس کے ذریعے نیکیوں میں اضافہ فرما دے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔

ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ضرور بتائیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن اوقات و حالات میں طبیعت پر وضو کرنا گراں گزرے۔ ان اوقات میں مکمل خوش دلی سے وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ چل کر جانا، نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

(سنن ابن ماجہ، جلد: ۱، ص: 423، رقم الحدیث 776)

نمازوں کے بعد مساجد میں ٹھہرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج رات قیام میں میرے پاس میرے اللہ تعالیٰ احسن صورت میں تشریف لایا، رب تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو ملا اعلیٰ کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں

Marfat.com

کندھوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی یا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے گلے میں پائی۔تو جو کچھ آسمانوں وزمین میں ہے اس کا مجھے علم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے سراپا حمد وخوبی! کیا تم جانتے ہو کہ ملاءاعلیٰ کس چیز میں جھگڑا کررہے ہیں۔تو میں نے عرض کی:

ہاں کفارات میں جھگڑرہے ہیں۔

کفارات صلوات (نمازوں) کے بعد مساجد میں ٹھہرنا اور چل کر باجماعت نمازوں میں شریک ہونے اور جن اوقات میں طبیعت پرگراں گزرے خوش دلی سے وضو مکمل کرنا ہے اور جس نے ایسا کیا وہ خیر سے زندہ رہے گا اور خیر سے دنیا سے رخصت ہوگا اور گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اے سراپا حمد وخوبی! جب تم صلاۃ (نماز) ادا کروتو میری بارگاہ میں یہ دعا مانگا کرو

"اللهم انی اسألك فعل الخيرات وترك المنكرات وحب المساكين واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضنى اليك غير مفتون"

اور فرمایا

اور درجات: السلام وعلیکم کی اشاعت کرنا۔ کھانا کھلانا اور رات کو نماز ادا کرنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (سنن الترمذی: جلد:5،ص:366،رقم الحدیث:3233)

☆ اہل ایمان کے لئے یہ حدیث پاک ایمان کی جان ہے۔ محبت وعظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز دل اس حدیث پاک سے عجب چاشنی پاتے ہیں اور ارباب ذوق ووجدان کے لئے یہ ذوق وسکون کا سامان ہے۔

ہرانسان کا کسی نہ کسی سے رابطہ ہوتا ہے اس تعلق کی بنا پر ایک دوسرے کے پاس

Marfat.com

جایا جاتا ہے کسی کے ہاں اس کے عزیز و اقارب آتے ہیں تو کسی کے ہاں اس کے دوست احباب کی محفل ہوا کرتی ہے۔ قربان جائیں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے ہاں تشریف لاتا ہے تو خود رب کائنات تشریف لاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ لمحات کس درجہ راحت بخش اور سکون آور ہوں گے جب ان کا خالق و مالک ان کے پاس تشریف لایا ہوگا ان مازاغی نگاہوں کا عالم کیا ہو گا جو اپنے محبوب حقیقی اور معبود برحق کو اپنے قریب دیکھ رہی ہیں۔ جس رب تعالیٰ کے دیدار اور رضا کے لئے غار حرا کے خلوت خانہ کو عبادات کے انوار سے مرکز تجلیات بنا دیا بیت اللہ العتیق کو اپنی جبین سے سرفراز فرمایا۔ ملتزم سے چمٹ کر مناجات کا کیف لیا آج وہی رب تعالیٰ جلوہ افروز ہے۔ وہ احسن لم یزل اپنی تابانیوں کو بکھیرے تو اس کیفیات کا عالم کیا ہوگا۔ یہ دیدار کرانے والا جانے یا دیدار کرنے والا۔ یہ زیارت کرانے والا جانے یا زیارت کرنے والا۔ بہرحال زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا بتایا سب سے حسین صورت میں۔

اس کے بعد حدیث میں دونوں کندھوں کے درمیان دست مبارک رکھنے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ کبھی نگاہوں سے فیض دیا جاتا ہے تو کبھی دست مبارک رکھ کر فیضان کے دریا انڈیل دیئے جاتے ہیں۔ جب دینے والا اللہ تعالیٰ ہو اور لینے والا اس کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اس وقت فیضان کے جوبن نرالا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم دریا کس قدر جوش میں ہوگا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے کرم سے مکرم سینہ اقدس پر تجلیات کا عالم کیا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کھلی تو اتنا فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ اس ٹھنڈک پر کائنات ارض و سمائی قربان کر دی جائے۔ عابدین کی سجدہ ریزیاں اور مقربین کی مناجاتیں محبت الٰہی سے مخمور نگاہوں کی مستی اور

Marfat.com

واصلین الی اللہ کے جامہائے وصل سب فدا کر دیئے جائیں تو حق ادا نہیں ہوتا۔

پھر اس کے بعد فرمایا: پس جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے مجھے اس کا علم ہو گیا۔

آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے؟ اس کی تفصیل کون جانتا ہے۔ آج علم ترقی کی بہت سی منازل طے کر چکا ہے لیکن آج تک یہ دعویٰ کسی نے نہیں کیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ہمیں اس کا علم ہو گیا۔

یہ شان اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ دینے پر آ جائے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ وہ جواد منعم ہے اس کے جود و سخا و انعام و کرام عدد و حصر سے وراء ہیں۔ قادر و قیوم اللہ تعالیٰ کے قدرتوں والے ہاتھ نے اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سینہ اقدس کو یوں کشادہ کیا۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔

اس کے بعد حدیث میں یوں فرمایا گیا۔

میرے لئے ہر چیز منکشف ہو گئی تو میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

اب ملاحظہ فرمایئے کہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے لئے ہر چیز ظاہر و منکشف ہو گئی۔ یعنی ہر چیز کا مجھے علم تو ہو ہی گیا بس علم تک بات نہ رہی بلکہ ہر چیز نے اپنا آپ ظاہر کر دیا۔ اب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کائنات ارض و سمائی کی کوئی چیز ایسی نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منکشف و ظاہر نہ ہوئی ہے۔ کوئی پردہ ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرک نہ گیا ہو بلکہ ہر چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا کہ ان میں کوئی خفا نہیں رہا اور ہر چیز منکشف ہو گئی کہ اس میں کوئی پوشیدگی نہ رہی۔ اس حدیث میں میرے لئے ہونا کا ذکر ہے۔ اور قابل غور اور ذہن کو ہلا دینے والا اور رحمت بھرا جملہ ہے۔ یعنی ہر چیز کا منکشف اور ظاہر ہونا صرف آپ کے لئے ہے۔ یہ سعادت کسی اور کے مقدر میں نہیں ہاں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کے سینے میں علم و حکمت انڈیل دیں اور اسے محرم راز بنا دیں یہ الگ بات ہے۔

☆اس حدیث میں کفارات کا ذکر آیا ہے۔

اور کفارہ اس فعل یا خصلت کو کہتے ہیں جس کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ کو چھپا لیتی ہے اور اسے بالکل مٹا دیتی ہے۔ حدیث میں تین کفارات کا ذکر ہے۔ یعنی تین ایسے امور اور خصلتیں ہیں جو ان کو بجالاتا ہے تو اس کے گناہ اور معصیتیں چھپا دی جاتی ہیں اور مٹا دی جاتی ہیں۔

نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں ٹھہرے رہنا

یہ وہ عمل ہے جو گناہوں کو چھپا دیتا ہے اور انہیں محو کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرنا انسان کے پچھلے گناہ مٹا دیتا ہے۔ اس کی معصیتوں کے داغ ختم کر دیے جاتے ہیں اور نافرمانیوں کی سیاہی دھو دی جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنے ہوئے افراد ہیں جو نماز ادا کرنے کے بعد مساجد میں بیٹھے رہتے ہیں اور متوجہ الی اللہ ہو کر اس کی یاد کے مزے لیتے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور اس کی توفیق اسے ہی ملتی ہے جس سے اس کا خالق و مالک راضی ہوا کرتا ہے۔ مسجد میں نماز با جماعت میں شرکت کے لئے پیدل چل کر آنا یہ عمل بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔ جتنے قدم زیادہ مسجد کی طرف اٹھیں گے اتنے ہی گناہ معاف ہوں گے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب ہے۔ محب محبوب کی پسندیدہ چیز سے محبت کیا کرتا ہے۔ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو اس محبت سے سرشار ہو کر ہمیں نماز با جماعت

Marfat.com

کی ادائیگی کے لئے مساجد کی طرف چل کر آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو اس عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ اوقات جو نفس پر شاق گزریں ان میں خوش دلی سے وضو کرنا یہ عمل بھی گناہوں کا کفارہ ہے اور اس سے انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور لوحِ دل معصیتوں کی ظلمتوں سے پاک ہو جاتی ہے۔ جس نے ان درج بالا امور کو سرانجام دیا اس کی زندگی خیر سے گزرے گی۔ خیر ایک جامع لفظ ہے جو ہر نیکی اور بھلائی کو شامل ہے۔ گویا یہ ایک نوید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کی بندگی کے جذبے سے سرشار ہو کر یہ کام سرانجام دینے والے ہو سکتا ہے کہ تیرے اعزہ اقارب تیرے جاننے والے اسے پسند نہ کریں لیکن یہ یاد رکھنا جس خالق و مالک نے پیدا فرمایا ہے اور جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا ہار زیب گلو ہے وہ ضرور پسند فرماتے ہیں اور اس کا اجر یہ ہے کہ تیری زندگی خیر سے لبریز رہے گی۔ تیری نیکیاں تیرا مقدر ٹھہریں گی اور سعادتیں تیرے حصہ میں آئیں گی۔ بات صرف یہاں تک نہیں بلکہ یہ بشارت بھی ہے کہ "مات بخیر" ان امور کو سرانجام دینے والا خیر سے وفات پائے گا یہ وعدہ الٰہی ہے اور وعدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے۔ خیر سے وفات پانے والا وہی ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا جو دنیا سے باایمان رخصت ہو گا جس کی باایمان موت کا وعدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کریں اس سے بڑھ کر اور کون سعید ہو گا۔ یاد رہے اگر دنیا سے جاتے ہوئے ایمان سلامت چلا گیا تو سب خیریت ہے اور سب سعادتیں دامن میں ہیں۔ پھر یہ بھی نہیں کہ وہ دنیا سے ایمان تو لے جائے گا لیکن ساتھ گناہوں کے انبار بھی لے جائے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ گناہوں سے اس دن اس طرح پاک وصاف ہو گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس پر کسی معصیت کا داغ نہیں ہوتا اور نہ وہ گناہوں کی آلودگی سے ملوث ہوتا ہے بلکہ قطرۂ شبنم کی طرح پاک وصاف ہوتا

Marfat.com

ہے۔

تو مساجد میں نماز ادا کرنے کے بعد ذکر الٰہی کے مزے لینے والا اور مساجد کی طرف چل کر آنے والا اور سخت سردی میں خوش دلی سے وضو کرنے والا بہت بڑا سعید ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہیں۔ اس کو وفا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ مساجد کو آباد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تو جو مسلمان مساجد میں چل کر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مساجد کی طرف چل کر جانا بہت بڑا اجر و ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا گھر مسجد سے دور ہے. جس کا گھر مسجد سے دور ہے اس کا (نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف آنے اور جانے کا) بہت بڑا ثواب والا ہے۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: جلد: ۱، ص: 240، رقم الحدیث: 641)

☆ ایک مسلمان مسجد سے جتنا زیادہ دور ہو گا جب وہ نماز کی ادائیگی مسجد کا رخ کرے گا تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا۔ وجہ بالکل واضح ہے کہ دور سے مسجد آنا قوی ایمان کی نشانی ہے اور دور سے آنے والا زیادہ قدم چل کر آئے گا تو جتنے زیادہ قدم مسجد کی طرف اٹھیں گے اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ملے گا اور اتنے ہی زیادہ اس کے گناہ مٹیں گے اور اتنے ہی زیادہ اس کے درجات بلند ہوں گے۔

مساجد کی طرف چل کر آنے والے کے ہر قدم پر دس نیکیاں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ے ارشاد فرمایا: جب آدمی وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے نماز کی ادائیگی کے لئے تو اس کے دونوں لکھنے والے فرشتے یا ایک لکھنے والا فرشتہ ہر قدم کے بدلے جو وہ مسجد کی طرف چل کر آتا ہے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ نماز کے انتظار میں

Marfat.com

بیٹھنے والا ایسے ہے جیسے عبادت کرنے والا ہے۔ گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر گھر لوٹ جانے تک وہ نماز ادا کرنے والوں (نمازیوں) میں لکھا جاتا ہے۔

(مسند الامام احمد: جلد:13،ص:373،رقم الحدیث:17371)

☆ اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا ایسے ہیں جیسے عبادت گزار ہوا کرتا ہے۔ اس امت پر کتنا کرم ہے ابھی عبادت کرنی ہے ابھی نماز ادا کرنی ہے لیکن اس کے انتظار میں بیٹھنے والا عبادت گزار متصور ہوگا۔ اس کا ہر لمحہ عبادت لکھا جائے گا۔ یہ اس کے گھر مسجد میں آنے کا اجر ہے۔ مسجد میں بیٹھ کر نماز کے انتظار کا اجر ہے۔ مسجد میں جس نماز کے انتظار پر اتنا اجر ہے کہ وہ قائمین میں شمار ہوتا ہے تو خود نماز ادا کرنے کا کتنا اجر و ثواب ہوگا۔

یہ سب وفاء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر ہے۔

عمرہ جتنا ثواب و اجر

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے لئے نکلا تو اسے اتنا اجر ملتا ہے جتنا احرام باندھے ہوئے حاجی کو ملتا ہے۔

جو اپنے گھر سے چاشت کے نوافل ادا کرنے کے لئے نکلا اس کے مسجد جانے کی غرض صرف یہی ہو تو اسے اتنا اجر ملتا ہے جتنا عمرہ ادا کرنے والے کو ملتا ہے۔

ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح ادا کرنا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی لغو بات نہ ہو علیین میں نام لکھوانا ہے۔ (سنن ابی داؤد: جلد:1،ص:208،رقم الحدیث:558)

گھر سے وضو کر کے پاک وصاف ہو کر مسجد کی جانب رخ کرنا سعید ہونے کی نشانی ہے اور جو خوش بخت ایسا کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے بشارت دے رہے ہیں کہ اسے احرام باندھے ہوئے حاجی کا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

جنت تک لے جانے کا کفیل

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔ مسجد جس کا گھر ہو جائے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو راحت، رحمت اور پل صراط سے گزار کر اللہ تعالیٰ کی رضا جنت تک لے جانے کا کفیل ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 2 ص 134، رقم الحدیث 2026)

☆ مسجد ہر متقی پرہیزگار کا گھر ہے۔ گھر سے محبت ایک فطرتی چیز ہے۔ گھر کی ہر چیز اور ہر کونے سے الفت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح متقی مسجد سے محبت کرتا ہے۔ ہر وقت اس کی الفت سے سرشار رہتا ہے۔ وہ جہاں بھی چلا جائے مسجد کی محبت و چاہت اس کے دل سے نہیں نکلتی۔ مسجد سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے۔

فخر العلماء، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متقی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

''متقی وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارک پر چلے دنیا کو پس پشت پھینکے اور اپنے نفس کو اخلاص و وفا کا پیکر بنائے اور حرام و جفا سے اجتناب کرے۔''

جو آدمی مسجد کو گھر بناتا ہے وہ متقی ہے۔ جب وہ تقویٰ کی سعادت سے سعادت مند ہو گیا تو یقیناً وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارکہ پر کاربند ہے۔ دنیا اور متاع دنیا سے اسے کوئی رغبت نہیں بلکہ وہ آخرت کا طلب گار ہے۔ اپنے نفس کو اخلاص و وفا کا پیکر بنا چکا ہے اور حرام و بے وفائی سے اجتناب کر چکا ہے۔

جو آدمی مسجد کو گھر بناتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے راحت و چین سے نوازے اور اس کے لئے اپنی رحمتوں کے در کھول دے۔ اللہ تعالیٰ جس کو راحت پہنچانے کا ذمہ لے لے، اسے رحمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرما لے اس آدمی کے راحت و آرام اور رحمتوں سے لبریز ہونے پر کون ہمسری کر سکتا ہے؟ مساجد کو گھر بنانے والے کو راحت

Marfat.com

وچین نصیب ہے۔ وہ راحت اہل ثروت کو کہاں ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ دار کاروبار کی وسعتیں رکھنے والے اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والے بلکہ وہ باجبروت حکمران جو لوگوں کی تقدیروں سے کھیلتے ہیں۔ انہیں وہ چین وسکون کہاں نصیب ہے جو ایک مسجد میں بیٹھنے والے اسے اپنا وطن اور گھر بنانے والے تقویٰ کی دولت سے آراستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو حاصل ہے۔ اس کے ایک ایک لمحہ پر دنیاوی راحتیں قرباں اس کی ایک ایک ساعت پر عارضی وناپائیدار بادشاہیں نثار، جو سعید روح مسجد کو اپنا گھر بنالے اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے کہ اسے پل صراط سے امن وعافیت سے گزار دے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جنت تک لے جائے گی۔ جہنم سے ہر ایک نے گزرنا ہے۔ بدنصیب جہنم میں رہ جائیں گے اور خوش نصیب گزر کر جنت چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ابدی وسرمدی رضا کی دولت سے سرفراز ہوں گے۔

مسجد کو گھر بنانے والا کتنا سعید ہے کہ اللہ تعالیٰ آج دنیا میں اس سے وعدہ فرمارہا ہے کہ میں تجھے پل صراط سے گزاردوں گا۔ تجھے اپنی رضا کی سعادت سے لبریز کروں گا اور تجھے جنت میں داخل کردوں گا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

جو شخص وفا کرے گا تو اس کے بدلے میں جنت عطا کی جارہی ہے۔ اب انسان کی مرضی ہے کہ وفا کرے یا بےوفائی کرے۔ راستے دونوں طرف کھلے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومن کا ضامن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھ مجلسیں ہیں ان میں اللہ تعالیٰ مومن کا ضامن ہے۔ ان مجالس میں اس کا جتنا بھی حصہ ہو، مسجد جماعت میں، مریض کے پاس، جنازہ میں، اپنے گھر میں، عادل حکمران کے پاس جو اس کی تعظیم وتوقیر کرے۔ مشہد جہاد میں۔ (مجمع الزوائد: جلد: 2، ص: 136، رقم الحدیث: 2034)

Marfat.com

دوسری روایت میں ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔جس نے کسی مریض کی عیادت کی اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔جو صبح یا شام مسجد گیا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے جو امام وقت کے ہاں گیا اس کی عزت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے اور جو اپنے گھر میں بیٹھا کسی انسان کی غیبت نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔(مسند الامام احمد: جلد: 16،ص: 195،رقم الحدیث: 21992)

☆ ضامن تمام امور اپنے ذمے لے لیا کرتا ہے۔انسان اپنے ذمہ جو چیز لے سکتا ہے وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کر سکے۔انسان کی کمزوری اور اس کی بے بضاعتی اسے تمام امور کی نگرانی نہ کرنے دے لیکن جس خوش نصیب کا ضامن اللہ تعالیٰ ہو اس کے بختوں کا کیا کہنا۔اللہ تعالیٰ کی ضمانت ہر قسم کے نقص اور کجی سے معرا ہے جس کی ضمانت نقص کے داغ سے داغدار ہو وہ الہ نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث کے اندر مسجد جماعت میں حاضر ہونے کا ذکر ہے۔

جو شخص صبح و شام مسجد کا رخ کرے وہاں جا کر نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اپنے قلب و قالب کو منور کرے۔یہ اس کا جانا صبح ہو یا شام دن کو ہو یا رات کو تخت دھوپ میں ہو یا تاریک رات میں اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔اس کے تمام امور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لئے ہیں۔مسجد جا کر نماز ادا کرنے والا اپنے گھر کے بارے میں زیادہ فکرمند نہ ہو کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی غرض سے مسجد آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے اس کے گھر عافیت کا بسیرا رہے گا جب اللہ تعالیٰ ضامن ہے تو آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔

بسا اوقات انسان سوچتا ہے کہ اس کی صحت اس قابل نہیں کہ مسجد کا رخ کیا جائے۔اسے اللہ تعالیٰ کی اس ضمانت پر یقین رکھنا چاہئے جب اللہ تعالیٰ ضامن ہے تو اس کی

Marfat.com

ضمانت پر بھروسہ رکھ کر مسجد کا رخ کرنا چاہئے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے لبریز کرے گا۔ ہو سکتا ہے اس کے اخلاص کی بدولت اور فرمان ذیشان پر یقین رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے نجات عطا کر دے۔ کبھی انسان کاروبار میں مگن ہے اس کی دکان پر گاہک کثیر تعداد میں ہیں۔ ادھر مسجد کے منارہ سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائے دلنواز بلند ہوگئی ہے۔ اس کا نفس کہتا ہے اگر تو نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد جائے گا تو یہ موقع کھو دے گا۔ گاہک اور خریدار چلے جائیں گے تجھے کافی نقصان ہوگا۔ اے مرد مومن یہ نفس کا دھوکہ ہے۔ جب اللہ اکبر کی صدا آئے فوراً مسجد کا رخ کر یقین و ایمان کی دولت کو سمیٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے گھر جا کر سجدہ کا لطف و لذت لے۔ اللہ تعالیٰ تیرا ضامن ہے وہ تیرا نقصان نہیں ہونے دے گا۔ یہ گاہک چلے جائیں گے تو کوئی بات نہیں رحیم کریم اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ یوں بھی پورا فرما سکتا ہے کہ تجھے وہاں سے رزق عطا کر دے جہاں تیرا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ یہ علامت تقویٰ ہے اور تقویٰ سے آراستہ انسان کو کریم اللہ تعالیٰ کی ذات بہت کچھ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی راہ بناتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں اس کا وہم و گمان نہیں ہوتا۔ اگر انسان وفا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا دنیا میں ضامن ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ضامن ہوتا ہے۔

یہ وفا کا صلہ اس کو پورا پورا عطا کیا جاتا ہے۔

مسجد کی طرف چلنا جنت کی ضمانت

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین ایسے خوش نصیب ہیں کہ ان تینوں کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک وہ آدمی جو فی سبیل اللہ جہاد کے لئے نکلا اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ یہاں تک کہ اسے وفات دے دے تو اسے جنت میں داخل فرمائے یا اسے اجر و ثواب اور مال غنیمت دیکر گھر لوٹائے۔ ایک وہ آدمی جو (نماز ادا کرنے کے لئے)

Marfat.com

مسجد کی طرف چلا تو اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ یہاں تک کہ اسے وفات دے تو اسے جنت میں داخل فرمائے ورنہ اسے اجر وغنیمت دیکر واپس لوٹائے۔ ایک وہ آدمی جو گھر میں ''السلام وعلیکم'' کہہ کر داخل ہو تو اس کا ضامن (بھی) اللہ تعالیٰ ہے۔

(سنن ابی داؤد: جلد: 2 ص: 10، رقم الحدیث: 2494)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے بارے میں فرشتوں کو ذکر کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کی۔ (نماز کے بعد) جس نے اپنے گھر جانا تھا وہ چلا گیا اور جس کی قسمت میں مسجد میں رہ جانا تھا وہ رہ گیا۔ تو اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی تشریف لائے کہ آپ تیز سانس لے رہے تھے اور اپنا تہبند اٹھایا ہوا تھا اور (ہم جو مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان سے) فرمایا

تمہیں مبارک ہو! یہ تمہارا رب ہے اس نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہے۔ تمہارے سبب فرشتوں سے فخر فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

(اے فرشتو!) دیکھو میرے بندوں کو دیکھو انہوں نے ایک فریضہ (نماز مغرب) ادا کر لی ہے اور دوسرے فریضہ (نماز عشاء) کا انتظار کر رہے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ جلد 1 ص 436 رقم الحدیث 801)

☆ صحابی حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما کے بیان کے مطابق ایک دن نماز مغرب ادا کر کے ہم مسجد میں نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی کیفیت واضح کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بہت بڑی خوشی ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ خوش خبری اہل ایمان کو سنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان سب بیٹھنے والوں کا ذکر بطور فخر فرماتا ہے کہ دیکھو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ایک فرض ادا کر کے دوسری فرض نماز کے انتظار

Marfat.com

میں بیٹھے ہیں۔ یہی وہ فرشتے جنہوں نے تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت اللہ تعالیٰ سے کہا تھا۔

''اے اللہ! کیا تو ایسی مخلوق کو اپنا خلیفہ بنانے والا ہے جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ جواباً خالق کائنات عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

''میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

فرشتوں کی نظر کسی فسادی اور خونخوار پر تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر کرم اپنے خاص بندوں پر تھی جو ے توحید سے سرشار اس کی بندگی کے مزے لے رہے ہوں گے۔ انہیں عبادت کا یوں ذوق وشوق ہوگا کہ دنیا کی ساری نعمتیں اور دنیا کا سارا سامان اس کے مقابلے ان کی نظر میں ہیچ ہوگا وہ ایک نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں اس کے گھر، مسجد میں بیٹھے رہیں گے۔ خوشا وہ پاک باطن اور پاکباز جو مساجد سے محبت کرتے ہیں۔ ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں۔

آج بھی جو انسان کلمہ گو ایک نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مسجد بیٹھا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر بھی بطور مباہات فرشتوں سے فرماتا ہے اور اس کا آج ذکر بطور فخر ہو رہا ہے۔ کل قیامت کو اس پر عنایات کا عالم کیا ہوگا۔

یہ ہے وفا کا صلہ جو مساجد کو آباد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف ثناء رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی زیارت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے گھر میں وضو کیا اور احسن طریقے سے وضو کیا پھر وہ مسجد میں گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا ہے تو جس کی زیارت کے لئے آیا جائے اس پر حق بنتا ہے کہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے۔

(صحیح سنن الترمذی: جلد: 5، ص: 371، رقم الحدیث: 3161)

Marfat.com

☆ حقیقی عزت اسی کی ہے جسے اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائے۔ خالق و مالک عزوجل جس کے سر پہ عزت و کرامت کا تاج سجا دے اس کی ہمسری کون کر سکتا ہے۔ دنیا کی یہ ظاہری عزتیں سب عارضی عزتیں ہیں بلکہ یہ عزت کے پردے میں رسوائیاں ہیں۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ عزت سے نوازے پروردگار جسے مکرم بنا دے وہ ایسی عزت سے سرفراز ہے جہاں ذلت و رسوائی کا شائبہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مساجد کو وطن بنانا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خوش قسمت آدمی مساجد کو صلاۃ اور ذکر کے لئے اپنا وطن بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے یوں خوش ہوتا ہے جیسے کافی عرصہ سے غائب شدہ کے آنے والے سے اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ: جلد: 1 ص: 435، رقم الحدیث: 800)

☆ کس آدمی کو وطن سے محبت نہیں ہے۔ ہر آدمی اپنے وطن کی محبت سے سرشار ہے۔ وطن پر آنچ آنے لگے تو اہل عزم و ہمت اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔

اس روح ارجمند کے بختوں پر قربان جائیں جو مسجد کو اپنا وطن بنا لیتا ہے اور مسجد سے محبت اسے ہر محبت سے بے نیاز بنا لیتی ہے اگر کسی لمحے وہ مسجد سے باہر چلا جائے تو اس کی روح کا قرار چھن جاتا ہے۔ مسجد کی دوری اس کی روح کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپاتی ہے۔ اسے مسجد میں پہنچ کر ایسے سکون و قرار ملتا ہے جیسے مچھلی کو پانی میں اطمینان و سکون ملا کرتا ہے۔ ایسے نیک بخت سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔ اس کی اس ادا پر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضا کا پروانہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کو کس انداز سے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کو کس انداز سے بیان فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس الفاظ سے ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے کسی غائب شدہ کے آنے سے اس کے گھر والوں کو خوشی ہوتی ہے۔

یہ خونی رشتے کس درجہ گہرے ہوتے ہیں اور ان کے اثرات کہاں تک پہنچتے ہیں کہ ایک عزیز کہیں چلا جائے تو باقی گھر والوں کا قرار وسکون چھن جاتا ہے ان کی زندگی پھیکی ہو جاتی ہے۔ جب وہ واپس آئے تو تمام اہل خانہ کے چہرے خوشی سے دمک اٹھتے ہیں اور ان کے چہروں کی شادابی ان کی دلی کیفیت کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ وہ ان تمام لوازمات سے پاک ہے لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امتی سے کتنا پیار فرماتا ہے کس درجہ محبت فرماتا ہے جیسے وہ مسجد کو اپنا گھر اپنا وطن بنا لے اللہ تعالیٰ کو بھی خوشی ہوتی ہے جیسے غائب کے آنے سے گھر والوں کو ہوا کرتی ہے۔

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اہل ایمان جب بیت اللہ کو اپنا وطن بنا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کی قدر کرتا ہے اور خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے افضل واعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔

جس نے وفا کی تو اس کو صلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور ان کے فعل پر خوش بھی ہوا۔ یہ ان کی وفا کا صلہ ہے۔

دوسری روایت میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی وضو کرے تو احسن طریقے سے وضو کرے اور اسے مکمل کرے پھر مسجد آئے تو صرف نماز ادا کرنے کے ارادہ سے آئے تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ ایسے خوش ہوتا ہے جیسے گھر کے لوگ کسی اپنے دور گئے ہوئے عزیز کی واپسی پر خوش ہوتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان: جلد: 4، ص: 484، رقم الحدیث: 1607)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عورت پر شفقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک سیاہ رنگ والی عورت مسجد سے (روزانہ) تنکے چنا کرتی تھی۔ جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ مرگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا انتقال ہوگیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ بتایا؟ مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

(صحیح البخاری: جلد 1، ص: 160، رقم الحدیث 458)

دوسری حدیث میں یوں ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک سیاہ رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مفقود پایا تو اس کے بارے میں حاضرین سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ خبر دی؟

راوی حدیث بیان کرتے ہیں گویا انہوں نے اس کے معاملہ کو بالکل معمولی سمجھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟

انہوں نے اس کی قبر کی نشاندہی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر (ہی) نماز جنازہ ادا فرمائی پھر ارشاد فرمایا: بے شک یہ قبور میت ظلمتوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ان پر میرے نماز ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان قبور کو ان کے لئے منور فرمادیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد 2، ص 244، رقم الحدیث 1527)

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خلعت زیبا زیب تن فرما کر اس عالم آب وگل میں تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا شفقت و پیار ہیں۔ آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ہر فرد کے خیر خواہ ہیں ان میں سے جو بھی کوئی نیک کام کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشی ہر اہل ایمان کے لئے سعادتوں کی سعادت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے جمیع افراد کے حالات سے باخبر ہیں۔ اس عورت کی حالت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہ تھی لیکن اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اور اپنی امت کو درس دینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم نے مجھے کیوں نہ بتایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے۔

یہ عورت کس درجہ خوش بخت تھی کہ اس کی قبر پر اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ جس کی قبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں وہ قبر یقیناً رشک ارم ہے اور قبور میں اس کا ایک مقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ بھی فرمائی۔ یہ عورت مسجد سے محبت کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی محبت سے محروم نہیں رکھا۔ یہ عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے باطن کو اجلا و مصفا بنا دیا تھا۔ یہ عورت مسجد کی طرف آتی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر جلوہ گری فرمائی۔

مسلمانو!

وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہم مساجد کی صفائی و ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔

یقین رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض مبارک صرف اس دور تک نہ تھا بلکہ یہ فیضان قیامت تک جاری و ساری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس عورت کے نبی نہ تھے بلکہ ہر کلمہ گو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ آج جو لوجہ اللہ مسجد کی صفائی کرتا ہے کل جب اس کی موت کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کو بھی کرم نوازیوں سے سرفراز فرمائیں گے۔

صحیح مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''بے شک یہ قبریں اہل قبور سمیت ظلمتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ میری ان پر نماز ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبور کو ان کے لئے منور فرماتا ہے۔''

قبور تاریک جگہیں ہیں یہاں روشنی و نور نام کی کوئی چیز نہیں جو قبر میں چلا گیا وہ تاریکی وظلمت میں ڈوب گیا۔ ہاں جس خوش قسمت کی قبر پر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کریں اس کے لئے استغفار فرمائیں۔ اس کو اپنی دعاؤں سے نواز دیں اس کی قبر نور سے بھر جاتی ہے اور اس کی قبر نور کا مرکز قرار پاتی ہے۔

آج جن کی بھی قبریں اندر سے منور ہیں وجہ یہ ہے کہ ان پُرنور الانوار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم ہے۔ نور والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا سے ان کی قبر کو منور فرما دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب وفا مسلمان کرتا ہے تو اس کا بدلہ پورا پورا دیا جاتا ہے اور اس میں کسی چیز کی کمی نہیں کی جاتی ہے۔

مساجد میں رہنے والے کے لئے فرشتوں کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب تم میں سے کوئی بھی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہو تو نماز کی ادائیگی جب تک اسے مسجد میں روکے رکھے وہ نماز میں ہی ہے۔ تم میں سے جس نے جہاں نماز ادا کی اور وہ جہاں نماز ادا کی اور وہاں بیٹھا رہا تو جب تک وہ وہاں بیٹھا رہے ملائکہ اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اے اللہ عزوجل: اس کی مغفرت فرما۔

اے اللہ عزوجل: اس پر رحم و کرم فرما۔

اے اللہ عزوجل: اس کی توبہ قبول فرما۔

Marfat.com

یہ دعائیں جاری رہتی ہیں جب تک کہ وہ نماز ادا کرنے والا بے وضو نہ ہو جائے یا جب تک کسی کو اذیت نہ دے۔ (سنن الترمذی: جلد:2، ص:150، رقم الحدیث:330)

☆ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں جب بھی اہل ایمان مساجد میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی عنایات کریمانہ کی پھوار شروع ہو جاتی ہے پھر جب تک مساجد میں مشغول عبادت رہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی لذت سے سرشار رہیں یہ رحمتیں اور برکتیں برستی رہتی ہیں۔

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ جب تک اہل ایمان نماز ادا نہیں کر لیتے وہ نماز میں ہیں۔ یعنی با جماعت ادا کرنے میں ابھی نصف گھنٹہ باقی ہے ایک مرد مومن نماز ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں آ گیا اور اس کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ نماز تو آدھ گھنٹہ بعد ادا کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ملاحظہ ہو کہ اس کا یہ آدھ گھنٹہ جو انتظار نماز میں بسر ہو رہا ہے وہ بھی نماز میں شمار ہوگا۔ اس آدھ گھنٹہ میں قیام و رکوع و سجود کا ثواب مسلسل ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے گھر، مسجد سے کس درجہ پیار ہے اور جو آدمی اس کے گھر کا رخ کرتا ہے۔ اس پر بھی وہ کتنا شفیق ہو جاتا ہے۔ مسجد داخل ہوتے ہی اسے عبادت کا ثواب دینا شروع کر دیتا ہے۔ فرشتے اس کے اعمال نامہ میں نماز کا ثواب لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب تک وہ صلوٰۃ ادا نہ کرے اس کا ثواب مسلسل لکھا جاتا ہے۔

☆ پھر حدیث میں یوں ذکر ہے کہ

ملائکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں جب تک تم میں سے کوئی اپنی اس جگہ میں بیٹھا رہے جس جگہ اس نے نماز ادا کی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی عنایات و کرم نوازیوں کا سلسلہ صرف نماز ادا کرنے تک نہیں بلکہ یہ سلسلہ نماز ادا کرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ جب تک نماز ادا کرنے والا اپنی جگہ بیٹھا رہے کرم کی پھوار مسلسل برستی رہتی ہے بلکہ نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا جوبن نرالا ہو جاتا ہے اس کے ملائکہ، اس کے نوری فرشتے، معصوم مخلوق دست بدعا ہو

Marfat.com

جاتی ہے۔

یہ خاک کا پتلا کس درجہ فیروز بخت ہے جب عبادت کر کے نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر میں بیٹھا ہے تو نوری مخلوق اس کے لئے دعائیں شروع کر دیتی ہے اس کی مغفرت اس کے لئے رحمت اور اس کی قبولیت توبہ کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ اولاد آدم کی کتنی خوش بختی ہے کہ نوری مخلوق اس کے لئے دعائیں کرتی ہے اور جس کے لئے دعائیں فرشتے کریں ان کے مقدروں کی رفعت کا عالم کیا ہوگا۔ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتے تو ان کا دعا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ امتی کس درجہ فائق ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے کہ اس کے لئے دعائیں کرو تو یقین جانئے ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کی مغفرت اس کی رحمت اور اس کی جانب سے قبولیت توبہ کی سعادت لے کر اٹھتا ہے۔

فرشتوں کا تیمارداری کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک کچھ لوگ اوتاد المساجد ہیں۔ ملائکہ ان کے ہم نشین ہوتے ہیں۔ اگر وہ کہیں چلے جائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت، تیمارداری کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی حاجت میں ہوں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا۔

جیس المسجد تین خصال پر ہیں۔

(۱) ایسا بھائی جس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

(۲) کلمہ محکمہ

(۳) رحمتہ منتظرۃ

(مسند الامام احمد: جلد: 9، ص. 204، رقم الحدیث 9688)

Marfat.com

☆ بعض چیزوں کے بنانے میں کیل استعمال ہوتے ہیں مثلاً میز کرسی وغیرہ کے پائے مینخ کی وجہ سے پیوست ہوتے ہیں۔ اس میز کے جوڑوں میں کیل استعمال ہوتے ہیں۔ اس میز کا قیام ان میخوں کی وجہ سے ہے اگر یہ نہ ہوں تو میز میز نہ رہے بلکہ منتشر ہو جائے۔ کیل ہی ایسی چیز ہے جس نے ایک میز وکرسی کو قائم رکھا ہوا ہے۔ ان کے اعضاء آپس میں ملے ہیں تو کیل کی وجہ سے ان میں اتصال ہے تو کیل کی وجہ سے اور وہ پوری چیز حسن سے آراستہ ہے تو بھی اس میں کیل کا بنیادی کردار ہے۔ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور بیت اللہ کی ایک ظاہری تعمیر میں دیواریں چھت اور دروازے ہیں۔ ان کو آپس میں پیوست رکھنے کے لئے قسم کی مصالحہ جات استعمال ہوتے ہیں۔ اسی ساز وسامان کی وجہ سے دیواریں ایک دوسرے سے پیوست ہیں اور چھت ان پر قائم ہے۔ اگر یہ سامان کمزور ہو یا یہ اپنی طاقت ختم کر دے تو مسجد کی دیواریں قائم نہ رہ سکیں اور مسجد چھت سمیت گر جائے گی۔ اسی طرح مسجد کی روحانی اور باطنی تعمیر ہے اور اس میں بنیادی کردار اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں کا ہے جنہیں اوتاد المساجد کہا جاتا ہے۔ مسجد کی رونق مسجد کی آبادکاری ان کے دم قدم سے ہے اگر یہ موجود ہیں تو مسجد آباد ہیں۔ وہاں ذکر الٰہی کی کثرت کرنے والے ہیں۔ نماز ادا کرنے والوں کا ایک جم غفیر ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو مسجد کی رونق ماند پڑ جاتی ہے۔ وہاں نماز ادا کرنے والوں کی قلت ہوتی ہے۔ اگر کوئی آ بھی جائے تو بددلی سے نماز ادا کرتا ہے۔ ایسے خوش قسمت افراد جن سے مسجد کی آبادکاری وابستہ ہے یہ مسجد کی باطنی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کا وجود مسعود سراپا رحمت ہوتا ہے۔ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔ ان کے ساتھ نماز ادا کرنے والا سعادت مند ہوا کرتا ہے۔ یہ اخلاق کے پیکر جن کے انگ انگ میں ذکر الٰہی کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ اگر ظاہری طور پر کسی ویران و بے آباد جگہ میں فروکش ہو جائیں اور وہاں ظاہری مسجد کا ڈھانچہ تک نہ ہو تو پھر بھی دیکھتے دیکھتے وہ ویران جگہ آباد ہو جاتی ہے اور ان کے دم قدم سے جنگل میں منگل کا سماں ہوتا ہے اور جہاں وہ بیٹھتے ہیں وہ جگہ مسجد کا روپ

Marfat.com

دھار لیتی ہے اور پھر وہاں نماز ادا کرنے والوں اور سر بندگی جھکانے والوں کی کثرت ہوا کرتی ہے۔ وہ بھی وہاں جام توحید لبوں سے لگاتے ہیں اور مے توحید سے شاد کام ہوا کرتے ہیں۔ ایسے سعید افراد شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ''اوتاد المساجد'' کہلاتے ہیں۔

اوتاد المساجد جن سے مساجد کی آبادی وابستہ ہے۔ اتنے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشین وجلیس ہوا کرتے ہیں۔ انسان کے سیرت وکردار کی شناخت اس کے ہم نشین وجلیس سے ہوا کرتی ہے تو جن کے ہم نشین وجلیس اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتے ہوں تو ان کی عزت وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔ ہر مخلوق اپنی ہم جنس سے محبت کرتی ہے۔ اس کا راہ رسم اور میل جول اپنی ہی جنس سے ہوا کرتا ہے۔ مثلاً انسان انسان کا ہم نشین ہے تو گھوڑے اور خچر کو گھوڑے اور خچر سے انس ویگانگت ہے۔ یہ فرشتے نوری مخلوق ہیں اور لطیف ہیں۔ انسان خاکی مخلوق کثیف ہے تو فرشتے لطیف ہو کر کثیف کے ہم نشین کیسے ہو گئے تو اس کا جواب بالکل واضح ہے۔ اوتاد المساجد ذکر الٰہی کی مے سے ہر وقت سرشار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد ان سے کثافت کو آہستہ آہستہ دور کرتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آتا ہے جب ذکر الٰہی سے کثیف انسان لطیف بن جاتا ہے۔ خاکی نوری روپ دھار لیتا ہے فرشی ہو کر عرش کی جانب محو پرواز ہوتا ہے۔ اب جب ایسے افراد کا وجود لطیف ہو گیا تو لطیف مخلوق ان کی ہم نشین ہوئی۔ ان کا وجود خاکی عارضہ سے نکل کر نوری ہو گیا تو نوری مخلوق فرشتے ان کے جلیس ہوئے۔

اوتاد المساجد اگر غائب ہو جائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ جب کسی کو کسی سے محبت وانس ہو جاتا ہے تو وہ اس کی جدائی برداشت نہیں کرتا۔ روزانہ اس کی صحبت میں بیٹھنے والا اگر کسی دن اسے نہ پائے تو اس کی کمی محسوس کرتا ہے اور اس کی تلاش وجستجو کرتا ہے۔ مسجد میں اپنا وقت گزارنے والے اور مسجد سے محبت کرنے والے کتنے بخت آور ہیں کہ فرشتے ان کے جلیس ہوا کرتے ہیں اگر وہ کہیں چلے جائیں تو فرشتے ان کی کمی

Marfat.com

محسوس کرتے ہیں کیونکہ اللہ والا جہاں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتا ہے اس جگہ اس کے انوار سرایت کر جاتے ہیں۔ وہ جگہ باقی جگہوں سے ممتاز ہو جاتی ہیں۔ نوری مخلوق جب اللہ والے کے ذکر وفکر کو دیکھتی ہے اس کی تسبیح ومناجات سے شادکام ہوتی ہے تو انہیں اس جگہ اس اللہ والے کے انوار بھی نظر آتے ہیں۔ اگر کسی دن وہ کہیں چلا جائے تو فرشتے اس کے انوار والی جگہ میں اسے نہ پا کر اس کی تلاش وجستجو کرتے ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ فرشتے جس کی تلاش وجستجو کریں وہ بڑا سعادت مند ہے۔

انسان کو بیماری کا عارضہ لاحق ہوتا رہتا ہے اور بیمار کی تیمار داری کے لئے لوگ آتے رہتے ہیں لیکن بیمار بیمار میں فرق ہوا کرتا ہے اگر بیمار اپنی قوم کا سردار ہے تو پوری قوم تیمارداری کے لئے آتی ہے اگر سرمایہ دار ہے تو سرمایہ والے اس کی تیمارداری کرتے ہیں۔ اگر وہ غربا ومساکین کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے تو غربا ومساکین اس کی تیمارداری کرتے ہیں اور اس کے لئے دست بدعا رہتے ہیں لیکن اوتاد المساجد کی شان نرالی ہے اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت وبیمار پرسی کے لئے کوئی آئے نہ آئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ضرور ان کی تیمارداری کرتے ہیں۔ اس آدمی کے دار آخرت میں رتبہ ومقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس کی بیمار پرسی کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیج دے۔ رحمت والے فرشتوں کا وجود سراپا رحمت ہے۔ یہ جہاں بھی جائیں وہاں رحمت ہی رحمت ہوا کرتی ہے تو جو فرشتے تیمارداری کے لئے آئے اگر مریض کی حیاۃ باقی ہے ابھی اس کی زندگی کی سانسیں پوری نہیں ہوئیں تو فرشتوں کی تیمارداری سے مرض سے نجات مل جائے گی اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ابھی مرض سے شفا کا نہیں تو پھر اس کے درجات کی بلندی یقینی ہے اور اگر اس کی زندگی پوری ہو چکی ہے اور اس کے اس جہان فانی سے جانے کا وقت آ چکا ہے تو فرشتوں کی تیمارداری کا واضح مطلب ہے کہ وہ اس جہاں سے اپنی نعمت ایمان سلامت لئے جا رہا ہے اور اس جہاں سے ایمان سلامت لے جانا سب سے اہم بات ہے۔

Marfat.com

آگ سے آزادی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے جس نے چالیس راتیں مسجد میں باجماعت نماز ادا کی (اس اہتمام کے ساتھ) کہ اس کی نماز عشاء کی پہلی رکعت بھی فوت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھ دیتا ہے کہ یہ آگ سے آزاد ہے۔

(صحیح سنن الترمذی: جلد: ۱، ص: 148، رقم الحدیث 241)

☆ کسی جرم کی پاداش میں انسان کو جیل جانا پڑ جائے تو وہاں سے آزادی کے لئے ہزاروں جتن کرتا ہے۔ جیل سے باہر آنے کے لئے اپنے تمام ذرائع استعمال کرتا ہے۔ اس کے عزیز واقارب بھی چین سے نہیں بیٹھتے اس کو چھڑوانے کے لئے ان کو بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے تو بھی دریغ نہیں کرتے۔

قیامت کا عذاب سخت ترین عذاب ہے قہر خداوندی سے انسان کے پسینے چھوٹ رہے ہوں گے جب اسے جرموں کی پاداش میں آگ میں داخل کیا جائے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کتنی مہنگی ہے۔ اس عذاب سے چھٹکارے کے لئے اس وقت اس سے تمام ذرائع مفقود ہوں گے۔ وہ بے بس ہوکر نہایت حسرت سے داخل جہنم ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عذاب نار سے رہائی کے لئے ایک سہل اور آسان نسخہ ارشاد فرمایا ہے۔

چالیس دن مسجد جا کر نماز باجماعت یوں ادا کی جائے کہ پہلی رکعت تک فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

سبحان اللہ! ایک بندہ مومن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی رحمتیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ کس درجہ رحیم وکریم ہے کہ چالیس دن نماز با جماعت سے آگ سے رہائی مل جاتی ہے۔

Marfat.com

قیامت کے دن مکمل نور

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوش خبری سنا دیجئے ان افراد کے لئے جو رات کے اندھیروں میں (نماز کی ادائیگی کے لئے) کثرت سے مساجد کی طرف چل کر آتے ہیں کہ ان کے لئے قیامت کے دن مکمل نور ہے۔

(سنن ابن ماجہ: جلد: 1، ص: 426، رقم الحدیث: 781)

☆ دن اور رات کا نظام سورج کے طلوع وغروب کے ساتھ وابستہ ہے سورج طلوع ہوتے ہی ہر طرف اجالا ہو جاتا ہے۔ روشنی سے ہر چیز نہا ہوتی ہے لیکن سورج کے غروب ہوتے ہی تاریکی کا بسیرا ہو جاتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر چیز تاریکی میں ڈوب جاتی ہے۔ ہر طرف ظلمت ہی ظلمت اور اندھیرا ہی اندھیرا ہو جاتا ہے۔ انسانی زندگی خطرات سے عبارت ہے۔ خطرات ہر وقت انسان کے درپے آزاد ہیں لیکن دن کی نسبت رات کو اور روشنی کی نسبت تاریکی میں زیادہ خطرات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کچھ دیوانے ایسے بھی ہیں جنہیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ دن ہو یا رات ان کے سروں سے سودائے عشق الٰہی ہی نہیں نکلتا۔ ان کا کیف انہیں ہر حال میں خراماں خراماں مساجد کی طرف لے جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا بندہ عشق الٰہی کی مے سے مست ہو کر تاریکیوں میں بھی مساجد کا رخ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کرم اسے محروم نہیں رکھتا بلکہ اتنا کرم فرماتا ہے کہ انسان کو انسان ہوتے ہوئے اپنی تنگ دامانی کا احساس ہوتا ہے۔ ایسے خوش بخت آدمی کے لئے جو تاریکیوں میں اندھیروں میں مساجد کا رخ کرتے ہیں ان کی جبین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدے کرنے کے لئے بے تاب ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن خوب نوازے گا۔ اسے نور کی نعمت عطا فرمائے گا۔ قیامت کے دن نور کا ہونا ایمان کی نشانی ہے نور اہل ایمان کو نصیب ہوگا۔ اس حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اندھیری راتوں میں مساجد کی طرف چل کر جانے والے کے ایمان کو اللہ تعالیٰ سلامت

Marfat.com

رکھے گا۔ کیا نماز ادا کرنے کے لئے یہی ایک انعام کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے گا اور وہ دنیا سے با ایمان رخصت ہو گا۔ قیامت کے دن جس کے پاس نور کا ایک ذرہ ہو گا وہ بھی رحمت الٰہی سے معمور ہو گا تو اندازہ لگایئے جس کے پاس نور تام ہو گا اس پر رحمات الٰہیہ کا جوبن کیسا ہو گا۔ مسجد سے محبت کرنے والا اور اس کی طرف تاریک راتوں میں چل کر آنے والا اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمانہ سے مالا مال ہو گا۔ اس کے پاس مکمل نور ہو گا۔ وہ نور نہیں جو ہماری نظر میں تام ہے بلکہ وہ نور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک میں تام ہے۔ مفہوم واضح ہوا مساجد کی طرف چل کر آنے والا نور تام والا ہے اور نور تام والا میدان حشر کے حصول سے محفوظ ہو گا۔ سورج کی تپش اور گرمی سے مامون ہو گا۔ ظل الٰہی میں بڑے آرام وسکون سے جلوہ گر ہو گا۔ حوض کوثر کے جام لبوں سے لگا رہا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز ہو گا۔ اسے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ میدان حشر میں اس کا سر نوری تاج سے جگمگائے جائے گا۔ اسے بڑے امن وعافیت سے پل صراط سے گزار کر داخل جنت کر دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے کی وجہ سے حاصل ہے۔ لہٰذا وفا کا تقاضا پورا کرنا ضروری ہے ورنہ پریشانی اٹھانی پڑے گی۔

دوسری روایت میں ہے

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، رات کے اندھیروں میں (نماز کی ادائیگی کے لئے) کثرت سے مسجدوں کی طرف آنے والے خوش ہو جائیں کہ ان کے لئے قیامت کے دن مکمل نور ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 ص 426، رقم الحدیث 780)

ایک روایت میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو افراد رات کی تاریکی میں کثرت سے

Marfat.com

مساجد میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے قیامت کے دن چمکتے نور سے روشنی فرمائے گا۔(مجمع الزوائد: جلد:2،ص:148،رقم الحدیث:2080)

☆ تاریک راتوں میں مساجد کی طرف چل کر آنے والے خوش بخت افراد کو کامل ومکمل نور تو ملے گا ہی جس سے ان کے چہرے چاند کو شرما رہے ہوں گے۔ان کے اعضاء نور میں ڈھلے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر مزید کرم یوں فرمائے گا کہ

ان کے لئے چمکتے نور سے روشنی فرمائے گا۔

آج اس دنیا عالم میں جب کسی کی بارات گزرتی ہے۔دولہا میاں کا چہرہ اندرونی خوشی کے سبب دمک رہا ہوتا ہے لیکن باراتیوں کو اور اہل محبت کو پھر بھی چین نہیں آتا۔ان کا جی نہیں بھرتا۔پھول کی پتیاں نچھاور کی جاتی ہیں۔قمقمے روشن کیے جاتے ہیں۔اس گزرگاہ کو سجایا جاتا ہے چمکایا جاتا ہے۔جہاں سے دولہا نے گزرنا ہوتا ہے۔یہ احباب کی محبت کی نشانی ہوا کرتی ہے اور یہ ان کی طرف سے واضح اعلان ہوتا ہے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ خوشیاں دائمی عطا فرمائے۔

بلاتشبیہ وتمثیل: اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے والا مساجد سے محبت کرنے والا تاریک راتوں میں مساجد میں آکر سر بندگی جھکانے والا قیامت کو سراپا نور ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جی نہیں بھرے گا بلکہ ان کا استقبال ہی نور سے ہوگا وہ جہاں جہاں سے گزرے گا اس جگہ کو نور کی پتیوں سے مزین کیا جائے گا اور اس کی گزرگاہ کو کرم والے نور سے منور کردیا جائے گا۔

مساجد سے لگاؤ رکھنے والا ظل الٰہی میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے۔

سات خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس

Marfat.com

کے ظل کے علاوہ کوئی ظل نہ ہوگا۔

(۱) عدل وانصاف کرنے والا حکمران

(۲) جن کی نشو ونما عبادت الٰہی میں ہوئی

(۳) وہ مرد جس کا دل مساجد سے معلق ہے۔

(۴) وہ آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی اس پر ان کا اجتماع ہوا اور اسی پر وہ جدا ہوئے۔

(۵) وہ آدمی جسے منصب و جمال والی عورت نے اپنی طرف بلایا تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

(۶) وہ آدمی جس نے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) صدقہ یوں چھپا کر دیا کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جان سکا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے راہ الہٰ میں کیا دیا ہے۔

(۷) وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (صحیح البخاری: جلد: 1 ص: 424، رقم الحدیث: 1423)

☆ قیامت کے دن سورج آگ برسا رہا ہوگا گرمی اور تپش انتہا پر ہوگی۔ پسینے بہہ رہے ہوں گے لیکن کچھ خوش قسمت ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ یہ ٹھنڈا سایہ راحت و آرام سے لبریز ہوگا جو اس سایہ میں آ جائے گا سب غم بھول جائے گا۔ میدان حشر میں لوگ مارے مارے پھر رہے ہوں گے لیکن ظل الٰہی میں بیٹھنے والے شاداں و فرحاں ہوں گے۔ ظل الٰہی سے کیا مراد ہے؟

بعض علماء نے فرمایا کہ عرش الٰہی کا سایہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سایہ کی نسبت اپنی طرف کر دی ہے۔ اس ٹھنڈے سایہ کو ظل الٰہی کہا گیا ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو ایک سایہ پیدا فرمائے گا اور اسے شرف و کرامت بخشنے کے لئے اس کی نسبت اپنی طرف فرما دی ہے۔

یہی وہ سایہ ہے جس میں بیٹھ کر درج ذیل اہل ایمان مزے لوٹ رہے ہوں گے۔

Marfat.com

☆ عمارات کو رنگ و روغن کیا جاتا ہے انہیں آراستہ کیا جاتا ہے ان کی سجاوٹ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ان میں قندیلیں لٹکائی جاتی ہیں۔ غالیچے بچھائے جاتے ہیں لیکن جس عمارت میں مکین نہ ہو اس کی یہ سجاوٹ چہ معنی وارد جس عمارت کو کوئی آباد ہی نہ کرے تو یہ اہتمام کس کام کا۔

عمارت کا اصلی حسن اس کے مکین سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد کی تعمیر کی جاتی ہے۔اسے بڑے اہتمام سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں قندیلیں تک لٹکائی جاتی ہیں لیکن مسجد کا اصل حسن اس کے آباد کرنے والوں کی وجہ سے ہے۔ مسجد اگرچہ ظاہر طور پر اتنی دل کش نہ ہو لیکن اس کے مکین وہاں نماز ادا کرنے والے تقویٰ و طہارت کی دولت سے آراستہ ہوں۔ ذکر الٰہی سے شاد کام ہوں۔ وہ مسجد حقیقی طور پر آباد ہے۔اس مسجد کا حسن ہی حقیقت میں بالا ہے۔ وہ آدمی جس کا دل مساجد سے معلق ہے ہر وقت اسے مسجد کا خیال رہتا ہے۔اگرچہ وہ مسجد سے باہر ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کا دل مسجد میں رہتا ہے۔اسے سکون ملتا ہے تو مسجد میں اسے آرام ملتا ہے تو مسجد میں وہ مسجد سے دور یوں رہتا ہے جیسے مچھلی پانی سے دور رہتی ہے۔ایسے آدمی کو رجل ''معلق بالمساجد'' کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

مسجد میں قندیل سے مسجد منور ہوتی ہے۔اس میں اجالا ہوتا ہے لیکن مسجد کی حقیقی قندیل اس آدمی کا دل قرار پاتا ہے مسجد کے روحانی ماحول کو اس کا دل یوں منور کرتا ہے جیسے ظاہری ماحول کو قندیل منور کرتی ہے۔ مساجد میں حقیقی اجالا ایسے افراد کی وجہ سے ہے یہ جیسے ہی مسجد میں داخل ہوتے ہیں مسجد میں ایک عجیب کیف چھا جاتا ہے۔ دلوں کے پیمانے جھلک اٹھتے ہیں ان کی آمد سے ماحول جگمگ جگمگ کر اٹھتا ہے۔ دلوں کی زبانیں فوراً سبحان اللہ کا ورد کرتی ہیں۔

قیامت کے دن ایسے افراد کو بھی ظل الٰہی میں جگہ دی جائے گی۔

Marfat.com

جنت میں مہمانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صبح و شام (نماز کی ادائیگی کے لئے) مسجد گیا تو اللہ تعالیٰ جتنی مرتبہ وہ صبح و شام مسجد کی طرف گیا، کے بدلے اس کی جنت میں مہمانی فرمائے گا۔ (صحیح البخاری: جلد: 1 ص: 209، رقم الحدیث: 662)

☆ جنت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشیں ہوں گی۔ انسانی تصورات سے بڑھ کر وہاں نعمتیں ہوں گی۔ جنت جنت ہے اس کی ہر نعمت حقیقی نعمت ہے اور اس کا ہر کمال حقیقی کمال ہے۔ ان ساری نعمتوں سے اس نعمت کا درجہ بہت بلند ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف فرمادے ساری نعمتیں جملہ کرامات اللہ تعالیٰ کے ہیں لیکن ان میں سے جس نعمت و کرم کو وہ اپنا کہہ دے یقیناً وہ نعمت و کرم باقی انعامات سے فائق و برتر ہے۔ جنت میں اس خوش بخت کے بختوں تک کسی کی رسائی ہے جس کے بارے میں خالق و مالک فرمائے میں اس کی ضیافت و مہمانی کروں گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اس کے لئے ہے جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کے گھر، مسجد کی طرف کشاں کشاں جاتا ہے اس دنیا میں جتنی مرتبہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر جائے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اتنی ہی مرتبہ اس کی ضیافت و مہمانی کا اہتمام کرے گا۔

کھانے کی لذت اپنی جگہ لیکن کھلانے والے ہاتھ کی لذت و کیف کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جنت کی نعمتیں اپنی جگہ لیکن اللہ تعالیٰ کی ضیافت و مہمانی کے کیف و سعادت کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مسلمانو!

یہ وفا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مساجد سے محبت رکھو اور ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جب تم یہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی طرف سے مہمانی دے گا۔ سبحان اللہ۔ مومن کی کیا شان ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن نور کی معیت میں ملاقات

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رات کی تاریکی میں چل کر (نماز کی ادائیگی کے لئے) مسجد آیا تو وہ قیامت کے دن نور کی معیت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ (سنن ابی داؤد: جلد: 1، ص: 222، رقم الحدیث: 561)

☆ سبحان اللہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات بہت بڑی سعادت ہے کہ اس سے بڑھ کر سعادت اور کون سی ہو گی اور یہ وہ بڑا انعام ہے کہ اس کے سامنے جملہ انعامات ہیچ نظر آتے ہیں۔ خاک کے پتلے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ لطف و کرم، فرزند آدم پر اللہ تعالیٰ پر عنایات، اس لطف و کرم اور عنایات پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

آج کسی دنیاوی حکمران سے ملاقات کا وقت طے ہو تو انسان کو رات کو نیند نہیں آتی۔ ساری رات اس ملاقات کے تصور میں گم رہتا ہے اور یہ تصور ملاقات اس کی پلکوں سے نیند چھین لیتا ہے۔ احکم الحاکمین رب العالمین سے ملاقات یوم قیامت کو یہ تصور بھی اہل ایمان کی پلکوں سے نیند اڑا دیتا ہے۔ رات بھر کروٹیں بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ ٹھنڈی راتوں کو اٹھ کر وضو کر کے مصلیٰ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رب العزت جل جلالہ سے مناجات کا لطف و لذت لیتی ہیں۔ اس رب العالمین اور خالق ارض و سما کا وعدہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا۔

جو رات کی ظلمت و تاریکی میں عازم مسجد ہوا تو وہ قیامت کے دن عزت و جلال والے اللہ تعالیٰ سے نور کی معیت میں ملاقات کرے گا۔ تاریک رات میں اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد میں جبین بندگی جھکانے کے لئے آنے والا یہ مت سمجھے کہ اس کا یہ عمل ہر کسی سے مخفی ہے ہو سکتا ہے یہ عمل عزیز و اقارب سے پوشیدہ ہو جائے لیکن جس خالق و مالک کے گھر جا کر سجدہ ریزیاں کرتا ہے۔ اس خالق و مالک سے یہ عمل پوشیدہ نہیں بلکہ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں سے لبریز ہو کر لکھا جا رہا ہے۔ یہ جہاں فانی ہے ناپائیدار اور ختم

Marfat.com

ہو جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابدی وسرمدی ہے۔ غیر فانی ہے اس جہاں فانی میں تاریک رات میں مسجد جا کر سر بندگی جھکانے والے کو اللہ تعالیٰ باقی جہاں میں ملاقات کا شرف بخشے گا۔ جب کسی بڑے سے ملاقات ہوتی ہے تو انسان کے چہرے کی رونق قابل دید ہوا کرتی ہے۔ خوشی ومسرت کے سوتے اس کے بشرے سے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی سے ملاقات کے وقت اس مومن کی ملاقات یوں ہوگی کہ اس کے اطراف میں نور ہی نور ہوگا۔ نور کی معیت میں شرف ملاقات بخشا جائے گا۔ گویا وحدہ لاشریک سے ملاقات کے وقت اس عبادت گزار کے چہرے سے نور چھن چھن کر باہر آ رہا ہوگا بلکہ جملہ اعضاء نور کی پھوار سے لبریز ہوں گے۔ اس حدیث پاک میں غور کیا جائے تو رات کی تاریکی میں مسجد جانے والے کے لئے ایک بہت بڑی نوید ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ کیونکہ قیامت کو نور اسے ہی ملے گا جو دنیا سے باایمان جائے گا۔ اب رات کو اٹھ کر مسجد جا کر نماز ادا کرنے والا وہ خوش نصیب ہے کہ وعدہ الٰہی ہے کہ اس کا ایمان سلامت رہے گا اور اس کی دنیا سے رخصتی ایمان سے ہوگی۔

مسجد میں باجماعت نماز تنہا پچیس نمازیں ادا کرنے سے بہتر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے گھر میں یا بازار میں تنہا ادا کرنے سے پچیس گنا زیادہ درجہ ہے۔

یہ اس وجہ سے کہ

نماز ادا کرنے والوں میں کوئی جب وضو کرلے اور احسن طریقے سے وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے۔ مسجد آنے کا ارادہ صرف نماز ادا کرنے کے لئے ہو تو اس کے مسجد میں داخل ہونے تک وہ جو بھی قدم اٹھائے گا اللہ تعالیٰ کے ذریعے اس کا درجہ بلند کرے گا اور اس کے ذریعے اس کا گناہ معاف فرمائے گا اور جب وہ مسجد میں داخل ہوگا تو جب تک نماز کی ادائیگی اسے مسجد میں روکے رکھے گی اس وقت تک وہ مسلسل نماز میں ہی

Marfat.com

ہے۔(صحیح البخاری: جلد:1،ص:165،رقم الحدیث:477)

دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھر میں نماز ادا کرنے اور بازار میں نماز ادا کرنے سے اس آدمی کی نماز پچیس درجے زیادہ رتبہ رکھتی ہے جو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتا ہے یہ ایسے کہ

جب وہ وضو کرے تو احسن طریقے سے وضو کرے تو پھر نماز کی ادائیگی کے لئے (مسجد کی طرف) نکلے اس کے نکلنے کا قصد صرف نماز کی ادائیگی ہو تو جو بھی وہ قدم اٹھائے گا تو اس کے ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند ہوگا اور اس کا گناہ معاف کر دیا جائے گا۔ جب وہ نماز ادا کرے گا تو ملائکہ اس کے لئے صلوات بھیجتے رہیں گے۔ جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہے گا۔

اے اللہ عزوجل! اس پر صلوات نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما جب تک وہ نماز کا انتظار کرے گا نماز میں رہے گا۔(صحیح مسلم: جلد:2،ص:101،رقم الحدیث:649)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی باجماعت نماز اس کے گھر میں تنہا نماز سے پچیس درجے زائد ہے۔(سنن ابن ماجہ: جلد:1،ص:430،رقم الحدیث:788)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے کسی باجماعت نماز اس کے تنہا نماز ادا کرنے سے پچیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

(صحیح سنن نسائی: جلد:1،ص:105،رقم الحدیث:472)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا با جماعت نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے سے چوبیس یا پچیس درجے فضیلت رکھتا ہے۔

(صحیح سنن ابن ماجہ: جلد: 1، ص: 243، رقم الحدیث: 649)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا با جماعت نماز ادا کرنا تنہا پچیس نمازیں ادا کرنے کے برابر ہے پس جب اس نے جنگل میں نماز ادا کی تو اس کے رکوع وسجود کو مکمل کر کے ادا کی تو اسی نماز کی فضیلت پچاس نمازوں تک پہنچ جاتی ہے۔

(صحیح سنن ابی داؤد: جلد: 1، ص: 167، رقم الحدیث: 560)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا با جماعت نماز ادا کرنا آدمی کے تنہا نماز ادا کرنے سے ستائیس درجہ فضیلت رکھتا ہے۔

(صحیح البخاری، جلد: 1، ص: 206، رقم الحدیث 645)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا نماز با جماعت ادا کرنا اس کے گھر میں تنہا اور بازار میں نماز ادا کرنے سے بیس سے کچھ اوپر درجے ہیں۔

(سنن الترمذی، جلد 1، ص 421، رقم الحدیث 216)

☆ اسلام ایک اجتماعی دین ہے یہ دین پوری انسانیت کے بھلے کے لئے آیا ہے

Marfat.com

اور جو خوش قسمت افراد اس نور بھرے دین کی سنہری لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ اسلام ان پر خصوصی توجہ اور شفقت فرماتا ہے۔ اگر تنہا نماز کا حکم ہوتا تو اکثر حضرات اس کی ادائیگی سے غافل ہو جاتے اور یہ غفلت ان کی اخروی محرومی کا ذریعہ بن جاتی۔ اس نقصان سے بچاؤ کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت کا حکم دیا ہے کہ کمزور ارادے والے بھی اس کی ادائیگی کے خوگر ہو جائیں۔ نورانی ماحول میں اذان کی پیاری آواز کانوں کے ذریعے دل میں اتری جا رہی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جوق در جوق مسجد کا رخ کر رہے ہوں تو اگر کوئی آدمی سستی کے مرض میں مبتلا ہو تو وہ بھی اس ماحول سے متاثر ہو کر مسجد کا رخ کرے گا اور ہو سکتا ہے اسے نماز با جماعت میں سجدہ کا وہ کیف نصیب ہو جائے کہ پھر عمر بھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنا اس کی طبیعت ثانیہ بن جائے۔ انسان تنہا بیس سے زائد نمازیں ادا کرے لیکن با جماعت ایک نماز ان انفرادی بیس سے زائد نمازوں سے بہتر ہے۔

☆ ان تمام آیات مبارکہ احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں بہت زیادہ حکمت ہے کہ ہر کام میں ایک راز پوشیدہ ہے اور ہر حکم میں، حکمت پوشیدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں جہاں مسجد کی صفائی و مسجد کا ادب و احترام اور مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پر عمل کریں۔ کیونکہ جب یہ سب کچھ مسلمان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے کیونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور جب مسجد کی صفائی ستھرائی ہوگی۔ اس میں پانچ وقت نماز پڑھی جائے گی، ہر وقت مسجد میں رونق ہوگی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے بھی فخر فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندوں نے میرے گھر کو آباد کیا ہے۔ میں بھی ان کے گھروں کو آباد کروں گا۔ مسلمانوں کا اس وفا کا بدلہ یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاتا ہے۔ پھر ان کو جنت جیسی عظیم خوش خبری بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

Marfat.com

مسلمانو!

آج مسلمان کیوں پریشان ہیں۔

آج مسلمان کیوں ذلیل وخوار ہیں۔

اس کی صرف وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ترک کر دیا ہے اور اپنی نفسانی خواہشات میں لگے ہیں اور مساجد کو ویران کیا جا رہا ہے۔ پانچ وقت کی نماز میں نمازیوں کی کتنی تعداد ہوتی ہے۔ یہ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ہماری پہلی صف بھی بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہے حالانکہ اگر ایک محلے کو لیا جائے تو اگر اس محلے کے نمازی مسجد میں آئیں مسجد نمازیوں سے بھر جائے گی۔ ہائے افسوس مسلمانوں نے مساجد کی قدر ومنزلت کو چھوڑ دیا تو پھر ان کا مقدر ذلیل وخوار ہونا پایا۔

اگر دنیا وآخرت میں عزت اور چھٹکارا چاہتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا ضروری ہے۔ پھر اس وفا کا بدلہ یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے اور آخرت میں صلہ جنت اور دیدار رب العزت عزوجل ہوگا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

روزے میں وفا

روزے رکھنا تمام امت مسلمہ عاقل بالغ پر فرض ہیں۔ اس کی فرضیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قرآن میں روزے رکھنے پر مسلمانوں کو بہت زور دیا ہے روزوں سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے جب تم روزے رکھو گے تو تمہارے نفس توجہ الی اللہ ہوں گے جب تمہارے نفس توجہ الی اللہ ہوں گے تو تم نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت اور تمہارے دل نرم اور تمہاری آنکھیں رونے والی ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے رکھنے پر بھی بہت زور دیا ہے پھر روزوں کے فضائل بھی بیان کئے کہ جب

Marfat.com

انسان روزہ رکھتا ہے تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور جنت اس کا مقام ہوگا لیکن افسوس آج ان مسلمانوں پر کہ انہوں نے روزے میں بھی اللہ تعالیٰ اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں کی۔ جب روزوں کے ایام آتے ہیں تو بجائے روزے رکھنے کے مسلمان کھانا، پینا عام کر دیتے ہیں حتیٰ کہ بازاروں میں ہوٹلوں پر ہجوم ہوتا ہے۔ ہٹے کٹے نوجوان دن کے وقت کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔

کیا اسی کو وفا کہتے ہیں کہ شریعت کی کوئی پاسداری نہیں ہے۔

کیا اسی کو وفا کہتے ہیں کہ جسم توانا ہے اور کوئی بیماری بھی نہیں لیکن جان بوجھ کر روزے کو ترک کیا جاتا ہے اور کھانا پینا عام ہوتا ہے۔

کیا اسی کو وفا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ روزے رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے لیکن نہیں رکھتے۔

مسلمانو!

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں ہوگی تب تک ذلت و رسوائی مقدر بنتی رہے گی۔ لہٰذا وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس طور پر کی جائے کہ روزے رکھے جائیں۔ اس میں کوتاہی و غفلت نہ برتی جائے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے اور جنت مقدر بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کے بارے میں قرآنی آیات نازل فرمائیں۔

آیت نمبر 1

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرہ: 183)

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے

Marfat.com

لوگوں پر روزے رکھنا فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

روزے کا لغوی اور شرعی معنی اور اس کی مشروعیت کی تاریخ

روزے کا لغوی معنی ہے: کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا۔

اور روزے کا شرعی معنی ہے مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقویٰ کے حصول کے لئے تیار کرنا۔

تمام ادیان اور ملل میں روزہ معروف ہے۔ قدیم مصری، یونانی، رومن اور ہندو سب روزہ رکھتے تھے۔ موجودہ تورات میں بھی روزہ داروں کی تعریف کا ذکر ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے۔ یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کے لئے یہود اس زمانہ میں بھی ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح موجودہ انجیلوں میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو روزہ رکھنے میں رغبت ہو کیونکہ جب کسی مشکل کام کو عام لوگوں پر لاگو کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ سہل ہو جاتا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ

ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔

(درمختار علی ہامش ردالمحتار ج 2 ص 80)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی پھر زکوٰۃ فرض کی گئی۔ اس کے بعد روزہ فرض کیا گیا۔ کیونکہ ان احکام میں سب سے سہل اور آسان نماز ہے۔ اس لئے اس کو پہلے فرض کیا گیا پھر اس سے زیادہ مشکل اور دشوار زکوٰۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس سے زیادہ مشکل عبادت روزہ کو فرض کیا گیا۔ کیونکہ روزہ میں نفس کو کھانے پینے اور عمل تزویج سے روکا جاتا ہے اور یہ انسان کے

Marfat.com

نفس پر بہت شاق اور دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بہ تدریج احکام شرعیہ نازل فرمائے اور اسی حکمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا۔

قرآن مجید میں بھی اس ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ (الاحزاب: 35)

اور نماز میں خشوع کرنے والے مرد اور نماز میں خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ ڈھال ہے، روزہ دار نہ جماع کرے، نہ جہالت کی باتیں کرے، اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ اپنے کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری: ج:1، ص:254)

☆ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ روزے دار سے کتنا پیار کرتا ہے کہ روزہ دار کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔

اگر کسی شخص کے منہ سے بدبو آئے تو ساتھ والا اس سے گھن کھاتا ہے لیکن خالق

Marfat.com

کائنات اپنے اس بندے سے پیار کرتا ہے اور اس کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہوتی ہے۔

آسمان کے دروازے کھل جانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں جنت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ اور دوسری روایت میں رحمت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ (صحیح مسلم: ج:1،ص:346)

روزے دار کے لئے جنت کا دروازہ ریان مخصوص ہے

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں۔ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا۔ ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔

(صحیح بخاری: ج:1،ص:254)

☆ قیامت کے دن ہر انسان پریشانی کے عالم میں ہوگا۔ کوئی کسی کا نہ ہوگا حتیٰ کہ باپ بیٹے کا ماں بیٹی کی نہ ہوگی۔ ہر شخص تردد کی حالت میں ہوگا لیکن روزہ دار کو کسی چیز کی پریشانی نہ ہوگی بلکہ روزے دار کو اس دن پکارا جا رہا ہوگا کہ کہاں گئے روزہ دار جنہوں نے میری رضا کے لئے دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر روزہ رکھا تھا حتیٰ کہ ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

صغیرہ گناہوں کی بخشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس سے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی حاجت نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزے۔ کے سوا ابن آدم (علیہ السلام) کا ہر عمل اس کے لئے ہوتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے نہ شور وشغب کرے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ اس وقت وہ اپنے روزے سے خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری: ج: 1 ص: 257)

روزہ دار کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت سے دور رکھا جائے گا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم: ج: 1 ص: 364)

Marfat.com

برکت کا مہینہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس رمضان آ گیا ہے۔ یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس میں ڈھانپ لیتا ہے۔ اس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ جھڑتے ہیں اور اس میں دعا مقبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتا ہے سو تم اللہ تعالیٰ کو اس مہینہ میں نیک کام کر کے دکھاؤ کیونکہ وہ شخص بدبخت ہے جو اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا۔

دوسری روایت میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح تک ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے اے نیکی کے طلب کرنے والے! نیکی کا قصد کر اور زیادہ نیکی کر۔ اور اے برائی طلب کرنے والے برائی میں کمی کر اور آخرت میں غور و فکر کر۔ کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور کوئی دعا کرنے والا ہے تو اس کی دعا قبول کی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس کا سوال پورا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور رمضان کی ہر رات میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے عید کے دن اس سے تین گنا زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

اور روایت میں ہے۔

Marfat.com

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور تمام مہینوں پر اس کی فضیلت بیان کی پس فرمایا۔ جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔

حضرت عمرہ بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ یارسول اللہ! یہ بتایئے اگر میں اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں۔ (الترغیب والترھیب: ج:2، ص:106، مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ)

روزے کا وقت

آیت نمبر۲: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ (البقرہ: 187)

''اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزہ پورا کرو۔''

☆ اس آیت کریمہ میں رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی۔ معنی یہ ہیں کہ تمہارے لئے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا۔ (تفسیر احمدی)

اور آیت کریمہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ روزے کا وقت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔

Marfat.com

آیت نمبر۳: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرة: 184)

گنتی کے چند دنوں میں سو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں عدد (پورا کرنا لازم ہے) اور جن لوگوں پر روزے رکھنا دشوار ہو (ان پر ایک روزہ کا) فدیہ، ایک مسکین کا کھانا، پھر جو خوشی سے فدیہ کی مقدار بڑھا کر زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے اور اگر تمہیں علم ہو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں ایاما معدوت کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد صرف رمضان کا ایک مہینہ ہے کیونکہ گنتی کے الفاظ ذکر ہوئے اسی لئے مقررہ دن رمضان کے ہی ہیں۔

اور سفر سے وہ مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزے رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے ایام مہینہ کے سوا اور دنوں میں اس کی قضاء کرے، ایام مہینہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دونوں عیدین اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں کی تاریخیں ہیں۔

مسافر کے روزہ قضا کرنے پر دلائل

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی لکھتے ہیں۔

جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو اور اس مرض کے زائل ہونے کی توقع ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب

Marfat.com

نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر روزے کی قضاء کرنا واجب ہے۔
جیسا کہ اس آیت میں ہے "فمن کان منکم" الخ
اگر کسی شخص نے صبح کو تندرستی کی حالت میں روزہ رکھا پھر بیمار ہو گیا تو وہ روزہ توڑ دے کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کے لئے روزہ توڑ دینا جائز ہے اور ضرورت متحقق ہے۔ لہٰذا روزہ توڑنا جائز ہے۔ (المہذب مع شرح المہذب ج:6، ص:258، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مریض کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس کی دلیل سورہ بقرہ کی یہ آیت "فمن کان مریضاً الخ" ہے۔ جس مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے یہ وہ مرض ہے جو روزہ رکھنے سے زیادہ رکھنے کی وجہ سے دیر میں صحیح ہو۔ امام احمد علیہ الرحمہ سے کہا گیا کہ مریض کب روزہ نہ رکھے؟ فرمایا۔ جب روزہ کی طاقت رکھنے کی نہ ہو۔ پوچھا گیا، بخار، تو فرمایا، بخار سے بڑھ کر اور کون سا مرض ہوگا۔

(المغنی ج:3، ص:41، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نیز علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں۔
جو شخص تندرست ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو بیمار ہونے کا خدشہ ہو وہ اس مریض کی طرح ہے جس کو روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو۔

(المغنی ج:3، ص:42)

علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔
جو شخص کسی ایسے مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز جس کا زائل ہونا متوقع ہو اس پر اس وقت زیادہ رکھنا لازم نہیں ہے اور اس پر قضا لازم ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اس کو روزہ رکھنے سے مشقت ہو اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا مرض اس حالت کو پہنچ جائے کہ اس کے لئے روزہ رکھنا ممکن ہی نہ ہو۔ بلکہ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ افطار کے مباح ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کو مشقت ہو اگر اس کو پورا

Marfat.com

وقت بخار رہتا ہو تو وہ روزہ کی نیت نہ کرے اور اگر بخار نہ ہو تو روزہ کی نیت کرے پھر اگر بعد میں بخار ہو جائے اور روزہ توڑنے کی ضرورت ہو تو روزہ توڑ دے۔

اسی طرح اگر تندرست آدمی صبح روزہ رکھے اور بعد میں بیمار ہو جائے تو اس کے لئے بغیر کسی اختلاف کے روزہ توڑنا جائز ہے۔

(شرح المہذب: ج:6،ص:256 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں۔

مریض کی دو حالتیں۔ ایک حالت یہ ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی مطلقاً طاقت نہ ہو۔ اس حالت میں اس پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ وہ تکلیف اور مشقت برداشت کر کے روزہ رکھ سکتا ہو۔ اس حالت میں اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب ہے اور اس صورت میں صرف جاہل ہی روزہ رکھے گا۔

جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ جب روزہ رکھنے سے کسی شخص کو درد ہو تکلیف پہنچے یا روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کا طول پکڑے یا زیادہ ہونے کا خدشہ ہو تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

امام مالک کے ماہرین کا یہی مذہب ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج:2،ص:276 مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران)

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں۔

سفر شرعی کرنے والے مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن، تجربہ، علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خوف ہو تو ان کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔

(درمختار علی ہامش ردالمحتار ج:2،ص:116 تا 117 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

جس شخص کے گردے میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں

Marfat.com

چالیس گلاس پانی پینے ہوتے ہیں یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو، یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزہ نہ رکھیں اور بیماری زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضاء کریں۔

مسافر کے روزہ قضا کرنے پر اقوال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اس کو کیا ہوا؟ عرض کیا: یہ روزہ دار ہے۔ فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، ج:1، ص: 2561 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے، روزہ دار، روزہ نہ رکھنے والے کی مذمت کرتا تھا۔ نہ روزہ رکھنے والا روزہ دار کی مذمت کرتا تھا۔ (صحیح بخاری: ج:1، ص: 261)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عسفان پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اوپر اٹھایا تاکہ اس کو لوگ دیکھ لیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول لیا (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے نہیں رکھے) حتیٰ کہ مکہ پہنچ گئے۔ (صحیح بخاری: ج:1، ص: 261)

علماء قرطبی مالکی لکھتے ہیں

علماء کا اختلاف ہے کہ کس سفر پر روزہ نہ رکھنے اور نماز قصر کرنے کی رخصت ہے۔ حج، جہاد یا دیگر عبادات کے لئے سفر ہو تو اس میں اس رخصت پر اجماع ہے۔ رشتہ داروں سے ملاقات اور طلب معاش کے لئے سفر بھی اس کے ساتھ لاحق ہے۔ تجارات اور مباح سفر (مثلاً سیر و سیاحت) میں اختلاف ہے لیکن ان میں بھی رخصت کا ہونا زیادہ

Marfat.com

راجح ہے اور جو سفر معصیت ہو (مثلاً چوری یا ڈاکے کے لئے سفر کرے) اس میں اختلاف ہے اور اس میں رفعت کا ممنوع ہونا راجح ہے اور سفر کی مسافت کی مقدار امام مالک کے نزدیک وہی ہے جتنی مسافت میں قصر جائز ہوتی ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، ج:2،ص:277،مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں

مسافر کے لئے روزہ رکھنا اور روزہ نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اگر اس کو روزہ رکھنے سے ضرر نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر ضرر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

(روضۃ الطالبین، ج:2،ص:236،مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں

مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو یہ مکروہ ہے لیکن روزہ ہو جائے گا۔ (المغنی، ج:3،ص:42،مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1405)

الذین یطیقونہٗ کے معنی کی تحقیق میں آثار واحادیث

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے۔ آیا اس کا معنی ہے: جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ میں دیں اور پھر یہ آیت اس دوسری آیت سے منسوخ ہوگئی۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ: 185)

تم میں سے جو شخص اس مہینہ میں موجود ہو وہ ضرور اس ماہ میں روزہ رکھے۔

یا اس آیت میں "یطیقونہ یطوقونہ" کے معنی میں ہے۔ یعنی جن لوگوں پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو وہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔

اوّل الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

وعلی الذین یطیقونہ الخ حضرت ابن عمر اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس آیت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ''شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن الخ'' ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ

سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام علیہم الرضوان بیان کرتے ہیں کہ رمضان نازل ہوا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر روزہ رکھنا دشوار ہوا تو بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان جو روزہ کی طاقت رکھتے تھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے اور روزہ ترک کر دیتے۔ انہیں اس کی رخصت دی گئی تھی پھر اس رخصت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرہ: 184)

''روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔''

تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ''فدیۃ طعام مسکین'' کو پڑھا اور فرمایا یہ منسوخ ہے۔ (صحیح بخاری: ج: 1، ص: 261، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

اور ثانی الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے۔

امام دارقطنی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب بوڑھا شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ ایک مد (ایک کلو) طعام کھلا دے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(سنن دارقطنی، ج: 2، ص: 204، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے روایت کیا۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

Marfat.com

''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط''(البقرہ: 184)

کی تفسیر میں فرمایا: ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور ''فمن تطوع خیراً''

کی تفسیر میں فرمایا۔ اگر ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو زیادہ بہتر ہے اور فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ البتہ اس میں اس بوڑھے شخص کو رخصت دی گئی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کو طعام کھلانے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے ایک اور سند سے اس حدیث کو حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یطیقونہ کا معنی ہے ''یکلفونہ'' یعنی جو سخت دشواری سے روزہ رکھیں وہ اس کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور آیت منسوخ نہیں ہے اور تمہارا روزہ رکھنا بہتر ہے۔ یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لئے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یا اس مریض کے لئے ہے جس کو بیماری سے شفا کی توقع نہیں ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بوڑھے شخص کو یہ رخصت دی گئی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور اس پر قضا نہیں ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(سنن دارقطنی: ج:2،ص:207،205،مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

نیز امام دارقطنی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک

Marfat.com

حاملہ عورت نے سوال کیا تو انہوں نے کہا تم روزہ نہ رکھو اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ اور قضاء نہ کرو۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ابن عمر کی بیٹی ایک قرشی کے نکاح میں تھیں۔ وہ حاملہ تھیں۔ ان کو رمضان میں پیاس لگی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک کمزوری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو انہوں نے ایک تھال میں ثرید (گوشت کے سالن میں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیئے جائیں) بنایا اور تین مسکینوں کو سیر کر کے کھلایا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

موت سے پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہ رکھے اور گھر والوں سے فرمایا ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو انہوں نے تیس مسکینوں کو کھلایا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت قیس بن سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رمضان کے مہینہ میں ہر شخص روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلاتا ہے تم میری طرف سے دو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

جس شخص کو بڑھاپا آجائے اور وہ روزہ نہ رکھ سکے اس پر لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک کلو گندم دے۔ (سنن دار قطنی: ج:2، ص:208، مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

ان تمام آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور جو کسی دائمی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ فدیہ دے اور اس کے بعد جو ''وان تصوموا خیر الکم'' ہے اس کا معنی ہے مسافر اور مریض کا روزہ رکھنا بہتر ہے۔ یہ آیت فدیہ کی

Marfat.com

ناسخ نہیں ہے۔امام مالک رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے حتیٰ کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ رہے تو وہ فدیہ دیتے تھے۔

(موطا امام مالک،ص:250،مطبوعہ مطبع مجتبائی،لاہور)

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ حاملہ عورت کو جب اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو اور اس پر روزہ دشوار ہو تو کیا کرے؟ فرمایا وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو ایک کلو گندم کھلائے۔(موطا امام مالک ص:251)

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن لوگوں پر روزہ سخت دشوار ہو وہ ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ یہ رخصت صرف اس بوڑھے کے لئے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس مریض کے لئے ہے جس کو شفا کی امید نہ ہو۔(سنن کبریٰ:ج:2،ص:113 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

امام طبرانی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب موت سے ایک سال پہلے کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہیں رکھے اور فدیہ دیا۔

(المعجم الکبیر:ج:1،ص:242،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بوڑھا اور بوڑھی عورت جب روزہ نہ رکھ سکیں تو فدیہ دیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے حاملہ عورت کے متعلق فدیہ دینے کی روایت ذکر کی ہے۔(سنن کبریٰ:ج:4،ص:230)

امام بغوی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے۔جو بہت مشکل سے روزہ رکھیں۔ان کے لئے روزے کی جگہ فدیہ دینا جائز ہے اور بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دیں اور حضرت انس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ جب کمزور ہو گئے تو انہوں۔ نے فدیہ دیا۔ (شرح السنۃ، ج:3،ص:405)

بڑھاپے یا دائمی مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کے متعلق اقوال

علامہ قرطبی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے یا سخت مشقت سے روزے رکھتے ہیں۔ ان کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ان پر کیا واجب ہے۔ حضرت ربیعہ اور امام مالک علیہما الرحمہ نے فرمایا۔ ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

البتہ امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا اگر وہ ہر روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو یہ مستحب ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، ج:2،ص:289 مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران)

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

جب بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور وہ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہم اور سعید بن جبیر طاؤس، ثوری اور اوزاعی کا یہی قول ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ آیت بوڑھے شخص کی رخصت کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے لئے روزہ رکھنا واجب ہے اور جب عذر کی وجہ سے اس سے روزہ ساقط ہو گا تو اس کے بدلے میں قضا کی طرح کفارہ لازم آئے گا۔ نیز وہ مریض جس کے مرض کے زائل ہونے کی توقع نہیں ہے۔ وہ بھی روزہ رکھنے میں شدید مشقت ہو اور وہ مریض جس کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو اس پر بالا جماع روزہ فرض نہیں ہے اور اس پر وجوب فدیہ کے متعلق دو قول ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر فدیہ واجب ہے۔

(شرح المہذب: ج:6،ص:258، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

Marfat.com

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

جو شخص بہت بوڑھا اور روزہ رکھنے سے عاجز ہو، اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو وہ ہر روزہ کے لئے فدیہ دیں۔

(ردالمحتار ج:2،ص:119 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

ایک روزہ کے لئے نصف صاع یعنی دو کلو گندم یا اس کی قیمت فدیہ دے، روزہ کے فدیہ میں فقراء کا تعدد شرط نہیں ہے اور ایک فقیر کو متعدد ایام کا فدیہ دے سکتا ہے اور مہینہ کی ابتداء میں بھی دے سکتا ہے۔

(درمختار علی ھامش ردالمحتار ج:2،ص:119 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

شوگر، بلڈ پریشر، دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہو سکتیں۔ ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے اور عام حالت میں دمہ بھی روزوں کے منافی نہیں ہے۔ لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے۔ اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی پینا پڑتا ہے اس لئے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیں تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔

آیت نمبر۴: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ط (البقرہ: 187)

''اور جب تم مسجدوں میں معتکف ہو تو (کسی وقت بھی) اپنی بیویوں سے عمل زوجیت نہ کرو۔''

☆ اس آیت کریمہ میں اعتکاف کا ذکر کیا گیا۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں۔

اعتکاف کا لغت میں معنی ہے ٹھہرنا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے مسجد میں

Marfat.com

رہنا روزہ سے رہنا، جماع کو بالکل ترک کرنا اور اللہ تعالیٰ سے تقرب کی نیت کرنا اور جب تک یہ معانی پائے نہ جائیں شرعاً اعتکاف متحقق نہیں ہوگا لیکن مسجد میں رہنے کی شرط صرف مردوں کے اعتبار سے ہے۔ عورتوں کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ ہر مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے البتہ بعض فقہاء نے جامع مسجد کی شرط لگائی ہے۔

(احکام القرآن ج:1،ص:242 مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) واجب (۲) سنت موکدہ (۳) نفل

واجب

یہ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے۔

سنت موکدہ

رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرنا۔

نفل

رمضان کے آخری یا پورے ماہ کا اعتکاف کرنا۔

دس دن کا اعتکاف

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندے کا اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلنا اس کے لئے دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں بنا دیتا ہے اور ان میں سے دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کے فاصلے سے زیادہ ہے۔

(الترغیب والترھیب :ج:2،ص:96 رقم الحدیث:2)

حضرت سیدنا علی بن حسین اپنے والد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سے روایت

Marfat.com

کرتے ہیں کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا تو یہ اس کے لئے دو حج اور دو عمرے کرنے کی طرح ہے۔

(شعب الایمان: ج:3،ص:425،رقم الحدیث:3966)

اعتکاف کی شرائط

(۱) اعتکاف کی نیت کرنا شرط ہے۔

(۲) جس مسجد میں اذان واقامت ہو اور باجماعت نماز ہو اس میں اعتکاف کیا جائے۔

(۳) اعتکاف واجب میں روزہ شرط ہے۔ اعتکاف نفل میں روزہ شرط نہیں اور نہ اس میں وقت کی تحدید ہے۔

(۴) اسلام

(۵) عقل

(۶) جنابت، حیض اور نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے بالغ ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے اور نہ آزاد ہونا اور مرد ہونا شرط ہے۔ عورتیں گھر میں نماز کی جگہ کو اعتکاف کے لئے مخصوص کرلیں اور اس جگہ بیٹھیں۔

اعتکاف کے آداب

معتکف اچھی بات کے سوا اور کوئی بات نہ کرے۔ رمضان کے دس دن اعتکاف کرے، سب سے افضل مسجد میں اعتکاف کرے۔ مثلاً مسجد نبوی اور جامع مسجد، قرآن وحدیث کی تلاوت اور فقہ کی کتابوں کو پڑھنے میں مشغول رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی سیرت اور حکایات صالحین کے پڑھنے میں منہمک رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، استغفار کرے، درود شریف پڑھے، زندگی کی قضا نمازیں اور نوافل پڑھے۔ جن باتوں میں گناہ نہ ہو ان باتوں کے کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

Marfat.com

اعتکاف کرنے والا خود کو دنیا کے مشاغل سے الگ کر کے بالکلیہ عبادت الٰہی کے سپرد کر دیتا ہے اور اعتکاف کے ایام میں بندہ فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بالکل معصیت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور دن رات اس کی تسبیح کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ نمازی نماز پڑھ کر مسجد چلے جاتے ہیں لیکن معتکف اللہ تعالیٰ کے گھر کو نہیں چھوڑتا اور وہیں دھرنا مار کر بیٹھا رہتا ہے۔ سو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا اور نوال زیادہ متوقع ہے۔

اعتکاف کے مفسدات

بلا عذر شرعی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ بول و براز کے لئے جانا اور جمعہ پڑھنے کے لئے جانا عذر شرعی ہیں۔ وضو کے لئے جانا بھی عذر شرعی ہے۔ کھانے، پینے اور سونے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے۔ جان اور مال کو بچانے کے لئے مسجد سے جانا جائز ہے۔ مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے، نماز جنازہ پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر گیا تو اعتکاف ہو جائے گا۔ مسجد سے سر باہر نکالنا تاکہ اس کے گھر والے سر دھو دیں جائز ہے۔ (ٹھنڈک حاصل کرے یا صفائی حاصل کرنے کے لئے مسجد سے غسل کرنے کے لئے جانا جائز نہیں ہے البتہ غسل جنابت کے لئے جانا جائز ہے۔ جماع کرنا، بوسہ لینا، لمس اور معانقہ کرنا یہ تمام امور ناجائز ہیں اور اعتکاف کے لئے مفسد ہیں۔ بے ہوش ہونے یا جنون سے بھی اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

اعتکاف کے ضروری مسائل

اعتکاف میں عبادت سمجھ کر خاموش رہنا منع ہے لیکن زبان کے گناہوں سے بچنے کے لئے خاموش رہنا عظیم عبادت ہے جو چیز اعتکاف میں اعتکاف کی وجہ سے منع ہے مثلاً جماع اور مسجد سے نکلنا اس میں عمد اور نسیان میں فرق نہیں ہے اور جو چیز اعتکاف میں روزے کی وجہ سے منع ہے۔ مثلاً کھانا پینا ان میں عمداً ارتکاب کی وجہ سے اعتکاف فاسد ہوگا اور نسیاناً نہیں، اعتکاف میں خوشبو لگا سکتا ہے اور سر میں تیل ڈال سکتا ہے۔ اگر

Marfat.com

اعتکاف واجب، فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے۔ جب اعتکاف کی نذر مانے تو اس کو زبان سے کہنا ضروری ہے۔ اگر مثلاً تین دن یا دو دن اعتکاف کی نذر مانے تو اس میں راتیں شامل ہیں اور اگر مثلاً تین یا دو رات اعتکاف کی نذر مانی تو اس میں دن شامل ہے اور اگر صرف دن یا صرف ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تو اس میں رات شامل نہیں ہے۔ فرض روزہ بلا عذر توڑنے میں قضا اور قضا واجب ہے اور نفل روزہ عمداً توڑنے میں صرف قضا واجب ہے۔ رمضان کفارہ قتل، کفارہ ظہار، کفارہ قسم، کفار افطار رمضان اور نذر کے روزوں کو مسلسل رکھنا واجب ہے۔ (عالم گیری، ج:1،ص:211 تا214 مطبوعہ مطبع امیریہ کسریٰ مصر1310ھ)

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہر چند کہ نفل ہے لیکن شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے، اگر کسی شخص نے ایک دن کا اعتکاف فاسد کر دیا تو امام یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر پورے دس کی قضا لازم ہے اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک صرف اسی دن کی قضا لازم ہے اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک صرف اسی دن کی قضا لازم ہے۔ اس کے برعکس نفل میں اگر کچھ دیر مسجد میں بیٹھ کر باہر نکل گیا تو اس پر قضا نہیں کیونکہ اس کے باہر نکلنے سے وہ اعتکاف ختم ہو گیا۔ (ردالمحتار، ج:2،ص:131 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

چونکہ آخری عشرہ کا اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اس لئے لکھا ہے کہ اس پر واجب کے احکام لاگو ہوں گے۔

روزے کے فضائل

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد کیا کرو خود کفیل ہو جاؤ گے، روزے رکھو تندرست ہو جاؤ گے اور سفر کیا کرو غنی ہو جاؤ گے۔

(مجمع الزوائد: ج:3،ص:416 رقم الحدیث:507)

Marfat.com

روزہ آدھا صبر ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔ (ابن ماجہ: ج:2،ص:346،رقم الحدیث:1745)

روزہ ڈھال

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ایک ایسی ڈھال ہے جو بندے کو جہنم سے بچاتی ہے۔ (مجمع الزوائد: ج:3،ص:418،رقم الحدیث:5077)

دوسری حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس طرح تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے اسی طرح روزہ جہنم سے تمہاری ڈھال ہے اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا بہترین روزے ہیں۔

(ابن خزیمہ: ج:3،ص:301،رقم الحدیث:2125)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے کعب بن عجزہ! جانے والے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنی جان کو آزاد کرانے کے لئے جاتا ہے اور اسے آزاد کرالیتا ہے اور دوسرا وہ جو جاتا ہے تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اے کعب بن عجزہ! نماز قرب کا ذریعہ ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسا کہ چٹان سے برف پھسل جاتی ہے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان: ج:7،ص:24،رقم الحدیث:4497)

Marfat.com

روزہ جہنم سے دوری کا سبب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اتنا دور کر دیتا ہے جتنا فاصلہ ایک کو بچپن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک مسلسل اڑتے ہوئے طے کر سکتا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل: ج:3،ص:619،رقم الحدیث:10810)

روزے اور قرآن قیامت کے دن شفاعت کریں گے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لئے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا اے عزوجل! میں نے اسے کھانے اور خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا۔ میں نے اسے رات میں سوتے سے باز رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ تو ان دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

(مجمع الزوائد: ج:3،ص:419،رقم الحدیث:5081)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزہ رکھنے والا جنت میں داخل ہوگا

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے سے ٹیک لگائی اور ارشاد فرمایا: جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے کسی دن روزہ رکھے پھر اسی پر اس کا خاتمہ ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صدقہ کرے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسند امام احمد بن حنبل: ج:9،ص:90،رقم الحدیث 23374)

Marfat.com

شدید گرمی کے سبب پیاسے رہنے والے کو قیامت کے دن سیراب کیا جائے گا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری جہاد میں بھیجا۔ جب ایک اندھیری رات میں جب کشتی کے بادبان اٹھا دیئے گئے تو ہاتف غیب سے ایک آواز آئی۔ اے سفینہ والو! رکو میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر کیا لیا ہے؟ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تم بتا سکتے ہو تو ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ جو شدید گرمی کے دن اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کیسے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے سخت پیاس والے دن (یعنی قیامت) میں سیراب کرے گا۔

امام ابوبکر عبداللہ المعروف ابن ابی الدنیا ''کتاب الجوع'' میں فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خاص اس روزہ بھی رکھا کرتے کہ اتنی گرمی ہوتی کہ انسان اپنے فاضل کپڑے بھی گرمی کی وجہ سے اتارنے پر مجبور ہو جائے۔ (الترغیب والترھیب :ج:2،ص:51رقم الحدیث:18)

ماہ رمضان کی ہر رات اور دن میں دعا مقبول

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں ایک کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور رمضان کے ہر دن اور رات میں مسلمان کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (الترغیب والترھیب :ج:2،ص:63،رقم الحدیث:27)

آمد رمضان کی وجہ سے شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ لیا جاتا ہے

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے

Marfat.com

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ لیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ (یعنی جنت) کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

(مسلم: ص: 543، رقم الحدیث: 1079)

رمضان برکتوں والا مہینہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس برکتوں والا مہینہ ماہ رمضان آ گیا جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس مہینے میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں مردو شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

(سنن نسائی: جلد: 4، ص: 1290)

رمضان کے روزے رکھنے والا صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

حضرت سیدنا عمرہ بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قضاعہ قبیلے کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور پانچویں نمازیں پڑھتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور اس میں قیام کرتا ہوں اور زکوٰۃ ادا کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ کام کرتے ہوئے مرے گا وہ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان۔ ج: 5، ص: 184، رقم الحدیث: 3429)

Marfat.com

رمضان میں رحمت سے محروم ہونے والا کون ہے؟

حضرت سیدنا کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منبر کے قریب آجاؤ۔ چنانچہ ہم وہاں حاضر ہو گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زینہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا ''آمین'' اور جب دوسرے زینہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا ''آمین'' اور جب تیسرے زینہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے نزول فرمایا تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج ہم نے آپ سے وہ بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔

ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے حاضر ہوئے اور کہا کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اس کی مغفرت نہ ہوئی وہ رحمت سے محروم ہو، تو میں نے آمین کہا۔ جب میں نے دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور درود پاک نہ پڑھے وہ رحمت سے محروم ہو تو میں نے کہا آمین پھر جب میں نے تیسرے زینہ پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا جس کے پاس اس کے والدین یا ان میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو وہ رحمت سے محروم ہے تو میں نے کہا ''آمین''

(مستدرک: ج:5، ص:212، رقم الحدیث:7338)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب رمضان آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی خبر سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے بدنصیب ہی محروم رہتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ج:2، ص:298، رقم الحدیث:1644)

ایک اور حدیث میں ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی آمد کے بعد ایک دن فرمایا: تمہارے پاس برکتوں والا مہینہ آ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں تمہیں ڈھانپ دیتا ہے پھر رحمت نازل فرماتا ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس مہینے میں دعا قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیوں کی طرف دیکھتا ہے اور تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ لہٰذا اس مہینے میں اپنی جانب سے اللہ تعالیٰ کی بھلائی دکھاؤ کیونکہ بد بخت وہی ہے جو اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا۔ (مجمع الزوائد: ج:3، رقم الحدیث:4783، ص:344)

رمضان کی پہلی رات

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور پورا مہینہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور پورا مہینہ ان میں سے ایک بھی نہیں کھولا جاتا اور شریر جنات کو باندھ دیا جاتا ہے اور روزانہ رات کو آسمان سے ایک منادی طلوع فجر تک ندا کرتا ہے۔ اے خیر کے طلب گار! متوجہ ہو جا اور خوشخبری لے لے اور اے شر کے طلب گار اپنی طلب میں کمی کر اور اپنی آنکھیں کھول، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا تاکہ ہم اس کی دعا قبول فرمائیں۔ ہے کوئی ہم سے مانگنے والا تاکہ ہم اسے اس کی مراد عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ہزار افراد کو جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو جتنے افراد کو پورے رمضان میں جہنم سے آزاد کیا گیا ان کی تعداد کے برابر افراد کو جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ (شعب الایمان: ج:3، ص:304، رقم الحدیث:3606)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخری رات تک ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور جو بندہ اس مہینے کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر سجدے کے عوض پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت جڑے ہوں گے جب بندہ رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پچھلے رمضان کے پہلے دن کے روزے تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے روزانہ ستر ہزار فرشتے فجر کی نماز سے غروب آفتاب تک استغفار کرتے ہیں اور اسے رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں سجدہ کرنے پر جنت میں ایک ایسا درخت عطا کیا جاتا ہے جس کے سایہ میں کوئی سوار پانچ سو سال تک چلتا رہے۔

(شعب الایمان: ج:3، ص:314، رقم الحدیث:3635)

ایمان اور نیت ثواب سے روزے رکھنے والے کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

(صحیح مسلم، ص:382، رقم الحدیث:760)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے حقوق کو پہچانا اور ان کی حفاظت کی تو اس کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

(الترغیب والترھیب: ج:2، ص:382 رقم الحدیث:760)

اللہ تعالیٰ کا جنت کو روزے دار کے لئے سنور جانے کا حکم دینا

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان میں پانچ ایسی

Marfat.com

چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ پہلی یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔ تیسری یہ کہ ملائکہ ہر دن اور رات میں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ ہوشیار ہو جا اور میرے بندوں کے لئے سنور جا۔ قریب ہے کہ وہ دنیا کی تھکن مٹانے کے لئے میرے گھر اور میری کریمی کے سائے میں آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ کسی نے عرض کیا کیا آخری رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ فرمایا نہیں! کیا تم نہیں جانتے کہ مزدور جب کام مکمل کر کے فارغ ہو جاتا ہے تو اسے۔ پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان: ج:3، ص:303، رقم الحدیث:3603)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کو انسان میں پانچ ایسی خصلتیں عطا کی گئیں ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کی گئیں۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے افطار کرنے تک مچھلیاں ان کے لئے استغفار کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ روزانہ اپنی جنت کو سجاتا ہے اور فرماتا ہے کہ عنقریب میرے نیک بندوں سے تکلیف اٹھالی جائے گی اور وہ تیری طرف آئیں گے اور اس میں مردود شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور وہ رمضان میں اس کام کے لئے ہرگز کوئی راہ نہیں پاتے جس میں وہ رمضان کے علاوہ مصروف ہوتے تھے اور رمضان کی آخری رات میں ساری امت کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ آخری رات شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں، مزدور کو پوری

Marfat.com

مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے۔ جب وہ اپنا کام پورا کر لیتا ہے۔

(مسند احمد، ج:3، ص:144، رقم الحدیث:7922)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حوروں کا روزے دار کو شوہر بنانے کی خواہش

حضرت سیدنا ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے ایک دن رمضان کا چاند نظر آنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر بندے جان لیں کہ رمضان میں کیا ہے تو میری امت ضرور یہ تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہو۔ بنو خزاعہ کے ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کچھ بتائیے۔ ارشاد فرمایا:۔

بے شک سال کی ابتداء سے لے کر آخر تک جنت کو رمضان کے لئے سجایا جاتا ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اور جنت کے درختوں کے پتلے ہلنا شروع ہو جاتے ہیں تو حور عین ان کی طرف دیکھ کر عرض کرتی ہیں۔ یا رب عزوجل! ہمارے لئے اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے کچھ شوہر بنا دے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

پھر فرمایا: جو بندہ رمضان کے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے موتیوں کے ایک خیمے میں اس کا نکاح حور عین میں سے ایک کے ساتھ کر دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۝ (پ:27، رحمن: 72)

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین۔

ان میں سے ہر حور پر ستر حلے ہوتے ہیں۔ جن میں ہر ایک کا رنگ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اور انہیں ستر رنگوں کی خوشبو عطا کی جاتی ہے اور ہر خوشبو کا رنگ دوسری سے مختلف ہوتا ہے اور ان میں سے ہر عورت کے ساتھ ستر ہزار کنیزیں کام کاج کے لئے ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ ستر ہزار غلمان، یعنی غلام ہوتے ہیں اور ہر غلمان کے پاس

Marfat.com

سونے کا ایک برتن ہوتا ہے جن میں ایک رنگ دار کھانا ہوتا ہے جس کے ہر لقمے کا ذائقہ دوسرے سے جدا ہوتا ہے اور ان میں سے ہر عورت کے لئے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوتے ہیں اور ان کے شوہر کو اتنے ہی موتیوں سے مزین سرخ یاقوت کے تخت عطا کئے جاتے ہیں اور سونے کے دو کنگن پہنائے جاتے ہیں اور یہ فضیلت اسے رمضان کا ہر روزہ رکھنے پر عطا کی جاتی ہے جبکہ دیگر نیکیوں کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔

(ابن خزیمہ: ج:3،ص:190، رقم الحدیث:1882)

رمضان مومن کے رزق میں اضافے کا سبب

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! ایک عظمت و برکت والا مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے۔اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے ہیں۔اس کی رات میں قیام کرنا نفل ہے جو اس میں کوئی نیکی کا کام کرے گا گویا اس نے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں کوئی فرض ادا کیا اور جو اس مہینے میں فرض ادا کرے گا گویا اس نے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ رحم کرنے کا مہینہ ہے یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے جس نے روزہ دار کو روزہ افطار کروایا اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور اسے روزے دار کا ثواب دیا جاتا ہے اور روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک روزے دار کو افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب تو اس شخص کو

Marfat.com

بھی عطا فرمائے گا جو کسی روزے دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا دودھ کی لسی کے ذریعے افطار کرائے گا۔ پھر فرمایا اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس مہینے میں چار کام کثرت سے کیا کرو۔ ان میں سے دو خصلتیں تو وہ ہیں جن کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو راضی کر سکتے ہو، وہ یہ ہیں۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

(۲) اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا اور وہ دو خصلتیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے وہ یہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرنا

(۲) اور جہنم سے پناہ طلب کرنا اور جو کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس محسوس نہ ہوگی۔ (ابن خزیمہ: ج:3،ص:191، رقم الحدیث:1887)

جنت کی سجاوٹ ماہ رمضان کے لئے

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بے شک جنت کو ایک سال کی ابتداء سے دوسرے سال تک رمضان کی آمد کے لئے ''بخور'' کی دھوتی دی جاتی ہے اور سجایا جاتا ہے پھر جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جسے ''مثیرہ'' کہا جاتا ہے تو جنت کے پتے اور دروازوں کے کے پٹ ہلنے لگتے ہیں اور اس سے ایسی دلکش آواز پیدا ہوتی ہے کہ اس جیسی آواز کسی نے نہ سنی ہوگی تو حورعین باہر نکلتی ہیں اور جنت کی بالکونیوں پر کھڑی ہو کر ندا کرتی ہیں۔ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا تا کہ وہ اس سے شادی کرائے؟ پھر وہ پوچھتی ہیں اے رضوان جنت، یہ کون سی رات ہے؟ تو حضرت سیدنا رضوان علیہ السلام ان کی ندا پر لبیک کہتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ یہ رمضان کی پہلی رات ہے۔ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں

Marfat.com

کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رضوان! جنت کے دروازے کھول دو۔ اے مالک علیہ السلام جہنم کے دروازے بند کر دو۔ اے جبرائیل علیہ السلام! زمین پر جاؤ اور مردود وشیاطین کو زنجیروں سے باندھ کر سمندر میں ڈال دو تاکہ وہ میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں میں فساد نہ ڈالیں۔ پھر اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو تین مرتبہ یہ ندا کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے کوئی ہے مانگنے والا جسے میں اس کی مرادیں عطا کروں۔ کوئی ہے توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں؟ کوئی ہے مغفرت چاہنے والا جسے میں بخش دوں۔ ہے کوئی قرض ادا کر سکنے کی طاقت رکھنے والے غنی کو قرضہ دینے والا، ہے کوئی ناانصافی کے بغیر پورا پورا قرض واپس کرنے والا۔

اور اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن میں افطاری کے وقت دس لاکھ ایسے بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کے پہلے دن سے آخری دن تک آزاد کئے گئے بندوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے تو وہ ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ کعبے کی چھت پہ گاڑ دیتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو اس رات میں طلوع فجر تک ہر کھڑے اور بیٹھے ہوئے اور نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے کو سلام کرنے اور ان کے ساتھ مصافحہ کرنے اور ان کی دعاؤں پر آمین کہنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام ندا فرماتے ہیں۔ اے فرشتو! واپس چلو، واپس چلو، تو وہ عرض کرتے ہیں اے جبرائیل، اللہ تعالیٰ نے امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین کی حاجتوں کے بارے میں کیا فیصلہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں ان پر نظر رحمت فرمائی اور چار شخصوں کے سوا سب کی مغفرت فرمادی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا۔

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ چار شخص کون ہیں۔فرمایا:

(۱) شراب کا عادی

(۲) والدین کا نافرمان

(۳) قطع رحمی کرنے والا

(۴) مشاجن

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشاجن کون ہیں۔فرمایا: اپنے بھائی سے بغض رکھنے والا۔

پھر عید الفطر کی رات آجاتی ہے جسے لیلۃ الجائزۃ (یعنی انعام کی رات) کہا جاتا ہے اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو ہر شہر میں بھیجتا ہے تو وہ زمین پر اتر کر راستوں کے کناروں پر کھڑے ہو کر ندا کرتے ہیں اور ان کی آواز اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں جن وانس کے علاوہ سب سنتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ اے امت محمدیہ! رب کریم عزوجل کی طرف نکلو جو بڑے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔جب وہ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ مزدور جب اپنا کام پورا کرے تو اس کی جزا کیا ہے۔ملائکہ عرض کرتے ہیں۔اے ہمارے معبود اور ہمارے مالک عزوجل! اس کی جزا یہ ہے کہ تو اسے پوری اجرت عطا فرمائے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی رضا اور مغفرت کو ان رمضان میں روزے رکھنے اور قیام کرنے کا ثواب بنا دیا۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! تم اکٹھے ہو کر اپنی آخرت کے لئے مجھ سے جو کچھ مانگو گے میں تمہیں ضرور عطا فرماؤں گا اور اپنی دنیا کے لئے جو کچھ مانگ گے تو اس میں سے جو تمہارے لئے بہتر ہو گا وہ تمہیں عطا فرماؤں گا اور مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تمہارے عیبوں پر پردہ ڈالوں مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تمہیں حقداروں کے سامنے ہرگز رسوا اور ذلیل نہیں کروں گا۔مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو

Marfat.com

گیا۔ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کی اس امت کے لئے ان کے رمضان کے بعد افطار کرنے پر کی جانے والی عطا پر خوشیاں مناتے ہیں۔ (الترغیب والترھیب: ج:2،ص:60،رقم الحدیث:23)

فرشتوں کا روزے دار کے لئے دعائے مغفرت کرنا

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! آؤ ناشتہ کریں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ کا رزق جنت میں بڑھ رہا ہے۔

پھر فرمایا: اے بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ جتنی دیر تک روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ: ج:2،ص:348،رقم الحدیث:1749)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا تو ارشاد فرمایا: تم بھی کھاؤ، میں نے عرض کیا، میں روزے سے ہوں تو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک روزے دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے فرشتے اس روزے دار کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ''کھانے والا جب تک پیٹ بھرے۔''

(الاحسان بترتیب ابن حبان: ج:5،ص:181،رقم الحدیث:1749)

افطاری میں جلدی کرنا خیر پر قائم رہنا ہے

حضرت سیدنا سہل بن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے

Marfat.com

رہیں گے خیر پر قائم رہیں گے۔ (صحیح البخاری: ج:1 ،ص:645، رقم الحدیث:1957)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک مجھے اپنے بندوں میں سے افطاری میں جلدی کرنے والے پسند ہیں۔

(ابن خزیمہ: ج:3، ص:276، رقم الحدیث:3501)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین کام اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ افطاری میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا۔

(المعجم الکبیر: ج:22، ص:263، رقم الحدیث:676)

روزے دار کا روزہ افطار کرنے پر ثواب

حضرت سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نمازی کو سامان جہاد فراہم کیا اور حاجی کو زاد راہ دیا یا اس کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی یا کسی روزہ دار کو افطاری کرائی تو اسے ان کی مثل ثواب دیا جائے گا اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہو گی۔

(ابن خزیمہ: ج:3، ص:277، رقم الحدیث:663)

حضرت سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی روزے دار کو افطاری کرائے گا اسے روزہ دار کا ثواب دیا جائے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ: ج:2، ص:347، رقم الحدیث:1746)

ایک اور حدیث میں ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے روزے دار کو حلال کھانے یا پانی سے افطاری کرائی تو فرشتے رمضان کی ساعتوں میں اس پر رحمت کی دعا کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

(المعجم الکبیر: ج:6،ص: 261، رقم الحدیث: 6162)

اللہ تعالیٰ کی سحری کرنے والوں پر رحمت

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سحری ساری کی ساری برکت ہے لہٰذا اسے نہ چھوڑا کرو اگرچہ تم میں سے کوئی پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔

(مسند احمد: ج: 4،ص: 26، رقم الحدیث: 11086)

سحری کرنا برکت ہے

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا اسے نہ چھوڑو۔ (نسائی: ج: 4،ص: 145)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برکت تین چیزوں میں ہے۔

(۱) جماعت (۲) ثرید (۳) سحری میں۔ (الترغیب والترہیب: ج: 2،ص: 89، رقم الحدیث: 3)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر برکت نازل کرتے ہیں۔

(مجمع الزوائد: ج:3،ص:359،رقم الحدیث:4842)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(صحیح البخاری، ج:1،ص:633،رقم الحدیث:1923)

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو سحری کے کھانے پر حساب نہ ہوگا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان پر کھانے کا حساب نہیں ہوگا جبکہ کھانا حلال ہو۔ روزہ دار، سحری کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (الترغیب والترھیب: ج:2،ص:90،رقم الحدیث:9)

کھجور بہترین سحری

حضرت سیدنا سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھجور بہترین سحری ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سحری کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (طبرانی کبیر: ج:7،ص:159،رقم الحدیث:6689)

☆ سحری بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ انسان کھاتا تو اپنی غرض کی وجہ سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر بھی عطا فرماتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور اس کھانے میں برکت نازل ہوتی ہے۔

رمضان میں نیت ثواب اور ایمان کے ساتھ قیام کرنے والوں کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دینے کی بجائے رمضان کی راتوں میں قیام کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کرتے کہ جو رمضان میں ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ قیام کرے گا اس کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری: ج:1،ص:658، رقم الحدیث:2008)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا جو رمضان میں ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ قیام کرے گا۔ (یعنی عبادت کرے گا) گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے اس میں قیام کرنے کو تمہارے لئے سنت بنایا اور جس نے رمضان میں ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ قیام کیا تو گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (سنن نسائی: ج:4،ص:158)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بہت سے احسان کیے لیکن ان احسانات میں سے ایک یہ بھی احسان فرمایا کہ میرے بندے جب گناہ کرتے ہیں تو میں ان کے گناہوں کی تلافی کے لئے رمضان کی راتوں میں قیام کرنا ان کے گناہوں کی مغفرت فرما دوں گا اور گناہ بھی اس طرح معاف فرماؤں گا جس طرح کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور وہ گناہوں سے منزہ ہوتا ہے۔ میں بھی اپنے بندوں کے گناہ اس طرح معاف کردوں گا۔

روزے کی مثل کوئی بھی نہیں

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون سا عمل افضل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ اس کے مثل کوئی بھی نہیں۔

(النسائی: جلد: 4، ص: 165)

ہر عبادت میں کچھ ایسی خصوصیات ہیں جن کی بناء پر وہ دوسری عبادات سے ممتاز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر بندگی اس کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے۔ عبادت سے شاد کام رہنے والا اللہ تعالیٰ کی عنایات کا مستحق ہوا کرتا ہے۔ روزہ وہ عبادت ہے جس سے نفس کے سرکش گھوڑے کے منہ میں لگامیں ڈالی جاتی ہیں جس سے اس کی سرکشی ماند پڑتی ہے۔ اس کی قوت میں کمی آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی نیت سے صبح سے لے کر شام تک بھوکا رہنا یہ نفس پر بڑا اشتاق گزرتا ہے۔ جس سے نفس کی طغیانی کے سامنے بند باندھا جاتا ہے اور اسی عبادت سے روح میں قوت و توانائی پیدا ہوتی ہے۔ روح اور نفس ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ روح میں اگر قوت و طاقت ہو تو انسان قرب الٰہی کی دولت سے سرفراز ہوتا ہے اور اگر نفس میں قوت و طاقت آجائے تو انسان اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ شیطان کے قرب کی صورت میں ہوتا ہے اور شیطان کا قرب انسان کو انسانیت کے مرتبے سے گرا کر بہت پستی میں لے جاتا ہے۔

رضائے الٰہی کے لئے مسلسل روزہ رکھنے سے نفس کی قوت سلب ہو جاتی ہے اور روح قوت ربانی کا منبع بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات سے لبریز ہو جاتی ہے۔

جب روح میں قوت و طاقت ہو گی تو وہ مرد مومن اللہ تعالیٰ کی ہر بندگی و عبادت سے محبت کرے گا۔ نمازوں کا گرویدہ ہو گا۔ جب تک وہ سر بندگی نہ جھکا لے اسے چین نہیں ملے گا۔

صدقہ و خیرات کی طرف مائل ہو گا کیونکہ اس کا نفس اس کے تابع ہے۔ اس کے اندر کی بدی کی قوت مسلوب ہے اور نیکی کی قوت میں مزید توانائی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی راہ میں دولت تقسیم کرتے اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی بلکہ یک گونہ فرحت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے مال کو قربان کرنے سے چین نصیب ہوگا۔

روزہ رکھنے والا مرد سعید روح کی لطافت سے یوں بہرہ ور ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دم میں بسیرا کر لیتی ہے۔ جب اس کا دل محبت الٰہی سے لبریز ہو جاتا ہے تو پھر اسے یہ عارضی جہاں اور اس کی رنگینیاں اپنی طرف مائل نہیں کر سکتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب اس کے کلام، قرآن کریم سے یوں پیار کرتا ہے کہ صبح و شام اس کی تلاوت کرتا ہے۔ نماز کی رکعتوں میں اس کی تلاوت کے مزے لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور کلام الٰہی کی حلاوت اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی ہے۔

الغرض رضائے الٰہی کے جذبہ سے سرشار ہو کر روزہ رکھنے سے نفس کی قوت مسلوب ہو جاتی ہے۔ بدی سے نفرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور روح میں قوت و توانائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری طبیعت کا جزو بن جاتی ہے۔ نیکی سے رغبت یوں ہو جاتی ہے کہ جب نیکی کر نہ لی جائے اطمینان نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اس روزہ دار کو دیگر افراد سے ممتاز کر دیتی ہے۔

شب قدر کا قرآن واحادیث سے ثبوت

شب قدر مومنین کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ اس میں گناہ گاروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور تقدیر کو تبدیل کیا جاتا ہے جو شخص اس رات میں نیکیاں اور استغفار کرتا ہے اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور جو دعائیں کی جاتی ہیں قبول ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

(القدر: 2تا3)

''اور آپ کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

Marfat.com

☆اس رات کولیلۃ القدراس لئے فرمایا ہے کہ ''قدر'' کا معنی تقدیر ہے۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال کے لئے جو امور چاہتا ہے وہ مقدر فرما دیتا ہے کہ اس سال میں کتنے لوگوں پر موت آئے گی۔ کتنے لوگ پیدا ہوں گے اور لوگوں کو کتنا رزق دیا جائے گا پھر یہ امور اس جہان کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کو سونپ دیئے جاتے ہیں اور وہ چار فرشتے ہیں۔ اسرافیل، میکائیل، عزرائیل اور جبرائیل علیہم السلام، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوح محفوظ سے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال کتنا رزق دیا جائے گا اور کتنی بارشیں ہوں گی۔ کتنے لوگ زندہ رہیں گے اور کتنے مر جائیں گے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لیلۃ القدر میں بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں ان میں سے کسی نام کی کمی کی جاتی ہے اور نہ اضافہ کیا جاتا ہے۔

☆اس رات کولیلۃ القدر فرمانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ''قدر'' کا معنی عظمت اور شرف ہے۔

''وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ'' (الانعام: 91)

انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی۔

جیسے کہتے ہیں فلاں بندے کو قدر و منزلت ہے۔

زہری نے کہا

اس رات میں عبادت کرنے کی بہت قدر و منزلت ہے اور اس کا بہت زیادہ ثواب اور اجر ہے۔

ابو بکر وراق نے کہا۔

جس شخص کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو جب وہ اس رات کی عبادت کرتا ہے تو وہ بہت قدر اور عظمت والا ہو جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والی کتاب، بہت عظیم الشان رسول پر بہت

Marfat.com

عظمت والی امت کے لئے نازل کی گئی ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت خیر اور برکت اور مغفرت نازل فرماتا ہے۔

سہل نے کہا:

اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لئے رحمت کو مقرر کر دیا ہے۔

خلیل نے کہا

قدر کا معنی تنگی بھی ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ (طلاق: 7)

جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا۔

اس رات میں اتنی کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ زمین ان سے تنگ ہو جاتی ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز:20،ص:116، دارالفکر بیروت 1415ھ)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا۔ جو میرے دوست تھے۔ انہوں نے کہا، ہم نے رمضان کے متوسط عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان کی صبح کو باہر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی اب تم اس کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خواب دیکھا

Marfat.com

کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ لوٹ جائے۔ ہم لوٹ گئے اور ہم آسمان میں کوئی دل نہیں دیکھتے تھے پھر اچانک بادل آیا اور بارش ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور اس کی چھت میں کھجور کی شاخیں تھیں اور نماز کی اقامت کہی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2016)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے باہر آئے۔ اس وقت دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے آیا تھا۔ پس فلاں اور فلاں آپس میں لڑ پڑے تو لیلۃ القدر کی تعیین اٹھا لی گئی اور ہو سکتا ہے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہو، پس تم اس کو انتیسویں شب، ستائیسویں شب اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2023)

شارحین نے کہا ہے کہ

صرف اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا تھا اور دوسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اس کا علم عطا کر دیا گیا۔

(فتح الباری: ج: 4، ص: 778)

میں کہتا ہوں کہ اس سال شب قدر کی تعیین کے علم کو اٹھانے کی حکمت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لیلۃ القدر کی تعیین کو مخفی رکھنے کا عذر ہو جائے کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا اور نہ بتاتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے خلاف تھا اور اگر بتا دیتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ لیلۃ القدر کی تعیین کو مخفی رکھا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندے لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرہ کی ہر طاق رات جاگ کر عبادت میں گزاریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں

Marfat.com

کا عبادت میں جاگنا پسند ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی چیزوں کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ ہر شخص کے متعلق یہ گمان کریں کہ ممکن ہے یہی اللہ تعالیٰ کا ولی ہو اس کی تعظیم و تکریم کریں۔ جمعہ کی جس ساعت میں دعا قبول ہوتی ہے اس کو مخفی رکھا تا کہ مسلمان جمعہ کی ہر ساعت میں دعا کرتے رہیں کہ ممکن ہے یہی قبولیت کی ساعت ہو۔
موت کو مخفی رکھا تا کہ انسان ہر وقت نیک کاموں میں مشغول رہے اور برے کاموں سے مجتنب رہے تا کہ اس کو موت آئے تو نیک کام کرتے ہوئے آئے نہ کہ خدانخواستہ برے کام کرتے ہوئے اس کو موت آئے۔ اسی طرح قیامت کے وقت کو بھی مخفی رکھا تا کہ ہر لمحہ لوگ ڈرتے رہیں کہ کہیں اسی وقت قیامت نہ آ جائے اور لیلۃ القدر کو بھی مخفی رکھا تا کہ کوئی عادی مجرم اس رات کو بھی گناہوں میں گزار دے تو اس کے نامہ اعمال میں نہ لکھا جائے کہ اس نے اس عظیم رات کی دانستہ بے توقیری کی ہے۔

لیلۃ القدر کے فضائل

امام مالک علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ
انہوں نے معتمد اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ امتوں کی عمریں دکھائی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور یہ کہ وہ اتنے عمل نہیں کر سکیں گے جتنے لمبی عمر والے لوگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا کی۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(موطا امام مالک رقم الحدیث 721)

حضرت علی بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کے چار شخصوں نے اسی 80 سال تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور ان کے نام بتائے۔ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل

Marfat.com

بن العجوز اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو تعجب ہوا کہ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت کو اس پر تعجب ہے کہ ان لوگوں نے اسی سال عبادت کی اور پلک جھپکنے کی مقدار بھی نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز نازل کی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ القدر کی آیات تلاوت کیں اور کہا یہ اس سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تعجب ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خوش ہو گئے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: رقم الحدیث: 19426)

امام دیلمی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2014)

ستائیسویں شب کے لیلۃ القدر ہونے پر دلائل

زر بن جیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوالمنذر! ہمیں لیلۃ القدر کے متعلق بتائیے کیونکہ حضرت ابن مسعود یہ کہتے ہیں کہ جو شخص پورا سال قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پائے گا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمان پر رحم فرمائے۔ ان کو خوب معلوم ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے لیکن انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ تم کو اس کی تعیین بتائیں اور تم اس پر تکیہ کر لو اور اس ذات کی قسم جس نے قرآن کو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ہم نے پوچھا: اے ابوالمنذر آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا اس علامت سے جس کی ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر

Marfat.com

دی ہے ہم نے اس کو یاد رکھا اور اس کا شمار کیا۔ ہم نے پوچھا وہ کیا علامت ہے۔ انہوں نے کہا اس صبح کو سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 220)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے اور امام ابوحنیفہ اور بعض شافعیہ سے بھی یہی روایت ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہے بغیر قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد طاق ہے۔ اور طاق اعداد میں سات کا عدد زیادہ پسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں اور سات آسمان بنائے۔ سات اعضاء پر سجدہ مشروع کیا۔ طواف کے ساتھ پھیرے مقرر کئے اور ہفتہ کے سات دن بنائے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے تو پھر یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی ساتویں رات ہونی چاہئے۔

حافظ ابن حجر اور امام رازی علیہما الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ لیلۃ القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ جن کا حاصل ضرب ستائیس ہے۔ اس لئے یہ رات ستائیسویں ہونی چاہئے۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ

قرآن مجید کی اس سورۃ مبارکہ میں "

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" (القدر: 5)

میں "ھی" ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس سورت کا ستائیسواں کلمہ ہے اس اشارے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا

Marfat.com

غفر له ما تقدم من ذنبه" جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اجر وثواب کی نیت سے قیام کیا۔ اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روشنی میں لیلۃ القدر کی اصل عبادت قیام نماز ہے۔ اس لئے اس رات زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے اور توبہ واستغفار میں کوشش کرنی چاہئے۔ بندہ خضوع وخشوع اور سوز گداز سے نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں، تقصیروں اور گناہوں کو یاد کر کے روئے اور گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور بار بار استغفار کرے۔

بعض صالحین نے اس رات کی عبادت کے مخصوص طریقے بتائے ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔

بعض صالحین لیلۃ القدر میں لیلۃ القدر کے قیام کی نیت سے دس دوگانے پڑھتے تھے۔ بعض اکابر سے یہ بھی منقول ہے۔

جس شخص نے ہر رات لیلۃ القدر کی نیت سے دس آیات تلاوت کیں۔ وہ لیلۃ القدر کی برکات سے محروم نہیں ہوگا۔

امام ابو اللیث علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ

لیلۃ القدر کی کم از کم نماز دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ ہزار رکعات ہیں اور متوسط سو رکعات ہیں اور ہر رکعت میں متوسط قرأت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ انا انزلنا لیلۃ القدر والی سورت پڑھے اس کے بعد تین بار "قل ھو اللہ احد" کی سورت پڑھے پھر دو رکعات کے بعد سلام پھیر دے اور درود شریف پڑھ کر دوسرے دوگانے کے لئے اٹھے۔ اسی طرح جتنے نفل چاہے پڑھے۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

نوافل کی جماعت بلا کراہیت جائز ہے بشرطیکہ فرائض کی طرح اذان اور اقامت نہ کریں۔ شرح نقایہ وغیرہ میں "محیط" کے حوالے سے یہ عبارت ہے۔

Marfat.com

''لیلۃ القدر صلوٰۃ الرغائب'' اور شعبان کی پندرہویں شب میں نوافل میں امام کی اقتداء کرنا مطلقاً مکروہ نہیں ہے کیونکہ جو چیز مومنوں کے نزدیک حسن ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسن ہوتی ہے۔ اسی لئے اس پر اعتراض کرنے والے ان لوگوں کے قول کی طرف بالکل توجہ نہ کرو جن کو عبادت کا ذوق ہے نہ دعاؤں کا شوق ہے۔

(روح البیان ج:10، ص:580 تا 581 دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی 235ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

عامر بیان کرتے ہیں کہ

لیلۃ القدر کا دن اس کی شب کی مثل ہے اور اس کی شب اس کے دن کی مثل ہے۔

(مصنف ابی شیبہ ج:2، ص:253، رقم الحدیث 8693)

ابن المسیب نے کہا

جس شخص نے لیلۃ القدر میں مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پالیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 8694)

ثواب میں اضافہ

شب قدر میں عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادتوں سے زیادہ دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ سوال کیا جاتا ہے کیا اس ایک رات میں عبادت کرنے کے بعد انسان ایک ہزار ماہ کی عبادتوں سے آزاد ہو جاتا ہے؟ اسی طرح ایک نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہے اور کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے تو کیا کعبہ میں ایک نماز پڑھنے سے ایک کم ایک لاکھ نمازیں انسان سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر کی عبادت نفلی ہے اور ہزار ماہ میں جو فرائض اور واجبات ہیں یہ نفلی عبادت ان کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ رہا یہ کہ ایک فرض کا ثواب اس فرض کی دس مثلوں کے برابر ہوتا ہے یا کعبہ کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے مساوی ہوتی

Marfat.com

ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اس فرض کے ادا کرنے کا مکلف ہے جو دس مثلوں کے یا ایک لاکھ کے مساوی ہے۔ ان مثلوں سے فرض کی تکلیف ساقط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایک نماز پڑھ کر انسان دس نمازوں سے بری ہو سکتا ہے نہ شب قدر کی عبادت سے ہزار ماہ کی عبادتوں سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

گناہ میں اضافہ

ایک بحث یہ بھی غور طلب ہے کہ جس طرح شب قدر میں عبادت کرنے سے ثواب بڑھ جاتا ہے کیا اس طرح شب قدر میں گناہ کرنے سے سزا بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو قطعی طور پر شب قدر کا علم ہو جائے اور پھر وہ اس رات میں قصداً گناہ کرے تو یقیناً اس کا یہ گناہ اور راتوں کے گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور وہ زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 160)

جو شخص جتنی برائی کرے گا اسے اتنی برائی ہی کی سزا ملے گی۔

پھر اس رات میں قصداً گناہ کرنے والا کیوں زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر میں گناہ کرنے والے کی دو زیادتیاں ہیں۔ ایک گناہ کی اور ایک شب قدر کے تقدس کو پامال کرنے کی جس طرح گھر میں گناہ کی بہ نسبت حرم کعبہ میں وہ گناہ کرنا زیادہ بڑا ہے۔ اس لئے جو شخص شب قدر میں گناہ کرے گا اس کو اسی گناہ کی سزا ملے گی لیکن ظاہر ہے کہ اس رات کا جرم اور راتوں کے جرم کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو اپنی حکمتوں سے مخفی رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کس عبادت سے راضی ہوتا ہے اس کو مخفی رکھا تاکہ بندہ عبادات میں کوشش کرے۔ کس گناہ سے ناراض ہوتا ہے اس کو مخفی رکھا تاکہ بندہ ہر گناہ سے باز رہے۔ ولی کی کوئی علامت مقرر نہیں کی اور اسے لوگوں کے درمیان مخفی رکھا تاکہ لوگ ولی سے شائبہ

Marfat.com

میں ہر انسان کی تعظیم کریں۔ قبولیت کی توبہ کو مخفی رکھا تاکہ بندے مسلسل توبہ کرتے رہیں۔ موت اور قیامت کے وقت کو مخفی رکھا تاکہ بندے اساعت کے گناہوں سے باز رہیں اور نیکی کی جدوجہد میں مصروف رہیں۔ اسی طرح لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ کر اس کی تعظیم کریں اور اس کی ہر رات میں جاگ جاگ کر عبادت کریں۔

امام رازی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

اگر اللہ تعالیٰ اس رات کو معین کر کے بتا دیتا تو نیک لوگ تو اس رات میں جاگ کر عبادت کر کے ہزار ماہ کی عبادتوں کا اجر حاصل کر لیتے اور عادی گناہ گار اگر شامت نفس اور اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس رات بھی گناہ کر لیتا تو وہ ہزار ماہ کے گناہوں کی سزا کا مستحق ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس رات کو مخفی رکھا تاکہ کوئی عادی گناہ گار اس رات بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو لیلۃ القدر سے لاعلمی کی بناء پر اس کے ذمہ لیلۃ القدر کی احترام شکنی اور ہزار ماہ کے گناہ نہ لازم آئیں۔ کیونکہ علم کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی سے گناہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ شدید ہے۔

روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اسے وضو کے لئے اٹھا دو انہوں نے اٹھا دیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو نیکی کرنے میں خود پہل کرتے ہیں۔ آپ نے اس کو خود کیوں نہیں جگایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میرے اٹھانے پر انکار کر دیتا تو یہ کفر ہوتا اور تمہارے اٹھانے پر انکار کرنا کفر نہیں ہے تو میں نے تم کو اٹھانے کا اس لئے حکم دیا کہ اگر یہ انکار کر دے تو اس کا قصور کم ہو۔ غور کرو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گاروں پر رحمت کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کیا عالم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آسان

Marfat.com

ہے کہ نیکو کار لیلۃ القدر کی جستجو میں رمضان کی متعدد راتیں جاگ کر کھنگال ڈالیں۔ یہ بھی گوارا ہے کہ اس تلاش میں ان سے لیلۃ القدر چوک جائے لیکن یہ گوارہ نہیں ہے کہ لیلۃ القدر بتلا دینے سے کوئی گناہ گار بندہ اپنے گناہ کی ہزار گنا زیادہ سزا پائے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں کا کتنا خیال رکھتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب لیلۃ القدر کا علم نہیں ہوگا اور بندے رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر کے گمان میں جاگ کر گزاریں گے اور رمضان کی ہر رات میں عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا اس ابن آدم کے متعلق تم نے کہا تھا کہ یہ زمین کو خونریزی اور گناہوں سے بھر دیں گے۔ ابھی تو اس کو لیلۃ القدر کا قطعی علم نہیں ہے پھر بھی عبادت میں اس قدر کوشش کر رہا ہے۔ اگر اسے لیلۃ القدر کا علم قطعی ہوتا کہ کون سی رات ہے پھر اس کی عبادت کا کیا عالم ہوتا۔

قرآن مجید میں ہے:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (القدر: 5:4)

اس رات میں فرشتے اور جبرائیل اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے نازل ہوتے ہیں یہ رات طلوع فجر ہونے تک سلامتی ہے۔

☆ امام عبدالرحمان بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

کعب بیان کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اس کنارے پر ہے جو جنت کے قریب ہے پس اس کے نیچے دنیا ہے اور اس کے اوپر جنت ہے اور جنت کرسی کے نیچے ہے۔ اس میں فرشتے ہیں جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور سورہ کی ہر شاخ پر فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا مقام اس کے وسط میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو ندا کرتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتوں کے ساتھ زمین پر نازل ہوں اور ان میں سے ہر فرشتے

Marfat.com

کومومنین کے لئے شفقت اور رحمت دی جاتی ہے۔ پھر وہ غروب آفتاب کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں پھر زمین کے ہر حصے پر فرشتے سجدہ اور قیام میں مومنین اور مومنات کے لئے دعا کرتے ہیں سوان مقامات کے جہاں یہودیوں اور عیسائیوں کا معبد ہو یا آتش کدہ ہو یا بت خانہ ہو یا کچرہ کنڈی ہو یا جس گھر میں کوئی نشہ کرنے والا ہو یا جس گھر میں گھنٹی ہو یا بیت الخلاء ہو۔ ان جگہوں کے علاوہ ہر جگہ فرشتے تمام رات مومنین کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر مومن سے مصافحہ کرتے ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت ہر مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم: ج:10 ص:3453، رقم الحدیث:19428)

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس رات میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ تمام فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

بعض مفسرین نے کہا۔

وہ آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں لیکن اکثر مفسرین کا مختار یہ ہے کہ وہ زمین پر نازل ہوتے ہیں کیونکہ بہت احادیث میں وارد ہے کہ تمام ایام میں فرشتے مجالس ذکر میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس جب عام ایام میں فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں تو اس عظیم الشان رات میں فرشتے بہ طریق اولیٰ زمین پر نازل ہوں گے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ فرشتے کس لئے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔

اور ان میں حسب ذیل اقوال ہیں۔

☆ بعض نے کہا

Marfat.com

فرشتے اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ بشر کی عبادت اور اطاعت میں اس کی کوشش کو دیکھیں۔

☆ فرشتوں نے کہا تھا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ج (مریم: 64)

''ہم صرف آپ کے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اس رات اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر نازل ہونے کا حکم دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں اہل جنت کے پاس فرشتے نازل ہوں گے۔

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ٥ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الرعد: 24`23)

''فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلام ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں فرشتوں کو نازل ہونے کا حکم دے کر یہ ظاہر فرمایا کہ آخرت کی عزت افزائی تو الگ رہی اگر تم دنیا میں بھی میری عبادت میں مشغول رہو گے تو یہاں بھی اس رات فرشتے تمہاری زیارت کے لئے آئیں گے۔

روایت میں ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرشتے اس رات کو اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہم پر سلام پڑھیں اور ہماری شفاعت کریں سو جس کو ان کا سلام پہنچے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (تفسیر کبیر: ج:11 ص:233)

روح کے مصداق میں اقوال مفسرین

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں۔

روح کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں۔

(۱) روح بہت بڑا فرشتہ ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ تمام آسمان اور زمینیں اس کے سامنے

Marfat.com

ایک لقمہ کی طرح ہیں۔

(۲) روح سے مراد مخصوص فرشتوں کی ایک جماعت ہے جس کو عام فرشتے صرف لیلۃ القدر کو ہی دیکھ سکتے ہیں۔

(۳) وہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص مخلوق ہے جو نہ فرشتوں کی جنس سے ہے نہ انسانوں کی جنس سے ہے ہوسکتا ہے وہ اہل جنت کے خادم ہوں۔

(۴) اس سے مراد خاص رحمت ہے کیونکہ رحمت کو بھی روح فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (یوسف: 87)

(۵) اس سے مراد بہت بزرگ اور مقرب فرشتے ہیں۔

(۶) ابونجیح نے کہا

اس سے مراد کراماً کاتبین ہیں جو مومنین کے نیک کام لکھتے ہیں اور برے کاموں کے ترک کرنے کو لکھتے ہیں۔

(۷) زیادہ صحیح یہ ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں ان کی خصوصیت کی وجہ سے ان کو عام فرشتوں سے الگ ذکر کیا ہے۔

(تفسیر کبیر ج: 11 ص: 234 دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں۔

القطب الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ''غنیۃ الطالبین'' میں فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے ستر ہزار فرشتے لے کر زمین پر جائیں۔ ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ جب وہ زمین پر اترتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام اور باقی فرشتے چار جگہوں پر اپنے

Marfat.com

جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ کعبہ پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر بیت المقدس کی مسجد پر اور طور سیناء کی مسجد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ زمین پر پھیل جاؤ۔ پھر فرشتے تمام زمین پر پھیل جاتے ہیں اور جس مکان یا خیمے یا پتھر یا کسی کشتی میں غرض جہاں بھی کوئی مسلمان مرد یا عورت ہو وہاں فرشتے پہنچ جاتے ہیں۔ ہاں! جس گھر میں کتا یا خنزیر یا شراب یا تصویروں کے مجسمے ہوں یا کوئی شخص زنا کاری سے جنبی ہو وہاں نہیں جاتے۔ وہاں پہنچ کر فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں کلمہ پڑھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جب فجر ہوتی ہے تو آسمانوں پر چلے جاتے ہیں اور جب پہلے آسمان کے فرشتوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نیک لوگوں کو بخش دیا اور بدکاروں کی شفاعت قبول کر لی۔ پھر آسمان دنیا کے فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو امت محمدیہ کی مغفرت فرمائی ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اس کے بعد وہ فرشتے دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور وہاں اسی طرح گفتگو ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سدرۃ المنتہیٰ جنت الماوی۔ جنت نعیم جنت عدن اور جنت الفردوس سے ہوتے ہوئے وہ فرشتے عرش الٰہی پر پہنچیں گے۔ وہاں عرش الٰہی آپ کی امت کی مغفرت پر شکریہ ادا کرے گا اور کہے گا۔

اے اللہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ گزشتہ رات تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صالحین کو بخش دیا اور گناہ گاروں کے حق میں نیکو کاروں کی شفاعت قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے عرش تم نے سچ کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے میرے پاس بڑی عزت و کرامت ہے اور ایسی نعمتیں ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ نہ کسی کے دل میں ان نعمتوں کا کبھی خیال آیا۔

(روح المعانی: ج: 30، ص: 350، 349 دار الفکر بیروت)

فرشتوں کو زمین پر نازل کرنے کی حکمتیں

فرشتوں کے زمین پر نزول کے بارے مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ زمین پر

Marfat.com

انسانوں کی عبادت کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ اس سورت میں فرماتا ہے۔

(تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ الخ)

فرشتے اور جبرائیل امین اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زمین پر نازل ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بشمول جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتے اللہ تعالیٰ سے زمین پر آنے کی پہلے اجازت طلب کرتے ہیں پھر اس کے بعد زمین پر اترتے ہیں اور یہ چیز انتہائی محبت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ پہلے وہ ہماری طرف راغب اور مائل تھے اور ہم سے ملاقات کی تمنا کرتے تھے لیکن اجازت کے منتظر تھے اور جب اللہ تعالیٰ سے اجازت مل گئی تو قطار در قطار صف باندھے زمین پر اتر آئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود فرشتے ہم سے ملاقات کی تمنا کیوں کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کو ہمارے گناہوں کا پتا نہیں چلتا کیونکہ جب لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں تو مسلمانوں کی عبادت کو تفصیل کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جب گناہوں پر پہنچتے ہیں تو لوح محفوظ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور اس وقت فرشتوں کی زبان سے بے اختیار یہ کلمے نکلتے ہیں۔ سبحان ہے وہ ذات جس نے نیکیوں کو ظاہر کیا اور گناہوں کو چھپالیا۔

(تفسیر کبیر، ج: 11، ص: 334 تا 335 دار احیاء التراث العربی بیروت)

اگر یہ کہا جائے کہ فرشتے خود عبادت سے مالا مال ہیں۔ تسبیح، تقدیس اور تہلیل سے تو نگر ہیں قیام، رکوع اور سجود کون سی عبادت ہے جو ان کی جھولی میں نہیں ہے پھر انسانوں کی وہ کون سی عبادت ہے جسے دیکھنے کے شوق میں وہ انسانوں سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شخص خود بھوکا رہ کر اپنا کھانا کسی اور ضرورت مند کو کھلا

Marfat.com

دے یہ وہ نادر عبادت ہے جو فرشتوں میں نہیں ہوتی۔ گناہوں پر توبہ اور ندامت کے آنسو بہانا اور گڑگڑانا، اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا، اپنی طبعی نیند کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے رات کے پچھلے پہر اٹھنا اور خوف خدا سے ہچکیاں لے لے کر رونا، یہ وہ عبادت ہے جس کا فرشتوں کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے گناہ گاروں کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز اللہ تعالیٰ کو تسبیح اور تہلیل کی آوازوں سے زیادہ پسند ہے۔ اس لئے فرشتے یاد خدا میں آنسو بہانے والی آنکھوں کو دیکھنے اور خوف خدا سے نکلنے والی آہوں کے سننے کے لئے زمین پر اترتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں فرشتے مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور آکر سلام عرض کریں گے۔ "اَلْمَلٰٓئِکَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ"

فرشتے (جنت کے) ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور آکر سلام کریں گے اور لیلۃ القدر میں یہ ظاہر فرمایا کہ اگر تم میری عبادت میں مشغول ہو جاؤ تو آخرت تو الگ رہی دنیا میں بھی فرشتے تمہاری زیارت کو آئیں گے اور آکر دنیا میں بھی تم کو سلام کریں گے۔ امام رازی نے دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ

انسانوں کی عادت ہے کہ وہ علماء اور صالحین کے سامنے زیادہ اچھی اور زیادہ خضوع وخشوع سے عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اے انسانو! تم عبادت گزاروں کی مجلس میں زیادہ عبادت کرتے ہو۔ آؤ! اب ملائکہ کی مجلس میں خضوع وخشوع سے عبادت کرو۔ (تفسیر کبیر: ج:11، ص:235 دار احیاء التراث العربی بیروت)

ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے اعتراض کی صورت میں کہا تھا کہ اسے پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے جو زمین میں فسق وفجور اور خون ریزی کرے گا؟ اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کی امیدوں سے بڑھ کر

Marfat.com

اجر وثواب کا وعدہ کیا اس رات کے عبادت گزاروں کو زبان رسالت سے مغفرت کی نوید سنائی۔ فرشتوں کی آمد اور ان کی زیارت اور سلام کرنے کی بشارت دی تا کہ اس کے بندے یہ رات جاگ کر گزاریں۔ تھکاوٹ اور نیند کے باوجود اپنے آپ کو بستروں اور آرام سے دور رکھیں تا کہ جب فرشتے آسمان سے اتریں تو ان سے کہا جا سکے یہی وہ ابن آدم ہے جس کی خونریزیوں کی تم نے خبر دی تھی۔ یہی وہ شر خاکی ہے جس کے فسق وفجور کا تم نے ذکر کیا تھا۔ اس کی طبیعت اور خلقت میں ہم نے رات کی نیند رکھی ہے لیکن یہ اپنے طبعی اور خلقی تقاضوں کو چھوڑ کر ہماری رضا جوئی کے لئے یہ رات سجدوں اور قیام میں گزار رہا ہے۔ تم نے فسق وفجور اور خون ریزی دیکھی تھی۔ ہماری خاطر راتوں کو جاگ کر سجدہ کرنے والی جبینیں نہیں دیکھی تھیں۔ ہماری یاد کے سبب آنکھوں میں مچلنے والے آنسو نہیں دیکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ بڑے مان سے تمہاری عبادت دکھانے کے لئے آسمان سے فرشتے اتارتا ہے کہیں تم یہ رات گناہوں میں گزار کر اس کا مان نہ توڑ دینا۔

فرشتوں کا سلام

مفسرین لکھتے ہیں کہ

شب قدر میں عبادت کرنے والے انسان کو جس وقت روح الامین آ کر سلام کرتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس پر خوف خدا کی ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے یاد خدا سے آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور خشیت الٰہی سے بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے۔

امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

فرشتوں کا سلام کرنا، سلامتی کا ضامن ہے۔ سات فرشتوں نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تھا ان پر نمرود کی جلائی ہوئی آگ سلامتی کا باغ بن گئی تھی۔ شب قدر کے عابدوں پر جب اس رات لاتعداد فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں تو کیونکر نہ یہ امید کی جائے کہ جہنم کی آگ ان پر سلامتی کا باغ بن جائے۔

Marfat.com

شب قدر پر دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ (الدخان: 3)

''بے شک ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل فرمایا۔ بے شک ہم عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔''

☆اس آیت میں فرمایا ہے۔

ہم نے اس کتاب کو''لیلتہ مبارکتہ'' میں نازل فرمایا ہے۔لیلتہ مبارکہ کا مصداق رمضان کی شب قدر ہے یا شعبان کی پندرہویں شب، اس کا مفسرین کا اختلاف ہے۔ زیادہ مفسرین کا رجحان یہ ہے کہ اس سے مراد رمضان کی شب قدر ہے اور بعض کا مختار ہے کہ اس سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے۔ لیکن میں اس کو ذکر کرتا ہوں۔ رمضان کی شب قدر پر کہ اس سے مراد یہی ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ نے اس سلسلہ میں حسب ذیل روایات بیان کی ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحائف رمضان کی پہلی شب میں نازل ہوئے اور تورات چھ رمضان کو نازل ہوئی اور زبور سولہ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن مجید چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

نیز حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لیلہ مبارکہ سے مراد لیلتہ القدر ہے۔ (جامع البیان، رقم الحدیث: 23998)

حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا

یہ رات لیلتہ القدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو لوح محفوظ سے لیلتہ القدر میں نازل فرمایا۔ پھر لیلتہ القدر کے علاوہ دوسری راتوں اور دنوں میں دوسرے انبیاء علیہم

Marfat.com

السلام پر نازل فرمایا۔ (جامع البیان: رقم الحدیث: 23999)

علامہ الحسین بن مسعود البغوی الشافعی المتوفی 516ھ لکھتے ہیں۔

حضرت قتادہ اور ابن زید رضی اللہ عنہما نے فرمایا

اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اس قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ پھر بیس سال تک حضرت جبرائیل علیہ السلام پر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل کرتے رہے اور دوسروں نے کہا اس سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے۔

(معالم التنزیل: ج: 4، ص: 176 دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام عبدالرحمان بن محمد بن ابی حاتم متوفی 327ھ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے نقل کر کے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال میں کتنا رزق دیا جائے گا۔ کتنے لوگ مریں گے کتنے لوگ زندہ رہیں گے۔ کتنی بارشیں ہوں گی حتیٰ کہ لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں شخص حج کرے گا۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم ج: 10، ص: 2287، رقم الحدیث: 18527)

امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی متوفی 427ھ لکھتے ہیں۔

حضرت قتادہ اور ابن زید رضی اللہ عنہما نے فرمایا

یہ لیلۃ القدر ہے اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمانی دنیا کی طرف قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر راتوں اور دنوں میں قرآن مجید کو نازل فرماتا رہا۔

اور دوسروں نے کہا۔

اس سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے۔

(الکشف والبیان ج: 8، ص: 348، دار احیاء التراث العربی بیروت)

Marfat.com

لیلۃ مبارکہ سے لیلۃ القدر مراد ہونے پر دلائل

امام فخر الدین محمد عمر رازی شافعی متوفی 606ھ نے بہ کثرت دلائل سے ثابت کیا ہے کہ لیلہ مبارکہ رمضان کی لیلہ القدر ہے۔

وہ لکھتے ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر: 1)

بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے۔

اور یہاں فرمایا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (الدخان: 3)

''بے شک ہم نے قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا ہے۔''

☆ اس لئے ضروری ہے کہ لیلۃ القدر اور لیلہ مبارکہ سے مراد واحد شب ہوتا کہ قرآن مجید میں تضاد اور تناقص لازم نہ آئے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ'' (البقرہ: 185)

''رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کو نازل کیا گیا ہے۔''

☆ اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ قرآن مجید کو نازل کرنا رمضان کے مہینے میں واقع ہوا ہے اور یہاں فرمایا ہے ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ''

بے شک ہم نے قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا ہے۔ پس ضروری ہوا کہ یہ رات بھی رمضان کے مہینہ میں واقع ہوا اور اسی طرح جس شخص نے بھی کہا کہ لیلہ مبارکہ رمضان کے مہینہ میں واقع ہے۔ اس نے یہ کہا کہ یہ لیلہ مبارکہ ہی لیلۃ القدر ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی صفت میں فرمایا۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ الخ (القدر: 5:4)

Marfat.com

ترجمہ: اس رات میں فرشتے اور جبرائیل اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے نازل ہوتے ہیں۔

وہ رات سلامتی ہے طلوع فجر ہونے تک۔

اور سورہ دخان کی اس آیت میں فرمایا

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ ○ (الدخان: 4)

اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اور یہ اس کے مناسب ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَ الرُّوْحُ (القدر: 5:4)

اس رات میں فرشتے اور جبرائیل نازل ہوتے ہیں۔

نیز یہاں الدخان: 5 میں فرمایا

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا

ہمارے پاس ایک حکم کا فیصلہ کیا جاتا ہے

اور سورہ قدر میں فرمایا

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ

اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں۔

اور اس سورت کی آیت میں فرمایا

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا

ہمارے پاس سے ایک حکم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اس سورت میں فرمایا ہے

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

آپ کے رب کی رحمت سے

اور سورۃ القدر میں فرمایا ہے

Marfat.com

سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

وہ رات طلوع فجر ہونے تک سلامتی ہے۔

(۴) امام محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

صحائف ابراہیم رمضان کی پہلی شب میں نازل ہوئے، تورات رمضان کی چھٹی شب میں نازل ہوئی، زبور رمضان کی بارھویں شب میں نازل ہوئی اور انجیل رمضان کی اٹھارویں شب میں نازل ہوئی اور قرآن رمضان کی چوبیسویں شب میں نازل ہوا اور لیلۃ المبارکۃ یہی لیلۃ القدر ہے۔

(۵) لیلۃ القدر کا معنی ہے۔

قدر والی شب اور اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی قدر اور اس سے شرف اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی قدر اور اس کا شرف زمانہ کے اس مخصوص جز اور اس مخصوص شب کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ زمانہ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے متصل ہے واحد چیز ہے۔ اس لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ زمانہ کے بعض اجزاء دوسرے اجزاء کے اعتبار سے افضل ہوں۔ پس اگر زمانہ کا کوئی جز دوسرے جز میں حاصل نہیں ہوتی اور یہ واضح ہے کہ دین کی چیزوں کا مرتبہ دنیا کی چیزوں سے زیادہ مشرف اور مرتبہ والا ہے اور دین کی چیزوں میں سب سے زیادہ مرتبہ قرآن کریم کا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسی سے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوئی ہے اور اسی سے حق اور باطل کا فرق معلوم ہوا ہے اور اسی سے منکشف ہوا کہ اصحاب سعادات کے مراتب اصحاب شقاوات سے بہت بلند ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا مرتبہ اور شرف ہر چیز سے بلند اور بالا ہے سو جس رات میں قرآن مجید نازل ہوا اس رات کا مرتبہ ہر رات سے بلند اور بالا ہوگا اور جب اس پر اتفاق ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے تو ہمیں یقین ہوگیا کہ قرآن مجید بھی اسی

Marfat.com

شب میں نازل ہوا اور یہی لیلہ مبارکہ ہے۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سورت میں جس لیلہ مبارکہ کا ذکر ہے وہ شعبان کی پندرھویں شب ہے۔ میں نے ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں دیکھی۔ جس پر اعتماد کیا جا سکے ان لوگوں نے بعض اقوال پر قناعت کر لی ہے۔ اگر اس کے ثبوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث صحیح ہے تو پھر لیلہ مبارکہ سے شعبان کی پندرھویں شب کا مراد ہونا متعین ہے اور اگر اس کے ثبوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے تو پھر حق یہ ہے کہ اس سورت میں جس لیلہ مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ لیلۃ القدر ہی ہے نہ کہ کوئی اور شب۔ (تفسیر کبیر ج:9 ص:652 تا 653 دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

روزوں کو ترک کرنے پر وعیدیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ماہ رمضان کے روزوں کو ترک نہ کیا جائے کیونکہ یہ تو فرائض میں سے ہیں لیکن جو بغیر شرعی عذر کے ترک کر دیتے ہیں ان کے لئے احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں اور روزہ ترک کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی ہے اور جو شخص اگرچہ دنیا میں بھی کسی سے بے وفائی کرے تو اسے اس کی سزا ملتی ہے جو کہ وہ سزا دینا پسند کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرنے پر سزا و جزا ہے کہ جو روزوں کو ترک کرے گا اس کی احادیث مبارکہ کے مطابق کوئی فرض اور نوافلی عبادت مقبول نہیں اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرے گا تو اسے سزا و جزا ملے گی جو کہ رسوائی کا سبب ہے۔

روزہ ترک کرنے والا کافر

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اسلام کے کڑے اور دین کے تین ستون ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہے

Marfat.com

اس کا خون حلال ہے۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) فرض نماز

(۳) رمضان المبارک کے روزے۔

(مسند ابو یعلی الموصلی، ج:2، ص:368، رقم الحدیث:2345)

جبکہ ایک اور روایت میں ہے۔

جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہے اور اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت مقبول نہیں اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔

(الترغیب والترھیب: ج:1، ص:259، رقم الحدیث:821)

روزہ بغیر شرعی عذر توڑ دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے۔

جس نے کسی رخصت اور مرض کے بغیر رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑا وہ ساری زندگی کے روزے رکھے تب بھی اس کی کمی کو پورا نہیں کرسکتا۔

(جامع الترمذی: ص:1718، رقم الحدیث:723)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

جس نے رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ کسی عذر یا مرض کے بغیر توڑ دیا اگرچہ وہ ساری زندگی کے روزے رکھے اس کی کمی پوری نہیں کرسکتا۔

(صحیح البخاری: ص:151)

ایک اور حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک نشان ہے۔

میں سو رہا تھا اچانک میرے پاس دو شخص آئے۔ انہوں نے مجھے میرے بازو سے

Marfat.com

تھاما اور ایک بلند پہاڑ کے پاس لے آئے اور بولے اوپر تشریف لے چلیں۔ میں نے کہا، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ بولے: ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ لہٰذا میں اوپر چڑھنے لگا یہاں تک کہ میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو خوفناک آوازیں آنے لگیں۔

میں نے پوچھا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا...... یہ جہنمیوں کے چیخنے کی آوازیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر ایسے لوگوں کے پاس آئے جو گھٹنوں کے بل لٹکے ہوئے تھے۔ ان کے جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟

جواب ملا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ افطار کرنے کا جائز وقت ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کر لیتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ، ج 3، ص 237، رقم الحدیث 1986)

ایک اور حدیث میں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس نے حضر (یعنی قیام کی حالت) میں رمضان المبارک کا ایک روزہ افطار کیا اسے چاہئے کہ ایک گائے قربان کرے۔ (سنن دار قطنی، ج 2، ص 2،2، رقم الحدیث 2285)

ایک اور حدیث میں ہے

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائی ہیں جس نے ان میں سے تین پر عمل کیا تو وہ اسے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ وہ ان تمام کو ادا نہ کرے۔

(۱) نماز

(۲) زکوۃ

(۳) رمضان المبارک کے روزے اور

(۴) بیت اللہ شریف کا حج

(المسند الامام احمد بن حنبل، ج 6، ص 236، رقم الحدیث 17804)

Marfat.com

مسلمانو!

ان تمام آیات کریمہ واحادیث مبارکہ سے بات بالکل عیاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا روزے رکھنے میں ہے نہ کہ روزوں کو ترک کرنے میں اور جو روزے کو ترک کرتا ہے یا اس کی فرضیت کو ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کی سخت پکڑ ہے۔

لہٰذا وفا کا تقاضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے کہ روزوں کو ترک نہ کیا جائے بلکہ روزے جس طرح ادا کرنے کے بارے میں حکم فرمایا گیا اسی طرح ادا کرنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہے۔ جب اسی طرح وفا ہو گی تو انعام یہ ملے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی خاص رحمت میں رکھے گا پھر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ سب انعام اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے پر ملے گا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حج میں وفا

حج کا فریضہ صاحب استطاعت پر ہے۔ یعنی جو صاحب استطاعت ہے اس پر حج کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج کو فرض قرار دیا ان مسلمانوں کے لئے جو کہ صاحب استطاعت ہوں۔ حج ایک مقدس فریضہ ہے جو کہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نعمت ہے۔ حج ادا کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو ادا کرنے میں حکم ارشاد فرمایا اسی ہی طریقے سے ادا کرنا وفا ہے اور حج ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہے کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حج کا حکم نہ فرماتے تو کس شخص کو معلوم تھا کہ حج بھی ادا کرنا ہے۔ یا کس شخص کو معلوم تھا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔

افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے وفا کر رہے ہیں حالانکہ ان پر حج ادا کرنا فرض ہوتا ہے لیکن وہ اپنی جائیداد بنانے کی حرص میں دن رات لگے رہتے ہیں اور حج جیسی عظیم عبادت کو ترک کر دیتے ہیں حالانکہ یہ تمام جائیداد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اگر اسی دی ہوئی نعمت میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو اس کا اجر ملتا ہے اور اس میں بندے ہی کا فائدہ ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے حج کرنے پر فائدہ ہوگا۔ اگر بندے حج نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کو کون سا نقصان ہوگا اور اگر حج ادا کریں تو اللہ تعالیٰ کو ان کے ادا کرنے پر کون سا فائدہ ہوگا۔ یہ تو انسان ہی کا فائدہ ہے کہ وہ حج جیسی عظیم عبادت کو سرانجام دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا پیار فرماتا ہے کہ میرے بندے غلطی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں ان کے گناہوں کو مٹانے کے لئے حج جیسی عظیم عبادت عطا کر دوں تاکہ وہ اس عبادت کو سرانجام دیں اور میں ان کے گناہوں کو ختم کر دوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے سے پیار فرماتا ہے مگر بندے اللہ تعالیٰ کے حکم کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ کتنے مسلمان ہیں کہ ان پر حج فرض ہے لیکن اس فریضہ کو سرانجام ہی نہیں دیتے بلکہ رات دن دولت کی حرص میں لگے ہیں۔ کیا اسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں۔ کیا یہی وفا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو کچھ سمجھتے ہی نہیں بلکہ دن بدن گناہوں کی آفت میں گرے جا رہے ہیں۔

بلکہ اس کو وفا نہیں کہتے بلکہ اس کو دغا کہتے ہیں کہ ہم آئے تو تھے اسی کے لئے لیکن ہو گئے کسی اور کے۔

مسلمانو!

وفا یہ ہے کہ حج کی فرضیت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور جو حج ادا کرے گا جو وفا کرے گا تو اس پر اسے انعام بھی ملے گا۔ اور وفا کرنے پر اسے انعام یہ ملے گا کہ جب وہ حج اس طرح ادا کرے گا کہ جس طرح حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے حج کو ادا کرنے میں حکم ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی گناہ نہ کرے تو جب وہ حج ادا کرے گا تو گناہوں سے اس طرح پاک لوٹے گا کہ جیسے اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور یہ صرف انعام دنیا کے لئے ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ انعام اسے کیوں ملے گا۔ کس وجہ سے ملے گا۔ اس انعام کے ملنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرے گا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی جائے تا کہ دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی سے بچا جا سکے۔

حج کی فرضیت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو کہ قرآن سے ثابت ہے۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: 97)

بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور جس نے انکار کیا تو اللہ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں حج کی فرضیت کا حکم ارشاد ہوا ہے۔

حج کا لغوی معنی

کسی عظیم شے کا قصد کرنا

حج کا شرعی معنی

نو ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے دس ذوالحجہ کی فجر تک حج کی نیت سے احرام باندھے ہوئے میدان عرفات میں وقوف کرنا اور دس ذوالحجہ سے آخر عمر تک کسی وقت بھی کعبہ کا طواف زیارت کرنا حج ہے۔

حج کی تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ وقوف عرفات اور کعبہ کے طواف زیارت کا قصد کرنا حج ہے۔

Marfat.com

حج کی شرائط

(۱) حج کرنے والا مسلمان ہو

(۲) آزاد ہو

(۳) مکلّف ہو

(۴) صحیح البدن ہو

(۵) بصیر ہو

(۶) اس کے پاس حج کے لئے جانے، سفر حج تک کے قیام، حج سے واپس آنے اور اس دوران جن کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے ان سب کا خرچ ہو۔

(۷) اس کے پاس سواری ہو یا سواری کا خرچ ہو

(۸) راستہ مامون ہو

(۹) اور اگر عورت حج کرنے والی ہے تو اس کے ساتھ اس کا خاوند ہو یا عاقل بالغ محرم ہو۔

حج کے فرائض

حج میں تین امور فرض ہیں۔

(۱) احرام

(۲) ۹ ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے دسویں کی فجر تک کسی بھی وقت میدان عرفات میں وقوف کرنا

(۳) اور دس ذوالحجہ سے اخیر عمر تک کسی بھی وقت کعبہ کا طواف کرنا۔

مؤخر الذکر دونوں رکن ہیں۔ ان میں ترتیب بھی فرض ہے۔ یعنی پہلے حج کی نیت سے احرام باندھنا، پھر وقوف عرفات کرنا اور اس کے بعد طواف زیارت کرنا۔ حج کی سعی کو طواف زیارت سے پہلے کرنا بھی جائز ہے۔

Marfat.com

حج کے واجبات

(۱) مزدلفہ میں وقوف کرنا

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (دوڑنا)

(۳) جمرات کو رمی کرنا

(۴) طواف وداع کرنا (مکہ میں رہنے والا اور حائضہ عورت طواف وداع سے مستثنیٰ ہے)

(۵) سر منڈانا یا بال کٹوانا

(۶) میقات سے احرام باندھنا

(۷) غروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف کرنا

(۸) طواف کی ابتدا حجر اسود سے کرنا

(۹) اپنی دائیں جانب سے طواف کرنا

(۱۰) اگر عذر نہ ہو تو خود چل کر طواف کرنا

(۱۱) باوضو طواف کرنا (اور ایک قول یہ کہ باوضو سنت ہے)

(۱۲) پاک کپڑوں کے ساتھ طواف کرنا

(۱۳) شرم گاہ کو ڈھانپ کر رکھنا

(۱۴) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا سے کرنا

(۱۵) اگر عذر نہ ہو تو خود چل کر سعی کرنا

(۱۶) قرآن اور تمتع کرنے والے کے لئے ایک بکری ذبح کرنا

(۱۷) سات چکر پورے ہونے کے بعد دو رکعات نماز پڑھنا

(۱۸) قربانی کے دن جمرات

(۱۹) سر منڈنے اور قربانی کرنے کے افعال کو ترتیب وار کرنا

(۲۰) قربانی کے تین دنوں میں کسی ایک دن میں طواف زیارت کرنا

Marfat.com

(۲۱)حطیم کے باہر سے طواف کرنا

(۲۲)طواف کے بعد سعی کرنا

(۲۳)قربانی کے ایام میں حرم کے اندر حلق کرنا

حج کے سنن اور آداب

(۱)خرچ میں وسعت اختیار کرنا

(۲)ہمیشہ باوضو رہنا

(۳)فضول باتوں سے زبان کی حفاظت کرنا (گالی وغیرہ سے حفاظت کرنا واجب ہے)

(۴)اگر ماں باپ کو اس کی ضرورت ہو تو ان سے اجازت لے کر حج کے لئے جانا۔

(۵)قرض خواہ اور کفیل سے بھی اجازت طلب کرنا

(۶)اپنی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر نکلنا

(۷)لوگوں سے کہا سنا معاف کرانا

(۸)ان سے دعا کی درخواست کرنا

(۹)نکلتے وقت کچھ صدقہ وخیرات کرنا

(۱۰)اپنی گناہوں سے سچی توبہ کرے

(۱۱)جن لوگوں کے حقوق چھین لئے وہ واپس کردے

(۱۲)اپنے دشمنوں سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرے

(۱۳)جو عبادات فوت ہوگئیں ان کی قضا کرے۔(مثلاً نمازیں اور روزے)

(۱۴)اور اس کوتاہی پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرے۔

(۱۵)اپنی نیت کو ریاکاری اور فخر سے مبراء کرے۔

(۱۶)حلال اور پاکیزہ سفر خرچ کو حاصل کرے کیونکہ حرام مال سے کیا ہوا حج

Marfat.com

مقبول نہیں ہوتا۔

(۱۷) اگرچہ فرض ساقط ہو جاتا ہے

(۱۸) اگر اس کا حال مشتبہ ہو تو کسی سے قرض لے کر حج کرے۔ اور اپنے مال سے وہ فرض ادا کر دے۔

(۱۹) راستے میں گناہوں سے بچتا رہے اور بہ کثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

(۲۰) سفر حج میں تجارت کرنے سے اجتناب کرے ہر چند کہ اس سے ثواب کم نہیں ہوتا۔

حج کے ممنوعات

(۱) جماع نہ کرے

(۲) احرام کی حالت میں سر نہ منڈائے

(۳) ناخن نہ کاٹے

(۴) خوشبو نہ لگائے

(۵) سر اور چہرہ نہ ڈھانپے

(۶) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے

(۷) حرم اور غیر محرم میں شکار کے درپے نہ ہو

(۸) حرم کے درخت نہ کاٹے۔

حج کے مکروہات

(۱) اگر ماں باپ کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے اور وہ اس کے حج پر جانے کو ناپسند کرتے ہوں اس کا حج کے لئے جانا مکروہ ہے۔

(۲) اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۳) اگر ماں باپ نہ ہوں دادا دادی ہوں تو وہ ان کے قائم مقام ہیں۔

Marfat.com

(۴) اس کے اہل وعیال جن کا خرچ اس کے ذمہ ہے اگر وہ اس کے حج پر جانے کو ناپسند کرتے ہوں اور اسے ان کے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو تو پھر اس کے جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کو یہ خدشہ ہو کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ ضائع ہو جائیں گے تو پھر اس کا حج پر جانا مکروہ ہے۔

(۵) اگر کسی شخص کا بیٹا بے ریش ہو تو وہ داڑھی آنے تک اس کو حج کرنے سے منع کرے۔

(۶) اگر حج فرض ہو تو وہ ماں باپ کی اطاعت سے اولیٰ ہے اور اگر حج نفل ہو تو ماں باپ کی اطاعت اولیٰ ہے۔

(۷) جس شخص کے ذمہ کسی شخص کا قرض ہو تو قرض ادا کرنے سے پہلے اس کا حج یا جہاد کے لئے جانا مکروہ ہے۔

(۸) ہاں اگر قرض خواہ اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(یہ تمام احکام اور مسائل درمختار، ردالمختار اور عالمگیری سے ماخوذ ہیں)

حج کرنے کے فضائل

حج کرنا افضل ترین عمل ہے جس سے انسان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت مزید کرنے کا جذبہ ملتا ہے پھر وہاں جا کر مقدس مقامات کی زیارت کرتا ہے دل میں محبت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتا ہے۔ حج کے بہت ہی زیادہ فضائل ہیں لیکن چند ایک عرض کرتا ہوں۔

حج مبرور کی جزا جنت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ سے لے کر دوسرا عمرہ اس کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مسرور کی جزا صرف جنت ہے۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

Marfat.com

حج کرنے سے سابقہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام ڈالا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاہو شرط لگاؤ۔

میں نے عرض کیا: میری مغفرت کر دی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمرو کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (صحیح مسلم)

حج کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک لوٹے گا جس طرح ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حج کیا اور (اس میں) جماع یا اس کے متعلق باتیں نہیں کیں اور کوئی گناہ نہیں کیا وہ گناہوں سے اس طرح (پاک) لوٹے گا جس طرح اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حج گناہوں کو دھو ڈالتا ہے جس طرح پانی میل کو دھو لیتا ہے

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج کرو کیونکہ حج گناہوں کو دھوڈالتا ہے جس طرح پانی میل کو دھوڈالتا ہے۔

حج کرنے والا اپنے خاندان کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرتا ہے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج کرنے والا اپنے خاندان کے چار سو آدمیوں کے لئے شفاعت کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے جس دن اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد حرام کے قصد سے روانہ ہوا اور اپنے اونٹ پر سوار ہوا اس کے اونٹ کے ہر قدم کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھ دے گا اور اس کا ایک گناہ مٹا دے گا اور اس کا ایک درجہ بلند کر دے گا۔ حتیٰ کہ جب وہ بیت اللہ پہنچ کر طواف کرے گا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے گا پھر سر منڈوائے یا بال کتروائے گا تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ (سنن بیہقی)

حج کرنے والے کی سواری کے ہر قدم اٹھانے اور رکھنے کے بدلے میں ایک نیکی لکھی اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد خیف میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ثقفی آئے۔ انہوں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ! ہم آپ سے ایک سوال کرنے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر

Marfat.com

تم چاہو تو میں خود سوال بیان کروں اور اگر تم چاہو تو تم سوال کرو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی بیان فرمائیں ہمارا ایمان اور زیادہ ہوگا۔ انصاری نے ثقفی سے کہا تم سوال کرو۔ اس نے کہا بلکہ تم سوال کرو۔ انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں بتایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ سوال کرنے آئے ہو کہ جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لئے روانہ ہو اور بیت اللہ کا طواف کرو تو اس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کا کیا ہے؟ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا کیا اجر ہے اور وقوف عرفہ کا کیا اجر ہے؟ اور رمی جمار کا کیا اجر ہے اور نحر (قربانی) کا کیا اجر ہے؟ اور سر منڈانے کا کیا اجر ہے؟ اور اس کے بعد طواف زیارت کا کیا اجر ہے؟

انصاری نے کہا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہم آپ سے یہی سوال کرنے آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لئے روانہ ہوتے ہو تو تمہاری سواری کے ہر قدم رکھنے اور اٹھانے کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری ایک نیکی لکھتا ہے ایک گناہ مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور جب تم طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے ہو تو تمہیں اولاد اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے اور جب تم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہو تو تمہیں ستر غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے اور جب تم زوال کے بعد میدان عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ میرے بندے ہیں جو دور دراز کے علاقوں سے بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ آئے ہیں۔ یہ میری رحمت اور میری مغفرت کی امید رکھتے ہیں سو اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرّوں اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردے گا۔

میرے بندو! عرفات سے مزدلفہ کی طرف جاؤ۔ تمہاری بھی مغفرت ہوگی اور جن

Marfat.com

کی تم شفاعت کرو گے اس کی بھی مغفرت ہوگی۔اور جب تم رمی جمار کرتے ہو تو ہر کنکری کے بدلہ میں تمہارا ایک گناہ کبیرہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

انصاری نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس کے گناہ کم ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی نیکیاں ذخیرہ کی جائیں گی اور جب تم اس کے بعد طواف (زیارت) کرو گے تو تم اس میں طواف کرو گے کہ تمہارا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ پھر ایک فرشتہ تمہارے دو کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا جاؤ از سر نو عمل کرو تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔

(المطالب العالیہ: ج: 1، ص: 312،314 توزیع عباس احمد الباز مکہ مکرمہ)

سات سو نیکیوں کا ثواب

حضرت زاذان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سخت بیمار ہو گئے۔انہوں نے اپنے تمام بیٹوں کو بلا کر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مکہ سے پیدل حج کے لئے روانہ ہوا حتیٰ کہ واپس مکہ پہنچ گیا۔اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ سات سو نیکیاں لکھ دے گا اور ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوگی۔ان سے پوچھا گیا اور حرم کی نیکیاں کتنی ہیں۔انہوں نے فرمایا ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

(مجمع الزوائد: ج: 3، ص: 209)

حج کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوا

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج کرنے والا کبھی معمر (محتاج) نہیں ہوا۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔امعار (یعنی معمر ہونا) کیا ہے۔

فرمایا: (فقر و تنگدستی) (المعجم الاوسط: ج: 4، ص: 61، رقم الحدیث: 5213)

Marfat.com

حج کرنے والے کی دعا مقبول

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر کچھ سوال کریں تو انہیں عطا کیا جاتا ہے اور اگر دعا کریں تو قبول کی جاتی ہے اور اگر ایک درہم خرچ کریں تو انہیں اس کا بدلہ ایک درہم کے دس لاکھ کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ (الترغیب والترھیب ج:2،ص:113، رقم الحدیث:5)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت سیدنا شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں کہ اگر سوال کریں تو انہیں عطا کیا جائے اور اگر دعا کریں تو قبول کی جائے اور اگر خرچ کریں تو انہیں بدلہ دیا جائے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جب کوئی مکبر کسی ٹیلے پر اللہ اکبر کہتا ہے یا کوئی شخص بلند آواز سے تکبیر پڑھتا ہے تو اس کے سامنے اور جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے وہاں کی ہر شے بھی تکبیر پڑھتی اور تکبیر کہتی ہے۔

(الترغیب والترھیب: ج:2،ص:113، رقم الحدیث:4)

حج کی استطاعت کی تفصیل

اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ

''جو اس کے راستہ کی استطاعت رکھتا ہو''

علامہ ابوالحسن علی بن محمد حبیب ماوردی شافعی متوفی 450ھ لکھتے ہیں۔

استطاعت میں تین قول ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول

امام شافعی کے نزدیک استطاعت مال سے ہوتی ہے اور یہ سفر خرچ اور سواری ہے۔

Marfat.com

امام مالک علیہ الرحمہ کا قول

آپ علیہ الرحمہ کے نزدیک استطاعت بدن کے ساتھ ہوتی ہے یعنی وہ شخص صحت مند اور تندرست ہو۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا قول

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ استطاعت مال اور بدن دونوں کے ساتھ مشروط ہے۔ (النکت والعیون ج:1 ص:411، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی علیہ الرحمہ کا قول

آپ علیہ الرحمہ نے بھی استطاعت کی تفسیر مال اور بدن دونوں کے ساتھ کی ہے۔

(زادالمسیر ج 1 ص:428، مطبوعہ اسلامی بیروت 1407ھ)

فتاویٰ عالمگیری میں استطاعت کی تفصیل

(۱) حج کرنے والے کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی رہائش، کپڑوں، گھر کے سامان اور دیگر ضروریات سے اس قدر زائد ہو کہ مکہ مکرمہ تک جانے کے دوران حج تک وہاں رہنے اور پھر واپس آنے کے لئے اور سواری کے خرچ کے لئے کافی ہو اور اس کے پاس اس کے علاوہ اتنا مال ہو جس سے وہ اپنے قرضہ جات ادا کر سکے اور اس عرصہ کے لئے اس کے اہل وعیال کا خرچ پورا ہو سکے اور گھر کی مرمت اور دیگر مصارف ادا ہو سکیں۔

(۲) اس کو یہ علم ہو کہ اس پر حج کرنا فرض ہے جو شخص دارالاسلام میں رہتا ہے اس کے لئے دارالاسلام میں رہنا اس علم کے قائم مقام ہے اور جو شخص دارالحرب میں ہو اس کو دو مسلمان خبر دیں یا ایک عادل مسلمان خبر دے کہ اس پر حج فرض ہے تو یہ اس کے علم کے لئے کافی ہے۔

(۳) وہ شخص سالم الاعضاء اور تندرست ہو، حتیٰ کہ لولے لنگڑے، مفلوج ہاتھ پیر بریدہ، بیمار اور بہت بوڑھے شخص پر حج کی وصیت کرنا فرض ہے۔ (فتح القدیر والبحر الرائق)

Marfat.com

اسی طرح جو شخص قیدی ہو یا جو شخص سلطان سے خائف ہو جس نے اس کو حج کرنے سے منع کیا ہو اس پر حج کرنا فرض نہیں ہے۔ (النہر الفائق)

اور جو شخص نابینا ہو اس پر بھی حج کرنا فرض نہیں ہے اور نہ اپنے مال سے حج کرانا فرض ہے۔ اگر اس کو قائد میسر ہو تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر بھی حج فرض نہیں ہے۔ اور امام یوسف اور محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک اس میں دو روایتیں ہیں۔ (قاضی خان)

(۴) اگر راستہ میں سلامتی غالب ہو تو اس پر حج فرض ہے اور اگر سلامتی غالب نہ ہو تو پھر حج فرض نہیں ہے۔

(۵) اگر اس کے شہر اور مکہ کے درمیان تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہو تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا اس کا محرم اور محرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ مامون آزاد اور عاقل اور بالغ ہو، محرم کا خرچ حج کرنے والے کے ذمہ ہے۔

(۶) عورت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس وقت میں عدت وفات یا عدت طلاق نہ گزار رہی ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:1 ص:217 تا 219 مطبوعہ امیریہ بولاق مصر 1310ھ)

قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے کیلئے سخت وعیدیں

گزشتہ میں فرمایا گیا

''اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

☆ حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفی (656ھ) بیان کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سفر خرچ اور سواری کا مالک ہو جس کے

Marfat.com

ذریعہ وہ بیت اللہ تک پہنچ سکے اس کے باوجود حج نہ کرے اس پر کوئی افسوس نہیں خواہ وہ یہودی ہو کر مرے خواہ وہ نصرانی ہو کر مرے۔

☆ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جس شخص کو کوئی شدید حاجت مانع نہ ہو نہ کوئی سخت مرض مانع ہو، نہ ظالم بادشاہ مانع ہو اور وہ پھر بھی حج نہ کرے وہ یہودی ہو کر مرے خواہ نصرانی ہو کر مرے۔

☆ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اسلام کے آٹھ حصے ہیں

ایک حصہ اسلام ہے۔ ایک حصہ نماز ہے۔ ایک حصہ زکوۃ ہے۔ ایک حصہ حج بیت اللہ ہے۔ ایک حصہ نیکی کا حکم دیتا ہے۔ ایک حصہ برائی سے روکتا ہے۔ ایک حصہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ وہ شخص نامراد ہے جس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

☆ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس بندہ کا جسم تندرست ہو اور وہ مالی اعتبار سے خوشحال ہو اور وہ پانچ سال تک میرے پاس نہ آئے وہ ضرور محروم ہے۔

(صحیح ابن حبان وسنن بیہقی) (الترغیب والترھیب ج: 2 ص: 212،211 مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)

☆ایک اور حدیث میں ہے

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان شہروں میں ان لوگوں کو (امیر بنا کر) بھیجوں جو جا کر استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تلاش کر کے ان

Marfat.com

پر جزیہ لازم کریں۔ کیونکہ وہ مسلمان نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر: سورہ آل عمران: تحت الآیۃ: ج:2،ص:73، رقم الحدیث:97)

☆ ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''میں کسی بندے کے جسم کو صحت مند بناؤں اور اس کی روزی میں وسعت عطا کروں پھر اس پر پانچ سال گزر جائیں اور وہ میری بارگاہ میں حاضر نہ ہو تو بے شک وہ محروم ہے۔''

(صحیح ابن حبان، ج:6،ص:6، رقم الحدیث:3685)

☆ حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اسلام کے 8 حصے ہیں۔

(1) کلمہ ایک حصہ ہے۔

(2) نماز ایک حصہ ہے۔

(3) زکوٰۃ ایک حصہ ہے۔

(4) روزہ ایک حصہ ہے۔

(5) حج ایک حصہ ہے۔

(6) نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے۔

(7) برائی سے منع کرنا ایک حصہ ہے۔

(8) راہ خدا میں سفر کرنا بھی ایک حصہ ہے جس کا کوئی حصہ نہیں وہ رسوا ہوگا۔

(البحر الزخار، بمسند البزار، مسند حذیفۃ بن الیمان: ج:7،ص:330، رقم الحدیث:2927)

☆ ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا

جو شخص حج نہ کرے نہ ہی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے وہ موت کے وقت مہلت

Marfat.com

مانگے گا۔ ان سے کہا گیا۔ مہلت تو کفار مانگیں گے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ٥ (المنافقون: 10)

اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ (المعجم الکبیر ص: 90، رقم الحدیث: 2635)

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط (البقرہ: 196)

اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

فرضیت حج کی تاریخ اور اقسام

علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ

یہ آیت 6 ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ (فتح القدیر ج: 2، ص: 325)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ

فرضیت حج کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ 5 ہجری، 6 ہجری اور 9 ہجری

8 ہجری فتح مکہ کے سال میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حج کرایا۔ 9 ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور دس ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرایا۔ (مرقات ج: 5، ص: 263)

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں:

Marfat.com

(۱) حج افراد
(۲) حج تمتع
(۳) حج قران

(۱) حج افراد

جس میں صرف مناسک حج ادا کیے جائیں اور اس سے پہلے عمرہ نہ کیا جائے اور یہ صرف مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے لئے ہے۔

(۲) حج تمتع

میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے اور عمرہ کرنے کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر حلال ہو جائے اور پھر آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھ لے اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد حلال ہو جائے۔

(۳) حج قران

میقات سے احرام باندھ لیا جائے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کو برقرار رکھا جائے پھر اسی احرام کے ساتھ حج کرے اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر احرام کھول دے۔

حج قران میں زیادہ مشقت ہے اور اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔ اکثر روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج کیا تھا وہ حج قران تھا۔ حج قران اور حج تمتع یہ دونوں مکہ مکرمہ سے باہر کے رہنے والوں کے لئے ہیں۔

مسلمانو!

ان آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حج صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس طرح آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کرنے کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا ہے

Marfat.com

اسی طریقے سے حج کرنا وفا ہے اور حج کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے جو اس سے انحراف کرے گا یا ترک کردے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور جس نے نافرمانی کی اس نے بے وفائی کی اور جس نے بے وفائی کی اس شخص کے لئے سخت وعیدیں ہیں جو کہ گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حج صاحب استطاعت پر فرض ہونے کے باوجود ادا نہیں کرتے۔ وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہیں۔ اگر وہ لوگ ایک جگہ سے جائیداد اکٹھی کرتے ہیں تو دوسری جگہ سے وہ جائیداد برباد ہو جاتی ہے پھر لوگوں کے سامنے محتاجی بیان کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں ہوگی اس وقت تک ذلت ورسوائی مقدر بنے گی۔ لہٰذا وفا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا جائے پھر اللہ تعالیٰ نے انعام جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ میں وفا

زکوٰۃ ایک اہم فریضہ ہے جو مال کی پاکیزگی کا سبب ہے اور مسلمانوں سے صلہ رحمی کا سبب ہے کیونکہ جب انسان زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یتیم، غریب اور مسکینوں کو ادا کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ خوش ہوتے اور دعائیں بھی دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ میں وفا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم عطا فرمایا جو کہ نص سے ثابت ہے اور یہی ہی وفا ہے کیونکہ زکوٰۃ جب ادا کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی کر رہا ہوتا ہے اور اسی کو ہی وفا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو زکوٰۃ ادا کر دی۔ عصر حاضر میں افسوس ہے مسلمانوں پر کہ اس

Marfat.com

عظیم فریضہ کو ادا کرنے میں غفلت کا شکار ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے بلکہ اگر کسی پر فرض بھی ہو تو اپنے اموال کو چھپا لیتے ہیں اگر کوئی غریب و نادار مانگے تو انکار کر دیتے ہیں۔ کیا اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں کی تو ذلیل و خوار ہیں۔ نہ ان کے اموال میں برکت ہے نہ وہ خود آرام و سکون میں ہے۔ ہر وقت پریشانی کے عالم میں رہتے ہیں۔ گھر کے اندر لڑائی جھگڑے رہتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں ہوگی اس وقت تک نہ قلبی سکون ہوگا اور نہ ہی پریشانیاں ختم ہوں گی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر معاملے میں وفا کی جن کا اجر انہیں دنیا میں بھی مل گیا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ لہٰذا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی جائے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کر کے غریب و نادار مسلمانوں کو خوش و خرم رکھا جائے۔ پھر جب ان کو خوش و خرم رکھا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہوں گے کیونکہ ان کو راضی کرنا اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی راضی کرنا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے تو دنیا و آخرت سنور جائے گی اور دنیا کی تمام پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

زکوٰۃ ادا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اسی لئے سب سے پہلے قرآنی آیات سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝

(البقرہ:43)

Marfat.com

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

☆ اس آیت کریمہ میں نماز کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا جو کہ فرضیت پر دال ہے۔

زکوٰۃ کا معنی: لغوی معنی

زکوٰۃ کا لغت میں معنی ہے کسی چیز کا بڑھنا اور پاکیزہ ہونا۔

شرعی معنی

نصاب کے مطابق جس مال پر ایک سال گزر گیا ہو اس مال میں چالیسویں حصہ کا کسی غیر ہاشمی فقیر کو اللہ تعالیٰ کے لئے مالک بنا دینا۔ (درمختار علی ہامش ردالمختار ج 2، ص 4)

زکوٰۃ کے وجوب شرائط

زکوٰۃ مسلمان، عاقل، بالغ اور آزاد شخص پر فرض ہوتی ہے اور اس کی فرضیت کا سبب ایسا مال ہے جو نصاب کے مطابق ہو اور اس پر ایک سال گزر گیا ہو اور اس مال پر کسی مخلوق کا قرض نہ ہو۔

اگر اس مال پر اللہ تعالیٰ کا حق ہو مثلاً اس کے ذمہ پچھلی زکوٰۃ ہو۔ نذر یا کفارہ کی ادائیگی ہو یا حج ہو تو وہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مانع نہیں ہے۔ البتہ وہ مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد ہو۔ حاجات اصلیہ میں اس کی بیوی اور بچوں یا اس کے بوڑھے ماں باپ کے کھانے، پینے، علاج، کپڑوں اور رہائش کے اخراجات شامل ہیں اور اسی طرح جو اس نے کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ ان چیزوں کے اخراجات منہا کرنے کے بعد جو رقم اس کے پاس بچے اور نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ فقہاء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ چاندی کا نصاب دو سو درہم یا پانچ اوقیہ چاندی ہے جو ساڑھے باون تولے یا 612،36 گرام کے برابر ہے اور سونے کا نصاب

Marfat.com

چالیس دینار یا بیس مثقال ہوتا ہے جو ساڑھے سات تولے یا 87،48 گرام کے برابر ہے۔

کرنسی نوٹوں اور مال تجارت کو چاندی کے نصاب کے تابع کیا جائے گا۔

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (المومنون: 4)

اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

زکوٰۃ کے معانی

امام ابو مسلم علیہ الرحمہ نے کہا

ہر پسندیدہ اور مستحسن فعل کو زکوٰۃ کہتے ہیں

قرآن مجید میں ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (الاعلیٰ: 14)

جس نے اپنا باطن صاف کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ (النجم: 32)

تم اپنی تعریف اور تحسین نہ کرو۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا (التوبہ: 103)

ان کے مالوں سے صدقہ لے کر ان کو پاک کریں اور ان کے باطن کو صاف کریں۔

☆ اس آیت میں زکوٰۃ کا یہی معنی مراد ہے۔ زکوٰۃ کا دوسرا معنی ہے۔

بہ قدر نصاب مال پر جب ایک سال گزر جائے تو اس میں سے ڈھائی فیصد مال نکال کر فقراء اور مساکین کو دینا۔ اس آیت سے زکوٰۃ یہ معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس معنی میں زکوٰۃ مدینہ منورہ میں فرض ہوئی تھی اور یہ سورت مکی ہے اس کا معنی یہی ہے کہ وہ اچھے اور نیک کام کرتے ہیں۔

Marfat.com

آیت نمبر ۳: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ

(التوبہ:103)

''آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجئے جس کے ذریعہ آپ انہیں پاک کریں گے اوران کے باطن کوصاف کریں گے۔''

شان نزول

یہ آیت کریمہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اوران کے اصحاب کو کھول دیا۔ تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اوران کے اصحاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے مال لے کر آئے اور عرض کیا۔ آپ ہمارے اموال لیجئے اوران کو ہماری طرف سے صدقہ کردیجئے۔ وہ کہتے تھے کہ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے اور ہم کو پاک کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک ان میں سے کوئی چیز نہیں لوں گا جب تک کہ مجھے اس کا حکم نہ دیا جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجئے جس کے ذریعے آپ انہیں پاک کریں گے اوران کے باطن کوصاف کریں گے اور آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ بے شک آپ کی دعائے رحمت ان کے لئے طمانیت ہے یعنی ان سے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں آپ ان کے لئے استغفار فرمائیں۔

(جامع البیان: جز:11، ص:24، تفسیر امام ابن حاتم ج:6، ص:1875)

آیت نمبر ۴: قرآن مجید میں ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ

Marfat.com

بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ○

(البقرہ:267)

''اے ایمان والو (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی سے اچھی چیزوں کو خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں اور (اللہ کی راہ میں) ایسی ناکارہ اور نا قابل استعمال چیز دینے کا قصد نہ کرو جس کو تم خود بھی آنکھیں بند کئے بغیر لینے والے نہیں ہو اور یقین رکھو کہ اللہ بہت بے نیاز بہت تعریف کیا ہوا ہے۔''

☆ اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں حکم فرمایا گیا کہ زکوٰۃ میں جو چیز دی جائے اس کی صفت ایسی ہو کہ وہ ردی، ناکارہ اور نا قابل استعمال نہ ہو۔ نیز یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا مال دینے کا حکم فرما رہا ہے۔ اس میں اس کی کوئی غرض نہیں ہے۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے اور آخرت میں تم کو اس کا پورا پورا اجر دے دیا جائے گا۔ بشرطیکہ تم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے صدقہ اور خیرات کرو۔ نام و نمود کے لئے نہیں۔ نیز اس آیت میں صدقات فرضیہ زکوٰۃ اور عشر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی دانے (غلہ) پھل اور ہر وہ چیز جس پر زکوٰۃ ہے۔

(جامع البیان ج:3،ص:54تا55 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○ (سبا:39)

''اور تم جو کچھ بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے تو وہ اس کا بدل مہیا کر

Marfat.com

دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔''

☆ یعنی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کفار جو اپنے مال و دولت پر غرور کر رہے ہیں ان سے فرمائیے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے وسعت دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگی کرتا ہے۔ سو تم اپنے اموال اور اپنی اولاد پر غرور نہ کرو بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرو کیونکہ تم جس چیز کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کرو گے وہ تم کو اس کا بدل مہیا کر دے گا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر روز بندے جب صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کو ضائع کر دے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1442)

☆ ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5352)

☆ ایک اور حدیث میں ہے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ

مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی ہتھیلی کو بند نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے خزانہ کو بند کر لے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ

تم گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر دے گا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1433)

آیت نمبر ۶: قرآن مجید میں ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ

Marfat.com

سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝ (البقرہ: 261)

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات ایسے خوشے اگائے کہ ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لئے چاہے ان کو دگنا کر دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے۔

☆ قرآن مجید میں جگہ جگہ صدقہ خیرات کی فضیلت اور اس کا ثواب بیان کیا ہے اور صدقہ وخیرات کی بہت ترغیب دی ہے کیونکہ صدقہ وخیرات کرنے سے دولت معاشرہ میں گردش کرتی رہتی ہے۔ غرباء مساکین اور فقراء کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور رفاہ عام کے بہت سے کام انجام پاتے ہیں اور ملک وملت کی بقاء میں صدقہ وخیرات کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔

سات سو گنا، دس گنا اور بے حساب دینے کی وجوہات

قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے۔

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۚ (الانعام: 160)

جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔

اور یہاں البقرہ کی آیت 261 میں فرمایا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرے گا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا اس اجر کو دگنا کر دے گا۔

ایک اور مقام پر فرمایا ہے

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَهُمۡ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝ (الزمر: 10)

''صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر بے حساب دیا جائے گا''

کسی نیکی کا اجر دس گنا ہے، کسی نیکی کا اجر سات سو گنا ہے اور کسی نیکی کا اجر بے

Marfat.com

حساب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اجر کے یہ مختلف مدارج کس حساب سے ہیں!

(۱) اس کا جواب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں حساب سے خرچ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ حساب سے اجر دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے حساب سے خرچ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ بے حساب اجر دیتا ہے۔

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اجر وثواب مدارج کا یہ فرق نیت اور خلوص کے مدارج کے اعتبار سے ہے جس شخص میں جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اس کو اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ فرق حالات کے اعتبار سے ہے۔ مثلاً ایک کروڑ پتی کس بھوکے کو دو روٹیاں دے یہ بھی نیکی ہے۔ ایک متوسط آمدنی والا کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے یہ بھی نیکی ہے اور جس کی کل کائنات دو روٹیاں تھیں وہ اگر بھوکے کو دو روٹیاں دے گا تو خود بھوکا رات گزارے گا۔ اس کا بھوکے کو دو روٹیاں دینا بھی نیکی ہے لیکن یہ تینوں نیکیاں برابر نہیں ہیں تو ان کا اجر برابر کیسے ہوگا جس کی کل متاع دو روٹیاں ہیں اس کا دو روٹیاں دینا ایسے ہے جیسے ایک کروڑ پتی ساری دولت کسی کو دے دے۔ اس لئے یہ ہوسکتا ہے کہ کروڑ پتی کو اس کی نیکی کا اجر دس گنا ملے۔ متوسط آمدنی والے کو سات سو گنا اجر ملے اور جس کے پاس تھیں ہی دو روٹیاں اس کو بے حساب اجر ملے۔

(۴) چوتھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لئے بے حساب اجر کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں از خود خرچ کرنا آسان ہے اور کسی ناگہانی اور نقصان پر شکوہ وشکایت کرنا اور خاموشی سے اس نقصان کو برداشت کرنا مشکل ہے کیونکہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے منصوبہ اور پروگرام کے مطابق خرچ ہوتا ہے اور اس کو خرچ کرنے سے طمانیت اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ کسی غریب اور فقیر کی حالت زار کو دیکھ کر جو اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کی تکلیف، جو

Marfat.com

اس کو تکلیف ہوتی ہے اس کا ازالہ ہوتا ہے لیکن اچانک اور ناگہانی نقصان ہو جائے جس میں اس کے پروگرام اور منصوبہ کا دخل نہ ہو جس میں کسی وجہ سے خوشی اور تسکین اور کوئی پہلو نہ ہو ماسوا اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس غم کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرے اور کسی کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہ لائے یہ عمل اپنے پروگرام اور منصوبہ کے مطابق خرچ کرنے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے۔

☆ نیز اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر و ثواب بیان فرمایا ہے اور اس سے اگلی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ یہ اجر و ثواب تب حاصل ہوگا جب صدقہ دینے کے بعد احسان نہ جتایا جائے نہ طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچ جائے جس کو صدقہ دیا ہے۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع کجاووں کے دیئے اور ایک ہزار دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے میرے رب! میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا۔

اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہا نے اپنے مال سے چار ہزار دینار صدقہ کیے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر نہ احسان جتاتے ہیں نہ تکلیف پہنچاتے ہیں، ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے ان پر کچھ نہ خوف نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(تفسیر کبیر: جلد: 2، ص: 33، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

☆ امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حدیث نقل کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی سات قسمیں ہیں۔

دو عمل واجب کرتے ہیں، دو عملوں کا بدلہ ایک مثل ہے، ایک عمل کا بدلہ دس گنا ہے،

Marfat.com

ایک عمل کا بدلہ سات سو گنا ہے اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہے وہ دو عمل جو واجب کرتے ہیں تو جو شخص اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے کہ اس نے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو اور شرک بالکل نہ کیا ہو اس کے لئے جنت واجب ہے (اور جن دو کاموں کا ایک مثل اجر ہے تو) جس نے برا کام کیا اس کو ایک برائی کی سزا ملے گی اور جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا۔ (اور جن کاموں کا سات سو گنا اجر ہے تو) جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک درہم خرچ کیا اس کو سات سو درہم کا اجر ملے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا اس کو سات سو دیناروں کا اجر ملے گا اور روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کے عامل کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (شعب الایمان)

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ○ (الروم: 39)

اور تم اللہ کی رضا جوئی کے لئے جو زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ اپنا مال بڑھانے والے ہیں۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو رضا الٰہی کی وجہ سے خرچ کرتے ہیں ان کا بیان ہے۔ یعنی جو شخص ریاکاری کے لئے یا معاوضہ کے لئے جو ہدیہ دیتا ہے تو اس سے اس کا مال نہیں بڑھتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہے تو اس کو اس کا اجر آخرت میں دس گنا ملے گا یا اس کا اجر سات سو گنا ملے گا۔

(الجامع لاحکام القرآن جز: 14، ص: 137، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آیت نمبر ۸: قرآن مجید میں ہے:

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ○" (آل عمران: 92)

Marfat.com

تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرسکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کر جس کو تم پسند کرتے ہو اور تم جس چیز کو بھی خرچ کرتے ہو، اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں محبوب ترین چیز کو خرچ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے اور فرمایا نیکی تمہیں تب حاصل ہوگی جب ان چیزوں سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے جو انسان کو سب سے زیادہ پسند ہوں۔

بر کا لغوی اور شرعی معنی

بر کا معنی ہے صلہ، جب کوئی شخص صلہ رحمی کرے تو کہتے ہیں کہ اس نے بر کی۔
قرآن کریم کی مذکورہ آیت اسی معنی میں ہے۔
ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین میں جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ بر کرنے یعنی عدل اور احسان کا سلوک کرنے سے منع نہیں فرماتا، بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (الممتحنہ:8)
ابومنصور نے کہا
بر دنیا اور آخرت کی خیر کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو ہدایت، نعمت اور اچھی چیزیں عطا فرمائی ہیں وہ دنیا کی خیر ہے اور جنت میں دائمی نعمتوں کا حصول آخرت کی خیر ہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور کرم سے ہم کو دنیا اور آخرت کی خیر عطا فرمائے آمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہمیشہ سچائی پر رہو کیونکہ سچائی بر کی ہدایت دیتی ہے۔
شمر نے کہا:
اس حدیث میں بر کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

بعض علماء نے کہا بر سے مراد صلاح (درستگی) ہے۔

اور بعض نے کہا بر سے مراد خیر ہے۔

اور میرے علم میں اس سے زیادہ جامع بر کی اور کوئی تفسیر نہیں ہے۔

کیونکہ یہ تمام اقوال کو جامع ہے۔

لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا بر ہے۔

ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ بعض اہل نعت نے کہا کہ بر کا اصل معنی وسعت ہے۔ بحر کے مقابلے میں بر کا لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔ پھر یہ لفظ شفقت، احسان اور صلہ میں مشہور ہو گیا۔ صاحب قاموس نے بصائر میں کہا ہے کہ بر کا معنی ہے فعل خیر میں توسع، کبھی یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ابر الرحیم کہا جاتا ہے اور کبھی بندے کی طرف منسوب ہوتا ہے اور العبد ربہ کہا جاتا ہے۔ یعنی بندے نے زیادہ عبادت کی۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو ثواب عطا کرنے اور بندے کی طرف ہو تو اطاعت کے معنی میں ہے۔

اطاعت کی ایک قسم اعتقاد ہے اور دوسری اعمال۔

مذکورہ آیت ان دونوں قسموں کو شامل ہے۔

ترجمہ: اصل بر (نیکی) یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو۔ البتہ اصل بر اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ، روز آخرت، فرشتوں (آسمانی) کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال سے محبت کے باوجود (اللہ کے لئے) رشتہ داروں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلام آزاد کرنے کے لئے مال دے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور عہد کرنے کے بعد عہد پورا کرنے والے اور تکلیف اور سختی میں صبر کرنے والے، یہی لوگ (بر میں) صادق ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔ (البقرہ: 177)

روایت ہے کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی کیونکہ یہ اعتقاد اعمال، فرائض، نوافل، برو الدین اور ان کے ساتھ حسن سلوک میں وسعت پر مشتمل ہے۔

(تاج العروس شرح القاموس ج:3،ص:36 تا 37 مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ بیان کرتے ہیں۔

ایوب بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "لن تنالو البرحتی تنفقوا مما تحبون"

تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے محبوب گھوڑے کو لے کر آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اللہ کی راہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا (ان کے بیٹے) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دے دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس پر رنجیدہ ہوئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کیفیت کو دیکھا تو فرمایا سنو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس صدقہ کو قبول کیا ہے۔ (جامع البیان: ج:3،ص:247،مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

☆ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔

امام بزار علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ آیت یاد آئی لن تنالو البر: الخ تو میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں غور کیا کہ کون سی نعمت مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک رومی کنیز تھی جو مجھے زیادہ محبوب تھی میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے سو اب اگر میں اس کی طرف لوٹتا تو اس سے نکاح کر لیتا۔

(تفسیر القرآن ج:2،ص:71،مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ لکھتے ہیں۔

امام ابن جریر اور امام ابن المنذر نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ان کے لئے قیدیوں میں سے ایک کنیز خرید لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کنیز کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کنیز کو آزاد کر دیا۔

امام عبد بن حمید ثابت بن حجاج علیہم الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ

مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تجھے علم ہے کہ مجھے اپنے مال میں دس گھوڑے کے سوا اور کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا مسکینوں پر خرچ کر دیا پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ اس گھوڑے کو فروخت کر رہے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گھوڑے کو خریدنے کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خریدنے سے منع کیا۔ (الدر المنثور ج:۲ ص:51 مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پسندیدہ مال خرچ کی تحقیق

مال محبوب میں محبت سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نفس کا میلان ہو اور اس چیز میں اس کا دل اٹکا رہے اسی وجہ سے اس چیز کو خرچ کرنا نفس پر بہت شاق اور دشوار ہوتا ہے اور اسی بناء پر ان مسلمانوں کی مدح کی گئی ہے جو اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: اور وہ طعام سے محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے کوئی صلہ چاہتے ہیں نہ سپاس۔ (الدھر 9,8)

بعض علماء نے کہا

Marfat.com

مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ انسان کو خود اس مال کی ضرورت ہو، کیونکہ جو لوگ اپنی ضروریات کے باوجود مال کو دوسروں پر خرچ کر دیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔

ترجمہ: اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں (خود) شدید حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ (الحشر: 9)

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہو، ردی، خبیث اور نا قابل استعمال نہ ہو جیسے گلے سڑے پھل، خراب ہو جانے کے بعد بدبودار کھانا، بہت زیادہ بوسیدہ اور پھٹے ہوئے کپڑے۔
ان کا استدلال اس آیت سے ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اپنی کمائی سے عمدہ چیزوں کو خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جن کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور جو ردی اور ناکارہ چیز ہو اس کو دینے کا ارادہ (بھی) نہ کرو کہ (راہ خدا میں) اس میں سے خرچ کرنے لگو حالانکہ تم خود بھی اس کو لینے والے نہیں ہو سوا اس کے کہ تم چشم پوشی کرو۔ (البقرہ: 267)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: ج: 1، ص: 6)

اس حدیث کا بھی یہی محمل ہے کہ انسان اپنے لئے ردی اور نا قابل استعمال چیز پسند نہیں کرتا۔ سو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

☆ علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس آیت میں صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ

Marfat.com

ہے یا صدقہ نافلہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

اس سے صدقہ واجبہ مثلاً زکوٰۃ مراد ہے۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

اس سے مراد عام صدقات ہیں۔ خواہ صدقات واجبہ ہوں یا نافلہ ہوں۔

یعنی مسلمان چیز کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے وہ ایسی چیز ہو جس کو وہ خود بھی اپنے لئے پسند کرتا ہو اور وہ چیز ردی، ناکارہ اور ناقابل استعمال نہ ہو۔

اور اگر وہ چیز اس کی پسندیدہ اور محبوب ہے تو یہ بڑی فضیلت کی بات ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ناقابل استعمال چیز کا تو دینا جائز نہیں ہے اور پسندیدہ نفیس اور محبوب چیز کا دینا فضیلت اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

☆ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تمہاری پسندیدہ ہیں۔ اس آیت میں ''من'' کا لفظ ہے۔ اگر یہ من تبعضیہ ہو تو معنی ہوگا تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی بعض پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو اور اس صورت پسندیدہ چیزوں سے محبوب اور نفیس چیزیں مراد ہوں گی اور اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نیکی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تمام پسندیدہ چیزوں کو دینا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اگر کسی شخص نے زندگی میں دو چار بھی اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دی ہیں تو اس کا شمار ابرار اور نیکوں میں شمار ہوگا اور اگر یہ ''من'' بیانیہ ہو تو اس کا معنی ہوگا۔ تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جو تمہارے نزدیک پسندیدہ ہوں اور اب یہ ضروری ہوگا کہ کسی ناپسندیدہ چیز کو خرچ نہ کیا جائے اور اس صورت میں پسندیدہ کا معنی ہوگا جو چیزیں فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی ردی اور ناکارہ چیز نہ دی جائے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اس آیت میں ''من'' تبعیضیہ اور ''من'' بیانیہ

Marfat.com

دونوں درست ہیں اور ''من'' تبعیضہ ہو تو پسندیدہ سے مراد محبوب چیزیں اور ''من'' بیانیہ ہو تو اس سے مراد قابل استعمال چیزیں ہیں اور ''من'' بیانیہ ہو تو اس سے مراد قابل استعمال چیزیں ہیں۔

بعض علماء اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکے اور انہوں نے یہاں پر من کو مطلقاً تبعیضیہ پر محمول کیا اور بعض نے ''من'' کو مطلقاً بیانیہ پر محمول کیا۔

☆ اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس آیت میں بر سے کیا مراد ہے۔

بعض علماء نے کہا

اس سے مراد اعمال مقبولہ ہیں

بعض علماء نے کہا

اس سے مراد ثواب اور جنت ہے

بعض علماء نے کہا

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور اس کا احسان ہے۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیزوں کو خرچ نہ کرو اس وقت تک تمہارے اعمال مقبول نہیں ہو سکتے۔ یا تم کو جنت نہیں ملے گی یا تم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے اکرام اور احسان کو نہیں پا سکتے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں کھجوروں کے لحاظ سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیر کا باغ تھا۔ یہ مسجد (نبوی) کے سامنے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

''تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔''

Marfat.com

تب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ فرماتا ہے۔

تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کرسکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور بے شک میرا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اور اللہ کے نزدیک اس کی نیکی اور آخرت میں اس کے اجر کی توقع رکھتا ہوں۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو رکھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو۔ یہ نفع بخش مال ہے۔ یہ نفع بخش مال ہے اور میں نے سن لیا جو تم نے کہا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو اپنے رشتہ داروں کو دے دو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کروں گا۔

پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔ (صحیح بخاری: ج:1 ص:197)

آیت نمبر۹: وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الانعام: 141)

اور وہی ہے جس نے بیلوں والے باغ پیدا کئے اور جس نے درختوں والے باغ پیدا کئے اور کھجور کے درخت اور کھیت اگائے جن کے کھانے مختلف ہیں اور زیتون اور انار اگائے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور مختلف بھی۔ جب وہ درخت پھل دار ہوں تو ان کے پھلوں سے کھاؤ اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو ان کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆ اس آیت کریمہ میں لفظ حصاد آیا ہے۔ یہ لفظ حصد سے بنا ہے اس کا معنی ہے

Marfat.com

فصل کاٹنا۔ درختوں سے پھلوں کے توڑنے کو بھی حصاد کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

جب فصل کی کٹائی کا دن آئے تو اس کا حق ادا کرو۔

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی 370ھ لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس، حضرت جابر بن زید، حضرت محمد بن حنیفہ، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن مسیب، طاؤس حضرت زید بن اسلم، حضرت قتادہ اور ضحاک رضوان علیہم اجمعین کا یہ قول ہے کہ اس حق سے مراد عشر ہے (پیداوار کا دسواں حصہ) اور نصف عشر (پیداوار کا بیسواں حصہ) ہے اور

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت یہ ہے کہ اس حق کو اس حدیث نے منسوخ کر دیا جس میں عشر اور نصف عشر کو فرض کیا گیا اور یہ قول اس اصول پر مبنی ہے کہ قرآن کے حکم کو سنت سے منسوخ کرنا جائز ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اس حکم کو زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا

حضرت ضحاک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ

قرآن میں مذکور ہر صدقہ کو زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا۔

اور حضرت ابن عمر اور مجاہد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

یہ آیت محکمہ (غیر منسوخ) ہے اور فصل کی کٹائی کے وقت اس حق کو ادا کرنا واجب ہے اور یہ حق زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔

اور روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت کھجور توڑنے اور فصل کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

سفیان بن عینیہ نے کہا کہ یہ ممانعت اس لئے ہے تاکہ دن میں کٹائی کے وقت

Marfat.com

مساکین آسکیں۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا کہ جب فصل کاٹی جائے تو اس میں سے کچھ مساکین کو دیا جائے۔

اسی طرح جب درخت سے کھجوریں توڑی جائیں تو کچھ کھجوریں ان کو دی جائیں۔

اسی طرح جب ان کو صاع کے حساب سے ماپا جائے تو ان کو کچھ کھجوریں دی جائیں۔(احکام القرآن ج:3،ص:9،مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس آیت میں فصل کی کٹائی کے حق سے مراد عشر یا نصف ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس حق سے مراد عام صدقہ ہے۔اور یہ حق زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اس لئے راجح ہے کہ احادیث میں بھی ارضی پیداوار کی زکوٰۃ،عشر یا نصف عشر بیان کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو باغ یا کھیت بارش سے یا چشموں سے یا بارش کے جمع شدہ پانی سے سیراب کیا گیا ہو، اس میں عشر ہے اور جو کنویں سے پانی حاصل کر کے سیراب کیا گیا ہو، اس میں نصف عشر ہے۔(صحیح البخاری ج 1 ص 791)

جنت کی ضمانت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ چھ چیزیں کون سی ہیں؟ ارشاد فرمایا: نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، امانت لوٹانا، شرمگاہ، پیٹ اور زبان کی حفاظت کرنا۔

(مجمع الزوائد ج 2 ص 21، رقم الحدیث 1617)

Marfat.com

اسلام کی تکمیل

حضرت سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا بے شک تمہارا اپنے اموال سے زکوٰۃ نکالنا تمہارے اسلام کی تکمیل ہے۔(الترغیب والترھیب: ج:1،ص:301،رقم الحدیث:12)

زکوٰۃ پاکیزگی کا سبب

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بنوتمیم میں سے ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک مالدار شخص ہوں اور میرے اہل خانہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ آپ ارشاد فرمایئے کہ میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ کیسا سلوک کروں اور اپنا مال کس طرح خرچ کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے مال سے زکوٰۃ نکالا کرو بے شک زکوٰۃ ایک ایسی پاکیزگی ہے جو تمہیں پاک کردے گی۔ اور اپنے عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کیا کرو اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کے حق کو پہچانو۔

(مسند احمد: ج:4،ص:273،رقم الحدیث:12397)

زکوٰۃ نکالنا مال کے شر سے دوری

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اپنے مال میں زکوٰۃ نکالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کی تو اس مال کا شر اس سے دور ہو جائے گا۔

(المعجم الاوسط طبرانی: ج:1،ص:431،رقم الحدیث:1579)

Marfat.com

اعرابی کے سوال کہ جس سے جنت میں داخل ہو جاؤں

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عمل کی طرف رہنمائی فرمائیے کہ جب میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور فرض نماز ادا کرو اور زکوۃ ادا کیا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھا کرو۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔ پھر جب وہ اعرابی لوٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔

(بخاری ج 1 ص 472، رقم الحدیث 1397)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۲) نماز قائم کرنا

(۳) زکوۃ ادا کرنا

(۴) بیت اللہ کا حج کرنا

(۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری ج 1 ص 14، رقم الحدیث 8)

جنت کے قریب کرنے والا عمل

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا ہے اور یہ کام اسی کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ اسے آسان کر دے۔ پھر فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ (ترمذی ج:4،ص:280، رقم الحدیث:2625)

زکوٰۃ ادا کرنے والے نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اور جس نے مال حرام جمع کیا پھر اس میں صدقہ نکالا تو اسے اس پر کوئی ثواب نہ ملے گا اور اس کا گناہ اس پر باقی رہے گا۔ (الترغیب والترھیب: ج:1،ص:30، رقم الحدیث:10)

زکوٰۃ ادا کرنے والا صدیقین وشہداء میں لکھا جائے گا

حضرت سیدنا عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قضاعہ قبیلے سے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور اس میں قیام کرتا ہوں اور زکوٰۃ ادا کرتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ان اعمال پر مرے گا وہ صدیقین اور شہداء میں لکھا جائے گا۔

(الترغیب والترھیب: ج:1،ص:106، رقم الحدیث:19)

جنت میں داخل کرنے والے عمل

حضرت سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو۔ (بخاری ج 1 ص 471، رقم الحدیث 1396)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔ (المعجم الکبیر ج 12 ص 106، رقم الحدیث 12692)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا "قسم ہے اس ذات کی! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس کو جھکا لیا تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنا سر جھکا لیا اور رونے لگا حالانکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف کیوں اٹھایا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر انور اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ایسی مسرت تھی جو ہمیں اونٹوں سے زیادہ پسند تھی پھر ارشاد فرمایا: جو شخص پانچوں نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (نسائی ج 3 ص 8)

تین امور کرنے والے نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا

حضرت سیدنا عبداللہ بن معاویہ الغاضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین کام کئے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

(۱) جس نے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یہ یقین رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) جس نے خوشدلی سے ہر سال اپنے مال کی زکوۃ ادا کی۔

(۳) جس نے زکوۃ میں بوڑھے اور بیمار جانور یا بوسیدہ کپڑے اور گھٹیا مال کے بجائے اوسط درجے کا مال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا بہترین مال طلب نہیں کرتا اور نہ ہی گھٹیا مال دینے کی اجازت دیتا ہے۔ (ابوداؤد: ج:2، ص:147، رقم الحدیث:1582)

خوشدلی سے زکوۃ ادا کرنے والے کے لئے خوشخبری

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایمان کے ساتھ ان پانچ چیزوں کو بجالایا جنت میں داخل ہوگا جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو اور رکوع وسجود اور اوقات کے ساتھ پابندی کی اور رمضان کے روزے رکھے اور جس نے استطاعت ہونے پر حج کیا اور خوش دلی سے زکوۃ ادا کی۔ (مجمع الزوائد: ج:1، ص:205، رقم الحدیث:139)

زکوۃ ادا کرنے والا جنتی محل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق

عبید بن عمیر لیثی اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: بے شک نمازی اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں اور وہ جس نے اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ پانچ نمازیں قائم کیں اور رمضان کے روزے رکھے اور ان کے ذریعے ثواب کی امید رکھی اور خوش دلی سے زکوۃ ادا کی اور ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہا جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کبیرہ گناہ کتنے ہیں۔

ارشاد فرمایا نو (۹) ہیں۔ ان میں سب سے بڑا گناہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا ہے اور (بقیہ گناہوں میں سے) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا۔ میدان جہاد سے فرار ہونا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور بیت الحرام جو تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے کو حلال سمجھنا (یعنی اس کی حرمت کو پامال کرنا) لہٰذا جو شخص ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے پھر مر جائے تو وہ جنتی محل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہوگا جس کے دروازے سونے کے ہوں گے۔ (المعجم الکبیر، ص:48، ج:15، رقم الحدیث:101)

زکوٰۃ اسلام کا پل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔ (شعب الایمان، ج:3، ص:195، رقم الحدیث:331)

حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا غازی

حضرت سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنے گھر لوٹنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں غازی کی طرح ہے۔ (مسند احمد، ج:5، ص:366، رقم الحدیث 15826)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کیا جائے پھر وہ دیانتداری کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرے اور اسے حقدار تک پہنچائے تو وہ اپنے گھر لوٹنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح

Marfat.com

ہے۔ (مجمع الزوائد: ج:3،ص:236، رقم الحدیث:4450)

بہترین کمائی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین کمائی عامل (یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے) کی کمائی ہے جبکہ وہ خیر خواہ ہو۔

(مسند احمد: ج:3،ص:232، رقم الحدیث:8420)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے کیلئے خوشخبری

حضرت سیدنا حسن بن ابو الحسن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن آدم! اپنے مال میں سے کچھ حصہ میرے پاس بھیج نہ یہ جلے گا نہ غرق ہوگا اور نہ ہی چوری ہوگا۔ میں تجھے اس میں سے تیری حاجت کے مطابق عطا کردوں گا۔ (شعب الایمان: ج:3،ص:211، رقم الحدیث:3343)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ میں بے وفائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ میں بے وفائی سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنا ہے اور اطاعت نہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی ہے لہٰذا زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی ہوئی۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرے گا اس کے لئے قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

آیت نمبر ۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ۝ (حم السجدہ: 6، 7)

اور مشرکین کے لئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے جو کہ تنبیہ ہے اس بات پر کہ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے لئے ہلاکت ہے۔

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ

(آل عمران 180)

جو لوگ ان چیزوں میں بخل کرتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دی

Marfat.com

ہیں وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔ عنقریب ان کے گلے میں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا جس کے ساتھ وہ بخل کرتے ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے سے بخل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت سے نوازا جب انہیں خرچ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو بہانے بناتے ہیں تاکہ ایسی صورت نکالیں جس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے سے بچا جائے ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے۔

آیت نمبر۳: وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۖ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ

(الھمزہ: 1 تا 7)

ہر طعنہ دینے والے اور چغلی کرنے والے کے لئے عذاب ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور چورا چورا کرنے والی میں پھینک دیا جائے گا اور آپ کو (از خود) کیا پتا کہ چورا چورا کرنے والی کیا چیز ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

☆ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو مال کو گن گن کر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ یہ سب مال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اگر خرچ کریں تو اس کا دوگنا ملے گا۔ آج نہیں کریں گے تو یہ مال ان کے مرنے کے بعد کسی اور کا ہو جائے گا۔ اور آخر کار اسی مال کو بھڑکاتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا پھر سوائے ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

Marfat.com

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (التوبہ: 34)

اور جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

کنز کا معنی

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ

کنز کا معنی ہے مال کو اوپر تلے رکھنا، مال جمع کر کے اس کی حفاظت کرنا خزانہ کو کنز کہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی مذمت فرمائی ہے۔ (المفردات ج 2 ص 70)

گنجا سانپ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ قیامت کے دن اس کے لئے ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کے دو زہریلے ڈنک ہوں گے۔ اس سانپ کو اس کا طوق بنا دیا جائے گا پھر اس کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا پھر کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے آل عمران: 180 والی سورت تلاوت فرمائی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث [illegible])

پیشانی اور پیٹھ کا داغا جانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہر وہ شخص جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے آگ کے پترے تیار کئے جائیں گے اور ان کو جہنم کی

Marfat.com

آگ میں گرم کیا جائے گا پھر ان کے ساتھ اس شخص کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ پتر ے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو ان کو دوبارہ آگ میں گرم کیا جائے گا۔ یہ عذاب اس دن دیا جائے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔ اس کو عذاب دیا جاتا رہے گا حتیٰ کہ تمام لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانہ جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف اور جو اونٹوں کا حق ادا نہ کرے گا اس کو اس پورے دن اونٹ اپنے پیروں سے روندتے رہیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانہ جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف اور جو شخص بکریوں اور بھیڑوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اس کو اس پورے دن تک اپنے سینگوں سے زخمی کرتی رہیں گی اور اپنے پیروں سے روندتی رہیں گی حتیٰ کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانہ جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف۔ (صحیح البخاری رقم حدیث: 286)

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○ (التوبة: 35)

جس دن وہ (سونا اور چاندی) دوزخ کی آگ میں بتایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ (سونا اور چاندی) جس کو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا۔ سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

☆ اس آیت میں پیشانیوں، پہلوؤں اور پٹھوں کو سونے اور چاندی کے ساتھ داغنے کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کیونکہ یہ اشرف اعضاء ہیں۔ جو اعضاء رئیسہ دل و دماغ اور جگر پر مشتمل ہے اور چونکہ انسان اپنے ان ہی اعضاء کی سلامتی کے لئے

Marfat.com

مال جمع کرتا ہے اس لئے ان اعضاء کو اس مال کے ساتھ جلایا جائے گا یا اس لئے کہ انسان کے بدن کی چار اطراف ہیں۔ اگلا حصہ اور پچھلا حصہ، چہرہ اگلے حصہ پر اور پیٹھ پچھلے حصہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور دو پہلو دائیں اور بائیں جانبوں پر دلالت کرتے ہیں اور مقصود یہ ہے کہ ہر جانب سے اس کو عذاب محیط ہوگا۔

ادائیگی زکوۃ کے بعد مال جمع کرنے میں اختلاف صحابہ کرام علیہم الرضوان

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس میں اختلاف تھا کہ جس کنز (جمع شدہ مال) کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اور اس پر عذاب کی وعید سنائی ہے اس کا مصداق کیا ہے۔ اکثر صحابہ کا موقف یہ تھا کہ جس مال کی زکوۃ ادا کر دی گئی وہ کنز مذموم نہیں ہے اور جس مال کی زکوۃ ادا نہیں کی گئی وہ کنز مذموم ہے اور بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کا موقف یہ تھا کہ جس مال کو بھی جمع کیا گیا وہ کنز مذموم ہے اور موجب عذاب ہے۔ خواہ اس کی زکوۃ ادا کی گئی ہو یا نہ۔ ان کا استدلال اس آیت کے ظاہر سے ہے کیونکہ اس آیت میں بغیر کسی قید اور استثناء کے اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے پر عذاب کی وعید فرمائی ہے کہ دوزخ کی آگ سے سونا چاندی جمع کرنے والوں کے بدنوں کو داغا جائے گا۔

نیز حدیث میں ہے۔

عبداللہ بن ابی ہذیل بیان کرتے ہیں کہ میرے صاحب نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سونے اور چاندی کے لئے ہلاکت ہو، میرے صاحب نے کہا پھر وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی کے لئے ہلاکت پھر ہم کس مال کو حاصل کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور آخرت میں مدد کرنے والی بیوی۔ (مسند احمد ج 5 ص 366)

زید بن وھب بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

میں الربذۃ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ۔) کے پاس سے گزرا تو وہاں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے پوچھا آپ یہاں کس سبب سے آ گئے؟ انہوں نے کہا میں شام میں تھا۔ میرا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسی آیت میں اختلاف ہوا:

الذین یکنزون الذھب والفضۃ: الخ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

میں نے کہا یہ آیت ان کے اور ہمارے دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

پھر میرے اور ان کے درمیان بحث ہوگئی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف میری شکایت لکھ کر بھیجی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے مدینہ بلایا۔ میں مدینے آ گیا تو بہت زیادہ لوگ میرے گرد اکٹھے ہو گئے جیسے اس سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو مدینہ کے قریب کسی اور جگہ چلے جائیں تو اسی سبب سے میں یہاں آ گیا اور اگر مجھ پر کسی حبشی کو بھی حاکم بنا دیا جاتا تو میں اس کی (بھی) اطاعت کرتا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1406)

احنف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا۔ میں وہاں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھ گیا۔ وہاں ایک شخص آیا جس کا جسم اور چہرہ سخت تھا اور اس نے موٹا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے قریش کے پاس کھڑے ہو کر کہا مال جمع کرنے والوں کو اس گرم پتھر کی بشارت دو جس کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس پتھر کو ان میں سے کسی ایک کے پستان کے سر پر رکھ دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ان کے کندھے کی باریک ہڈی سے نکل جائے گا۔ پھر کندھے کی باریک ہڈی پر رکھا جائے گا اور ان کے پستان کے سر سے نکل جائے گا اور اسی طرح حرکت کرتا رہے گا۔ لوگوں نے اس شخص کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور میں نے کسی شخص کو اس بات کا جواب دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے گیا حتیٰ کہ وہ ایک ستون کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے کہا میرا گمان ہے کہ ان

Marfat.com

لوگوں نے آپ کی بات کو ناپسند کیا ہے۔

اس نے کہا ان لوگوں کو سمجھ نہیں ہے۔ ایک دن میرے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابوذر! تم احد پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟

میں نے سورج کی طرف دیکھا اور میں یہ سمجھا کہ شاید آپ مجھے کسی کام سے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو مجھے پسند نہیں ہوگا کہ میں اس میں سے تین دینار سے زیادہ اپنے پاس رکھوں اور میں وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں گا۔ پھر یہ لوگ دنیا کو جمع کر رہے ہیں ان کو عقل نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا ان قریشی بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے کیونکہ آپ ان کے پاس جاتے ہیں نہ کوئی سوال کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: تمہارے پروردگار کی قسم! میں ان سے نہ دنیا کا سوال کروں گا اور نہ دین کا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث 1407)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ مال والے قیامت کے دن سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے ماسوا ان لوگوں کے جو مال کو دائیں بائیں آگے پیچھے تقسیم کر دیں۔

(سنن ابن ماجہ 4130)

تاہم صحیح نظریہ وہ ہے جو جمہور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بغیر سوال میں عرض کرتا جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اس کو عطا کر دیں تو آپ نے فرمایا یہ مال لے لو جب تمہیں اس مال سے کوئی چیز بغیر طلب اور سوال کے ملے تو اس کو لے لو اور جو اس طرح نہ ہو تو اس کے پیچھے نہ پڑو۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث 1473)

قیامت کے دن جہنمی اژدھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

Marfat.com

جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک جہنمی اژدھا آئے گا اور اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغا جائے گا۔ یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار 50 ہزار سال ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔

(سنن نسائی، ص: 2245، رقم الحدیث 2443)

ایک اور حدیث میں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

جس نے اپنے پیچھے کنز چھوڑا (کنز ایسے خزانے کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی ہو) اسے قیامت کے دن ایک گنجے سانپ میں بدل دیا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ دھبے ہوں گے وہ اس شخص کے پیچھے دوڑے گا وہ شخص پوچھے گا: تو کون ہے؟ سانپ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔ پھر وہ اس کا پیچھا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کا ہاتھ چبا ڈالے گا پھر اس کو کاٹے گا اور اس کا سارا جسم چبا ڈالے گا۔ (المستدرک: ج: 2، ص: 6، رقم الحدیث: 1474)

قیامت کے دن خسارے والے لوگ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وہی خسارے پانے والے ہیں رب کعبہ کی قسم! قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے رب کعبہ کی قسم! وہ کثیر مال و دولت والے ہیں مگر ان میں سے جو ایسے ایسے خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت قلیل ہیں۔ اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جو شخص بکریاں، اونٹ یا گائے چھوڑ کر مرے اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو قیامت کے دن وہ جانور پہلے سے بڑے فربہ ہو کر آئیں گے۔ یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے۔ جب ان میں سے آخری جماعت گزر جائے گی تو پہلی جماعت دوبارہ لوٹ آئے گی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل: ج: 8، ص: 81، رقم الحدیث: 21409)

Marfat.com

قیامت کے دن سائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

قیامت کے دن میں تم سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بڑبڑانے والا اونٹ ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری فریاد رسی فرمایئے۔ تو میں کہوں گا، میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔ قیامت کے دن تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ڈکرانے والی گائے ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری فریاد رسی فرمایئے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔ قیامت کے دن تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ممیانے والی بھیڑ یا بکری ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری فریاد رسی فرمایئے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔

(پھر ارشاد فرمایا) قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے کے چیتھڑے ہوں اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری فریاد رسی فرمایئے۔ تو میں کہوں گا" میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔"

(پھر ارشاد فرمایا) تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ جو قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر کوئی خاموش شے (جیسے سونا چاندی) ہو۔ پس وہ شخص کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری مدد فرمایئے۔ تو میں کہوں گا میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں۔ (صحیح مسلم ص 1006، رقم الحدیث 4734)

Marfat.com

زکوٰۃ ادا کرنے والے کی کوئی نماز نہیں

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس نے زکوٰۃ ادا نہ کی اس کی کوئی نماز نہیں۔ (المعجم الکبیر ج:10، ص:103، رقم الحدیث:10095)

جہنم کے پتھر چرنے والے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (سفر کے لئے) ایک ایسا گھوڑا (یعنی براق) لایا گیا جو اپنا قدم تا حد نگاہ رکھتا۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسے لوگوں کے پاس تشریف لے گئے جو ایک دن کھیتی بوتے اور دوسرے دن فصل کاٹتے یوں وہ بھی فصل کاٹ لیتے تو وہ پہلے کی طرح اُگ آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی۔ یہ راہ خدا عزوجل کے مجاہدین ہیں۔ ان کی نیکیوں میں سات سو گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ خرچ کیا کرتے تھے وہ انہیں اب بھی بہتر اجر کی صورت میں بعد میں ملتا رہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھروں سے پھوڑنے جا رہے تھے۔ جب وہ پھٹ جاتے تو پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں ان سے کوئی کوتاہی نہ برتی جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی، یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے آگے اور پیچھے کاغذ کے پرچے تھے۔ (جن پر وہ حقوق لکھتے تھے جو ان کے ذمہ تھے) وہ ضریع، زقوم (یعنی جہنم کے نہایت کڑوے درخت) اور جہنم کے پتھر اس طرح چیرتے تھے جیسے چوپائے پڑتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال

Marfat.com

کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہے۔ (الترغیب والترھیب: ج:۱ ص:366، رقم الحدیث:1145)

زکوٰۃ روکنے والا قیامت کے دن جہنم میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

خشکی اور تری میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ روک لینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ روک لینے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا۔

(المرجع السابق ج:1 ص:367، رقم الحدیث:1136)

پانچ خصلتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اے گروہ مہاجرین! پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو گئے تو تم پر مصیبتیں نازل ہوں گی۔ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم انہیں پاؤ۔

(۱) جب بھی کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور وہ اسے اعلانیہ کرنے لگے تو ان میں ایسے امراض پھوٹ پڑے جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھے۔

(۲) جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو ان کی پکڑ قحط سالی، سخت تکلیف اور حکمرانوں کے ظلم سے کی گئی۔

(۳) جن لوگوں نے اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دی ان سے آسمان کی بارش روک لی گئی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔

(۴) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد توڑا ان پر غیر قوم سے دشمن کو مسلط کر دیا گیا تو اس نے ان کا مال چھین لیا اور

(۵) جس قوم کے حکمرانوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان آپس کے جھگڑے ڈال دیئے۔

([illegible] 2718 [illegible])

Marfat.com

آگ کے کنگن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں دو عورتیں حاضر ہوئیں۔
انہوں نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی۔نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے۔ انہوں نے عرض کی ہرگز نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (جامع الترمذی: ص: 1709، رقم الحدیث: 637)

ایک کنگن بھی جہنم میں لے جانے کا سبب بن سکتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھے تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زینت اختیار کرتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہیں جہنم کے لئے کافی ہے۔

(سنن ابی داؤد: ص: 338، رقم الحدیث: 1565)

آگ کا ہار اور آگ کی بالیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔
جو عورت سونے کا ہار پہنتی ہے قیامت کے دن اس کے گلے میں ویسا ہی آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے گی (اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گی) تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ویسی ہی آگ کی بالیاں ڈالی جائیں گی۔ (المرجع السابق: ص: 1531، رقم الحدیث: 4238)

چار چیزیں فرض

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ

Marfat.com

چار چیزیں فرض ہیں جو ان میں سے تین لے کر آئے گا وہ اسے کچھ کام نہ آئیں گی۔ جب تک کہ ان سب کو لے کر نہ آئے۔

(۱) نماز

(۲) زکوٰۃ

(۳) ماہ رمضان کے روزے اور

(۴) بیت اللہ شریف کا حج۔

(المسند الامام احمد بن حنبل، ج 6، ص 236، رقم الحدیث 17814)

مسلمان فقراء کا حصہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غنی مسلمانوں پر ان کے اموال کی قدرت کے مطابق مسلمان فقراء کا حصہ مقرر کیا اور فقراء اگر بھوکے یا ننگے ہوں تو غنی لوگوں کو برباد کئے ہوئے مال کو ہی پاتے ہیں۔ خبردار! یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا شدید حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ (المعجم الاوسط، ج 2، ص 374، رقم الحدیث 3589)

قیامت کے دن مال گنجے سانپ کی صورت میں گلے کا ہار

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو بھی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس شخص کی گردن میں ہار بن جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی

Marfat.com

وارث ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔
(سنن ابن ماجہ، ص: 2583، رقم الحدیث: 1784)

مسلمانو!

ان تمام آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے اور بے وفائی یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور وفا بھی یہی ہے کہ زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ کو ادا کیا جائے۔ جب مسلمان اس میں وفا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اسے جنت عطا کروں گا اور اس مال پر اجر بھی عطا فرماؤں گا اور جو بے وفائی کرے گا یعنی اطاعت نہیں کرے گا زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو اس کے لئے جہنم ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے وفائی کرنے پر ملے گی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے پھر اس وفا کا نعم البدل اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور ﷺ سے وفا بحیثیت والدین کی عزت و تکریم

والدین اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں کیونکہ اگر والدین نہ ہوں تو انسان کا ظہور بھی نہ ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا اور قرآن مجید میں والدین کی عزت و تکریم کرنے پر بہت زور دیا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرآنی آیتوں کو جو والدین کی عزت و تکریم کے لئے نازل ہوئیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے بیان فرمائیں اور والدین کی عزت و تکریم کرنے پر بہت زور دیا گویا کہ قرآن تو اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن زبان مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ والدین کی عزت و تکریم

Marfat.com

کی جائے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ انسان عزت وتکریم تو والدین کی کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے خوش ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ انسان فائدہ تو اپنا کر رہا ہوتا ہے مگر خالق کائنات اسے مقبول حج کا ثواب عطا کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

جو ماں کے چہرے کو نظر رحمت سے دیکھے تو ہر نظر پر مقبول حج کا ثواب ہے۔ خواہ سو (۱۰۰) بار دیکھے۔ (کنز العمال: 476)

ثواب وعذاب عطا کرنے والا خالق کائنات ہے اس لئے ماں کی طرف نظر رحمت سے دیکھنے پر ثواب بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا اور فرمایا کہ مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔

جب کوئی شخص حج کرنے کے لئے جاتا ہے تو پہلے کافی مقدار میں رقم اکٹھی کرتا ہے پھر کافی مشکل سے ویزہ ملتا ہے پھر سفر کر کے حج کرنے جاتا ہے۔ اب پتہ نہیں کہ اس کا حج مقبول ہوتا ہے کہ نہیں لیکن اس کے برعکس ایک شخص ماں و نظر رحمت سے دیکھے تو مقبول حج کا ثواب ہے۔ یہ سب کچھ اسے کیوں مل رہا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کر کے وفا کی ہے اور اس کو وفا کا بدلہ مقبول حج ملا ہے۔ لیکن افسوس ان لوگوں پر جو والدین کی عزت وتکریم نہیں کرتے۔ جب وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کو تکالیف دیتے ہیں ان کو گھروں سے نکال دیتے ہیں۔ کیا ان کو یہ یاد نہیں کہ جب وہ کم سن کی عمر میں ہوتے تھے تو والدین اسے پیار دیتے حتیٰ کہ بستر گندہ کرتے تو والدہ اس بستر کو صاف ستھرا کرتی اور کبھی بھی ان کو تکلیف میں دیکھ کر برداشت نہیں کرتی تھی۔ والدین کم سنی عمر میں اپنی اولاد کو تکالیف میں نہیں دیکھتے تھے مگر اولاد افسوس کہ والدین کو گھروں سے باہر نکال رہی ہے۔ والدین کی عزت کو پامال کر رہی ہے۔ کیا اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ والدین کی بے عزتی کی جارہی ہے اور ان کو تکالیف دی جارہی ہیں۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا نہیں کہتے بلکہ یہ حضو

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو والدین کی عزت وتکریم کا حکم ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ بدقسمت لوگ والدین کی نافرمانی وعزت وتکریم نہیں کرتے۔ والدین کی آہ بقا اس بدقسمت انسان کو برباد کر دیتی ہے جو کہ ان کی عزت وتکریم نہیں کرتے۔

مسلمانو!

یہی وجہ ہے کہ جب والدین کی مسلمانون نے عزت وتکریم نہیں کی تو بربادی ان کا مقدر بن گئی۔ وہ زمانے میں ذلیل وخوار ہیں اور در ودیوار اس بدقسمت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ والدین کی عزت وتکریم کی جائے جب بوڑھے ہونے کی عمر میں پہنچ جائیں تو ان کا ہر حال میں خیال رکھا جائے۔ وہ وقت تو یاد رکھیں جب تم چھوٹے تھے اور والدین تمہیں کسی مصیبت میں دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا کیونکہ والد کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا تو جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے پر مقدر بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کی عزت وتکریم کرنے پر بہت زور دیا ہے جو کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

آیت نمبر ا: قرآن مجید میں ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط (البقرة: 83)

''اور یاد کرو ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پختہ عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کرنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔''

Marfat.com

☆اس آیت کریمہ میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کرنا۔ یہ اس قسم کی عبادات ہیں جو ہر نبی کے دور میں مشترک رہی ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کا اپنی عبادت کے ساتھ متصلاً ذکر فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝

(النساء: 36)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور مجلس کے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ (نیکی کرو) بے شک اللہ مغرور و متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

☆اس آیت کریمہ میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ماں باپ سے ساتھ حسن سلوک اور اپنے شکر کے بعد ماں باپ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ انسان کے حق میں سب سے بڑی نعمت اس کا وجود اور اس کی تربیت اور پرورش ہے اور اس کے وجود کا سبب حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہری سبب اس کے والدین ہیں۔

نیز جس طرح اللہ تعالیٰ بندے کو نعمتیں دے کر اس سے اس کا عوض نہیں چاہتا اسی

Marfat.com

طرح ماں باپ بھی اولاد کو بلا عوض نعمتیں دے دیتے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ بندہ کو نعمتیں دینے سے تھکتا نہیں اور اکتاتا نہیں والدین بھی اولاد کو نعمتیں دینے سے تھکتے اور اکتاتے نہیں اور جس طرح بندے گناہ گار ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر اولاد نالائق ہو پھر بھی ماں باپ اس کو اپنی شفقت سے محروم نہیں کرتے اور جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دائمی ضرر سے بچانے کے لئے نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

ماں باپ کے ساتھ اہم نیکیاں یہ ہیں کہ انسان ان کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہے۔ ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔ ان کے ساتھ سختی سے بات نہ کرے۔ ان کے مطالبات پورے کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق ان پر اپنا مال خرچ کرے۔ ان کے ساتھ عاجزی اور تواضع کے ساتھ رہے ان کی اطاعت کرے اور ان کو راضی رکھنے کی کوشش کرے خواہ اس کے خیال میں وہ اس پر ظلم کر رہے ہوں۔ ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دے۔ ماں کے بلانے پر نفل نماز توڑ دے۔ البتہ فرض نماز کسی کے بلانے پر نہ توڑے اگر اس کا باپ یہ کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو اس کو طلاق دے دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اس کو طلاق دے دو۔ میں نے انکار کیا۔ پھر حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو طلاق دے دو۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:5138)

حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی لکھتے ہیں

سب سے پہلے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو طلاق دینے کا حکم دیا تھا اور بیٹے کی باپ کے ساتھ نیکی یہی ہے کہ جس کو باپ ناپسند کرے اس کو بیٹا بھی

Marfat.com

ناپسند کرے اور جس سے اس کا باپ محبت کرتا ہو اس سے محبت کرے خواہ اس کو وہ ناپسند ہو۔ یہ اس وقت واجب ہے جب اس کا باپ مسلمان ہو ورنہ مستحب ہے۔

(مختصر سنن ابوداؤد: ج:8، ص:35)

نیز باپ کے ساتھ یہ بھی نیکی ہے کہ باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اور ان کو تحائف بھیجتے تھے۔ جب بیویوں کی سہیلیوں کا یہ درجہ ہے تو باپ کے دوستوں کا مقام اس سے زیادہ بلند ہے۔ نیز ماں باپ کی وفات کے بعد ان کے لئے استغفار کرنا بھی ان کے ساتھ نیکی ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد میں ان کے ساتھ کس طرح نیکی کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی نماز جنازہ پڑھو ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ انہوں نے لوگوں سے جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کرو۔ ان کے دوستوں کی عزت کرو اور جن کے ساتھ وہ صلہ رحم کرتے تھے ان کے ساتھ صلہ رحم کرو۔

(عارضۃ الاحوذی: ج:8، ص:94، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ (الانعام: 151)

''آپ فرمائیے کہ آؤ میں تم پر تلاوت کروں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا چیزیں حرام کی ہیں۔ یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

☆ اس آیت مبارکہ میں حرام چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ انسان پر سب سے بڑا احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کے بعد انسان کے اوپر ماں باپ کا احسان ہے کیونکہ

Marfat.com

انہوں نے اس کی پرورش کی اور جب وہ بہت چھوٹا اور کچھ نہیں کر سکتا تھا اس وقت اس کو ضائع ہونے سے بچایا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی انتہائی تعظیم اور توقیر کرنے کا حکم دیا ہے۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ○

(بنی اسرائیل:24:23)

اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کو اف تک نہ کہیں اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔ اور ان کے سامنے عاجزی اور رحم دلی کا بازو جھکائے رکھنا اور یہ دعا کرنا۔ اے میرے رب ان پر رحم فرمانا جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا پھر اس کے بعد متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے حکم میں حسب ذیل حکمتیں ہیں۔

(۱) انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی ایجاد ہے۔ اور اس کا ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے سبب حقیقی کی تعظیم کا حکم دیا اور اس کے متصل بعد سبب ظاہری کی تعظیم کا حکم دیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ قدیم موجد ہے اور ماں باپ حادث موجد ہیں اس لئے قدیم موجد

Marfat.com

کے متعلق حکم دیا کہ اس کی عبودیت کے ساتھ تعظیم کی جائے اور ماں باپ حادث موجد ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کی شفقت کے ساتھ تعظیم کی جائے۔

(۳) منعم کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ سو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا اور مخلوق میں سے اگر کوئی اس کے لئے منعم ہے تو وہ اس کے ماں باپ ہیں۔ سو ان کا شکر ادا کرنا بھی واجب ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1955)

اور مخلوق میں جتنی نعمتیں اور احسانات ماں باپ کے اولاد پر ہیں اتنی نعمتیں اور احسانات اور کسی کے نہیں ہیں۔ کیونکہ بچہ ماں باپ کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فاطمة بضعة منی**

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3714)

ماں باپ کی بچہ پر بہت زیادہ شفقت ہوتی ہے بچہ کو ضرر سے دور رکھنا اور اس کی طرف خیر کو پہنچانا ان کا فطری اور طبعی وصف ہے۔ وہ خود تکلیف اٹھا لیتے ہیں بچہ کو تکلیف نہیں پہنچنے دیتے اور ان کو جو خیر بھی حاصل ہو وہ چاہتے ہیں کہ یہ خیر ان کے بچے کو پہنچ جائے۔ جس وقت انسان انتہائی کمزور اور انتہائی عاجز ہوتا ہے اور وہ سانس لینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا وہ اپنے چہرے سے مکھی بھی نہیں اڑا سکتا۔ اس وقت اس کی تمام ضروریات کے کفیل اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ انسان پر جتنی نعمتیں اور جتنے احسانات اس کے ماں باپ کے ہیں اتنی نعمتیں اور اتنے احسانات اور کسی کے نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کے بعد انسان پر اگر کسی کی نعمتوں اور احسانات کے شکر کا حق ہے تو وہ اس کے ماں باپ کا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی مربی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کی برائیوں کے باوجود اس سے اپنی نعمتوں کا سلسلہ منقطع نہیں کرتا۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی اس کی غلط کاریوں اور نالائقیوں کے باوجود اس پر اپنے احسانات کو کم نہیں کرتے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کا اپنے بندے سے کوئی عوض قلب نہیں کرتا اسی طرح ماں باپ بھی اولاد پر احسان کرنے سے نہیں اکتاتے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ بندوں کو غلط راستوں میں بھٹکنے اور برائیوں سے بچانے کے لئے ان کو سرزنش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ بھی اولاد کو بری راہوں سے بچانے کے لئے سرزنش کرتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (الاحقاف: 15)

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا تاکیدی حکم دیا۔ اس کی ماں نے اس کو مشقت کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف جھیل کر اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں اٹھانا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس ماہ میں تھا حتیٰ کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو کہا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہے۔ اور میں ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو اور تو میری اولاد میں بھی نیکی رکھ دے بے شک میں نے

Marfat.com

تیری طرف رجوع کیا اور بے شک میں اطاعت گزار میں سے ہوں۔''

☆ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ماں کے ساتھ زیادہ نیکی کرنے کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ اس کی ماں نے اس کو مشقت کے ساتھ اٹھایا اور مشقت کے ساتھ اس کو جنا۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس نے مجھ سے سوال کیا اور میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ میں نے اس کو وہی ایک کھجور دے دی۔ اس نے اس کھجور کو دو بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا پھر وہ چلی گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان بیٹیوں کی پرورش میں مبتلا ہوا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب ہو جائیں گے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 5995)

☆ اس آیت میں ماں کا ذکر تین بار ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ماں کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی ہے اور چوتھی بار باپ کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون ہے۔ فرمایا تمہارا باپ۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2548)

☆ حضرت معاویہ بن جاھمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم میرا جہاد کرنے کا ارادہ ہے اور میں آپ کے پاس مشورہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کے پاس لازم رہو کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔

☆ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں میری ماں میرے پاس آئیں اور وہ مشرکہ تھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے پاس میری ماں آئیں اور وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہیں کیا میں ان سے حسن سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی ماں سے حسن سلوک کرو۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1668)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ایک بہت بڑا گناہ کر لیا ہے۔ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ساتھ نیکی کرو۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث: 1904)

آیت نمبر ٦: قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (البقرة: 215)

آپ فرمائیے کہ تم ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر جو اچھی چیز بھی خرچ کرو گے تو وہ ان کا حق ہے اور تم جو نیک کام بھی کرو گے تو بے شک اللہ کو اس کا علم ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں والدین پر خرچ کرنے کا بھی بیان ہے کہ جو تم والدین پر

Marfat.com

جو چیز اچھی خرچ کرو گے وہ ان کا حق ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ والدین پر خرچ کرنا بھی نیکی ہے۔خرچ کرنے میں کھانا، پینا لباس وغیرہ شامل ہیں۔

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

(ابراہیم: 41)

اے ہمارے رب! میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور سب مومنوں کی جس دن حساب ہوگا۔

☆اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اپنے لئے دعا کی پھر اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کی اور اس میں ہم کو دعا کا طریقہ بتایا ہے کہ سب سے پہلے اپنے لئے دعا کرنی چاہئے تا کہ یہ معلوم ہو کہ میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا محتاج ہوں اور اگر وہ صرف دوسروں کے لئے دعا کرے اور اپنے لئے دعا نہ کرے تو اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو دعا سے مستغنی سمجھتا ہے اور اگر وہ دوسروں کے اپنے لئے دعا کرے تو اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ وہ دوسروں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ سے دعا کا محتاج ہے۔

آیت نمبر ۸: قرآن مجید میں ہے:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ○

(لقمان: 14)

''اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اس کو پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو برس میں ہے (اور یہ کہ تو) میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا (تو نے) میری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

Marfat.com

☆اس آیت میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم فرمایا گیا اگر والدین مشرک بھی ہوں پھر بھی ان کی خدمت اور اطاعت کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی میں والدین یا کسی کی بھی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اس وقت ان کے احکام کی خلاف ورزی کرنا واجب ہے۔

نیز اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ماں کے تین درجے بیان فرمائے۔ اس نے کمزوری پر کمزوری برداشت کی۔ اس کو پیٹ میں رکھا اور اس کو دودھ پلایا۔ اس وجہ سے ماں کو باپ پر تین درجہ فضیلت حاصل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ماں کی تین درجہ زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔

☆علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی 855ھ لکھتے ہیں۔

ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے کیونکہ حمل، وضع حمل اور دودھ پلانے کی مشقت اور صعوبت صرف ماں اٹھاتی ہے باپ نہیں اٹھاتا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے تین درجہ کے بعد باپ کا ذکر کیا۔ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ نیکی کرنے میں اور اطاعت کرنے میں ماں کا مرتبہ اور حق باپ سے زیادہ ہے۔ ماں اگر بلائے تو نفل نماز توڑ دینا مستحب ہے۔ فرض نماز کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ماں، باپ یا کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(عمدۃ القاری: ج: 22، ص: 129، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر آگے فرمایا میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا۔

اس کا معنی یہ ہے کہ میرا شکر ادا کرو کیونکہ میں نے تم کو وجود عطا کیا اور خلق کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اس کی تعظیم تکبیر اور عبادت اور اطاعت سے ہوگا اور ماں باپ کا شکر ادا کرو کیونکہ وہ اس دنیا میں تمہارے ظہور کا سبب ہیں اور ان کا شکر ان کی توقیر ان کی خدمت اور ان پر شفقت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کو انسان کے والدین کے شکر کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے کیونکہ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے

Marfat.com

وجود کا مجازی سبب اس کے والدین ہیں اور انسان کو جس واسطے سے نعمت ملی ہے جب تک اس کا شکر ادا نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوتا۔

☆سفیان بن عینیہ نے کہا

جس نے پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر دیا اور جس نے نمازوں کے بعد ماں باپ کے لئے دعا کی اس نے ماں باپ کا شکر ادا کر دیا۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے کہا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بعض نعمتوں کا شکر ہے اسی طرح ماں باپ کے بعض احسانات کا شکر ہے۔ (روح المعانی، ج: 22، ص: 131، دار الفکر بیروت 1417ھ)

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نو امور کی وصیت فرمائی۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے۔ صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کو ترک نہ کرنا، جس نے اسے جان بوجھ کر ترک کر دیا تو اللہ کا ذمہ کرم اس سے بری ہوگا۔

شراب نہ پینا کیونکہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔

اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اگر تجھے حکم دیں کہ اپنی دنیا سے نکالو تو ان کے لئے نکال لینا۔

حاکمایان وقت سے تنازعہ کرنا اگرچہ تیری رائے میں تو ہی اس کا حقدار ہو۔ میدان جنگ سے نہ بھاگنا اگرچہ تو ہلاک (شہید) ہو جائے اور تیرے ساتھی بھاگ جائیں۔

اپنی حیثیت کے مطابق اہل خانہ پر خرچ کرنا۔

اپنے اہل خانہ سے عصا نہ اٹھالینا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں خوف میں مبتلا رکھنا۔ (سنن ابن ماجہ: جلد: 4، ص: 417: رقم الحدیث: 4034)

Marfat.com

ماں باپ کو ہنسانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور وہ ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے ماں باپ کے پاس واپس لوٹ جاؤ جیسے انہیں روتا چھوڑ کر آئے ہو ایسے ہی انہیں ہنساؤ۔ (سنن ابی داؤد: جلد: 1 ص: 24، رقم الحدیث: 2528)

☆ ہجرت ایک عظیم نیکی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے گھر کو اپنے وطن کو اور اپنے اہل قبیلہ کو خیر باد کہہ کر دار السلام میں آ جانا معمولی نیکی نہیں اس نیکی کے حصول کے لئے ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کر رہا ہے۔ اس کے ماں باپ زندہ ہیں اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہجرت کی اجازت نہیں دی بلکہ اسے گھر واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا: جیسے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آئے ہو اسی طرح واپس جا کر انہیں ہنساؤ۔ پہلے وہ اس کے آنے سے رنجیدہ ہوئے۔ اب جب وہ واپس جائے گا تو اس کے جانے سے ماں باپ کو خوشی و مسرت ہوگی اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہوگی۔ اولاد کی طرف سے ایسا عمل جس سے ماں باپ کے لبوں پر مسکراہٹ آ جائے اولاد کے لئے باعث سعادت و نیک بختی ہے۔

والدین سے حسن سلوک ہر حالت میں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا

قرآن کریم کی چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ میری والدہ نے حلف اٹھا لیا تھا کہ نہ وہ کھائے گی اور نہ پیئے گی۔ یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

اور اگر وہ دونوں (ماں، باپ) کوشش کریں تو شرک کرے اس کے ساتھ جس کا تجھے علم نہیں تو اس بات میں ان دونوں کی اطاعت نہ کر لیکن دنیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ۔

دوسری آیت: میں نے ایک تلوار پکڑی جو مجھے پسند آ گئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ مجھے عنایت فرما دیجئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ

تیسری آیت: میں بیمار ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تیمارداری کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال (فی سبیل اللہ) تقسیم کروں تو کیا حضور مجھے نصف مال خرچ کرنے کی اجازت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے پھر عرض کی کیا ایک تہائی مال خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو اس کے بعد ثلث کو جائز قرار دیا گیا۔

چوتھی آیت: میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ خمر پی لی تو ان میں سے ایک آدمی نے میرے ناک پر اونٹ کی ہڈی دے ماری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا۔

(صحیح الادب المفرد، ص: 40، رقم الحدیث 24)

والدہ کی اطاعت سب امور سے مقدم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھولے میں (دودھ پیتے بچوں میں) تین آدمیوں نے کلام کیا۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام اور صاحب جریج۔

جریج ایک عبادت گزار آدمی تھا اس نے ایک عبادت خانہ بنا لیا تھا (جس میں وہ اللہ کی بندگی کیا کرتا تھا) وہ اس عبادت گاہ میں تھا کہ اس کی والدہ اس سے ملنے کے لئے

Marfat.com

آئی اور وہ نماز ادا کر رہا تھا، اس کی ماں نے کہا اے جریج! تو اس نے کہا اے میرے رب! میری ماں میرے نماز ادا کرتے وقت آئی ہے۔ (اب کیا کروں؟) تو اس نے اپنی نماز جاری رکھی تو اس کی ماں واپس چلی گئی۔

دوسرے دن اس کی ماں پھر آئی۔ اس حال میں کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا۔ تو ماں نے آواز دی اے جریج تو اس نے کہا اے میرے رب میری ماں میرے نماز ادا کرتے وقت آئی ہے۔ (کیا کروں؟) تو اس نے اپنی نماز جاری رکھی تو اس کی ماں پھر واپس چلی گئی۔ اگلے دن اس کی ماں پھر آئی کہ اس کا بیٹا جریج نماز ادا کر رہا تھا تو ماں نے آواز دی اے جریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اس حال میں آئی ہے کہ نماز ادا کر رہا ہوں (اب کیا کروں؟) اس نے اپنی (نماز) کو جاری رکھا۔

ماں کی زبان سے جاتے ہوئے نکلا۔

اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کو نہ دیکھے۔

بنی اسرائیل جریج اور اس کی (کثرت) عبادت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی جس کے حسن و جمال کی مثال دی جاتی تھی۔

اس نے کہا: اگر تم چاہو تو میں اس جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں۔

اس بدکار عورت نے جریج پر اپنا آپ پیش کیا لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ تو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کی عبادت گاہ میں پناہ لیا کرتا تھا۔ تو اس عورت نے اپنے آپ کو اس چرواہے کے قابو میں دے دیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔

جب اس عورت نے بچہ جنا تو اس نے کہا: یہ جریج کا ہے۔ لوگ مشتعل ہو کر آئے اسے اس کی عبادت گاہ سے نیچے اتارا اور اس کا عبادت خانہ گرا دیا اور لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ اس عبادت گزار نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ (مجھے کیوں مار رہے ہو؟) لوگوں نے جواباً کہا تو نے اس بدکار عورت سے بدکاری کی ہے تو اب اس نے تیرا بچہ جنا ہے۔ اس جریج نے کہا بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے تو جریج نے کہا

Marfat.com

مجھے نماز ادا کرنے دو تو اس نے نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو بچے کے پاس آیا تو اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ لگایا اور کہا:

اے بیٹے! تیرا باپ کون ہے؟ تو بچے نے جواب دیا فلاں چرواہا۔

(اتنا سننے کی دیر تھی کہ) لوگ (شرمسار ہو کر) جریج کی طرف آئے اسے بوسے دینے لگے اور (عقیدت سے) اس پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں تو اس نے کہا نہیں بلکہ جیسے مٹی کا بنا ہوا تھا ایسے ہی بنا دو۔ تو انہوں نے اس عبادت خانے کو دوبارہ تعمیر کر دیا۔ وہی بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ سبک رفتار طاقتور سواری پر ایک خوش شکل شہسوار گزرا تو اس کی ماں نے کہا۔

اے اللہ میرا بیٹا اس جیسا کر دے تو اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا تو اس کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کر۔ پھر اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ پھر ایک خادمہ کو لے کر گزرے وہ اسے زدوکوب کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی ہے تو نے چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

تو اس بچے کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا کر دے۔

یہاں سے بیٹا ماں کے درمیان گفتگو شروع ہوئی۔

ماں نے کہا تیرے گلے کو بیماری لگے (کیسی باتیں گلے سے نکال رہا ہے)

ایک خوش شکل آدمی گزرا تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا کر دے تو تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا اور لوگ اس باندی کو لئے جا رہے تھے اور وہ اسے مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو نے بدکاری کی تو نے چوری کی تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو تو نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر دے۔

Marfat.com

تو اس دودھ پیتے بچے نے جواب دیا۔

یہ آدمی بڑا جابر و ظالم ہے اس لئے میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا اور یہ باندی لوگ اسے کہتے ہیں تو نے بدکاری کی حالانکہ اس کا دامن پاک ہے اس نے کوئی بدکاری نہیں کی اور لوگ کہتے ہیں تو نے چوری کی حالانکہ اس نے کوئی چوری نہیں کی تو اس وجہ سے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا کر دے۔

(صحیح مسلم: ج:8،ص:10، رقم الحدیث:2550)

☆ ماں ماں ہوا کرتی ہے اگرچہ وہ کسی عظیم المرتبت انسان کی ماں ہی کیوں نہ ہو اس کا ادب و احترام اولاد پر لازم ہوا کرتا ہے اور اس کی دل جوئی اس کی خواہشات کا احترام اسلامی نقطہ نظر سے ضروری ہوا کرتا ہے۔

اس حدیث پاک میں یہ درس واضح ہے ماں کی دعا اپنے بیٹے سے متعلق رد نہیں جاتی۔ اس لئے ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہئے جس سے ماں کا دل رنجیدہ ہو اور اس کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جائے جو بعد میں پریشانی کا باعث بنے جب ایک ولی اللہ ماں کی دعا کے قہر کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کون ہو گا جو ماں کی دعا قہر و جلال کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

والدین سے حسن سلوک درازی عمر اور رزق میں اضافے کا سبب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جسے اس بات سے مسرت و شادمانی ہو کہ اس کی عمر لمبی کر دی جائے اور اس کے رزق مین اضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔

(صحیح البخاری: ج:4،ص:1896، رقم الحدیث:5986)

☆ ہر آدمی کی یہ خواہش ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو، اس کا رزق بڑھا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک سہل نسخہ ارشاد فرمایا

Marfat.com

ہے۔ اپنے والدین سے حسن سلوک کرو اور صلہ رحمی کو اپنا شعار بناؤ تمہاری عمر درازی کر دی جائے گی اور تمہارے رزق میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ لمبی عمر اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے۔ اس میں انسان اپنی نیکیوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔ کثرت استغفار سے اپنے گناہوں کی سیاہی دھو سکتا ہے۔ ذکر وفکر کرے اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کر سکتا ہے۔

لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ وقت مقررہ پر ہر آدمی نے اس دنیا کو خیر باد کہنا ہے۔ انسان نیک ہو یا عابد یا فاسق متقی ہو یا اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہر ایک نے اپنے مقررہ وقت پر اس دنیا سے چلے جانا ہے۔

اس حدیث میں عمر درازی کا مفہوم کیا ہے ملاحظہ ہو۔

ہمارے ہاں زندگی سانس کے آنے جانے کا نام نبض کے حرکت کرنے کا نام ہے۔ دل کے دھڑکنے کا نام ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جسے چاہے زندگی کی دولت عطا فرما سکتا ہے چاہے اس کا سانس آئے یا نہ آئے۔ اس کی نبض میں حرکت ہو یا نہ ہو۔ شہید بھی تو زندہ ہے اس کی زندگی کا کون مسلم انکار کر سکتا ہے۔ اسی طرح ماں باپ کا فرمانبرداران سے حسن سلوک کرنے والا بھی زندہ رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں اضافہ فرما دیتا ہے کوئی مومن اس کا بھی انکار نہیں کر سکتا۔

دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے

انسان کی زندگی دراز ہو تو وہ عبادت وریاضت کر کے نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے۔ اپنے درجات بلند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے سرفراز ہوتا ہے تو جو بندہ مومن والدین کا فرمانبردار ہو ان کی خدمت کرنا اس کا شعار ہو اور ماں باپ کو خوش رکھ کر اسے قلبی سکون ملتا ہو تو ایسے خوش قسمت آدمی کے لئے خالق کائنات اس کی نیکیوں کا عرصہ دراز کر سکتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں اضافہ فرما سکتا ہے۔ مثلاً ماں باپ کا فرمانبردار روزانہ پانچوں وقت نماز ادا کرتا ہے۔ تہجد کی نماز بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ تلاوت

Marfat.com

قرآن کریم سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھتا ہے اور ذکر الٰہی کی مے سے مست رہتا ہے جب ایسا آدمی دنیا سے رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس کی خدمت والدین کے صلہ میں ان سے حسن سلوک کے مطابق اس کا عرصہ دراز کر دے اور اس عرصہ کو اس کی زندگی میں شمار کر دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ماں باپ کے خدمت گزار سے خوش ہو اور اس کے صلہ میں اس کی زندگی میں سو سال کا اضافہ فرما دیا تو اب وہ اگرچہ اپنی قبر میں ہے لیکن نیکیاں لکھنے والے اس کی سو سال تک نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ یہ نمازیں یہ تہجد یہ ذکر اذکار موت پر ختم نہ ہوگا بلکہ فرشتے اسی طرح سو سال تک اس کی نمازیں اس کی تہجد اور تلاوت قرآن مجید لکھتے رہیں گے۔ ماں باپ کے خدمت گزار کے رزق میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بھی کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔

(۱) اس کے دنیاوی رزق میں برکت ہو جاتی ہے۔ پہلے وہی رزق گھر کے افراد کے لئے ناکافی ہوتا ہے لیکن ماں باپ کے خدمت گزار جب اللہ تعالیٰ انعام دیتا ہے تو یہی رزق تمام افراد خانہ کو کفایت کر جاتا ہے بلکہ گھر کے افراد سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۲) رزق صرف کھانے پینے کی ان مادی چیزوں کا نام ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کو رزق کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے سرفراز فرمائے یہ بھی رزق ہے۔ تقویٰ کی سعادت بخش دے یہ بھی رزق ہے اپنی معرفت کے جام پلا دے یہ بھی رزق ہے تو گویا والدین سے حسن سلوک کرنے والے کو امیدوار رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے خصوصی خزانوں سے رزق عطا فرمائے گا۔

(۳) ماں باپ کا خدمت گزار جب اس دنیا سے کوچ کر جائے لوگ اسے منوں مٹی کے نیچے دفن کر آئیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا سکتا ہے۔ اور باغ جنت میں اسے وہ رزق عطا فرمائے جس تک اس دنیا کے باسیوں کی رسائی نہیں۔

Marfat.com

والدین کی خدمت جہاد سے افضل ترین عمل

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا میں جہاد کر سکتا ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں۔

اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کی خدمت کر تجھے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب مل جائے گا۔ (صحیح سنن نسائی: ج:2 ص: 371، رقم الحدیث:3103)

☆ جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ دشمن اسلام کے مقابلہ کے لئے نکلنا معمولی بات نہیں۔ مجاہد اپنا مال خرچ کرتا ہے پھر وہ کافروں سے لڑتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہد فی سبیل اللہ کی شان اپنی زبان حق سے متعدد مواقع پر فرمائی۔ لیکن ماں باپ کی موجودگی میں جہاد کی کیا حیثیت ہے۔ ماں باپ بوڑھے ہوں اور اپنی اولاد کی طرف سے خدمت اور حسن سلوک کے متمنی ہوں تو اس وقت ماں باپ کی خدمت افضل عبادت ہے۔

والدین کی خدمت کرنے سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں

حضرت اسید بن جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

جب یمن والوں کی کمکی فوج آتی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں۔ یہاں تک کہ آپ حضرت اویس تک پہنچ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اویس بن عامر ہو؟

انہوں نے جواب دیا ہاں۔

پھر فرمایا مراد سے پھر قرن سے تو آپ نے فرمایا ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے جسم پر برص کے نشان تھے آپ ان

Marfat.com

نشانات سے بری ہو گئے ہیں سوائے ایک درہم کی جگہ کے تو انہوں نے کہا کیا تمہاری والدہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے تمہارے پاس اویس بن عامر آئیں گے اہل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ ان کا تعلق مراد سے پھر قرن سے ہے ان کو برص تھی اس سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے۔ ان کی والدہ ہے وہ اس کے خدمت گزار ہیں اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا منگوا سکو تو ایسا کر لینا۔ تو اب آپ میرے لئے استغفار کیجئے تو انہوں نے ان کے لئے استغفار کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا کوفہ کا ارادہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں کوفہ کے گورنر کو آپ کے لئے کوئی تحریری حکم نہ دوں تو انہوں نے فرمایا مجھے غبار آلودہ اور مفلس لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔

آئندہ سال اشراف یمن سے ایک آدمی حج کے لئے آیا تو اس کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہو گئی تو آپ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا میں اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کا گھر پرانا اور بوسیدہ ہے اور سامان بہت کم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

اہل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ اویس بن عامر مراد سے پھر قرن سے تمہارے پاس آئیں گے۔ ان کو برص تھی تو وہ اس بیماری سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے ان کی والدہ ہے اور وہ اس کے خدمت گزار ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ ان کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا

Marfat.com

کر واس کو تو مغفرت کی دعا کر والینا۔

وہ آدمی حضرت اویس کے پاس آیا اور کہا میرے لئے استغفار کیجئے۔ تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ایک نیک صالح سفر کے معاملہ میں مجھ سے حدیث العہد ہو تم میرے لئے استغفار کرو۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہاری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس نے کہا ہاں تو لوگوں کو ان کے مرتبہ کا علم ہو گیا تو آپ وہاں سے چل دیئے۔ امیر کہتے ہیں میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک چادر پہنائی تو جب بھی انہیں کوئی دیکھتا تو کہتا اویس کو یہ چادر کہاں سے ملی۔

(صحیح مسلم: ج:5، ص:124، رقم الحدیث 2542)

☆ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کا تذکرہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں جس کا ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زبان پر آجائے اس کی عزت وعظمت کا کیا کہنا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ضعیفہ تھیں وہ ہر وقت ان کی خدمت میں مگن رہتے تھے۔ ان کی دیکھ بھال ان کی خوشنودی اور ان کو راحت پہنچانا۔ آپ کا مطمع نظر رہا۔ وہ خدمت ماں میں اس درجہ مستغرق تھے کہ اس سبب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حیات ظاہریہ میں دیدار نہ کر سکے۔ مدینہ طیبہ حاضر ہو کر اپنی آنکھوں کو آپ کے جمال با کمال سے مزین تو نہ کر سکے لیکن ماں کی خدمت انہیں اس مقام تک پہنچا گئی جس مقام کے حصول کے لئے بڑے بڑے مرتبہ ومقام والے ترستے رہے کہ ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو موجود تھی ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے عجیب انداز سے محبت ہو گئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شفقت سے اس درجہ مالا مال ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی شان کی گواہی دی۔

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گر کر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آ گئی تو وہ چٹان نماز کے دہانے پر پیوست ہوگئی اور ان کے نکلنے کی راہ مسدود ہوگئی۔

تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لو جو عمل تم نے صرف لوجہ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تاکہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا۔

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوھتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھر آیا جب رات چھا گئی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سو چکے تھے۔ تو میں نے ایسے ہی دودھ دوھا جیسے میں پہلے دودھ دوہتا تھا تو میں دوھا ہوا دودھ لیکر آیا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میرے بچے میرے قدموں کے پاس فریاد واویلا کر رہے تھے میری اور ان کی یہی حالت وکیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کر دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشادگی کر دی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

Marfat.com

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے محبت کرتا تھا جتنے آدمی عورتوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اس کا وجود حوالے کر دینے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ ودو شروع کر دی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کر لئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا تو جب میں اس کے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا۔

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور ہم کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑو۔ تو میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم کو اس قید سے نکال لے تو اللہ نے چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشادگی کر دی۔

تیسرے نے (دعا شروع کر دی اور) کہا

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کر لیا تو کہا مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے اس پر اس کا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا۔ میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور ان کا چرواہا خرید لیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے تیری رضا کے لئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس قید سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سرکا کر ان کو رہائی عطا فرما دی۔

(صحیح البخاری، ج 4، ص 1892، رقم الحدیث 5974)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ماں کے ساتھ حسن سلوک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی طرف بلایا کرتا تھا تو ایک دن میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کہہ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی والدہ کو اسلام لانے کی دعوت دیا کرتا تھا تو وہ ہر مرتبہ انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کیں۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت نصیب فرما۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوشی خوشی گھر کی طرف نکلا جب میں گھر پہنچا دروازے کے پاس آیا تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سن کر کہا۔

ابو ہریرہ اپنی جگہ پر رہنا (اندر نہ آنا) میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

میری ماں نے غسل کیا اور اپنی قمیض پہنی۔ دوپٹہ (اوڑھنی) لئے بغیر جلدی سے دروازہ کھولا پھر کہا اے ابو ہریرہ!

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں واپس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں خوشی سے رو رہا تھا۔

میں نے عرض کی

Marfat.com

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! خوش ہو جایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخش دیا اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما دی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کلمات خیر ادا فرمائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے دل میں میری اور میری ماں کی محبت ڈال دے اور اہل ایمان کو ہمارے ہاں محبوب بنادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی۔

اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے ابوہریرہ اور اس کی ماں کو اہل ایمان کے ہاں محبوب بنادے اور اہل ایمان کو ان کے ہاں محبوب بنادے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جو مومن میرا نام سنے گا اگرچہ وہ نہ دیکھے مجھ سے ضرور محبت کرے گا۔ (صحیح المسلم: ج 5، ص 92، رقم الحدیث 2491)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے والدہ کا دعا کرنا

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابومرہ سے روایت ہے کہ۔

وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی اراضی مقام العقیق پر گئے۔

جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی اراضی میں داخل ہوئے تو بلند آواز سے چیخ کر کہا اے اماں جان! آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکت ہو۔ تو آپ کی والدہ نے بھی جواباً کہا اے بیٹا تجھ پر بھی سلام ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے کہا۔

اللہ آپ پر رحم فرمائے جیسے آپ نے میری پرورش کی جب میں بچہ تھا۔

تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

اے میرے لاڈلے بیٹے اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی بہتر جزاء و بدل نیت فرمائے

Marfat.com

تجھ سے راضی ہو جائے جیسے تو میرے بڑھاپے میں میری خبر گیری کر رہا ہے۔

(الادب المفرد: ص: 14، رقم الحدیث: 14)

اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

(سنن الترمذی: ج: 3، ص: 360، رقم الحدیث: 1907)

☆ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے۔ اس کی دلی تمنا یہ ہے کہ اس کا خالق و مالک اور اس کا پروردگار اس سے راضی ہو تو اس حدیث پاک میں اس کا ایک واضح طریقہ ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنے والد کو راضی کرو جس والد نے بچپن میں تمہاری خاطر مصیبتیں جھیلیں اور اپنی جملہ توانائیاں تمہاری بھلائی کی خاطر صرف کیں۔ اب بڑھاپے میں اس کی خدمت کا وقت آیا ہے تو اس کی خدمت کرو جب تم اس کی خدمت کرو گے اس سے حسن سلوک سے پیش آؤ گے عمدہ برتاؤ کا اظہار کرو گے تو یقیناً تمہارا والد تم سے راضی ہوگا اور جب تمہارا والد تم سے راضی ہوگا تو یقین کرو کہ تمہارا خالق و مالک بھی تم سے راضی ہو گیا ہے کیونکہ رضا الرب فی رضا الوالد۔

''رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے۔''

اور سن لو! اگر تم نے نافرمانیاں کر کے اپنے والد کو دکھی کیا اس کی خدمت نہ کی اور نہ اس کی عزت و تکریم کا پاس کیا اگر تمہارے ان کرتوتوں کے سبب تمہارا والد تم سے ناراض ہو گیا تو سن لو تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو گیا۔ اب غور کیجئے جس کا رب اس سے ناراض ہو جائے اسے خیر کہاں سے نصیب ہو گی اس کی آخرت تباہ و برباد ہو گی اس سے اس کی عزت چھن جائے گی اور وہ عذاب الٰہی کا سزاوار ہو گا۔

Marfat.com

اس حدیث پاک میں والد کا لفظ آیا ہے تو دیگر احادیث مقدسہ سے بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر والد کو راضی کرنے سے رب تعالیٰ راضی ہوتا ہے تو والدہ کو راضی کرنے سے وہ بطریق اولیٰ راضی ہوگا اور اس کے کرم کا جوبن نرالا ہوگا اور اگر والد کو ناراض کرنے سے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو والدہ کو ناراض کرنے والا اہل جہاں کے لئے باعث عبرت بن جایا کرتا ہے۔

والد جنت کا درمیانی دروازہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
انہوں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔
والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے۔ (اب تیری مرضی) تو اس دروازے کو ضائع کر یا اس کی حفاظت کر۔

(سنن ابن ماجہ ج 4، ص 214، رقم الحدیث 3663)

باپ کو جنت کا مین گیٹ قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کی خدمت اور اس کی اطاعت ایک بیٹے کے لئے جنت کے درمیانے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔ باپ کی خدمت کر کے اس کا دل جیت کر دروازے کی جا سکتی ہے اور باپ کو ناراض کر کے اور اس کے دل کو دکھا کر اس دروازے کو ضائع کیا جا سکتا ہے۔

جب کوئی بیٹا! اپنے باپ کی صحیح خدمت کرتا ہے اس کی فرمانبرداری اپنا شعار بناتا ہے تو گویا قیامت کے دن اسے جنت کے درمیان دروازے سے گزارہ جائے کا باپ کے اطاعت گزار کے لئے جنت کا مین دروازہ منتظر ہوگا اور جو آدمی باپ کا نافرمان ہوگا گویا اس نے اس دروازے کو ضائع کر دیا۔ جب درمیانہ دروازہ ضائع کر دیا جائے تو عمارت میں کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اسی طرح باپ کی نافرمانی کے لئے جنت کی راہیں مسدود ہوں گی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے قرب ماں کے ساتھ حسن سلوک سے ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو میرے علاوہ کسی اور نے اسے پیغام نکاح بھیجا تو اس عورت کو یہ بات پسند آئی کہ اس آدمی سے نکاح کرے تو مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ کیا اب میرے لئے توبہ ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

کیا تیری والدہ زندہ ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور عبادت و بندگی کر کے جتنا اللہ تعالیٰ کے قریب ہو سکتے ہو جاؤ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا؟ آپ نے اس سوال کرنے والے سے یہ کیوں پوچھا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ ماں سے حسن سلوک سے بڑھ کر کوئی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقرب عطا کرے۔ (الادب المفرد: ص: 12، رقم الحدیث: 4)

اللہ تعالیٰ کو والدین سے حسن سلوک کرنے والا عمل زیادہ پسندیدہ ہے

حضرت ابو عمرو الشیبانی فرماتے ہیں۔

ہمیں اس گھر کے مالک نے حدیث بیان کی اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔

انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت کرنا۔ پھر عرض کی اس کے بعد کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیان فرمائیں اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جواب مرحمت فرماتے۔

(سنن نسائی، ج 1، ص 292)

والدین سے حسن سلوک موت کے بعد

حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضور صلی ... علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ ... علیہ وسلم! کیا والدین سے حسن سلوک میں سے ان کی موت کے بعد کچھ باقی رہ جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں

ان کی نماز جنازہ ... کرنا

ان کے لئے استغفار کرنا

ان کے بعد ان کے عہد و پیمان کو پورا کرنا

صلہ رحمی کرنا جس کا وجود انہیں سے وابستہ ہو

ان کے دوست کی عزت و تکریم کرنا

(صحیح ابن حبان، ج 2، ص 162، رقم الحدیث 418)

والدین کے درجات کی بلندی اولاد کا بعد وفات دعا کرنا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک آدمی کا جنت میں درجہ بلند ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ کیسے بلند ہو گیا تو اسے جواباً کہا جاتا ہے۔

تیرے لئے تیرے بیٹے کی استغفار کی وجہ سے۔

(مسند الامام احمد: ج:9،ص:516،رقم الحدیث:10559)

☆ نیک اولاد ماں باپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے جن کی اولاد نیک وصالح ہو وہ دونوں جہاں میں راحت و آرام سے رہتے ہیں۔ ان کے لئے جہاں دنیا بھی جنت بن جاتا ہے کیونکہ نیک وصالح اولاد ان کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے۔ ان کے آرام کی خاطر اپنا آرام قربان کر دیتی ہے۔ ماں باپ کو ذرا سی تکلیف پہنچ جائے وہ علاج و معالجہ میں کوتاہی نہیں برتتی۔ اپنی جوانی اپنی دولت اپنا راحت و آرام اپنے ماں باپ قربان کر دیتی ہے۔ یہی اولاد ماں باپ کے رخصت ہونے کے بعد انہیں بھول نہیں جاتی بلکہ دعا و استغفار سے انہیں یاد رکھتی ہے۔ اس کا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ قبر میں ان کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

والدین کی خدمت کرنے والے کی عمر میں برکت

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا اس کے لئے خوشخبری ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں زیادتی فرمائے گا۔

(المستدرک: ج:5،ص:213،رقم الحدیث:7339)

ماں کا خدمت گزار جنتی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا یہ حارثہ بن نعمان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا نیکی کا اجرا یسے ہی ہوا کرتا ہے نیکی کا اجرا یسے ہی ہوا کرتا ہے۔
وہ اور لوگوں کی نسبت اپنی ماں کا زیادہ خدمت گزار تھا۔
(صحیح ابن حبان: ج:15،ص:479،رقم الحدیث:7015)

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے جنت دائمی انعامات کی جگہ قیامت کو جب سب انسانیت دوبارہ زندہ ہو کر علیم وخبیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گی تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس جگہ انعامات سے سرفراز فرمائے گا وہ جگہ جنت ہے۔ وہ جہاں ہمیشہ رہے گا اس جہاں کو فنا نہیں وہاں کسی فرد کو موت نہیں آئے گی کوئی پریشان اور دکھی نہ ہو گا۔ ابدی اور سرمدی راحتیں نصیب ہوں گی۔ بہتے چشمے بل کھاتی نہریں عالی شان اور عدیم النظیر محلات سب مومن کے لئے چشم براہ ہوں گے۔ کس ایمان والے کا اس جہاں کی ابدی نعمتیں حاصل کرنے کا جی نہیں چاہتا ہر ایک کی خواہش ہے کہ اللہ اسے عذاب سے محفوظ فرما کر اپنی رضا وخوشی کی جگہ جنت میں جگہ عطا فرمائے تو اس ابدی انعامات کے حصول کے لئے ایمان کے بعد کئی ذریعے ہیں۔ ان میں سے ایک ذریعہ والدین کی خدمت کرنا بھی ہے۔ لہٰذا والدین کی خدمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تو والدین کی عزت وتکریم کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

والدین کی نافرمانی حرام ہے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ماؤں کی نافرمانی کرو۔ غیر کا حق روکنے سے اور جس چیز کا حقدار نہ ہو اس سے مانگنے سے بچیوں کو زندہ دفن کرنے سے اور ناپسند کیا ہے یوں کہا گیا ہے اور اس نے یوں کہا کہ (یعنی فضول باتیں کرنے کو) اور کثرت سوال کو ناپسند کیا اور اپنا مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ (تفسیر القرطبی: ج:6،ص:331)

Marfat.com

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!

آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ جواباً اس کے باپ کو گالی دے، آدمی کسی دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔ (صحیح البخاری: ج:4،ص:1892، رقم الحدیث:5973)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا

کسی کو قتل کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ) کی خبر نہ دوں۔ فرمایا جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی۔

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے فرمایا میرا ظن غالب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری: ج:4،ص:1894، رقم الحدیث:5977)

نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا کبیرہ گناہ

طیلسۃ بن میاس فرماتے ہیں۔

Marfat.com

میں نجرات کے ساتھ میں چند گناہوں میں مبتلا ہوا جن کے بارے میں میری رائے یہ تھی کہ یہ کبائر میں سے ہیں تو میں نے اس کا ذکر کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمایا وہ کون سے گناہ ہیں میں نے عرض کیا وہ ایسے ایسے گناہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ گناہ کبائر سے نہیں ہیں۔

کبائر نو ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

(۲) جان کا قتل کرنا

(۳) جہاد سے بھاگ جانا

(۴) پاکدامن عورت پر تہمت لگانا

(۵) ربا (سود) کھانا

(۶) یتیم کا مال کھانا

(۷) مسجد میں بے دینی کرنا

(۸) جو کسی کا تمسخر اڑاتا ہے

(۹) نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم آگ کے عذاب سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی ہاں اللہ کی قسم! تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں تو میں نے کہا میرے پاس میری ماں ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو اپنی ماں سے نرمی سے بات کرے اور اسے کھانا کھلائے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا تاوقتیکہ کبائر گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔

(الادب المفرد: ص: 12، رقم الحدیث: 8)

ایک اور حدیث میں ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اکبر الکبائر کی خبر نہ دوں؟

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ضرور خبر دیجئے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا

والدین کی نافرمانی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے ہے تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو فرمایا خبردار اور جھوٹی بات اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار یہ فرماتے یہاں تک کہ میں نے عرض کیا حضور! اب سکوت نہیں فرمائیں گے۔ (سنن الترمذی: ج 3، ص: 360، رقم الحدیث: 1908)

والدین کی خدمت نہ کرنے والے کے لئے دعائے ضرر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو۔ اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو۔ (یعنی وہ ذلیل و رسوا ہو) عرض کی گئی کون؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے والدین ک و بڑھاپے میں پایا ان میں ایک کو یا دونوں کو تو ان سے حسن سلوک کے سبب اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل ہوا۔ (صحیح مسلم: ص، 138، رقم الحدیث: 2551)

☆ وہ مسلمان کتنا خوش نصیب ہے جس نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان سے دعائیں حاصل کیں اور وہ شخص کتنا بدنصیب ہے جس نے والدین کے ساتھ برا سلوک کیا ان کو تکالیف دیں۔ ان کے لئے عبرت ناک مقام ہے۔

مسلمانو!

Marfat.com

ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں والدین جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے کہ جن کی دعائیں اولاد کے حق میں مقبول ہوتی ہیں۔ یہ عظیم الشان ہستیاں اولاد کو ہر وقت سکون واطمینان دینے میں لگی رہتی ہیں۔ اگر اولاد کو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے تو والدین ساری رات آنکھوں پر گزارتے ہیں۔ اگر اولاد رات کو دیر سے آئے تو ماں کو نیند نہیں آتی بلکہ ہر لمحہ اپنی اولاد کی سلامتی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست دعا دراز کرتی رہے۔ اس کی اولاد ان خدمات کا صلہ یوں دے کہ ماں کا خیال نہ رکھے بلکہ اس کو رنجیدہ رکھے طعن وتشنیع سے اس کا دل زخمی کرنے کی کوشش کرے اس کا استہزاء اور مذاق اڑانا اپنا شیوہ بنا لے حد یہ کہ گالیاں دے اور اس کی نافرمانی اپنا شیوہ بنالے۔

کیا اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو لیکن حسن سلوک کرنے کے بجائے ان کو سخت سے سخت تکالیف دی جارہی ہیں۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا نہیں کہتے بلکہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے وفائی کرنا کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضا کی دولت چھین لیں اور اسے سزا کا سزاوار قرار دیں اور اس کے اس عمل کو حرام اور کبیرہ گناہ قرار دیں تو یہ عین عدل ہے اور عدل کہیں بھی غیر محمود نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو کہ والدین کی فرمانبرداری اپنا شیوہ بنالو پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے اور جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ ان کا مقدر جنت ہوا کرتی ہے اور جنت وہ مقام ہے کہ جہاں ابدی وسرمدی راحتیں نصیب ہوں گی پھر دوبارہ کسی کو موت نہیں آئے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کرنے میں وفا

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن کا شمار بہت ہی مشکل ہے۔ ان نعمتوں کا تقاضہ اس بات پر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مزید بڑھیں۔ سلام بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کو سلام کرتا ہے تو اسے کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہو تو اس کے جواب میں دوسرا شخص اسے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہتا ہے "اور تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اور مغفرت ہو تو اس سلام میں انسان پر سلامتی ہونے کا ذکر ہے اور سلامتی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کیونکہ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور تمام نقصانات سے بچ جاتا ہے۔ سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جو کہ قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ سلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ

ایک دوسرے کو بہ کثرت سلام کیا کرو۔ (صحیح مسلم: 54)

لہٰذا وفا کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سلام کو کثرت کے ساتھ پھیلایا جائے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو اور اطاعت سے مراد وفا ہے۔ اگر سلام کرو گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے اور جنت مقدر بن جاتی ہے پھر اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایمان بھی کامل ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت بھی قائم ہو جاتی ہے۔ سلام کرنا ایک عظیم نعمت ہے لیکن افسوس عصر حاضر کے مسلمانوں پر کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر بھی عمل نہیں کرتے چونکہ سلام کرنا اور اس کا وضع کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے مگر مسلمان سلام کو چھوڑ کر گڈ مارننگ، گڈ آفٹر نون، گڈ نائٹ کہنے لگ گئے ہیں۔ انگریز مکار نے مسلمانوں کو لفظ السلام علیکم سے چھڑا کر اپنے مطلب میں کامیاب ہونے لگ گیا ہے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرنے میں کوشاں ہیں اور ہر مخالف کام مسلمانوں سے لینے میں مصروف ہے تاکہ یہ اللہ اور رسول سے دور ہوں۔ ہمارا مقصد پورا ہو جائے اور ہم ان کے اوپر حاکمیت کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ محتاجی اور ذلیل وخوارت ان کا مقدر بن گئی۔ پھر انگریزوں کے محکوم ہو گئے۔ جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل نہیں ہوگا اس وقت تک زمانے میں رسوا وذلیل ہوتے رہیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی جائے پھر دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی بہتر ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

سلام کرنا قرآن مجید احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اسی لئے سب سے پہلے قرآن مجید سے سلام کا ثبوت عرض کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

"وَإِذَا حُيِّيْتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝" (النساء: 86)

اور جب تم کو کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کرو یا اسی لفظ کو لٹا دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

☆ اس آیت کریمہ کے اندر سلام کا طریقہ بتایا گیا کہ جب کوئی شخص سلام کرے تو اس کے سلام کا عمدہ طریقہ سے جواب دینا چاہئے ورنہ کم از کم اسی لفظ سے سلام کا جواب دیا جائے۔ مثلاً السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

تمام مذاہب میں سے سلام کا اچھا طریقہ

عیسائیوں کے سلام کا طریقہ ہے منہ پر ہاتھ رکھا جائے۔ (آج کل پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہیں) یہودی ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں، مجوسی جھک کر تعظیم کرتے ہیں۔ عرب

Marfat.com

کہتے ہیں حیاک اللہ (اللہ تمہیں زندہ رکھے) اور ان سب سے اچھا طریقہ مسلمانوں کا ہے کہ وہ کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام طریقوں سے افضل ہے کیونکہ سلام کرنے والا مخاطب کو یہ دعا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آفتوں، بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ نیز جب کوئی شخص کسی کو سلام کرتا ہے تو وہ اس کو ضرر اور خوف سے مامون اور محفوظ رہنے کی بشارت دیتا ہے۔ مکمل سلام یہ ہے۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور تشہد میں بھی اتنا ہی سلام ہے جب کوئی شخص فقط السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ کہے اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور بعض روایات میں مغفرتہ کا ذکر بھی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد: 5196 صفحہ پر ہے۔

سلام کی ابتداء کرنے والا پہلے لفظ السلام کہتا ہے اور جواب دینے والا وعلیکم السلام کہہ کر بعد میں لفظ السلام کہتا ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور مجلس کی ابتداء بھی اللہ کے نام سے اور انتہاء بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر ہو۔ ابتداء میں بھی سلامتی کی دعا سے ہو اور انتہاء بھی سلامتی کی دعا پر ہو۔

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً (النور: 61)

پھر جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کرو۔ اللہ سے اچھی دعا کرو کہ برکت اور پاکیزگی اللہ کی طرف سے نازل ہو۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا گھروں سے مراد مسجد ہے۔ جب تم مسجد میں داخل ہو تو کہا کرو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین۔

(معالم التنزیل: ج:3،ص:432 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1420ھ)

Marfat.com

زھری اور قتادہ نے کہا

جب تم اپنے گھر داخل ہوتو کہو السلام علیکم۔ (جامع البیان: 19891)

ابن جریج نے کہا

عطا بن ابی رباح سے سوال کیا گیا کسی شخص پر یہ حق ہے کہ جب وہ اپنے گھر جائے تو گھر والوں کو سلام کرے؟ انہوں نے کہا ہاں!

(جامع البیان: رقم الحدیث: 19892)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوتو اپنے گھر والوں کو سلام کرو اور جب کھانا کھاؤ تو بسم اللہ پڑھو اور جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرتا ہے اور اپنے طعام پر بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے اس گھر میں نہ تمہارے رات گزارنے کا ٹھکانہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے، اور جب تم میں سے کوئی شخص سلام نہیں کرتا اور نہ کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے تمہیں رات کا ٹھکانہ اور کھانا مل گیا۔

(المستدرک ج 2 ص [illegible] قدیمہ)

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی 465ھ لکھتے ہیں۔

مسلمان کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوتو اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے اوپر سلام بھیجے یعنی اللہ کی طرف سے اپنے لئے امان اور سلامتی کو طلب کرے تاکہ وہ اللہ کی رضا کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے باز رہے کیونکہ مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے سے سستی کرے تاکہ اس کے اوپر ہمیشہ اللہ سبحانہ کی عصمت اور حفاظت سایہ فگن رہے اور وہ کسی شرعی مکروہ کام کو کرنے سے بچا رہے۔

(لطائف الاشارات ج 2 ص 375 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1420ھ)

Marfat.com

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے

"وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝"

(ابراہیم:23)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کو ایسی جنتوں میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں وہ اپنے رب کے اذن سے ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ایک دوسرے سے ان کا کہنا ہو گا۔ سلام ہو۔

☆ اس آیت میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کو جنت کی دائمی نعمتیں عطا فرمائی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کو نعمتیں ملنا بھی ان کے حق میں ایک نوع کی تعظیم ہے اور وہ خود بھی ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہوئے ایک دوسرے کو سلام کریں گے اور فرشتے بھی ان کی تعظیم کرتے ہوئے ان کو سلام کریں گے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

(الرعد:23:24)

"اور فرشتے ہر دروازہ سے ان پر یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے تم پر سلام ہو۔"

☆ جنت میں سلام کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کی آفات اور دنیا کی حسرتوں یا دنیا کی بیماریوں اور دردوں اور دنیا کے غموں اور پریشانیوں سے سلامت ہو گئے اور دنیا کے فانی جسموں سے نکل کر جنت کے دائمی جسموں میں منتقل ہو جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

آیت نمبر ۴: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ

(ھود:69)

Marfat.com

اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے۔انہوں نے کہا سلام (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواباً) کہا سلام۔

فرشتوں کا بشارت دینے اور سلام کی تحقیق میں اقوال

امام جلال الدین عبدالرحمٰن علی بن محمد الجوزی الحنبلی المتوفی 597ھ لکھتے ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا

یہ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام تھے۔

(۲) مقاتل نے کہا

یہ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت عزرائیل تھے۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دوسرا قول یہ ہے۔

یہ بارہ فرشتے تھے۔

(۴) حضرت محمد بن کعب نے کہا

یہ آٹھ فرشتے تھے۔

(۵) حضرت ضحاک نے کہا

یہ نو فرشتے تھے

(۶) حضرت ماوردی نے کہا

یہ چار فرشتے تھے۔

یہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو بشارت لے کر آئے تھے اس بشارت کے متعلق امام ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے حسب ذیل اقوال لکھے ہیں۔

(۱) حضرت حسن نے کہا

وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دینے آئے تھے۔

(۲) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا

وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کی خوشخبری دینے آئے تھے۔

Marfat.com

(۳) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا

وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت کی خوشخبری دینے آئے تھے۔

(۴) الماوردی نے کہا

وہ یہ بشارت دینے آئے تھے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی پشت سے خروج ہوگا۔ (زادالمسیر: ج:5،ص:127، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 1407ھ)

فرشتوں کے سلام کے الفاظ

فرشتوں نے آکر کہا: سلاماً، اس کی اصل عبارت اس طرح ہے۔

سلمنا علیك سلاما

ہم آپ کو سلام کرتے ہیں سلام کرنا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: سلام

اس کی اصل عبارت یوں ہے: امری سلام:

میرا امر بھی سلام ہے۔

فرشتوں نے حضرت ابراہیم کے پاس آکر جو سلام کیا اس میں قرآن مجید کی اس آیت کی رعایت ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں پر سلام نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ (النور: 27)

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج (النساء: 94)

اور جو تم کو سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

☆ اس آیت کریمہ کے اندر یہ فرمایا جا رہا ہے کہ جو تمہیں ملے اور سلام کرے تو تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک جماعت کے ساتھ اضم (مکہ اور عامہ کے درمیان ایک مقام) روانہ کیا۔ اس جماعت میں ابوقتادہ بن ربعی اور محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہا بھی تھے۔ ہم روانہ ہو گئے حتیٰ کہ جب اضم میں پہنچ گئے تو ہمارے پاس سے عامر اشجعی کا گزر ہوا جو ایک اونٹ پر اپنا سامان رکھے ہوئے جا رہا تھا اور اس کے پاس دودھ کا ایک مشکیزہ بھی تھا۔ جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو اس نے ہمیں سلام کیا۔ ہم نے اس کو کچھ نہیں کہا اور محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کا اونٹ اور اس کا سامان چھین لیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ہمارے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

اے ایمان والو! جب اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاؤ تو خوب تحقیق [illegible]
کرو اور جو تم کو سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

(مسند احمد: ج:9، رقم الحدیث: 23927، مطبوعہ [illegible])

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوسلیم کا ایک [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس سے بکریاں چراتے ہوئے گزرا اس نے سلام کیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا اس نے صرف اپنی جان بچانے کے لئے ہم کو سلام کیا ہے۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

(صحیح البخاری رقم الحدیث 4591)

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہ آیت قبیلہ غطفان کے ایک شخص مرداس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب لیثی کی قیادت میں ایک لشکر فدک کی طرف روانہ کیا۔ ان کو وہاں مرد

Marfat.com

اس، غطفان کے لوگوں کا ساتھ ملا۔ اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ مرداس نے کہا بہ خدا میں مومن ہوں اور میں تمہارا پیچھا نہیں کر رہا تھا پھر صبح کو سواروں کی ایک اور جماعت آئی، مرداس نے ان کو سلام کیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا مال و متاع لوٹ لیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(جامع البیان: ج:4، ص:303، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

آیت نمبر ٦: "وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ○"

(القصص: 55)

اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں۔ تمہیں سلام ہو ہم جاہلوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے۔

☆ اہل کتاب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اور قرآن مجید کے نزول سے پہلے یہ عزم رکھتے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گی اور قرآن مجید نازل ہو گا وہ آپ پر قرآن کریم پر ایمان لے آئیں گے۔ جب یہودیوں سے کوئی بے ہودہ اور لغو بات سنتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں اور سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔

☆ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

مجاہد نے کہا بعض اہل کتاب مسلمان ہو گئے تو مشرکین ان کو ایذا پہنچاتے تھے وہ ان سے درگزر کرتے ہوئے یہ کہتے تھے تمہیں سلام ہو۔ ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے، وہ ان سے اعراض کرتے تھے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی باتوں کو غور سے سنتے تھے اور ان کو ملائمت سے یہ جواب دیتے تھے کہ تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں اور ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں۔ یعنی ہم وہ عمل کرتے ہیں جو ہم کو پسند ہے اور تم وہ

Marfat.com

عمل کرتے ہو جو تم کو پسند ہے۔ سلام علیکم! یعنی ہماری طرف سے تم امن اور سلامتی میں ہو۔ ہم تم کو سب وشتم نہیں کریں گے۔ کیا کبھی تم نے ہم سے کوئی ناگوار یا ناشائستہ بات سنی ہے؟

ہم جاہلوں سے الجھنا اور جھگڑنا نہیں چاہتے۔

(جامع البیان: جز:20،ص:112،دارالفکر بیروت 1415ھ)

سلام کی اقسام

سلام کی دو اقسام ہیں

(۱) سلام متارکہ

(۲) سلام تحیت

اس آیت میں فرمایا ہے تمہیں معلوم ہو۔

علامہ ابوالحیان اندلسی متوفی (754ھ) نے فرمایا یہ سلام متارکہ ہے۔ سلام تحیت نہیں ہے۔ یعنی یہ کسی کی تعظیم کرنے کے لئے سلام نہیں ہے بلکہ اس سے تعلق منقطع کرنے کے لئے سلام ہے۔ (البحر المحیط: ج:8،ص:315 دارالفکر بیروت 1412ھ)

علامہ سید محمود آلوسی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں۔

اسلام لانے والے اہل کتاب نے جو یہودیوں کو سلام علیکم کہا یہ سلام تودیع ہے۔

سلام تحیت نہیں ہے یا یہ سلام متارکہ ہے جیسا کہ الفرقان: 63 میں ہے۔

اور جو بھی ہو اس آیت میں کافر کو ابتداء سلام کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ حصاص نے کہا ہے کیونکہ اسی اسلام سے غرض صرف متارکہ یا تودیع ہے۔

(روح المعانی: ج:20،ص:142،دارالفکر بیروت 1417ھ)

مجاہد نے کہا

بعض اہل کتاب مسلمان ہو گئے ان کو مشرکین نے اذیت پہنچائی تو انہوں نے درگزر کیا اور کہا تم کو سلام ہو ہم جاہلوں سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔

Marfat.com

امام ابو بکر نے کہا یہ معلوم متارکہ ہے۔ یہ سلام تحیت نہیں ہے۔

یہ آیت اس آیت کی مثل ہے۔

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۖ (مریم: 47)

ابراہیم نے کہا تجھے سلام ہو۔ میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے استغفار کروں گا۔

☆ اس مقام پر اعتراض ہوتا ہے کہ کفار کو سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر حضرات ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو کیوں سلام کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعظیم اور تحیت کا سلام نہیں تھا بلکہ یہ متارکہ کا سلام تھا یعنی کسی کو چھوڑنے اور اس سے قطع تعلق کرنے کا سلام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین اہل کتاب کی صفات میں فرمایا:

ترجمہ: اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں بس تمہیں سلام ہو۔ ہم جاہلوں سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔

(القصص:55)

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے فرمایا

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بحث کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں بس تمہیں سلام ہو۔ (الفرقان:63)

خلاصہ یہ ہے کہ سلام کا حقیقی معنی تو ہے دعا یعنی اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے یا اللہ تعالیٰ تم کو ہر آفت اور ہر مصیبت سے محفوظ اور مامون رکھے۔ یا تم جس حال میں ہو اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے۔ اس معنی کے اعتبار سے کفار اور فساق کو سلام کرنا جائز نہیں

Marfat.com

ہے کیونکہ اس میں کفر اور فسق پر سلامت رہنے کی دعا ہے اور کفار اور فساق کی تعظیم اور تحبت ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو سلام میں پہل نہ کرو جب وہ تم سے راستہ میں ملیں تم ان کو تنگ راستے میں چلنے پر مجبور کرو۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2167)

حضرت ابراہیم بن میرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے منہدم ہونے پر اعانت کی۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث 9464)

ان احادیث مبارکہ کی بناء پر کفار طور فساق کو تعظیماً سلام کرنا جائز نہیں ہے اور سلام کا التزامی اور مجازی معنی ہے کسی کو رخصت کرنا کیونکہ رخصت ہونے کے مقام پر سلام کیا جاتا ہے تو جب کفار اور فساق سے بحث ترک کرنا ان سے تعلق کو ترک کرنا مقصود ہو تو ان کو سلام کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ الصدر آیتوں میں ہے۔

کفار اور فساق کو سلام کرنے کی تحقیق

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے

جب تمہیں یہود و نصاریٰ سے کوئی کام ہو تو ان کو ابتداء سلام کرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ہے یہود و نصاریٰ کو ابتداء سلام نہ کرو وہ اس پر محمول ہے جب تمہیں ان سے کوئی کام یا غرض نہ ہو لیکن جب تمہیں ان سے کوئی کام ہو یا کوئی ذمہ داری پوری کرنی ہو یا صحبت یا سفر کا حق ادا کرنا ہو یا پڑوس کا حق ادا کرنا ہو تو پھر ان کو سلام کر لو۔

حضرت امام طبری علیہ الرحمہ نے کہا ہے

Marfat.com

سلف سے منقول ہے کہ وہ اہل کتاب کو سلام کرتے تھے۔ایک دہقان حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے راستے میں ساتھ ہو گیا۔انہوں نے اس کو سلام کیا۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے

اے ابو عبدالرحمان کیا ان کو ابتداء سلام کرنا مکروہ نہیں ہے۔فرمایا ہاں! لیکن یہ صحبت کا حق ہے اور ابو اسامہ جب اپنے گھر واپس جاتے تو راستے میں ان کو جو بھی ملتا خواہ مسلمان ہو یا عیسائی یا چھوٹا یا بڑا وہ اس کو سلام کرتے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ سلام کو پھیلائیں۔

حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ سے یہ پوچھا گیا

جب کوئی مسلمان کافر کے پاس سے گزرے تو آیا اس کو سلام کرے؟ انہوں نے فرمایا اگر تم سلام کرو تو تم سے صالحین نے اُن کو سلام کیا ہے اور اگر تم سلام نہ کرو تو تم سے پہلے صالحین نے ان کو سلام کرنا ترک کیا ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا۔

جب تم ایسی مجلس کے پاس سے گزرو جس میں مسلمان اور کفار ہوں تو ان کو سلام کرو۔

(الجامع لاحکام القرآن ج:11:ص:37 تا 38 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی 1088ھ لکھتے ہیں۔

مسلمان کو اگر ذمی سے کام ہے تو وہ اس کو سلام کرے ورنہ اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

یہی قول صحیح ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ کفار کو سلام کرنے کی ممانعت ان کو تعظیم اور توقیر کی بنا پر ہے اور جب کسی کام یا کسی غرض کی بنا پر ان کو سلام کیا جائے گا تو وہ ان کی تعظیم اور توقیر کی بنا پر نہیں ہوگا اور تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ جب اہل ذمہ سلام کریں تو ان کو جواب دینا

Marfat.com

چاہئے ہم اسی قول پر عمل کرتے ہیں۔

علامہ حصکفی علیہ الرحمہ نے فرمایا

اگر ذمی کو تعظیماً سلام کیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں لیکن اگر کسی غرض صحیح کی بنا پر کافر کو سلام کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں اور نہ کفر ہے اور اگر بغیر کسی نیت کے سلام کیا ہے تو پھر یہ فعل مکروہ ہے۔ محیط اس میں مذکور ہے۔

حضرت علامہ بیری علیہ الرحمہ نے کہا

یہ مکروہ بھی نہیں ہے۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار ج:9 ص:506 مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت)

ہماری تحقیق یہ ہے کہ کسی کافر یا فاسق کو دعا کے معنی میں ابتدا سلام کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو اسلام کی ہدایت دے یا اس کی تعظیم کی نیت نہ ہو اس کی پرورش کا حق ادا کرنے کی وجہ سے یا اس کے جواب کی وجہ سے یا اس کی مصاحبت کی وجہ سے اس کو سلام کرے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لڑکے دیندار وضع اختیار کر لیتے ہیں اور ان کا باپ داڑھی منڈواتا ہے تو وہ اپنے باپ کو فاسق معلق قرار دے کر اس کو سلام نہیں کرتے۔ یہ دین میں بہت تشدد اور افراط ہے۔ کفار کو ابتداء سلام کرنے کی بہت وجوہ صحیحہ موجود ہیں۔ بس ان کے کفر کی وجہ سے ان کی تعظیم کرنا کفر اور ممنوع ہے۔ ان کی پرورش کا حق ادا کرنے کی وجہ سے ان کو سلام کرنا جائز ہے۔ سو اس اعتبار سے ان کو سلام کرے یا اس دعا کی نیت سے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سلام کی سلامتی میں لے آئے۔

آیت نمبر 8

قرآن مجید میں ہے:

"وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ" الخ

(الانعام 54)

Marfat.com

اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو آپ کہیں تم پر سلام ہو۔ الخ

☆ اس آیت کے شان نزول کے متعلق پانچ اقوال ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو یہ آیت نازل ہوگئی۔

(۲) حضرت حسن بصری اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جن کو مجلس سے اٹھانے سے منع فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو دیکھتے تو ابتداء سلام کرتے اور فرماتے اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو رکھا جن کے متعلق مجھے ابتداء سلام کرنے کا حکم دیا۔

(۳) حضرت عطاء نے فرمایا۔

یہ آیت حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت سالم، حضرت ابوسلمہ، حضرت ارحم بن ابی الارقم، حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی۔

(۴) ابن السائب نے کہا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارۃً یہ کہا تھا کہ مالدار کافروں کی دلجوئی کے لئے مسکین کافروں کو موخر کردیجئے اور جب یہ آیت نازل ہوئی اور (ان مسکین مسلمانوں کو) دور نہ کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے مشورہ پر معذرت کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے

Marfat.com

آئے۔تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵)ابوسلیمان دمشقی نے کہا۔

یہ آیت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام کی بشارت دینے کے لئے نازل ہوئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر یہ آیت تلاوت کی۔

حضرت حسن بصری اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب یہ لوگ آپ کے پاس آئیں تو آپ کہیے تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت افزائی کے لئے آپ کو یہ حکم دیا تھا کہ آپ انہیں سلام کریں اور ابن زید نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سلام پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا۔

زجاج نے کہا:

سلام کا معنی انسان کے لئے آفات سے سلامتی کی دعا ہے۔

(زادالمسیر: ج:3،ص:48 تا 49 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1407ھ)

آیت نمبر۹: قرآن مجید میں ہے:

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل: 32)

اس (متقین) کی جب فرشتے روحیں قبض کرتے ہیں تو اس وقت وہ پاکیزہ ہوتے ہیں۔فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔

اس آیت کے اندر فرشتوں کا سلام کرنا ذکر کیا گیا ہے۔معلوم ہوا کہ سلام دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے جو کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے متقین کی یہ صفت بیان کی ان متقین کی جب فرشتے روحیں قبض

Marfat.com

کرتے ہیں تو اس وقت وہ پاکیزہ ہوتے ہیں یہ اس کے مقابلہ میں ہے کہ جب فرشتے کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں تو وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا متقین اس وقت طیبین (پاکیزہ) ہوتے ہیں یہ ایک جامع کلمہ ہے جو معانی کثیرہ کا متحمل ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کا حکم دیا متقین نے وہ تمام کام کئے اور جن کاموں سے منع کیا وہ ان تمام کاموں سے مجتنب رہے اور وہ پاکیزہ اخلاق سے مزین تھے اور برے اخلاق سے گریزاں تھے اور وہ نفسانی اور جسمانی لذتوں سے خالی اور روحانی لذتوں سے معمور تھے اور طیبین میں یہ معنی بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت ان کی روح قبض کی اس وقت ان کو جنت کی بشارت بھی دی گویا کہ وہ اس حال میں جنت اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کر رہے تھے اور جس شخص کی مرتے وقت یہ کیفیت ہو اس کو قبض روح کے وقت جان کنی کی تکلیف اور اذیت نہیں ہوتی۔ اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے کہ فرشتے متقین کی روحیں جس وقت قبض کرتے ہیں اس وقت وہ طیب و طاہر ہوتے ہیں اور اس وقت فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ تم پر سلام تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر ج:7،ص:202 تا 203،مطبوعہ بیروت 1415ھ)

بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ اس آیت میں حشر کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔اس موقع پر فرشتے متقین سے کہیں گے تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

جب ملک الموت بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو اس سے کہتا ہے اے اللہ کے ولی تم پر میرا سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر سلام بھیجتا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرتا ہے تو کہتا ہے کہ تمہارا رب تم پر سلام بھیجتا ہے۔(الجامع لاحکام القرآن جز:10،ص:92،مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

Marfat.com

آیت نمبر ۱۰: قرآن مجید میں ہے:

"وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا"

(مریم:33)

"(عیسیٰ نے کہا) مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا کیا گیا اور جس دن میری وفات ہوگی اور جس دن میں (دوبارہ) زندہ اٹھایا جاؤں گا۔"

☆ اس آیت کریمہ کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام کا ذکر ہے اور یہ الف لام کے ساتھ ہے اور یہ لام عہد ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جو سلام حضرت یحییٰ پر کیا گیا تھا وہی سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہو۔

سلام کا معنی ہے نعمتیں سلامت رہیں اور آفات و بلیات سے امان حاصل ہو، گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ جو سلامتی اور امان حضرت یحییٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھیں وہی سلامتی اور امان ان پر نازل کی جائے۔ یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت ان تین دنوں میں انسان اللہ تعالیٰ کی سلامتی کا بہت زیادہ محتاج ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ ان تین دنوں میں سلامتی کے حصول کی دعا کی۔

غلط سلام کرنے پر وعید

آیت نمبر ۱۱: قرآن مجید میں ہے:

وَاِذَا جَآءُوۡكَ حَیَّوۡكَ بِمَا لَمۡ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَیَقُوۡلُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ لَوۡلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوۡلُ ؕ حَسۡبُهُمۡ جَهَنَّمُ ۚ یَصۡلَوۡنَهَا ۚ فَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ (المجادلۃ: 8)

اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ان الفاظ کے ساتھ آپ کو سلام کرتے ہیں جن الفاظ کے ساتھ اللہ نے آپ کو سلام نہیں بھیجا اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمارے اس قول پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔

Marfat.com

ان کے لئے دوزخ کافی ہے۔ وہ اسی میں داخل ہوں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

السلام علیکم (تم پر موت آئے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا اور فرمایا کیا تم کو معلوم ہے انہوں نے کیا کہا تھا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ یا نبی اللہ! انہوں نے سلام کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے ایسے ایسے کہا تھا۔ مجھے بتاؤ، میں نے کیا کہا تھا۔ صحابہ نے بتایا آپ نے کہا تھا۔ السلام علیکم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اہل کتاب میں سے کوئی شخص تم کو سلام کرے تو تم کہو علیک۔ یعنی تم پر وہی نازل ہو جو تم نے کہا ہے۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث: 3301)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود آئے اور کہا، السلام علیک یا ابا القاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیکم۔ میں نے کہا السلام علیکم اور اللہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھہر و اے عائشہ! اللہ تعالیٰ بدزبانی کو ناپسند فرمایا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے دیکھا نہیں۔ وہ کیا کہہ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نہیں دیکھتی کہ میں ان پر وہی جواب لٹا دیتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وعلیکم، اور تم پر بھی وہی نازل ہو۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

بما لم یحیك به الله

یعنی اللہ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور یہ کہتے ہیں السلام علیک اور السام کا معنی

Marfat.com

موت ہے۔(سنن الترمذی، رقم الحدیث:592)

ان تمام آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ سلام قرآن سے ثابت ہے اور جو سلام کرتا ہے اور اس کو مزاحیہ پن میں نہیں لاتا اس پر اس کا کرنا اجر و ثواب اور باعث برکت ہے کیونکہ سلام کا معنی بھی سلامتی ہے اور جب انسان سلام کرتا ہے تو وہ سلامتی میں آجاتا ہے۔

احادیث مبارکہ سے السلام علیکم کے دلائل

سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ ایسی عظیم سنت ہے کہ جس سے انسان کے آپس کے تعلقات مضبوط اور اخوت پیدا ہوتی ہے اور نفرتیں مٹتی جاتی ہیں لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ مسلمانوں نے اس کو آہستہ آہستہ ترک کرنا شروع کر دیا ہے اور انگریزوں کی زبان کو پسند کرنے لگ گئے ہیں۔

اب خود فیصلہ فرمالیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کو عام کرنے کے بارے میں ارشاد فرمادیا تو پھر اس کی برکتیں بھی بتادیں اور اس کا دنیاوی واخروی اجر بھی بتادیا۔ پھر مسلمان اس کو کیوں ترک کر کے انگریزوں کے بنائے ہوئے الفاظ پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہی نہیں ہے بلکہ مخالف کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا ہے۔ اگر اس کو وفا کرنا کہتے ہیں تو پھر سچ ہے کہ ذلت ورسوائی بھی مقدر ہے کیونکہ جس نے اطاعت نہیں کی وہ برباد ہو گیا اور وہ ذلیل ورسوا ہے۔ وفا اس کو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور اطاعت اس امر سے بھی ہے کہ سلام کو پھیلایا جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کا سلام ہے اور اس میں فیوض وبرکات بھی بہت زیادہ ہیں۔

السلام علیکم کی اشاعت کرنا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلام علیکم کی اشاعت کروتا کہ تمہیں

Marfat.com

رفعتوں سے سرفراز کیا جائے۔ (مجمع الزوائد: ج:8،ص:65،رقم الحدیث:2733)

سبحان اللہ: السلام علیکم کی اشاعت کرنا فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جب بھی کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے تمہاری زبان پر ''السلام علیکم'' ہونا چاہئے تاکہ اس ملاقاتی کا تحفظ مل جائے اور وہ اپنے آپ کو سلامتی دامن کے گہوارے میں محسوس کرے۔ ہر انسان رفعت و بلندی کا خواہش مند ہے اور اس کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اللہ اسے پستیوں سے نکال کر رفعتوں میں جگہ دے ذلت سے اٹھا کر عزت کے مقام پر فائز کرے اس چیز کے حصول کے لئے کتنا سہل نسخہ ہے اس پر عمل کیجئے رفعت و بلندی خود بخود آپ کے نصیب میں ہوگی۔

السلام علیکم سے سلامتی نصیب ہوگی

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو تمہیں سلامتی نصیب ہوگی۔

(صحیح ابن حبان: جلد:2،ص:244،رقم الحدیث:491)

فائدہ

السلام علیکم وہ سنت ہے جس سے آپس میں محبت قائم ہوتی ہے لیکن اس کی طرف لوگ توجہ کم دے رہے ہیں حالانکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے۔ اور اس کا احیاء بھی بہت ضروری ہے۔ السلام علیکم کہنے سے باہمی محبت ومودت میں اضافہ ہوتا ہے اور آپس میں چاہت و پیار کو جلا ملتی ہے۔

''السلام'' اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے۔ جب بار بار یہ اسم مبارک زبان پر آئے گا تو اس اسم مبارک کے انوار سے روح جگمگا اٹھے گی اور اس سے انسانی باطن طیب وطاہر ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلامتی کی نوید سنائی ہے۔ اب غور فرمائیں کسے سلامتی نہیں چاہئے اگر انسان خلوص دل سے اور احیاء سنت کے جذبہ

Marfat.com

سے اس ''السلام علیکم'' کی اشاعت کرے گا تو اسے جملہ امراض باطنی وقلبی سے نجات ملے گی اور وہ حقیقی سلامتی سے ہمکنار ہو گا کیونکہ اگر انسان کا باطن اور دل سلامت ہے تو اس کے جملہ اعضاء بھی سلامت ہیں اگر دل سلامتی کی نعمت سے مالا مال ہے تو بقیہ اعضاء سے ایسی کوئی حرکت سرزد نہیں ہو گی جو انسانیت کے چہرے پر بدنما داغ بنے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عبادت کرو رحمان کی اور السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔ (سنن ابن ماجہ ج 4، ص 231، رقم الحدیث 3694)

فائدہ

السلام علیکم کا عبادت الٰہی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی لذت سے ہمکنار ہوتا ہے تو سلام علیکم کہنے سے مخلوق کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ مخلوق کے دل میں محبت موجزن ہوتی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ایسے آدمی کو اچھے لفظوں سے یاد کرتی ہے تو جو انسان مخلوق سے پیار کرے اور مخلوق اس سے محبت کرے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی نہیں رہتا بلکہ وہ وقت بھی آتا ہے کہ خالق و مالک اس آدمی سے محبت فرماتا ہے اور جس سے اس کا خالق و مالک اس کا رازق محبت کرے یقیناً وہ آدمی دونوں جہاں میں سرخرو ہے اور تاج کرامت اس کے سر کی زینت ہے۔

سلام کی ابتداء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی قد ساٹھ ذراع تھا۔ پس جب انہیں پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا جاؤ اور ان فرشتوں کی جماعت کو جو بیٹھی ہے سلام کرو جو وہ جواب دیں گے اسے غور سے سننا کیونکہ

Marfat.com

یہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا: السلام علیکم: تو انہوں نے جواب دیا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ ان فرشتوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا، جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا یعنی اس کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا پس تخلیق آدم علیہ السلام سے انسان کا قد کم ہونا شروع ہوا اور اب یہاں تک پہنچا ہے۔ (صحیح البخاری: ج:4، ص:1959، رقم الحدیث: 6227)

سلام کرنے پر اجر وثواب

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا

ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس نے کہا السلام علیکم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا پھر وہ بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس نیکیاں۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا وہ (بھی) بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس نیکیاں۔ پھر ایک اور آیا تو اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب عنایت فرمایا تو وہ (بھی) بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تیس نیکیاں۔

(صحیح سنن ابی داؤد: ج:3، ص:275، رقم الحدیث: 5195)

☆ سلام کے کلمات کتنے مبارک ہیں جتنے زیادہ زبان پر آئیں گے اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملے گا اور انسان کے نامہ اعمال میں اتنی ہی زیادہ نیکیاں ہوں گی۔

غور فرمائیے۔

ایک آدمی کسی سے ملتے وقت السلام علیکم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ زبان سے صرف پاک کلمہ ادا ہوا جس سے اہل ایمان سے محبت کی مہک آتی ہے تو رحمان رحیم اللہ اسے نیکیوں سے نواز رہا ہے پھر اگر آنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر دیتا ہے تو اسے کریم اللہ کی جانب سے دس کی بجائے بیس نیکیاں ملتی ہیں کیونکہ

Marfat.com

آنے والے نے اپنے بھائیوں کو سلامتی کی دعا دی ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لبریز ہونے کی بھی دعا دی ہے جو اہل ایمان کے لئے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی لطف و کرم فرماتا ہے۔ اگر کوئی آنے والا کسی مجلس میں آئے اور آتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تیس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ اس نے اپنے دینی بھائیوں کو سلامتی کی دعا دی تو اس سے اس کا اپنا سینہ اہل ایمان کی محبت سے لبریز ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے سلامتی کی دعا کے ساتھ رحمۃ کی دعا دی گویا وہ اہل ایمان کی سلامتی کے ساتھ انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لبریز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ بھی اس کے باطن کے پاک ہونے کی دلیل ہے اور جب وہ برکاتہ کے الفاظ کا اضافہ کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے اس کا سینہ اہل اسلام کے متعلق ہر قسم کی کدورتوں سے پاک ہے۔ یہ حسد وکینہ وغیرہ امراض سے بری ہے۔ یہ امت محمد علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کا حقیقی خیر خواہ ہے اور جو اس امت کی بھلائی سوچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔

سلام کا جواب دینا واجب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کے لئے اس کے بھائی پر پانچ چیزیں واجب ہیں۔

(۱) السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام دینا

(۲) چھینک مارنے والا جب الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا

(۳) دعوت قبول کرنا

(۴) مریض کی عیادت کرنا

(۵) جنازوں میں شریک ہونا۔ (صحیح مسلم: ج:4، ص:370، رقم الحدیث: 2162)

ایک اور حدیث میں ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔

مسلم بھائی مسلم بھائی پر پانچ حق ہیں۔

(۱) السلام علیکم کا جواب دینا

(۲) مریض کی تیمارداری کرنا

(۳) جنازوں میں شریک ہونا

(۴) دعوت کو قبول کرنا

(۵) چھینک مارنے والا جب الحمد للہ کہے تو اس کا جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔

(صحیح البخاری: ج:1، ص:372، رقم الحدیث:1240)

سلام کا جواب دینا یعنی اگر مسلم بھائی السلام علیکم کہتا ہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا واجب ہے اور اس بھائی پر ایسا حق ہے جو اسے بہر حال ادا کرتا ہے۔

حالانکہ السلام علیکم کہنا سنت ہے۔

السلام علیکم کے جواب کو کیوں واجب قرار دیا؟

اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ ایک مسلم بھائی آپ کے پاس آئے اور بڑی محبت وچاہت سے آپ کو السلام وعلیکم کہے آپ اس کا جواب تک نہ دیں تو اس کے دل میں کیسی کیسی بدگمانیاں پیدا ہوں گی۔ اس کے دل میں خیال آئے گا یہ شخص بڑا متکبر ہے کہ جواب دینا اھانت سمجھتا ہے۔ اس کے دل میں میرے لئے محبت کے جذبات نہیں۔ یہ مجھ سے شاید نفرت کرتا ہے اس لئے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی قسم کی بدگمانیاں اس کے دل میں گھر کر سکتی ہیں۔ ان بدگمانیوں سے بچنے کے لئے جواب دینا واجب قرار دیا تا کہ محبت پروان چڑھے اور نفرت کے بیج دل میں پیوست ہی نہ ہو سکیں۔

Marfat.com

سات چیزوں کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا۔

(۱) مریض کی عیادت کرنا

(۲) جنازوں میں شریک ہونا

(۳) چھینک مارنے والا الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا

(۴) کمزور کی دستگیری کرنا

(۵) مظلوم کی مدد کرنا

(۶) السلام علیکم کی خوب اشاعت کرنا

(۷) قسم پوری کرنا (صحیح البخاری: ج: 4، ص: 1962، رقم الحدیث: 6235)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھا تھا پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جس قوم کے پاس سے گزرتے اگر السلام کہتے تو وہ جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہتے اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ کہتے تو وہ جواباً السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آج لوگ ہم سے بہت زیادہ فضل وشرف لے گئے۔ (الادب المفرد: ص: 342، رقم الحدیث: 987)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بالواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کہلوانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) یہ جبرائیل ہیں تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں نے جواباً کہا
وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(سنن نسائی: ج: 7، ص: 72، رقم الحدیث: 3960)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کس درجہ پاک دل و پاک باطن ہیں اور ان کا تعلق باللہ کس درجہ مستحکم ہے کہ نوریوں کے سردار حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام انہیں سلام فرماتے ہیں۔

یہ نوری فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔

"لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ"

یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اس حدیث پاک سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مرتبہ و مقام کو سمجھنا چاہئے کہ اس طیبہ و طاہرہ کا خالق ارض و سما کے ہاں کیا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ وحی لانے والے فرشتے جبرائیل امین کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ اور عائشہ صدیقہ کو سلام کہو اور جسے اللہ تعالیٰ کا مقرب فرشتہ جبرائیل امین السلام علیکم (تم سلامت رہو) کہے پھر اس کی سلامتی کا کیا عالم ہو گا تو گویا ان کی کتاب زندگی کا ہر ہر ورق ہر قسم کے داغ سے سلامت ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد مخلوق خدا کو ہدایت دیتی رہیں اور ایک عالم ان کی تعلیمات وارشادات سے راہ حق پاتا رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب جبرائیل امین علیہ السلام کے سلام کا جواب دیتی ہیں تو صرف وعلیہ السلام نہیں فرمایا بلکہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتی ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ عمل کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے والا گھرانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

Marfat.com

لفظ السلام علیکم کی انتہا کہاں تک ہے

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سلام کیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد کچھ اور بھی کہہ دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: سلام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔

(الموطا امام مالک: ج:2،ص: 731، رقم الحدیث: 2)

لفظ وعلیکم السلام کی انتہا کہاں تک ہے

حضرت زید بن ارقم کا ارشاد گرامی ہے

جب حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سلام فرماتے تو ہم جواباً عرض کرتے

و عليك السلام و رحمة الله و بركاته و مغفرته

(الصحیحہ: ج: 3،ص: 433، رقم الحدیث: 1449)

اس حدیث پاک میں برکاتہ کے بعد ومغفرتہ کا اضافہ ہے اور یہ اضافہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول مبارک تھا اور یہ معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان الفاظ کو سن کر سکوت اختیار کرنا اس کے جواز پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

سلام میں پہل کرنے والا بہتر ہے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلم کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو ناراضگی کی بنا پر تین دن سے زائد چھوڑ دے کہ وہ ملیں تو ایک نے ادھر چہرہ پھیر لیا ہو تو دوسرے نے ادھر پھیر لیا ہو۔

ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں پہل کرتا ہے۔

(مسند الامام احمد: ج: 17،ص: 42، رقم الحدیث: 23475)

Marfat.com

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج سرانور پر سجائے اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے آپ نے اپنی امت کو وہ شفقت و پیار دیا کہ یہ امت خود رحمت و مودودت کا پیکر بن گئی۔ اس امت کا سب سے بڑا رشتہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے۔ درگزر کرنا اس امت کا شیوہ ہے اور معاف کر دینا اس کا نشان ہے۔

شیطان شیطان ہے وہ ہمارا ازلی دشمن ہے

ارشاد باری تعالیٰ کتنا واضح ہے

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا

بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اور اسے تم جانو

شیطان کا کام دشمنی ہے یہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اس کی خواہش بلکہ کوشش ہے کہ یہ امت آپس میں پیار و محبت کو خیر باد کہہ دے وہ ہمیشہ نفرت و حقارت کے بیج بونے کی سعی میں لگا رہتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی کوئی دو مسلم بھائی آپس میں الجھ جاتے ہیں نوبت قطع تعلقی تک پہنچ جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی آپس میں قطع تعلقی کو انتہائی ناپسند کیا ہے اور تین دن سے زائد قطع تعلقی کی اجازت نہیں دی۔ انسان غیض و غضب میں ہو تو اسے کوئی ہوش نہیں رہتا وہ مدہوش ہو کر کوئی غلط فیصلہ کر لیتا ہے جس کے نتیجے میں اسے ندامت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس مدت میں انسانی سوچ کا دھارا صحیح سمت میں بہنے لگتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زائد آپس میں ناراضگی کی اجازت نہیں دی۔ اب ہر مسلم بھائی کو چاہئے کہ اگر کہیں اس کی ناراضگی ہو گئی ہے تو اسے تین دن کے اندر اندر ختم کر دے۔

اس کے دو فائدے ہوں گے۔

ایک فائدہ یہ ہو گا کہ ناراضگی دشمنی کا روپ نہیں دھارے گی جو مسلم کے رشتہ اسلام کے لئے زہر قاتل ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کا اجر و ثواب ملے گا۔

Marfat.com

یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بڑی عمدہ بات ارشاد فرمائی کہ ان دو ناراض بھائیوں میں بہتر وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں پہل کرتا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ السلام علیکم کہنے میں پہل کرنے والا عاجزی کے وصف سے متصف ہے۔ اس کے دل میں مخلوق خدا کے لئے خصوصاً اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے کسی قسم کے نفرت کے جذبات نہیں ہیں۔ اس کا سینہ حقارت ونفرت کے جراثیم سے پاک ہے اور جس کا سینہ پاک وصاف ہے وہ یقیناً افضل وبرتر ہے۔

سلام میں پہل کرنے والے کو اجر وثواب زیادہ ملتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا کسی چند وسق کھجوریں بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی کے پاس تھیں وہ کئی مرتبہ اس کے پاس گئے (تاکہ اپنا مال حاصل کرسکیں لیکن کامیابی نہ ہوئی)

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ راستہ میں ہمیں جو بھی احباب ملتے وہ ہمیں السلام علیکم کہہ دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگ السلام وعلیکم کہنے میں تم سے پہل کر جاتے ہیں اور زیادہ اجر بھی وہی لے جاتے ہیں۔ اب جو بھی تم سے ملے تم السلام علیکم کہنے میں پہل کرو تاکہ تمہیں اجر زیادہ ملے۔ (الادب المفرد، ص: 341، رقم الحدیث [illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کتنے ہدایت یافتہ تھے اور جذبہ اخوت ومحبت سے کس درجہ لبریز تھے۔ جو بھی ملتا اسے فوراً السلام وعلیکم کہہ دیتے انہیں معلوم تھا السلام علیکم کہنے سے

(۱) اجر وثواب زیادہ ملتا ہے

Marfat.com

(۲) محبت واخوت میں اضافہ ہوتا ہے

(۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے

(۴) اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وفا ہے

پہچان ہو نہ ہو بوقت ملاقات سلام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!

کون سا اسلام بہتر ہے۔ (یعنی اسلامی اعمال سے کون سا بہتر ہے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

(۱) تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ

(۲) جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بوقت ملاقات السلام علیکم کہو۔ (سنن ابن ماجہ: ج:5، ص:6، رقم الحدیث:3253)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا ارشاد مبارک میں دو چیزوں کو خیر الاعمال قرار دیا۔

(۱) کھانا کھلانا

کھانا کھلانے والے میں وصف سخاوت ہوتا ہے اور سخی اللہ کا محبوب ہوا کرتا ہے۔

(۲) السلام علیکم کہنا

جس آدمی سے شناسائی ہو اس کو ملاقات کے وقت السلام علیکم کہنا ہر عقیل وفہیم کی عادت ہوا کرتی ہے لیکن جس سے شناسائی نہ ہو کسی قسم کی جان پہچان نہ ہو اس کو السلام علیکم صرف اس آدمی کا خاصہ ہو سکتا ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے تکبیر جیسی قبیح بیماری سے محفوظ رکھا ہو۔

Marfat.com

گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کہنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! جب تم اہل خانہ کے ہاں جاؤ تو السلام علیکم کہو یہ سلام برکت ہوگا تجھ پر اور تیرے اہل بیت پر۔

(سنن الترمذی: ج:4،ص:320،رقم الحدیث:2707)

☆ ایک مرد مومن جب گھر داخل ہوتا ہے اپنے اہل بیت پر السلام علیکم کہے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ سلام اس پر اور اس کے اہل بیت پر برکت ہوگا۔ مال کی کثرت برکت کے بغیر نعمت نہیں بلکہ اصل نعمت برکت ہے۔

اگر چہ مال قلیل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ جس مال میں برکت ہوتی ہے اگر چہ وہ تعداد میں قلیل ہی کیوں نہ ہو اسی میں انسان کے لئے راحت وسکون ہے وہ تھوڑا مال جو تمام اہل بیت کو کفایت کر جائے اُس کثیر مال سے بہتر ہے جو اہل بیت کے لئے کافی نہ ہو۔ وہ تعداد میں تھوڑے جانور جو تمام اہل خانہ کے لئے کافی ہوں ان جانوروں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جو اگر چہ تعداد میں کثیر ہوں لیکن گھر والوں کو کفایت نہ کریں۔

برکت نام ہی اسی کا ہے کہ تھوڑی چیز زیادہ افراد کو کافی ہو جاتی ہے۔ وہ برکت سے لبریز تھوڑا کھانا جو تمام اہل خانہ کو کفایت کر جائے۔ اس زیادہ اور بے برکت کھانے سے کئی درجے اچھا ہے جو گھر والوں کی ضرورت پوری نہ کر سکے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو غور سے پڑھئے۔

گھر میں داخل ہوکر اپنے گھر والوں کو السلام علیکم کہنے والا خود بھی برکت سے لبریز ہوتا ہے اور اس کے اہل خانہ بھی مبارک ٹھہرتے ہیں۔ گویا صرف گھر داخل ہوکر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے لبریز ہوکر السلام علیکم کہنے والا اپنے گھر والوں سمیت برکت کے انوار سے لبریز ہو جاتا ہے پھر اسے کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ گھر کے تمام امور بخیر وعافیت چلتے رہتے ہیں اور گھر کا سارا نظام طعام وسکون گھر کے ہر فرد

Marfat.com

کے مقدر میں ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے احیاء کے جذبہ سے معمور جب ایک بندہ مومن گھر والوں کو السلام علیکم کہتا ہے تو ان کے اعمال میں برکت ہو جاتی ہے۔ پھر وہ گھر میں نوافل ادا کریں قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ ذکر و فکر سے اپنے باطن کو مزید اجاگر کریں تہلیل و تسبیح سے اپنی زبان مبارک کو معطر کریں۔ ان کا ہر عمل بابرکت ہوگا اور یہ اعمال بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں مقبول و منظور ہوں گے اور بارگاہ الٰہی و بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوب و مستحسن ہوں گے۔

گھر میں داخل ہو کر سلام کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے

حضرت سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے جن میں سے ہر ایک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔ پہلا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے وہ مرنے تک اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اجر و ثواب کے ساتھ واپس لوٹائے۔ دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف جائے وہ مرنے تک اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اجر و ثواب کے ساتھ لوٹائے۔ اور تیسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کرتے ہوئے داخل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ

تین اشخاص ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اگر زندہ رہیں تو انہیں رزق دیا جائے اور ان کی کفایت کی جائے اور اگر مر جائیں تو جنت میں داخل ہوں۔

ایک وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

(الترغیب والترھیب ،ص:306، رقم الحدیث:9)

Marfat.com

سلام کرنے والے کے شیطان قریب نہ آئے گا

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت لیٹتے وقت اور رات گزارتے وقت شیطان اس کے قریب نہ آئے تو اسے چاہئے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرلیا کرے اور کھانا کھاتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لیا کرے۔ (المعجم الکبیر: ج:6، ص:240، رقم الحدیث: 6102)

انسان اگر شیطان سے بچنے کے لئے لاکھ طریقے ایجاد کرے مگر اس سے بچ وہ سکتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کرے۔

ان فرامین میں ایک سلام کرنا بھی ہے جو کہ شیطان سے بچنے کا ایک واحد ذریعہ ہے۔

کسی غیر کے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عام دودھ ولادت کے فوراً بعد کا دودھ ہرن کا بچہ اور ککڑیاں ہدیہ بھیجیں۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ الوریٰ میں تھے۔

یہ سامان لے جانے والا بیان کرتا ہے کہ

میں جس مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے داخل ہوگیا۔ نہ میں نے السلام علیکم کہا اور نہ اجازت لی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

واپس مکان سے باہر جاؤ اور کہو

السلام علیکم! کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ (زاد المعاد: ج:2، ص:379)

کسی غیر کے گھر میں بغیر سلام یا اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا جائے کیونکہ اس کا

Marfat.com

فائدہ یہ ہوگا کہ بعض اوقات انسان کسی دوسری حالت میں سویا ہوتا ہے یا گھر میں عورتیں ہوتی ہیں جو کسی حالت میں بھی ہوسکتی ہیں لہٰذا کسی غیر کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کیا جائے تا کہ ان کو پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص آیا ہے۔

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے میں کتنی پیاری حکمتیں ہیں کہ بغیر سلام کرنے والے کو بھی منع کر دیا یہاں تک کہ وہ پہلے سلام نہ کرے۔

مجلس میں آتے اور جاتے وقت سلام کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اس نے السلام علیکم کہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس شخص نے دس نیکیاں کمالیں۔

پھر ایک آدمی گزرا اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اس آدمی نے بیس نیکیاں حاصل کرلیں۔

پھر ایک آدمی گزرا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس آدمی نے تیس نیکیاں حاصل کرلیں۔

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھا اس نے اٹھتے وقت السلام علیکم نہ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا یہ ساتھی السلام علیکم کہنا بھول گیا ہے جب تم میں سے کوئی مجلس میں آئے تو السلام علیکم کہے اور جب تم میں سے کوئی جانے لگے تو پھر بھی ''السلام علیکم'' کہے۔ مجلس میں آتی مرتبہ، السلام علیکم، کہنا مجلس سے جاتی مرتبہ السلام علیکم کہنے سے زیادہ حقدار نہیں۔ (صحیح ابن حبان: ج:2،ص:246، رقم الحدیث:493)

Marfat.com

☆ ایک مسلمان جب اپنے ہی بھائیوں کے کسی اجتماع میں شریک ہو تو اسے چاہئے کہ جب وہ اس جگہ پہنچے تو پہلے السلام علیکم کہے انہیں سلامتی کی دعا دیکر یہ احساس دلائے کہ میرا آنا تمہارے لئے باعث خیر ہے اور میں دل کی گہرائیوں سے تمہاری سلامتی اور خیر کا متمنی ہوں۔

نو وارد یا تو خیر لاتا ہے یا شر۔ اس کا آنا اہل مجلس کے لئے باعث اطمینان ہوتا ہے یا باعث کراہت و پریشانی اس لئے ایک مسلم کو یہ ہدایت دی گئی کہ جب بھی کسی محفل میں آئے تو السلام علیکم کہے تا کہ تمام اہل مجلس کو علم ہو جائے کہ آنے والا سراپا خیر آیا ہے۔ اس کے آنے سے ہمیں مزید اطمینان ہوا ہے اور اس کی آمد سے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے میں وفا یہ بھی ہے کہ جب مجلس سے جانے لگے تو پھر السلام علیکم کہہ کر جائے کیونکہ اس کا جانا بھی اہل محفل کے لئے باعث سکون ہے۔ گویا وہ جب السلام علیکم کہہ کر مجلس سے جا رہا تھا تو اہل مجلس کو اطمینان دلا رہا ہے کہ میری موجودگی میں جو گفتگو ہوئی میں اس کا امین ہوں اور اسے ان لوگوں تک نشر نہیں کروں گا جن تک بات کا پہنچنا باعث فتنہ و فساد ہو اور جاتے مرتبہ السلام علیکم کہہ کر گویا یہ بھی اعلان کرتا جا رہا ہے کہ میرے دل میں آپ سب کے لئے جذبات خیر و بھلائی ہیں اور میں آپ کی کسی بات کو غلط رنگ نہیں پہناؤں گا۔

جب بھی ملاقات ہو سلام کرو

جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے ملے تو اسے چاہئے کہ السلام علیکم کہے اور اگر چلتے چلتے درمیان میں درخت یا دیوار آ گئی پھر وہ آپس میں ملے تو پھر بھی چاہئے کہ السلام علیکم کہے۔ (سنن ابی داؤد: ج 2، ص 772، رقم الحدیث 5200)

السلام کی اشاعت کے بارے میں یہ کتنا واضح اور بلیغ ارشاد مبارک ہے دو دوست اکٹھے جا رہے ہیں۔ چلتے چلتے راستہ میں کوئی درخت وغیرہ آ گیا جس سے وہ لمحہ بھر کے

Marfat.com

لئے جدا ہوئے۔

ایک درخت کی دائیں جانب سے گزرا تو دوسرا درخت کی بائیں سے گزرا معاً پھر وہ اکٹھے ہو گئے۔ ارشاد گرامی ہے اب جب تم دوبارہ اکٹھے ہوئے ہو تو پھر ایک دوسرے کو سلام کہو۔

سبحان اللہ!

اس سلام میں نہ معلوم کتنی برکات ہیں کہ اسے بار بار زبان سے ادا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ بار بار سلام کرنے سے اندرونی محبت والفت کا اظہار ہوتا ہے۔ کسی مسلم بھائی سے محبت کرنا معمولی نیکی نہیں اور یہ محبت صرف دین حق کے رشتہ کی وجہ سے ہے۔ یہ پیار فقط اس لئے کہ ہم ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ہماری زبان قلب وقالب کلمہ طیبہ کے ورد میں مگن ہے۔ اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی کے اسیر ہیں۔ اللہ کی رضا کے لئے یہ رشتہ معمولی نہیں۔ انشاء اللہ قیامت کے دن اسی نسبت اور تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ ملے گا اور جسے روز حشر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی مل جائے وہ بہت بڑا سعید ونیک بخت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دائمی انعامات کی جگہ جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان جب کسی مہم پر روانہ ہوتے اگر چلتے چلتے راستہ میں درخت حائل ہو گیا یا کوئی ٹیلہ آ گیا تو وہ کچھ دائیں اور کچھ بائیں چلتے اور جب وہ اس درخت یا ٹیلہ کو پیچھے چھوڑ کر پھر ملتے تو بعض بعض کو السلام علیکم کہتے۔

(زادالمعاد: ج:2، ص:377)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کو لے کر آئے وہ امن وسلامتی کا دین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو سدا سلامت دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنی امت کو

Marfat.com

ایسی تعلیمات سے سرفراز فرماتے ہیں جس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلامتی سے اس درجہ محبت ہے کہ اپنی امت کی زبان سے بکثرت سلامتی کا لفظ نکلنا دیکھنا چاہتے ہیں۔

درج بالا حدیث پر غور کیجئے چند مسلمان اکٹھے سفر کر رہے ہیں۔ راستہ میں درخت حائل ہو جاتا ہے دیوار آ جاتی ہے۔ اسے عبور کر کے جب پھر ملتے ہیں تو السلام علیکم کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہی وہ نور بھری تعلیمات ہیں جن کی بناء پر بھی اسلام کو باقی تمام ادیان پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔

سلام ہو اس پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہر لحہ سلامتی کا درس دیتے رہے۔

سلام ہو اس معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے خون کے پیاسوں کو سلامتی کا پیامبر بنا دیا۔

سلام ہو اللہ کے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی نگاہ کرم نے بیگانوں کو اس درجہ طیب وطاہر کر دیا کہ ان کی ہر ادا سے یگانگت کی مہک آتی ہے۔

راستے کا حق سلام کہنے والے کا جواب دینا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہاں بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہم آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں راستہ میں بیٹھنا ہی پڑے تو راستہ کا حق ادا کیا کرو۔ عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! راستہ کا حق کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

آنکھیں پست کرنا

تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا

السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام کی صورت میں دینا

امر بالمعروف ونھی عن المنکر

(جامع الاصول: ج:5، ص:635، رقم الحدیث:4398)

☆ اس حدیث پاک میں راستے پر بیٹھنے والے کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنا حق اس طرح ادا کرے کہ سلام کا جواب دیا کرے۔

اگر کوئی راہ چلتا ہوا مسافر گزرا اور اس نے السلام علیکم کہہ دیا تو راستہ میں بیٹھے ہوؤں پر لازم ہے کہ اس کا جواب وعلیکم السلام سے دیں۔ السلام علیکم کا جواب نہ دینا انتہائی بے مروتی ہے جس مومن کو سلام کا جواب نہ ملے گا اس کے دل میں طرح طرح کے خدشات جنم لیں گے اور وہ مختلف وساوس میں گرفتار ہوگا کبھی اسے خیال آئے گا کہ یہ آدمی تکبر سے بھرا ہوا ہے جس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یا یہ خیال آئے گا کہ یہ آدمی مجھے حقیر سمجھتا ہے مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ اس وجہ سے سلام کا جواب نہیں دیا تو ان پیش آنے والی تمام صورتوں کے تدارک کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حکم دے دیا کہ جو راستہ میں بیٹھا ہے اسے السلام علیکم کہنے والے کو وعلیکم السلام سے جواب دینا لازمی ضروری ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت برا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں بیٹھی ہوئی ایک قوم کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا:

اگر تم نے راستہ میں ضروری بیٹھنا ہے تو گم کردہ راہ کو راہ بتاؤ جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دو اور مظلوم کی مدد واعانت کرو۔

(سنن الدارمی: ج:3، ص:1737، رقم الحدیث:2697)

Marfat.com

☆ راستہ اور گزرگاہ میں بیٹھنا کوئی عمدہ کام نہیں لیکن اگر بامر مجبوری بیٹھنا پڑ جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تین کام کرنے ضروری ہیں۔

ان میں سے ایک السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام کے ساتھ دینا ہے۔

راستے میں بیٹھے ہوئے افراد کو اگر کوئی گزرنے والا السلام علیکم کہہ دے تو ان پر لازم ہے کہ اسے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ راستہ سے ہر کوئی گزرتا ہے۔ گزرگاہ سے گزرنے والے امیر بھی ہوتے ہیں اور غریب بھی۔ شناسا بھی ہوتے ہیں اور ناآشنا بھی تو ان میں سے جو بھی السلام علیکم کہے اس کا جواب وعلیکم السلام سے دینا ضروری ہے۔ جب بلا تفریق ہر مسلم کے سلام کا جواب دیا جائے گا تو اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ انسان کے اندر کبر کا مادہ ختم ہوتا جائے گا۔ وصف عاجزی نمایاں ہونا شروع ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ ایک مومن متواضع ہوگا وہ مومن جو پیکر تواضع ہو وہ اللہ الکریم کی رحمت جیت لیا کرتا ہے۔

سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

سوار پیدل چلنے والے کو السلام علیکم کہے پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو السلام علیکم کہے اور دو پیدل چلنے والوں میں جو السلام علیکم کہنے میں پہل کرے گا وہ افضل و برتر ہوگا۔

(تحفۃ الاشراف ج:9 ص:309 رقم الحدیث 12226)

☆ سوار کے دل میں برتری کا خیال آجاتا ہے اور پیدل چلنے والے افراد سے اپنے آپ کو برتر سمجھتا ہے حالانکہ اس میں برتری کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ دولت کی تقسیم الٰہی تقسیم ہے اللہ جسے چاہتا ہے اسے مال و دولت سے نوازتا ہے یہ تقسیم بلا امتیاز ہے۔ وہ دنیاوی مال اپنوں کو بھی دیتا ہے اور بیگانوں کو بھی دیتا ہے۔ نیک کو بھی دیتا ہے اور بد کو بھی دیتا ہے۔ فقط مال کی بنا پر اترانا یا برتری کا یک گونہ خیال اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام ببانگ دھل اعلان کرتا ہے۔ اسلام کی طرف سے بانی اسلام حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی طرف سے ایک سوار کو یہ ہدایات کہ وہ پیدل چلنے والے کو السلام علیکم کہنے میں پہل کرے۔ اس لئے کہ اس کے اندر تکبر کا مادہ تک پیدا نہ ہو اور وہ سراپا عجز بن کر اخوت کی لڑی میں پیوستہ ہو کر تقویٰ کی دولت سے آراستہ رہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے افراد زیادہ افراد کو سلام کریں۔

(صحیح البخاری: ج: 4، ص: 1961، رقم الحدیث: 6231)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے

پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور

تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

(صحیح مسلم: ج: 4، ص: 369، رقم الحدیث: 2160)

بچوں کو سلام کہنا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے انہیں السلام علیکم کہا اور ارشاد فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کہا کرتے تھے۔

(ریاض الصالحین: 604)

☆ بچوں کو السلام علیکم کہنا تواضع وانکساری کی اعلیٰ مثال ہے جس دین کے لانے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ شفیق ورحیم ہوں کہ بچوں کو بھی اپنی عنایات سے محروم نہ رکھیں تو ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے بلکہ اگر بس میں

Marfat.com

ہوتو ان کی ایک ایک خو مبارک پر کائنات قربان کر دی جائے۔ ان بچوں کے نصیبوں کو بھی سلام کرنے کو جی چاہتا ہے جنہیں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت بھرا جملہ ارشاد فرماتے ہوں گے۔ ہمارا ایمان اور وجدان کہتا ہے کہ جن جن بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم فرمایا وہ زندگی کی ہر منزل سے باامن وسلامتی گزرے ہوں گے بلکہ عالم آخرت کی تمام منزلیں سلامتی سے آراستہ ان کی منتظر ہیں۔

سلام کی اشاعت میں حضرت عبداللہ بن عمران رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کرتے تھے پس ان کے ہمراہ بازار جایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر کسی کباڑیے کے پاس ہوتا کسی تاجر کسی مسکین کے پاس سے ہوتا یا کسی کے پاس سے بھی ہوتا تو وہ سب السلام علیکم کہتے تھے۔

حضرت طفیل کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ بازار جانے کو کہا تو میں نے عرض کی آپ کے بازار جانے کا کیا فائدہ ہے؟ آپ کسی تاجر کے پاس نہیں ٹھہرتے نہ کسی سامان کے متعلق دریافت کرتے ہیں اور نہ اس کا بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اس لئے میں تو یہی کہتا ہوں۔ یہاں ہی تشریف رکھیں ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے جواباً (خوش طبعی کرتے ہوئے) فرمایا

اے پیٹ والے! (حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا) ہم تو صرف السلام علیکم کی اشاعت کے لئے بازار جاتے ہیں سو اس لئے ہمیں جو بھی ملتا ہے ہم اسے سلام کہتے ہیں۔ (الموطا امام مالک: ج:2، ص:733، رقم الحدیث:6)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے

Marfat.com

اور آپ کی خصوصی نظر کرم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا باطن کس درجہ پاک اور محبت سے لبریز ہو چکا تھا۔ وہ منڈی اور بازار کا رخ کرتے ہیں کس لئے؟ سودا سلف خریدنے کے لئے کوئی چیز فروخت کرنے کے لئے نہیں کسی چیز کا بھاؤ معلوم کرنے کے لئے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد مبارک پر عمل کرنے کے لئے افشو السلام اے میرے امتیو! السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔

یہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما اس ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہیں تو حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بازار جہاں اکثر انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ دنیا و متاع دنیا میں غرق ہو جاتے ہیں یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ وہاں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی اشاعت کرتے ہیں اور دنیا میں مگن لوگوں کو ان کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یاد کرواتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس امت کے کس درجہ خیر خواہ ہیں۔ وہ ہر آدمی کو سلامتی کی دعائیں دیتے ہیں۔ اس میں تفریق نہیں کہ یہ امیر ہیں یا غریب بڑا تاجر ہے چھابڑی فروش وہ بلا تفریق ہر ایک کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں جس کا مطلب واضح ہے کہ تم سلامت رہو اور حقیقی سلامتی اسے ہی نصیب ہے جس کا ایمان سلامت ہے اور جس کی نسبت غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلامت ہے۔ یہ کتنے منکسر المزاج اور متواضع بھی ہیں کہ مساکین و غرباء کو سلام کرتے ہیں۔ ان غرباء کو سلام کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان کے اندر تکبر کا مادہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ انکساری اور تواضع کی دولت سے مالا مال رہتا ہے اور جو خوش نصیب تکبر کے کوسوں دور اور تواضع و انکساری کا دلدادہ ہے اسے یقین رکھنا چاہئے کہ اس کا خالق و مالک اس سے راضی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو اپنی رضا کی سعادت سے لبریز فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی وفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سلام محبت بڑھانے کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں جب تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تم اسے کرو تو تم میں باہمی محبت پروان چڑھے۔

آپس میں السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔'

(ارواء الغلیل: ج: 3، ص: 237، رقم الحدیث: 777)

سنن ابن ماجہ میں یہی حدیث پاک قسم سے شروع ہوئی ہے۔

الفاظ مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

قسم ہے اس ذات کی یکتا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک تم کامل ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔

کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ آپس میں السلام علیکم کا خوب تبادلہ کرو۔

☆

بعض اوقات معمولی سی چیز کا نتیجہ بہت بڑا نکلتا ہے۔ زبان سے نکلا ہوا کوئی کلمہ ظاہراً معمولی ہوتا ہے لیکن اپنے اثرات کے اعتبار سے بہت دور تک چلا جاتا ہے۔ اسی طرح السلام علیکم کے بارے میں غور کیجئے۔ اس کے اثرات وثمرات کہاں تک جاتے ہیں۔ السلام علیکم کہنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے محبت کا ایسا

Marfat.com

بیج دل میں پیوست ہو جاتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے اور یہی محبت کمال ایمان کی نشانی ہے۔ اہل اسلام سے جس قدر انس ہوگا اس قدر ایمان میں قوت وتوانائی ہوگی اور یہی ایمان دخول جنت کا ذریعہ ہے اور جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرنے والا کبھی خائب وخاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کامیابی وکامرانی سے ہمکنار رہتا ہے۔ یہی وہ اسلام کی روح ہے جس سے اکثر احباب غافل ہیں۔ لہٰذا اس حدیث کی رو سے ثابت ہوا کہ وفا سلام کو پھیلانے میں ہے اور پھیلانا چاہے بازار میں ہو یا گھر میں ہو یا راستے میں ہو۔

سلام کرنے سے گناہوں کی مغفرت

صحابی بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے السلام علیکم کہنا اور اچھا کلام کرنا ہے۔

(صحیح ابن حبان: ج:2،ص:258، رقم الحدیث:504)

☆ قیامت کی ہولناکیوں کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قیامت کے خیال سے ہی بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ اس دن کامیاب وہ ہوگا جسے جنت نصیب ہوگی۔ یہی وہ جگہ ہے جس کے حصول کے لئے بڑی بڑی قربانی بھی دی جاتی ہے۔ تلواروں کی چھاؤں میں اور مصلیٰ پر طویل ساعتیں گزار دی جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس واطہر پر قربان جائیں کہ جن کی شفقتوں اور محبتوں نے اس منزل کو بھی آسان بنا دیا۔

اس حدیث میں دو ایسے عمل ارشاد فرمائے جن کے کرنے سے انسان پر اللہ تعالیٰ مغفرت کو واجب کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے مغفرت کو واجب کرے وہ بلاشک

Marfat.com

وشبہ جنتی ہے۔

(۱) بزل السلام

ہر مسلم بھائی کو السلام علیکم کہنا۔ ہر کلمہ گو بھائی کو سلام کہنا، سلام کہنے والے کے باطن کے پاک ہونے کی نشانی ہے وہ اپنے دل میں کسی کے خلاف نفرت کے جذبات نہیں رکھتا بلکہ اس کا دل اہل ایمان کی محبت سے لبریز ہوتا ہے وہ کہیں بھی بیٹھا ہو یا کسی سے بھی ہم کلام ہو محبت و پیار کے سوتے اس کی زبان سے پھوٹتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ اہل ایمان سے محبت رکھنے والا جنت کا مستحق ہے اور در جنت اسی کے لئے کشادہ ہے۔ لہٰذا جنت اس وقت ملے گی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہوگی اگر وفا نہیں ہوگی تو پھر جنت بھی تمہارے خوابوں سے اوپر ہے۔

سلام کی اشاعت دخول جنت کا سبب

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحمان کی عبادت کرو
السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو
اور کھانا کھلاؤ۔ جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

(صحیح ابن حبان: ج: 2، ص: 242، رقم الحدیث: 489)

☆ سبحان اللہ!

سلام کی اشاعت کرنے والا جنتی ہے اور سلام کی اشاعت کرنے والا پاک دل ہوا کرتا ہے اس کے باطن میں کسی کے خلاف نفرت کے جذبات نہیں ہوتے وہ حسد کینہ جیسی بیماریوں سے پاک ہوتا ہے اور تکبر سے کوسوں دور رہتا ہے اور اگر السلام علیکم کی اشاعت سے انسان میں عاجزی کا وصف آجائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عجز و انکساری کی نعمت عطا فرمائے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

(۱) السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو

(۲) کھانا کھلاؤ

(۳) تم بھائی بھائی بن جاؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

☆ سبحان اللہ!

اس حدیث پاک میں بھی سلام کی اشاعت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور اشاعت سلام اس وقت ہوگی جب اس پر عمل ہوگا۔ پھر جب اشاعت سلام پر عمل ہوگا تو پھر نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی اور آپس میں اخوت و بھائی چارہ پیدا ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے کہ جب میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔ اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی کرو اور رات کو قیام کرو یعنی صلاۃ تہجد ادا کرو اس حال میں کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (المستدرک الحاکم: ج:5، ص:179، رقم الحدیث:7256)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔

اے لوگو! السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔

Marfat.com

اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ

رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو صلاۃ تہجد ادا کرو۔

اللہ کی جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2485)

☆ ہر انسان اپنا چرچہ کرنے میں یہ سوچتا رہتا ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں کہ لوگ مجھے کچھ سمجھیں لیکن یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اسے کوئی پتہ نہیں کہ میرا آخر میں کیا بنے گا لیکن اس کے برعکس اگر کوئی شخص سلام کی اشاعت میں لگا رہتا ہے تو اسے پتہ ہے کہ جنت اس کا بدل ہے۔

سبحان اللہ: سلام کی اشاعت میں کس قدر اجر وثواب اور بدل ہے۔

سلام کی اشاعت سے جنت میں سلامتی کے ساتھ دخول

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جلدی سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بھاگے ان بھاگ کر جانے والوں میں سے میں بھی تھا۔

جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کے سامنے ظاہر ہوا تو میں نے جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور کسی کذاب کا چہرہ نہیں۔

سب سے پہلا ارشاد مبارک میں نے سنا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرما رہے تھے۔

السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو

کھانا کھلاؤ

صلہ رحمی کرو

اس وقت بھی نماز ادا کیا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں

Marfat.com

تو جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔

(المسند الجامع: ج:8،ص:333،رقم الحدیث:5891)

سلام کی اشاعت سے جنت کے بالا خانہ کا حصول

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں کچھ بالا خانے ایسے بھی ہیں کہ ان کا ظاہر اس کے باطن سے دیکھا جا سکتا ہے اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تیار کیا ہے ان خوش نصیب افراد کے لئے جو اس کے بندوں کو کھانا کھلائیں السلام علیکم کی خوب اشاعت کریں اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز تہجد ادا کریں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج:3،ص:301،رقم الحدیث:3466)

جنت کتنی حسین ہے اس کے محلات اس کے باغات، باغات کے نیچے جاری شیریں نہریں کتنے عمدہ ہیں لیکن ان میں سے کچھ ایسی اشیاء بھی ہوں گی جن کا حسن و جمال اس رنگ و نور میں ڈھلی ہوئی جنت میں بھی نمایاں ہوگا۔ ایسے محلات جو شفاف موتی سے بنے ہوں گے اندر بیٹھ کر باہر کا نظارہ ہوگا اور اندر کا حسین باطن کی دلفریبی چھن چھن کر باہر آ رہی ہوگی۔ یہ بلوریں محل ان افراد کے لئے ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کھانا کھلاتے ہیں۔ السلام علیکم کی خوب اشاعت کرتے ہیں اور تہجد کے عادی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو شریح نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے جو میرے لئے جنت کو واجب کر دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عمدہ کلام کرنا، السلام علیکم کہنا اور کھانا کھلانا۔

(الترغیب والترھیب: رقم الحدیث:3985)

Marfat.com

اہل قبور کو سلام کرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

انہیں تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہا کریں

"السلام علیکم اهل الدیار من المومنین و المسلمین و انا ان شاء الله بکم للاحقون نسئال الله لنا و لکم العافیة"

السلام علیکم اے مومن و مسلم اہل الدیار! انشاء اللہ ہم آپ سے ملنے والے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ج:2،ص:365، رقم الحدیث:975)

☆ جو اہل اسلام اس دنیا کو چھوڑ کر چلے گئے اور منوں مٹی کے نیچے دفن ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ زندہ رہنے والے اہل اسلام کو قبرستان جانے کا حکم ارشاد فرمایا: قبرستان جانے کا یہ حکم سرسری نہ تھا بلکہ تاکیدی حکم تھا۔

حدیث میں ہے۔

کنت نهیتکم عن زیارة القبور الا فزوروها

"میں نے تمہیں زیادرۃ قبور سے روکا تھا۔ خبردار اب قبور کی زیارت کیا کرو۔"

قبرستان پر ویسے ہی نہیں جانا بلکہ قبور پر جا کر "السلام علیکم" کہنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور پر جا کر السلام علیکم کہنے کا حکم دیا ہے۔ ان الفاظ سے زیادہ جس سے اس کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے۔ وہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب قبور کی طرف جاؤ تو السلام علیکم کہا کرو۔"

Marfat.com

اس حدیث کے عربی الفاظ میں کان کا ذکر آیا ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ تعلیم دیا کرتے تھے۔

دوسری اہم بات

السلام اسے کہا جاتا ہے جو جواب دے سکے اور جو جواب نہ دے سکے اسے السلام علیکم کا کیا فائدہ۔ تو اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوئی کہ جب اہل ایمان قبور پر جا کر السلام علیکم کہتے ہیں تو اہل قبور باذن اللہ وبتوفیقہ اس اسلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب دل ہو تو وہ السلام علیکم کے جواب کو سن بھی لیا کرتا ہے۔

سنئے

شیخ جلیل ابوالحسن التمار رضی اللہ عنہ مشہد حسینی میں زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے جب آپ تربت مبارکہ جاتے تو کہتے۔

السلام علیکم

وہ مزار پُرانوار سے جواب سنتے

وعليك السلام يا ابا الحسن .

ایک دن وہ حاضر آئے انہوں نے السلام علیکم کہا۔

تو سلام کا جواب نہ سنا۔ زیارت کی اور واپس چلے گئے پھر دوسرے دن آئے اور السلام علیکم کہا تو اندر سے سلام کا جواب سن لیا۔ انہوں نے عرض کی یا سیدی! کل میں حاضر ہوا تھا السلام علیکم کہا تھا اس کا جواب نہیں سنا۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مزار پُرانوار سے جواب دیا۔

اے ابوالحسن! معذرت! کل میں اپنے نانا جان سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے تیرا سلام سنا ہی نہیں۔ (نورالابصار: 205)

یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جو اپنے اپنے مزارات میں زندہ وجاوید ہیں وہ سلام کا

Marfat.com

جواب دیتے ہیں اور اصل ایمان ان کے جواب کو کانوں سے سنا کرتے ہیں پھر ان ہستیوں کی بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری ہوا کرتی ہے۔

اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کا کیف لیا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کے فیضان سے اپنے اپنے مزارات کو مزید پُر انوار بناتے ہیں۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت سنئے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

میں اپنے اس گھر میں داخل ہوا کرتی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یعنی (روضہ اقدس) اس حال میں کہ میں پردہ نہ کیا کرتی اور میں کہتی یہ میرے سرتاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ میرے ابا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ ذوالجلال کی قسم! میں جب بھی اس حجرے میں داخل ہوئی تو پردہ کر کے داخل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ج:1 ص:554، رقم الحدیث: 1771)

یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا طرز عمل ہے۔ آپؓ نے پوری امت کو راہ ہدایت بتایا کہ جو قبور میں چلے جاتے ہیں وہ عدم محض نہیں ہو جاتے بلکہ جیسے ان کا رتبہ و مقام ہے ویسے ہی وہ زندہ و جاوید ہیں۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدفون رہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے روک ٹوک اس حجرہ مبارکہ میں داخل ہو جاتیں اور فرماتیں ایک اللہ تعالیٰ کے پیارے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے میرے ابا جان ہیں۔ دونوں سے پردہ کیسا؟ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ دفن ہو جاتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا باپردہ داخل ہوتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔

اہل قبور اپنی اپنی شان کے مطابق زندہ ہیں تو جو بھی ان کو السلام علیکم کہے گا تو یہ

Marfat.com

انشاء اللہ جواب سے نوازیں گے کیونکہ سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا ضروری ہوا کرتا ہے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

جب بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو عباد اللہ سے اہل رحمت اس کا استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں خوشخبری لانے والے کا استقبال کیا جاتا ہے تو وہ عبادہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اس سے پوچھیں تو ان میں سے بعض بعض سے کہتے ہیں اپنے بھائی کو کچھ مہلت دے دو یہاں تک کہ استراحت کرے کیونکہ یہ (دنیا میں) کرب میں تھا۔

پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس سے سوالات کرتے ہیں۔

فلاں مرد کا کیا حال ہے؟ فلاں عورت کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے شادی کر لی؟ جب وہ اس آدمی کے بارے میں اس سے پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہو تو وہ ان کو کہتا ہے اس کا انتقال ہو چکا ہے تو وہ کہتے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون!

اسے اس کی اصل الھادیہ (جہنم) لے جایا گیا ہے۔ جہنم کتنی بری ام ہے اور کتنی بری مربیہ ہے۔

فرمایا ان (اہل قبور) پر ان (دنیا والوں) کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں جب وہ کسی کے اچھے اعمال دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور (اس کے قریبی رشتہ دار کو) مبارک دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اے اللہ! یہ اعمال صالحہ تیری نعمت ہیں۔ تیرے بندے اس پر اپنی نعمت کو مکمل کر دے۔

اور جب برے اعمال دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں۔

اے اللہ! اپنے بندے کو توبہ کی توفیق دے کر اس کی توبہ قبول فرما۔

(مسند الامام احمد: ج:10، ص:532، رقم الحدیث:12619)

Marfat.com

اس حدیث پاک میں غور کیجئے کہ اہل قبور پر زندہ لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر عمل اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور مبارکبادیں دیتے ہیں تو اب بتائیے اہل قبور کو السلام علیکم کہنا عمل صالح ہے یا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنا اس سے بڑھ کر عمل صالح اور کیا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے کہ اہل قبور کو السلام علیکم کہو اور جب انہیں السلام علیکم کہا جاتا ہوگا تو وہ ضرور سنتے ہوں گے۔ سنتے ہی نہیں بلکہ خوش ہوتے ہوں گے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیتے ہوں گے اور پھر اس بندہ مومن کو سلام کا جواب بھی دیتے ہوں گے کیونکہ یہاں سلام کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے بعض نواحی میں گئے ہم پہاڑوں اور درختوں کے درمیان سے گزرے، ہم جس بھی درخت اور پہاڑ سے گزرتے وہ کہتا

السلام علیك یا رسول اللہ

(سنن الدارمی: ج: 1 ص: 287، رقم الحدیث: 22)

شریعت اسلامیہ میں سلام کہنا سنت ہے لیکن سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ اب کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام عرض کریں اور وہ جواب نہ دیں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے امتی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے اور محبت و پیار سے سلام عرض کرے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ جواب دیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ جواب تو اپنے کانوں سے سن لے اور جس دن پہ کرم ہو گیا تیرے مقدر کا ستارہ اوج ثریا سے بلند ہوگا۔

Marfat.com

سنیے! عارف باللہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک دن میں نے پکارا!

یارسول اللہ!

آواز آئی لبیک (اے میرے غلام میں موجود ہوں)

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از نور بخش توکلی ص: 327)

حضور ﷺ سلام کا جواب خود دیتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد: ج:2، ص:175، رقم الحدیث: 2041)

☆ وہ امتی کتنا نصیبوں والا ہے جسے بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کا جواب آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو سلامتی کی دعا دیں یقیناً وہ دونوں جہاں میں سلامت رہے گا۔ دنیا کی آفات سے دنیاوی پریشانیوں سے سلامت رہے گا۔ وقت نزاع تکالیف سے یوں سلامت رہے گا کہ اپنا ایمان سلامت لے جائے گا اور پھر میدان حشر میں قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ مامون رکھے گا اور جو قیامت کی ہولناکیوں سے بچ گیا وہ نجات ابدی پا گیا۔ اے میرے مسلم بھائی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بڑی محبت و پیار سے اور ایمان و یقین سے اپنے دل کو حاضر کر کے اپنی زبان سے ادا کر دے۔

السلام علیک یارسول اللہ

تو دیکھ مدینے کے تاجدار سے جواب آئے گا اور جب وہ وہاں سے جواب آ گیا تو دونوں جہاں کے بگڑے مقدر سنور جائیں گے۔ صرف اب نہیں بلکہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کر

Marfat.com

دے۔ یہ نذرانہ کل قیامت کو کام آئے گا اور تیری ابدی سعادتوں کا ضامن ہوگا۔

مسلمانو!

توجہ فرمائیے کہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے کہ سلام کی اشاعت کی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے کہ سلام کو عام کیا جائے بے ہودہ سلام کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہ بے ہودہ سلام کوئی اصل نہیں اگر انگریزی زبان کی بات ہے تو شریعت نے یہ بھی چھوٹ دی ہوتی کہ نماز میں انگلش میں قرأت کرلو۔ ایسی چھوٹ ہرگز نہیں دی گئی کیونکہ عربی میں جیسے قرآن ہے ویسے پڑھنا ضروری ہے۔ لہٰذا جو سلام عربی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت ہے وہی عام کرنا ہے نہ کہ گڈ مارننگ۔ گڈ آفٹرنون۔ گڈ نائٹ وغیرہ۔ لہٰذا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا اور جنت مقدر بن جائے گی جو کہ احادیث سے ثابت ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

صبر میں وفا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صبر میں وفا یہ ہے کہ صبر کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ تاکید کی اور فرمایا

اتقی اللہ واصبری

اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔

صبر ایک مومن کا وصف جمیل ہے اور قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی سعادت ہے۔ جس کے بازوں میں قوت وطاقت ہو اور وہ کسی غلطی کرنے والے کی سزا بھی معاف کر سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصائب رنج والم پہنچتے ہیں تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مرد مومن کو اللہ تعالیٰ نے وسیع کرم نوازیوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔

اہل ایمان کی ساری زندگی جہاد سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ ظاہری دشمن کے خلاف جہاد کرتا ہے اور خواہشات نفس کے خلاف بھی جہاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ظاہری دشمن کے وار سے بھی بچتا ہے اور باطنی دشمن کے کید ومکر سے اپنا دامن بچاتا ہے۔ یہی بندہ مومن ساری زندگی شکر وصبر کا پیکر کار رہتا ہے اگر انعام ہے شکر کرنا اور اگر آزمائش آ جائے تو صبر کا دامن تھام لیتا ہے۔ اگر خوشحالی ہو تو شکر بجالاتا ہے اور اگر تنگدستی آجائے تو صبر کا پیکر بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ ہمارا پیارا پیارا خالق کائنات ہو جائے تو یہ بات ہے ہی نہیں کہ انسان بے صبرا بنے۔

افسوس ان لوگوں پر جب ان پر کوئی تکلیف یا پریشانی آتی ہے تو اس کا واویلا کرتے

Marfat.com

ہیں۔لوگوں کو سناتے پھرتے ہیں۔بعض اوقات تو کفریہ کلمات بھی کہہ دیتے ہیں۔اگر ان کے رزق میں تنگی ہے تو بے صبرے بنتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہم سے کون سا گناہ سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے رزق میں تنگی ہے۔اگر ان کا کوئی عزیز چلا جائے تو بے صبرے بنتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ یہ شخص کس کی طرف جا رہا ہے۔کس سے ملاقات وزیارت کرنے جا رہا ہے۔ارے وہ تو اپنے پیارے پیارے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے وعدے کو سچا کر کے جا رہا ہے۔ارے وہ تو اپنے پیارے حبیب مریضوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے قبر میں جا رہا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا۔

چھوڑ دو رخصت کرو مجھے دنیا کی لذتوں سے

اسی لئے تو مرا تھا کہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہونے والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کرنے کی تاکید ارشاد فرمائی تو صبر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو کیونکہ صبر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا ہے چونکہ انسان پر مصائب وآلام آتے رہتے ہیں۔یہ دنیا دارالسرور نہیں ہے پریشانیاں اس جہاں کا خاصہ ہیں۔اہل ایمان ان تکالیف سے گھبراتے ہیں وہ صبر کرتے ہیں پھر صبر صبر میں فرق ہے۔کسی نے تکلیف کی ابتداء میں صبر کیا،حقیقی صبر بھی یہی ہے اس پر وعدہ جنت ہے ورنہ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے صبر آتا جاتا ہے۔صدمہ آتے ہی صبر کا دامن نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ کی رضا اس کی خوشنودی اور اس کے حق بندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر کیا جائے تو خالق کائنات کا وعدہ ہے جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔

لہٰذا مسلمانو!حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صبر میں وفا کرو اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا اور جنت بھی تمہارا مقدر بنے گی۔

صبر کرنے کے بارے میں قرآن مجید شاہد ہے کہ خالق کائنات نے کس طرح صبر

Marfat.com

کی تاکید ارشاد فرمائی جو کہ چند آیات کریمہ سے ان کا ثبوت عرض کروں گا پھر احادیث مبارکہ سے اس کی وضاحت عرض کروں گا۔

آیت نمبرا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۠ (آل عمران: 200)

اے ایمان والو! فی نفسہ صبر کرو اور لوگوں کی زیادتیوں پر صبر کرو اور اپنے نفسوں اور اپنی سرحدوں کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔

صبر کا معنی

لغوی معنی

صبر کے لغوی معنی ہیں تنگی میں کسی چیز کو روکنا۔

صبرت الدابۃ کا معنی ہے میں نے بغیر دانے اور چارہ کے سواری کو روک لیا۔

شرعی معنی

عقل اور شرح کے تقاضوں کے مطابق نفس کو روکنا اور پابند کرنا صبر ایک جنس اور اس کی کئی انواع ہیں، مصیبت پہنچنے پر نفس کو جزع وفزع یعنی بے قراری اور چیخ و پکار سے روکنا صبر ہے اور اس کے مقابلہ میں جزع اور فزع ہے اور جنگ کے وقت نفس کو بزدلی سے روکنا صبر ہے اس کو شجاعت کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں بزدلی ہے۔ عبادات میں مشقتوں کو برداشت کرنا اور غضب، شہوت اور حرص وطمع کی تحریک کے وقت اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی سے روکنا بھی صبر ہے اس کو اطاعت کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں فسق وفجور ہے۔ (مفردات الفاظ القرآن ص: 273، مطبوعہ المکتبہ المرتضویہ ایران 1362ھ)

مصیبت کے وقت نفس کو جزع اور فزع سے روکنے کے متعلق یہ حدیث ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک

Marfat.com

عورت کے قریب سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو اس نے کہا ایک طرف ہٹو۔ تم کو میری طرح مصیبت نہیں پہنچی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی وہاں اس نے کوئی دربان نہیں پایا۔ اس نے کہا میں نے آپ کو آپ صلی اللہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہلی بار صدمہ (یا مصیبت) پہنچے اسی وقت (نفس کو روکنا) صبر ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1283)

کفار سے جنگ کے وقت اپنے نفس کو بزدلی سے روکنے کے متعلق یہ حدیث ہے۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے ایک دن انتظار کیا حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی توقع نہ کرو اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو اور جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر کرو (یعنی بزدلی نہ کرو) اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1877)

عبادت کی مشقت کو برداشت کرنے کے متعلق یہ حدیث ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس دن سورج گرہن ہوا اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے۔ آپ نے اپنی قمیض پہنی اور چادر اوڑھی، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں بہت لمبا قیام کیا۔ پھر آپ نے رکوع کیا میں نے دیکھا کہ ایک عورت مجھ سے عمر میں بڑی تھی اور وہ کھڑی ہوئی تھی اور ایک عورت میری بہ نسبت بیمار تھی وہ بھی قیام میں تھی۔ تو میں نے دل میں کہا میں تمہاری بہ نسبت زیادہ حقدار ہوں کہ طول قیام کی مشقت برداشت پر صبر کروں۔ (مسند احمد: ج:6، ص:349)

حرص، غضب اور شہوت کے تقاضوں پر صبر کرنے کے متعلق یہ حدیث ہے۔

حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر ایک رات کو اس سے جماع کر لیا۔ صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلمہ! تم نے یہ کام کیا؟ میں نے دو مرتبہ عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھ سے تقصیر ہو گئی اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر صابر ہوں۔ آپ کو جو اللہ تعالیٰ فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم دیجئے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2213)

صابروا کا لغوی معنی اور صبر اور مصابرہ میں فرق

علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی متوفی 1205ھ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا.

اس آیت میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف انتقال ہے، صبر مصابرہ سے کم ہے اور مصابرہ مرابطہ سے کم ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ

اصبروا کا معنی ہے اپنے نفوس کے ساتھ صبر کرو اور صابروا کا معنی ہے۔ مصیبتوں پر اپنے دلوں میں اللہ پر صبر کرو اور رابطوا کا معنی ہے۔ اپنے اسرار کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ رکھو اور ایک قول یہ ہے کہ

اصبروا کا معنی ہے اللہ تعالیٰ میں صبر کرو اور صابروا کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کرو اور رابطوا کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ رکھو۔

(تاج العروس: ج:3، ص:324، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

قدرتی مصائب مثلاً مرض، فقر، قحط اور خوف پر ضبط نفس کرنا صبر ہے اور کسی دوسرے شخص کی ناپسندیدہ باتوں، زیادتیوں اور ایذا رسانیوں پر ضبط نفس کرنا اور اس سے

Marfat.com

انتقام نہ لینا مصابرہ ہے۔ سوانسان کو اپنے گھر والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی طرف سے جو ایذائیں پہنچتی ہیں ان پر ضبط نفس کرنا اور ان سے بدلہ نہ لینا مصابرہ ہے۔ اس لئے اصبروا کا معنی ہے قدرتی مصائب پر صبر کرو اور صابروا کا معنی ہے دوسروں کی ایذا رسانیوں پر ضبط نفس اور صبر کرو۔ (تفسیر کبیر ج:3،ص:128 مطبوعہ دارالفکر بیروت 1398ھ)

مصابرہ کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے دن تقسیم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیئے اور عینیہ کو بھی اتنے ہی اونٹ دیئے اور عرب کے بعض شرفاء کو بھی آپ نے کچھ عطا فرمایا اور ان کو بھی ترجیح دی۔ ایک شخص نے کہا خدا کی قسم اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا اور نہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ میں نے کہا بہ خدا میں اس بات کی ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا پھر میں نے جا کر آپ کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ اور رسول عدل نہ کریں تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت دی گئی۔ انہوں نے اس پر صبر کیا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث:1062)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مشرکین کو معاف کر دیتے ہیں اور ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: رقم الحدیث:6207)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کوئی ناگوار چیز دیکھے وہ اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا اور مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث:1849)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں دریافت کرتے کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مومن کے حال پر تعجب ہوتا ہے۔اس کا ہر حال خیر ہے اگر اس کو کوئی پسندیدہ چیز ملے اور وہ اس اللہ تعالیٰ کی حمد کرے تو یہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر کوئی ناگوار چیز ملے اور وہ اس پر صبر کرے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے اور مومن کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔

جس کا ہر حال خیر ہو۔(صحیح مسلم رقم الحدیث:2999)

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (البقرہ: 153)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

☆ اس آیت میں دو وجوہوں سے صبر کا حکم دیا ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ کعبہ قبلہ بنانے پر یہودی اعتراضات کرتے تھے اور مسلمانوں کو طعنے دیتے تھے اس سے جو مسلمانوں کو اذیت پہنچی تھی اس پر صبر کرنے کا حکم دیا۔دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم ہر قسم کی عبادات کو بجالانے کے حکم کو متضمن ہے اور عبادات میں جو مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اس پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلی آیت میں شکر کرنے کا حکم دیا ہے اور نعمت ملنے پر شکر کیا جاتا ہے۔سو اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ جس طرح نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا لازم ہے اسی طرح نعمت زائل ہونے پر صبر کرنا واجب ہے۔

Marfat.com

صبر کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ مصائب ٹوٹنے پر صبر کے ساتھ ساتھ نماز سے بھی مدد حاصل ہوتی ہے۔

امام احمد اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مصیبت پہنچتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے۔

(مسند احمد: ج:5، ص:388، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت: 1389ھ)

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ۝

(البقرہ:45)

اور صبر اور نماز (کے ذریعہ) سے مدد حاصل کرو اور بے شک نماز ضرور دشوار ہے سوا ان لوگوں کے جو (اللہ کی طرف) جھکنے والے ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں صبر کرنے کے بارے میں بہت زور دیا ہے۔ کیونکہ صبر سے انسان کو اجر ملتا ہے اور صبر ہی ایک ایسا فعل ہے جس کی وجہ سے انسان کو رضا الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ۝

(البقرہ: 155، 156)

''اور البتہ ہم تم کو کچھ ڈر بھوک اور (تمہارے) مالوں، جانوں اور پھلوں میں ضرور مبتلا کریں گے اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے جن کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

Marfat.com

☆ خوف سے مراد دشمنوں کا خوف ہے۔ بھوک سے مراد قحط ہے۔ مالوں کے نقصان سے مراد مویشیوں کا مرجانا۔ حادثاتی طور پر فصلوں کا تباہ ہو جانا اور گاڑیوں کا ٹکراؤ سے برباد ہو جانا ہے۔ روپے پیسے وغیرہ کا لٹا جانا بھی اس میں شامل ہے۔ جانوں کے نقصان سے مراد دوستوں اور رشتہ داروں کی موت ہے اور ثمرات کے نقصان سے مراد اولاد کی موت ہے، اولاد پر ثمرات کا طلاق مجاز مشہور ہے۔

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کر لی، وہ کہتے ہیں، ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے دل کے ثمرہ پر قبضہ کر لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے (اس پر) کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندہ کے لئے جنت میں اور گھر بنادو اور اس کا نام بیت الحمد ہے۔ (جامع ترمذی: ص: 166، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

دنیا میں جو حادثات اور قدرتی آفات سے جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے۔

دوسری قسم مکافات عمل اور کفارۂ ذنوب ہے۔

کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو کسی جانی اور مالی نقصان سے دوچار کیا ہوتا ہے اور وہ شخص اس پر صبر کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ لیتا ہے اور اس کو بھی جانی اور مالی نقصان میں مبتلا کر دیتا ہے اور بعض اوقات یہ جانی اور مالی نقصان آدمی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں اور اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے یا وہ بالکل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو جب بھی کانٹا چبھنے کی یا اس سے بھی

Marfat.com

کم کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو جب بھی کوئی تھکاوٹ یا جسمانی درد لاحق ہوتا یا کوئی غم پیش آتا ہے یا کوئی بیماری لگتی ہے یا کسی چیز کا اندیشہ اور خوف دامن گیر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (جامع ترمذی: ص 158)

☆ آگے فرمایا ان صبر والوں کو بشارت دیجئے۔

صبر کے معنی چونکہ روکنا اور کسی چیز کو برداشت کرنا، حرام اور فحش کاموں کی ترغیب اور تحریک کے وقت اپنے نفس کو گناہ سے روکنا صبر ہے۔

فرائض وواجبات اور سنن کی ادائیگی میں مشقت برداشت کرنا اور نفس کو آرام طلبی اور عبادت نہ کرنے سے روکنا بھی صبر ہے۔ لوگوں کی اذیت رسانی پر اپنے آپ کو انتقام لینے سے روکنا بھی صبر ہے اور مصیبت پہنچنے پر واویلا کرنے اور شکوہ اور شکایت کرنے سے خود کو روکنا بھی صبر ہے اور اس آیت میں یہی مراد ہے۔

جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچے یا اس سے کوئی نعمت چلی جائے تو وہ اس پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے مقابلہ میں لاکھوں نعمتیں اس کو دی ہوئی ہیں۔ اگر یہ ایک نعمت جاتی رہی تو کیا فرق ہے اور اس کی دی ہوئی اور لاکھوں نعمتیں موجود ہیں۔ پھر جب اس نے خود ہی ایک نعمت [illegible] اس سے چلے جانا ہے تو ایک نعمت کے چلے جانے سے [illegible] پڑے گا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے بدن یا مال یا اولاد میں کوئی مصیبت بھیجتا ہوں پھر وہ اس پر صبر جمیل

Marfat.com

کرتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم کرنے یا اس کا نامۂ اعمال کھولنے سے حیا کرتا ہوں۔ (کامل ابن عدی)

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل (علیہ السلام) اس شخص کی جزا کیا ہے جس کی بینائی کو میں سلب کرلوں اور وہ اس پر صبر کرے؟

انہوں نے کہا: اے اللہ! تو پاک ہے۔ ہمیں صرف اس چیز کا علم ہے جس کا تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس کی جزا میرے گھر میں ہمیشہ رہنا ہے اور میرا دیدار کرنا ہے۔ (صحیح بخاری، معجم اوسط، کامل ابن عدی، ابویعلیٰ)

امام مالک ''موطا'' میں حضرات ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کو کسی مصیبت میں مبتلا کردوں اور وہ اس پر صبر کرے اور اپنے عبادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں اور جب میں اس کو صحت مند کرتا ہوں تو اس کا کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اس کو وفات دیدوں تو میری رحمت کی طرف ہے۔

(احیاء العلوم ج:4، ص:422، مطبوعہ دار الخیر بیروت 1413ھ)

آیت نمبر ۵: قرآن مجید میں ہے

''اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝'' (الزمر: 10)

صرف صبر کرنے والوں کو ہی ان کا پورا پورا بے حساب اجر دیا جائے گا۔

صبر کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ

نفس کو شریعت اور عقل کے تقاضوں پر جمائے رکھنا۔

اختلاف مواقع کے اعتبار سے اس کے مختلف معانی ہیں۔

(۱) کسی مصیبت یا غم کے برداشت کرنے کو صبر کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں

Marfat.com

ہے ماتم کرنا واویلا کرنا، نوحہ کرنا، رونا، پیٹنا بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرنا۔

(۲) میدان جنگ میں بہادری کے ساتھ ثابت قدم رہنے کو بھی صبر کہتے ہیں اس کے مقابلہ میں ہے بزدلی۔

(۳) عبادت کی مشقت پر اپنے نفس کو جمائے رکھنا اس کے مقابلے میں معصیت اور نافرمانی ہے۔

(۴) غلبہ شہوت کے وقت اپنے آپ کو گناہ سے روکنا، اس کے مقابلہ میں فحشاء اور فسق وفجور ہے۔

(۵) غلبہ، غضب کے وقت اپنے آپ کو زیادتی سے روکنا، اس کے مقابلہ میں عروان اور سرکشی ہے۔

(٦) صبر کا ایک معنی روزہ بھی ہے یعنی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے نفس کو کھانے پینے اور عمل زوجیت سے روکے رکھنا، اس کے مقابلہ میں افطار ہے۔

حدیث میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر کے مہینہ کے روزے اور ہر ماہ کے تین روزے سینہ کے کینہ اور غصہ کو دور کر دیتے ہیں۔ (مسند البزار: رقم الحدیث: 1054)

صبر کا بے حساب اجر عطا فرمانے کی وجہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت حساب سے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو حساب سے اجر دے گا۔

مثلاً اس کی زکوٰۃ 255 روپے بنتی ہے تو وہ 255 روپے ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے گا 256 روپے نہیں دے گا اور اس کے صدقہ فطر 31 روپے بنتا ہے تو وہ 31 روپے ہی دے گا۔ 32 روپے نہیں دے گا۔ اس کے ذمہ ایک جانور کی قربانی ہے تو وہ

Marfat.com

ایک جانور ہی کی قربانی کرے گا دو جانوروں کی قربانی نہیں کرے گا۔ وہ پانچ وقت کی فرض نمازیں ہی پڑھے گا۔ اس سے زائد نمازیں نہیں پڑھے گا۔ اسی طرح ایک ماہ کے فرض روزے ہی رکھے گا اس سے زیادہ روزے نہیں رکھے گا۔ صرف ایک حج ادا کرے گا اس کے بعد حج نہیں کرے گا۔ سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت حساب سے کرے گا وہ اس کو حساب سے اجر دے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت بے حساب کرے گا اس کو وہ بے حساب اجر دے گا۔

وہ زکوٰۃ، نماز، روزہ اور حج میں حساب نہیں رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا رہے گا اور اس کی عبادت کرتا رہے گا خواہ مقدار فرض سے کسی قدر زیادہ ادا ہو جائے۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے اس کا یہ معنی بیان کیا کہ

اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے استحقاق عبادت کے لحاظ سے اجر دیتا تو یہ حساب سے اجر ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے فضل سے اجر عطا فرمائے گا اور اس کا فضل بے حساب ہے۔ اس لئے وہ بے حساب اجر دے گا۔

(تفسیر کبیر ج: 9، ص: 431، دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

صبر پر اجر کے متعلق چند احادیث مبارکہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس مسلمان پر بھی کوئی مصیبت آئے اور کہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف بی لی خیرا منھا

اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما۔

تو اللہ تعالیٰ کو اس فوت شدہ چیز سے بہتر چیز عطا فرمائے گا۔ سو جب (میرے شوہر) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا مسلمانوں میں ابو سلمہ سے بہتر کون

Marfat.com

ہو گا؟ انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کرا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاتم بن ابی بلتعہ کے ذریعہ مجھے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے عرض کیا میری ایک بیٹی بھی ہے اور میں بہت غیرت والی ہوں۔ آپ نے فرمایا رہی تمہاری بیٹی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ وہ اس سے مستغنی کر دے۔ اور رہی تمہاری غیرت تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری غیرت کو دور کر دے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 918)

☆ یحییٰ بن وثاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معمر صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان لوگوں سے مل جل کر رہتا ہو اور ان کی پہنچائی ہوئی اذیتوں پر صبر کرتا ہو وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے مل جل کر نہیں رہتا اور ان کی دی ہوئی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث 2507)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا

ایمان صبر اور سخاوت ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں پر صبر کرنا اور اس کے فرائض کو ادا کرنا۔ شعب الایمان، ج: 7، ص: 122)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے دو نصف ہیں: نصف صبر ہے اور نصف شکر ہے۔ (شعب الایمان: رقم الحدیث: 9715)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب اہل عافیت مصائب پر صبر کرنے والوں کا اجر و ثواب دیکھیں گے تو یہ تمنا کریں گے کاش! دنیا میں ان کی کھال کو قینچی کے ساتھ کاٹ دیا جاتا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2402)

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن شہد کو لایا جائے گا اور اس کو حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا پھر ان کو لایا جائے گا جنہوں نے دنیا میں مصائب پر صبر کیا تھا ان کے لئے میزان کو قائم کیا جائے گا نہ ان کا دفتر عمل کھولا جائے گا۔ پھر ان کا اجر اس قدر انڈیلا جائے گا حتیٰ کہ اہل عافیت حشر کے دن یہ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے جسم کو قینچی کے ساتھ کاٹ ڈالا جاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو بہت اچھا ثواب عطا فرمائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:3، ص: 91، طبع قدیم دار الکتاب العربی 1407ھ)

آیت نمبر ۶: قرآن مجید ہے:

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (البقرۃ: 177)

اور تکلیف اور سختی میں اور جہاد کی مشقت میں صبر کرنے والے۔ یہی سچے لوگ ہیں اور یہی متقی ہیں۔

☆ یہ آیت تمام لوگوں کے حق میں عام ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمومی خطاب فرمایا ہے۔ جب کسی ناگہانی مصیبت سے آدمی فقر میں مبتلا ہو جائے یا مرض طاری ہونے یا اپنے بچوں کی موت سے غم میں مبتلا ہو جائے یا معرکہ جہاد میں شدت میں مبتلا ہو جائے تو ان حالات میں صبر کرنا نصف ایمان ہے کیونکہ صبر کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص قضاو قدر پر راضی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتا ہے۔

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (الشوریٰ: 43)

اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو بے شک یہ ضرور ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

☆ یعنی جس نے اذیت اور تکلیف برداشت کرنے پر صبر کیا اور اس کو معاف کر دیا

Marfat.com

جس نے اس کے اوپر ظلم کیا تھا اور اس سے بدلہ نہیں لیا اور اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو اس کا یہ صبر کرنا، عزائم امور سے بہتر ہے اور یہ ایسا کام ہے جس کا بندہ کو عزم کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایسا کام ہے جس کی دنیا میں تعریف اور تحسین کی جاتی ہے اور آخرت میں اس پر اجر عظیم ملتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

فعز الله لي: اللہ نے میرے لئے قوت اور صبر کو پیدا کر دیا۔

(صحیح مسلم الجنائز: 5)

اور عزم کا معنی ہے کوشش کرنا اور عزم کا معنی ہے تم نے اپنے دل میں جس کام کی گرہ باندھ لی اور عزم کا معنی ہے تم سے کسی کام کو کرنے کی قسم کھالی ''اولوالعزم من الرسل'' کا معنی ہے: وہ رسول جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کا عزم کیا۔

تفسیر میں ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اولوالعزم رسل ہیں۔

اور عزم کا معنی صبر ہے۔

حدیث میں ہے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''فلما اصابنا البلاء اعتز منا ذالك''

ہم پر جب مصیبت آئی تو ہم نے اس پر عزم کیا یعنی صبر کیا اور اس کی مصیبت کو برداشت کیا۔

(لسان العرب ج: 10، ص: 140، دار صادر بیروت 2003ء)

<u>آیت نمبر ۸</u>: قرآن مجید میں ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا

Marfat.com

اَخْبَارَکُمْ ○ (محمد: 31)

اور ہم ضرور تم کو امتحان میں ڈالیں گے حتیٰ کہ تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو ظاہر کردیں اور تمہاری خبروں کو پرکھ لیں گے۔

☆ یعنی ہر چند کہ ہمیں تمام کاموں کے انجام کا علم ہے۔اس کے باوجود ہم تم پر حجت قائم کرنے کے لئے اور سب پر ظاہر کرنے کے لئے تم کو احکام شرعیہ کا مکلف کر کے آزمائیں گے اور تمہارے ساتھ وہ معاملہ کریں گے جو ایک آزمانے والا دوسرے کے ساتھ کرتا ہے اور تم میں سے صبر کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کو دوسروں سے الگ کرلیں گے اور اسی بناء پر جزاء اور سزا کا معاملہ کریں گے اور تمہاری خبروں کو ظاہر کریں گے۔

صبر انسان کا اس وقت قابل لائق اور مبارکباد ہوتا ہے جب اس پر کوئی مصیبت یا رنج والم کا کوئی سماں آئے تو فی الفور وہ صبر کرے پھر کیونکہ اس کے بعد جب انسان سے کچھ ہوتا ہی نہیں تو صبر کرتا ہے تو ایسے صبر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔فائدہ اس وقت تھا جب صبر کرنے کا مقام آیا تو اس نے صبر کیا اگر وقت گزار دیا مجبوری کی وجہ سے چپ رہا بعد میں تو یہ صبر نہیں ہے بلکہ یہ تو مجبوری کا نام شکریہ ہے۔

☆ ان تمام آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ صبر کرنا یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ زندگی کی بقاء بھی اسی میں ہے بلکہ فنا بھی اسی میں ہونی چاہئے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

صبر ضیاء ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو ایمان کا حصہ ہے۔الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ، اور الحمد للہ یہ دونوں زمین و آسمان کے مابین کو بھر دیتے ہیں، نماز نور

Marfat.com

ہے، صدقہ برہان ہے، صبر روشنی ہے۔ قرآن کریم (اگر تو اس پر عمل کرتو) تیرے حق میں حجت ہے یا (اگر تو اس کی مخالفت کرے تو) تیرے خلاف حجت ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ج: 1 ص: 166، رقم الحدیث: 280)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو شطر الایمان ہے۔ الحمد للہ میزان تو بھر دیتا ہے۔ سبحان اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان بھر دیتا ہے۔ نماز نور ہے۔ صدقہ برہان ہے صبر ضیا ہے۔ قرآن تیرے حق میں حجت ہے اور تیرے خلاف حجت ہے۔

ہر آدمی صبح کو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔ کچھ ایمان بچا کر اسے جہنم سے آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ اپنا ایمان ضائع کر کے اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

(سنن النسائی: ج: 5 ص: 492، رقم الحدیث: 3517)

☆ اس حدیث میں صبر کو ضیاء فرمایا گیا ہے۔

ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جس میں تپش ہو۔ ضیاء اس نور کو کہا جاتا ہے جس میں حرارت ہو۔ چونکہ صبر میں حرارت ہے اس لئے اس کے صلہ میں جو نور ملتا ہے اس میں بھی حرارت ہے۔ پھر جتنا زیادہ صبر ہوگا۔ اتنا زیادہ نور ہوگا اور پھر جس مقدار کا صبر ہوگا اس مقدار کا نور عطا کیا جائے گا۔ نور باعث خیر و برکت ہوتا ہے۔ نور سے ظلمات دور ہو جاتی ہیں۔ نور کے سبب اجالا ہی اجالا ہوتا ہے لیکن صبر کے صلہ میں مرحمت فرمایا گیا نور وہ ہے جس میں حرارت بھی ہے۔ حرارت جب بڑھتی ہے تو جلا دیتی ہے اس نور صبر میں جب اضافہ ہوتا ہے تو یہ بھی گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ معصیتوں کے داغ جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ جب گناہ جل جائیں گے جب معصیتوں نے نشانات معدوم ہو جائیں گے تو اس صاحب صبر کے ہاں صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی اور حسنات کی فراوانی ہوگی جس

Marfat.com

خوش نصیب کے پاس حسنات ہوں جس کا دامن نیکیوں سے بھرا ہوا ہو اسے مزید نیکیوں کی طرف خود بخود رغبت ہوتی ہے۔ حسنات سے محبت ہوتی ہے۔ پھر وہ اپنے امور سرانجام دیتے ہوئے بھی حسنات کو مدنظر رکھتا ہے اور نیکیوں سے اپنا دامن مزید معمور کرتا جاتا ہے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا جو صبر کرتا ہے وہ رقیق القلب (دل کا نرم) ہوتا ہے اور رقیق القلب خود بخود نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے پھر اس کے قدم ارادی یا غیر ارادی طور پر حصول رضائے الٰہی کے لئے اٹھتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس نور کی برکت ہے جو صبر کے صلہ میں میسر آتا ہے۔ یہ نور صبر دینا تو سنوارتا ہی ہے۔ قبر میں بھی سامان راحت پہنچاتا ہے۔ صبر کرنے والے کی قبر بقعہ انوار بن جاتی ہے۔ گویا صبر کے صلہ میں اللہ ذوالجلال نے اس کا قبر والا جہاں بھی رحمات و برکات سے معمور کر دیا ہے پھر یہ رحمات و نوازشات صبر قبر تک نہیں رہتی بلکہ یہ دار آخرت میں کام آئیں گی۔ انشاء اللہ صبر کا دامن تھامنے والے قیامت کے دن نجات ابدی کا پروانہ حاصل کر رہا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے شادکام ہو رہا ہو گا۔

صبر اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے

حضرت ابو سعید سعد بن سنان مالک خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

کچھ انصاری لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرما دیا۔ انہوں نے پھر مانگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عنایت فرما دیا یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا جب ہر چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دی تو آپ نے ان سے فرمایا میرے پاس جو بھی مال ہوتا ہے وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچا لیتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے

Marfat.com

اور کسی شخص کو ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

(صحیح البخاری: ج:4،ص:2030،رقم الحدیث:6470)

اور ایک حدیث میں ہے۔

انصار کے چند آدمی آئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا۔

راوی کا بیان ہے۔

ان میں سے جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا جاتا آپ اسے عطا فرماتے جاتے حتیٰ کہ جو مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہر وہ مال جو آپ کے پاس تھا تو ارشاد فرمایا ہمارے پاس جو بھی مال ہے وہ ہم تم سے بچا کر ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے۔ (سن لیجئے) جو سوال کرنے سے بچنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو تکلیف صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور تمہیں کسی عطیے سے نہیں نوازا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔ (المصنف لعبد الرزاق ج:11،ص:92،رقم الحدیث:20014)

☆ اللہ تعالیٰ اس صابر کے لئے جنت میں ایک مکان بنانے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔ یہ فرشتے یہ نوری مخلوق اس آدمی کے لئے جنت میں ایک حکم الٰہی سے محل بناتے ہیں اور اس کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس صابر کو انعام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بشارت ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے ناراض نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بہت بڑی دولت ہے۔

(۱) جو تکلیف صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔

(۲) جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطف و کرم والا ہے۔ اس کی عنایات لامتناہی ہیں وہ صبر کرنے والے کو نوازتا ہے تو خوب نوازتا

Marfat.com

ہے۔اس کے نوازنے کا ایک انداز درج ذیل ہے۔

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عبد مومن جب بیمار ہوتا ہے یا سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اس کے لئے اتنے ہی اعمال صالحہ کا اجر وثواب رکھا جاتا ہے جو وہ مقیم وصحت مند ہونے پر کیا کرتا ہے۔(سنن ابی داؤد: ج:2،ص:200،رقم الحدیث:3091)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس امت پر اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل وکرم ہے۔ بندہ مومن حالت صحت میں روزانہ فرائض کے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے۔ذکر الٰہی سے اپنی روح کو تروتازہ کرتا ہے۔مشاغل دنیا سے رخ موڑ کر مساجد کا رخ کرتا ہے۔وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد کے مزے لوٹتا ہے۔تلاوت قرآن کریم کرتا ہے۔تسبیح وتقدیس سے اپنے من کو اجلا کرتا ہے۔الغرض ہر وقت کسی فعل خیر میں مگن رہتا ہے۔ اسے اگر بیماری آجائے یا کسی سفر پر جانا پڑ جائے تو حالت بیماری میں صبر کا دامن تھامنے والا مصائب سفر کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والا نسبت غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل کس درجہ فیروز بخت ہے کہ جو امور وہ حالت صحت میں اور اپنے وطن میں کرتا تھا اگر بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب فرشتوں سے لکھواتا رہتا ہے کیونکہ بیماری کا یہ عارضہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔اگر وہ صحیح وصحت مند ہوتے تو یقیناً یہ امور بجالاتا چونکہ اب وہ بیمار ہے اور بیماری من جانب اللہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس حالت بیماری میں اس کی تلاوت قرآن اس کی تسبیحات اس کے نوافل وجمیع فصل خیرات کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھواتا رہتا ہے۔یہ ایک صابر پر نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کو انسانی پیمانوں پر نہیں تولا جا سکتا۔

تنگی پر صبر کرنے والا

حضرت ابویحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے تمام معاملات عجیب ہیں۔ اس کے ہر کام میں اس کے لئے بہتری ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشحالی نصیب ہو تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اگر اسے تنگی پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم: ج:11، ص:7278، رقم الحدیث:2999)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کا معاملہ حیران کن ہے اس کے تمام امور سراپا خیر ہیں اگر اسے خوشحالی ہو تو شکر کرتا ہے اور اگر تنگی آ جائے تو صبر کرتا ہے یہ (اس کا شکر وصبر کرنا) اس کے لئے خیر و بھلائی ہے۔ یہ سعادت صرف مومن کے لئے ہی ہے۔

(صحیح ابن حبان: ج:7، ص:155، رقم الحدیث:2896)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دین کے معاملات سے تعجب ہوا کہ اس کے تمام معاملات اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہیں اور یہ سعادت سوائے مومن کے کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ اگر اسے خوشحالی پہنچے تو شکر کرتا ہے۔ یہ شکر کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے تنگدستی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس کا صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے۔

(مسند الامام احمد: ج:14، ص:323، رقم الحدیث:18836)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایک مومن پر کس درجہ کرم فرمایا ہے اور اس کے تمام معاملات خیر کی خیرات سے لبریز کر دیئے وہ کسی بھی عالم میں اور کسی بھی حالت میں خیر و بھلائی سے دور نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس پر سایہ فگن رہتی ہیں۔

Marfat.com

خوشحالی و فارغ بالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا شیوۂ مسلمانی ہے۔ ایک مسلم و موحد پر جب اللہ تعالیٰ کی عنایات کی برسات ہوتی ہے تو اس کی زبان قلب و قالب ہر لحہ شکر سے تروتازہ رہتا ہے۔ کبھی نماز ادا کر کے، کبھی روزہ رکھ کے، کبھی صدقات و خیرات کر کے، کبھی امر بالمعروف سے اور کبھی نہی عن المنکر سے اور کبھی تسبیح و مناجات سے اور کبھی رات استغفار اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کا شکر ادا کرنا بھی اس کی کرم نوازی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق بھی منجانب اللہ ہے۔

مومن کو اگر تنگی کے دن دیکھنے پڑیں۔ پریشانیاں اور مصیبتیں اسے گھیر لیں تو وہ جزع و فزع نہیں کرتا جس سے اس کا خالق ناراض ہو بلکہ صبر کا پیکر بن کر ان حالات کی تنگی سے سرخرو ہو کر نکلتا ہے۔ اس کا یہ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا محبوب ہے اور یہ صبر خیر و برکت سے لبریز ہے۔ اس میں بھلائی اور بہتری ہے۔ بندہ بندہ ہے اسے مالک و خالق کی رضا پر راضی رہنا ہی زیب دیتا ہے اور یہی اس کے سعید ہونے کی علامت ہے۔

مومن ہر حالت میں بہتر ہے اگر وہ بیمار ہے اور حالت بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عطا بن بسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے تو ان سے فرماتا ہے دیکھو میرا یہ بندہ تیمارداری کرنے والوں سے کیا کہتا ہے۔ پس اگر وہ تیمارداری کرنے والے اس کے پاس آئیں تو وہ بیمار اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی ثناء کرے تو یہ دونوں فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کو لے کر بلند ہوتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس میرے بندے کے لئے میرے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر میں اسے اس بیماری میں وفات دوں تو اسے

Marfat.com

جنت داخل کروں گا اور اگر اسے شفاء عطا کروں تو میں اس کے گوشت کے بدلے گوشت عطا فرماؤں گا اور اس کے دم خون کے بدلے بہتر دم خون عطا فرماؤں گا اور میں اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ معاف کردوں گا۔

(جامع الاصول: ج:5،ص:559،رقم الحدیث:4630)

سبحان اللہ عزوجل

مومن ہر حال میں خیر و بھلائی سے لبریز ہے۔ اگر وہ بیمار بھی ہو جائے پھر بھی اس کے لئے گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ حالت بیماری میں پہلا کرم تو یہ ہوتا ہے کہ حالت صحت میں وہ جو اعمال صالحہ سرانجام دیتا تھا۔ اس کا مسلسل اجر و ثواب ملتا ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔ کیا مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی انعام کافی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم جوبن پر ہے۔ اس نے مزید انعام دیا کہ اگر اس کی زندگی کی سانسیں پوری ہو چکی ہیں تو اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ دائمی و ابدی راحتوں میں پہنچا تا جائے گا اور اگر اس کی زندگی باقی ہے اور اسے دوبارہ صحت مند ہونا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کے بدلے بہتر گوشت اور اس کے خون کے بدلے بہتر خون عطا فرمائے گا۔ اب جب بہتر گوشت و خون والا ہوگا تو پھر اس کی بقیہ زندگی مزید عبادت و ریاضت میں بسر ہوگی اور تقویٰ و خوف خدا کی مزید سعادت سے ہمکنار ہوگا اور اس مرد مومن کے لئے تیرا کرم یہ ہوگا کہ اس کی سیئات کو مٹا دیا جائے گا اس کے گناہ ختم کر دیئے جائیں گے اور اس کا باطن معصیتوں کے داغوں سے مبرا ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو عزت و جلال والا اللہ فرشتے سے فرماتا ہے اس مریض کے وہ تمام نیک اعمال لکھتے جاؤ۔ (جو حالت صحت میں کیا کرتا تھا) اگر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفا عطا کرے تو اسے دھو دیتا ہے اور اسے طیب و طاہر کر دیتا ہے اور اگر اس بیماری میں اس کی

Marfat.com

جان لے لے تو اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔

(مجمع الزوائد: ج:3، ص:33، رقم الحدیث:3812)

☆ایک عبد مسلم کو اس عالم ناپائیدار کے گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے۔ اسے حالت صحت و عافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے۔ اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سبحان ربی الاعلیٰ کا کیف لینا چاہیے حسن خلق کا پیکر ہو جائے اور سخاوت کو شعار بنانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے۔ وہ دونوں حالتوں میں بندہ مومن کو آزماتا ہے۔ اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں دلچسپی لی اور بھلائی سے کام بڑھ چڑھ کر کیے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے عبد مطیع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر و ثواب ملتا رہے گا جو وہ حالت صحت میں خوشی کیا کرتا تھا۔ تو گویا یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اہل ایمان کے لئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔ حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے۔ جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔

غور فرمایئے کہ انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہے یا پاک کرنا چاہے پھر بھی وہ کما حقہ پاک نہیں کر سکتا۔ کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک و صاف کرنے والا اور دھونے والا خود رب العلمین ہو تو پھر لوح دل ہر قسم کی میل و ظلمت سے پاک ہوگی اور اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذاب قبر سے محفوظ ہوگا نار جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی ودائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

☆ ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بندہ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اس درجہ پہنچا دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد: ج:2، ص:200، رقم الحدیث:3090)

سبحان اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کتنا پیار فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کر کے ایسے عمل کی طرف پہنچا دیتا ہے کہ جو وہ ساری زندگی بھی عمل کرتا رہے لیکن اس پر عمل نہیں پہنچ سکتا اور اس کو وہ درجہ حاصل نہیں ہوسکتا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے۔ اور بیماری ایک ایسا سبب ہے کہ جس سے انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کبھی کیے ہی نہ ہوں۔

صابر کیلئے جنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرا وہ مومن بندہ کہ جس کے اہل دنیا میں سے محبوب ترین فرد کو میں لے لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت (سے صبر) کرے تو میرے ہاں اس (صبر کرنے والے) کے لئے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں۔

(مسند امام احمد: ج:9، ص:196، رقم الحدیث:9361)

Marfat.com

یہ حدیث پاک حدیث قدسی کہلاتی ہے جس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی حدیث پاک کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔

ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کی مخلوق ہیں اس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے تو ہم پیدا ہوئے ہیں۔ اگر وہ پیدا نہ فرماتا تو کون پیدا ہوتا۔ تمام کائنات کا، کائنات کے ہر فرد کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے اور اس کے لطف وکرم سے ہے۔ وہ جب چاہے کسی کو دے اور جب چاہے کسی سے لے لے۔ یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کتنا مہربان ہے۔

سبحان اللہ عزوجل اگر کسی کو دیتا ہے اور پھر اس کا پیارا اس سے لے لیتا ہے وہ آدمی اس لینے پر صبر کرے، ثواب کی امید رکھے تو رحیم و کریم اللہ تعالیٰ اس صبر و رضا کے عوض اسے عذاب جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔

دائمی آرام وسکون دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔

اس حدیث کی عربی عبادت میں صفیہ آیا ہے اور صفی خالص چہیتے کو کہتے ہیں:

بیٹے سے اپنے جگر پارے سے انسان کوٹ کوٹ کر محبت کرتا ہے اور اس کی محبت خالص ہوا کرتی ہے اگر کسی کا بیٹا اللہ تعالیٰ لے لے اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح کسی کو اپنے بھائی سے محبت ہوتی ہے یہ محبت خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ آدمی اپنے بھائی کے بغیر رہ نہیں سکتا اچانک اللہ تعالیٰ اس کے بھائی کو اٹھا لیتا ہے اس پر اگر وہ صبر کرے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے میں جنت عطا کروں گا۔

بعض احباب کو اپنے والدین سے انس ہوتا ہے اور یہ انس اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے۔ جب تک وہ والدین کی زیارت نہ کرلیں انہیں سکون نہیں ملتا۔ وہ ہر وقت

Marfat.com

والدین کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ یہ خدمت وہ بوجھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ دل وجان سے کرتے ہیں۔ ان کے والدین جب دار فانی کو چھوڑ جائیں اور اس پر وہ صبر کا دامن تھامے رکھیں جزع وفزع سے اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انہیں جنت دائمی انعامات کی جگہ سے نوازے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ خونی رشتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ہر اس تعلق تک ہے جو خلوص پر مبنی ہے جس میں کسی لالچ کسی مفاد کا شائبہ تک نہ ہو۔

کبھی کبھی کسی مسلم بھائی سے دوستی ہو جاتی ہے وہ دوستی بڑھتے بڑھتے بھائی چارہ تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر وہ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں۔ دکھ درد میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ جب تعلقات کی نوعیت غرض سے وراء ہو تو وہاں عجب سماں ہوتا ہے۔ تکلیف ایک دوسرے کو مصیبت ایک پر نازل ہوتی ہے۔ دوسرے کو جب ایسے دوست کی جدائی کا وقت آئے وہ اپنے ہی گہرے اور مخلص دوست کے ہاتھوں میں اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دے اور وہ دوست اس پر صبر کا دامن تھامے رکھے تو یقیناً اسے دوست کے لئے وعدہ الٰہی جنت کا ہے۔

کبھی انسان اپنے استاد سے محبت کرتا ہے یہ محبت محبت ہوا کرتی ہے۔

اس میں کوئی لالچ پنہاں نہیں ہوتی۔ جب یہ محبت نقطہ کمال تک پہنچتی ہے تو پھر اس استاد کے بغیر چین نہیں آتا اگر وہ دنیا سے چلا جائے۔ اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا یہ شاگرد یہ سمجھتا ہے کہ میرا سب کچھ لٹ گیا اب میں اپنی علمی پیاس کس کے پاس جا کر بجھایا کروں گا اور کون ہے جو میرے سر پر دست شفقت رکھے گا کون ہے جو محبت بھرے انداز میں مجھے راہ حق بتائے گا اس کا اندر اس کے غم میں چھلنی ہے لیکن وہ ظاہری طور پر اطمینان وسکون کا پہاڑ نظر آتا ہے۔ وہ ایسا صرف اور صرف حکم خداوندی سے کرتا ہے۔ تو ایسے ہونہار شاگرد کے لئے در جنت کشادہ ہے۔ وعدہ الٰہی ہے اور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد

Marfat.com

طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہد کا اجر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ یہ (طاعون) عذاب تھا۔ جس فر (یا قوم) پر اللہ چاہتا اسے نازل فرماتا پس اللہ تعالیٰ نے اسے (اب) مومنین کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ پس جو آدمی طاعون میں مبتلا ہو جائے پھر وہ اپنے ہی شہر میں ٹھہرا رہے صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے (اور) وہ جانتا ہو (اسے یقین ہو) کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے (اگر وہ طاعون میں فوت ہو جائے) تو اس کے لئے شہد کی مثل اجر و ثواب ہے۔

(صحیح مسلم: ج:3، ص:463، رقم الحدیث:2218)

☆ طاعون ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ پہلی امتوں پر بطور عذاب نازل کرتا تھا۔ یعنی پہلی امتوں میں سے اگر کوئی امت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا مذاق اڑاتی انبیاء کرام علیہم السلام سے ناروا سلوک کرتی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو مٹانے کا ارادہ فرما دیتا ہے۔ اس قوم کو نیست و نابود کرنے کے لئے کبھی پتھروں کی بارش ہوتی تو کبھی کڑک و گرج ان کا کام تمام کر دیتی۔ کبھی اس بستی کو غرق کر دیا جاتا تو کبھی اس نافرمان بستی کو تہہ و بالا کر دیا جاتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مختلف صورتیں تھیں۔ انہی صورتوں میں ایک یہ بھی تھی کہ جب کوئی قوم نافرمانی کرتی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتی، احکامات خداوندی کو پس پشت ڈالتی، شرک و کفر جیسی قبیح عادات کی مرتکب ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کرنے کے لئے طاعون کا عذاب نازل کرتا جب یہ بیماری عذاب کی صورت میں آتی تو پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی جس سے کوئی بھی کافر و مشرک بچ نہ سکتا بلکہ تمام کفار و مشرکین کو نیست و نابود کر دیا جاتا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر کس درجہ مہربان ہے اور آپ کے صدقے آپ کی امت پر کس درجہ لطف کرم فرماتا ہے جو چیز پہلی امتوں پر عذاب تھی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے وہ اس امت کے لئے رحمت بن گئی۔

☆ایک اور حدیث میں ہے۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ مقام سرغ پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا کہ میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے جب ہم سفر کے کسی علاقہ میں طاعون پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ایسے علاقے میں وبا پھیل گئی ہے کہ تم اس علاقہ میں موجود ہو تو اب اس طاعون سے بھاگتے ہوئے اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔ (صحیح بخاری مع الفتح، ج:10، ص:179، رقم الحدیث:5730)

آنکھیں جانے پر صبر کے عوض جنت

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے اللہ عزوجل نے فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں (آنکھوں) کے ذریعے آزماؤں پس وہ اس پر صبر کرتے تو میں ان دونوں آنکھوں کے بدلے اسے جنت عطا فرمادوں گا۔

حبیبتہ سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

(صحیح البخاری مع الفتح: ج:10، ص:116، رقم الحدیث 5653)

یہ عالم دنیا یہ جہاں رنگ و بو نور میں ڈھلا ہوا ہے۔ ہر طرف اللہ تعالیٰ کی صفت دکھائی دیتی ہے۔ کہیں نور برساتا سورج طلوع ہو رہا ہے تو کہیں تاروں بھری رات دعوت نظارہ دیتی ہے۔ کہیں چودھویں کا چاند اپنی جانب راغب کرتا ہے تو کہیں سپیدہ سحر انسان کو محسور بناتا ہے۔ کہیں رنگ برنگے پھول ہیں تو کہیں لہلہاتے کھیت، کہیں دریاؤں کی

Marfat.com

روانی ہے تو کہیں سمندر کی اٹھتی موجیں کہیں گرتی آبشاریں ہیں تو کہیں ابلتے چشمے فلک بوس پہاڑوں یا برف سے ڈھکی چوٹیاں سب اللہ عزوجل کی قدرت اور اس کی ربوبیت کا برملا اظہار کر رہی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سب نظارے آنکھ سے ہیں۔ آنکھ ہے تو جہاں ہے اور آنکھ کا نور نہیں تو جہاں بھی بے نور معلوم ہوتا ہے۔

آنکھ اللہ تعالیٰ کی وہ عطیہ ہے جس سے انسان اپنے ماں باپ کے چہروں کی زیارت کرتا ہے۔ غمگین انسان جب اپنے پھول جیسے بیٹے کے چہرے کو دیکھتا ہے تو اس کو سارے غم بھول جاتے ہیں۔ یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمانے کے لئے کبھی اس کی آنکھیں لے لیتا ہے جوان آنکھوں کے جانے سے آپے سے باہر نہ ہو بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں ان آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔ یہ عارضی نور چلا گیا لیکن صبر کرنے والا دائمی نور لے گیا۔ یہ مخلوق کو دیکھنے والا نور نہ رہا تو صبر و رضا کا پیکر ابد الآباد تک خالق کے نور کے جلوے اپنے مقدر میں کر گیا۔ یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ بڑا سستا سودا ہے۔ پوچھے عشاق سے پوچھے اللہ تعالیٰ کے دیوانوں سے اگر ان کا سب کچھ چھین جائے اور اس کے بدلے انہیں جلوہ الٰہی نصیب ہو تو یہ جولہ ان کے سب دکھوں کی مداوا بلکہ تمام کد و کاش کا حاصل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی لوگ آنکھوں کا مسئلہ لے کر آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں راہ جنت بتا دیتے تھے۔ لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت بھی لے لیتے اور آنکھیں بھی لے لیتے۔ سبحان اللہ کیسا رہنما ہے جو جنت بھی دے دیتا ہے اور آنکھیں بھی دے دیتا ہے۔

☆ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک نابینا شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی (یا رسول اللہ) میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے موخر کر دیتا ہوں۔ یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں تو اس آدمی نے عرض کی دعا کر دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کرے اور احسن طریقے سے وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کر کے پھر یہ دعا مانگے۔

"اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بمحمد نبی الرحمة يا محمد انی قد توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی اللهم شفعه فی۔"

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے یا محمد! (اے سراپا حمد وخوبی) میں آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے کریم کی طرف متوجہ ہوا ہوں اپنی اس حاجت میں تا کہ میری اس حاجت کو پورا کیا جائے۔ اسے اللہ! میرے حق میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

(سنن ابن ماجہ: ج:2، ص:172، رقم الحدیث 1385)

سبحان اللہ عزوجل

وہ کیسا سماں ہوگا جب بھکاری دراقدس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرتے ہوں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اور میٹھی گفتگو کرتے ہوں گے پھر ان کی حاجت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری کر دیتے تھے۔

جنتی عورت

حضرت عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

Marfat.com

کیا میں تجھے اہل جنت سے ایک عورت نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کی ضرور دکھایئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ سیاہ رنگ والی عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی تو عرض کی میں صبر کرتی ہوں (تاہم) میں اس مرگی کے دوران بے لباس ہو جاتی ہوں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرا استر نہ کھلا کرے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔ (صحیح مسلم: ج:4، ص:182، رقم الحدیث:2576)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سحاب جود و کرم جب برستا ہے تو کھل کر برستا ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخاوت کا سمندر موجزن ہے اور قیامت تک موجزن رہے گا۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار اقدس ہر کس و ناکس کے لئے کھلا ہے۔ اس در اقدس پر جو بھی آیا اپنا دامن مراد بھر کر واپس گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات اقدس میں بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کوئی پریشانی کوئی دکھ آتا تو فوراً بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہ کریمانہ سے ان کے بخت سوز جاتے اور من کی مراد پاتے۔

زیر حدیث میں

ایک بیمار عورت بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتی ہے حالانکہ بیمار کسی معالج یا طبیب کا رخ کرتے ہیں کسی ماہر ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا وطیرہ ہی نرالا ہے۔ انہیں کوئی تکلیف کوئی پریشانی کوئی عرض لاحق ہو تو فوراً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔

بارگاہ خیر الوریٰ میں حاضری کا دوہرا فائدہ ہے ایک حاضر ہونے کا اجر و ثواب ملتا ہے دوسرا وہ تکلیف دہ بیماری آپ کی توجہ و برکت سے رفع ہو جاتی ہے۔

یہ حاضر ہونے والی عورت شدید بیماری میں مبتلا ہے۔ اسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ جب یہ دورہ پڑتا ہے تو اس کے ہوش و حواس سلامت نہیں رہتے۔ اس کا ستر کھل جاتا

Marfat.com

ہے۔ایک بیماری بڑی شدید ہے اور دوسرا ستر کھل جانا یہ دونوں چیزیں صنف نازک کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ یہ عورت نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا کیجئے۔اللہ تعالیٰ مجھے شفاعطا فرمائے۔

قاسم انعامات الٰہیہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں۔اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جملوں پر غور کیا اس کے دل نے گواہی دی کہ یہ چند روزہ زندگی تو گزر جائے گی اگر آج اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جنت دے رہے ہیں تو یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہئے۔فوراً جنت ہاں کر دینی چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ عورت بولی۔

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی اس بیماری، اس تکلیف پر صبر کرلوں گی۔ ہاں میرے لئے دعا کر دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی۔ یہ عورت ہو کر مردوں سے زیادہ عقل والی ثابت ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنے آپ کو جنتی کہلوا گئی یوں سمجھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت بانٹنے پر آئے تھے۔ یہ عورت چپکے سے اپنے لئے جنت لے گئی۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتقاد ملاحظہ ہو جس عورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی اس کی زیارت باعث سعادت سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کو اس کی زیارت کی ترغیب دیتے تھے۔

واقعی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتی قرار دے دیں اس کے جنتی ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کس قدر دولت ایقان وایمان سے لبریز تھے۔آپ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اس عورت کے جنتی ہونے کی خبر دیتے تھے۔خبر ہی نہ دیتے بلکہ اس کی زیارت کے لئے بھی کہتے تھے۔

یہ الفاظ کس قدر اہم ہیں۔

کیا میں تمہیں اہل جنت کی ایک عورت نہ دکھاؤں۔

Marfat.com

سبحان اللہ!

فیضان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز صحابہ کرام علیہم الرضوان تعلیمات نبویہ سے کس قدر آگاہ تھے۔ تعلیمات نبویہ پر عمل ہی ان کا طرہ امتیاز تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک عورت آئی جسے جنون کا کچھ عارضہ لاحق تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ! میرے لئے دعا کر دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کر دوں تو اللہ تعالیٰ تجھے اس بیماری سے شفا عطا کر دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر لے تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اس نے عرض کی میں صبر کر لوں گی کہ مجھ پر کوئی حساب نہ ہو۔

(مجمع الزوائد: ج:3، ص:(40)، رقم الحدیث:3834)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر و رضا

حضرت ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی حکایت بیان فرما رہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا۔ وہ نبی علیہ السلام اپنے چہرہ انور سے خون صاف کرتے جارہے تھے اور عرض کرتے جارہے تھے۔

اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے (کہ میں کون ہوں)

(المسند احمد بن حنبل: ج:4، ص:130، رقم الحدیث:4057)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس ہستیاں اپنی اپنی امت کو ہدایت دینے کے لئے اپنے جملہ توانائیاں صرف کر دیتیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جگہ جگہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دیتے اپنی رسالت کا اعلان

Marfat.com

کرتے اور یوم آخرت سے ہر ایک کو خبردار کرتے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قومیں ان کی دشمن بن جاتیں۔ انہیں اچھے الفاظ کی بجائے دیگر نامناسب الفاظ سے یاد کرتیں۔ بات کلام سے بڑھ کر ان کو جسمانی اذیت تک پہنچ جاتی۔

اس حدیث پاک میں جس اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے ان کی قوم نے انہیں بڑی اذیت دی۔ یہاں تک کہ وہ قوم ان پر اچھل پڑی اور انہیں مارنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ اس عالم میں بھی ان کے دل سے جذبات خیر نکلتے ہیں اور اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں۔

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے دے کہ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔

سب سے زیادہ تکالیف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے حصہ میں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے تکالیف پہنچتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے صبر و رضا کے پیکر ہوتے ہیں وہ مصائب و آلام برداشت کرتے ہیں اور زبان پر شکوہ تک نہیں لاتے۔ جس نبی علیہ السلام کا ذکر کیا گیا کہ ان کی قوم نے مارا اور ان کا چہرہ اقدس زخمی کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے جاتے اور اپنی امت کی ہدایت کی دعا مانگتے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے رویہ کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے لئے دعاء قہر و جلال کی۔

☆ ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب کس پر ہوتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام پر۔ پھر صالحین پر پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے۔

آدمی کو اس کے دین کے موافق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اگر اس کے دین میں پختگی ہو تو آزمائش میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر اس کے دین میں پختگی نہ ہو تو اسے

Marfat.com

سے آزمائش کم کردی جاتی ہے۔

بندۂ مومن آزمائش میں مبتلا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ: ج:4،ص:411،رقم الحدیث:4023)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی صابر نہیں ہے کیونکہ جب وہ رسالت کا کام سرانجام دیتے تھے تو لوگ ان کو سخت سے سخت تکالیف میں مبتلا کرتے اور وہ ان مصائب پر صبر کرتے تھے۔

کفارۂ گناہ

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلم کو جو بھی تکلیف، بیماری، حزن ورنج اور اذیت اور غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ج:4،ص:181،رقم الحدیث:2573)

☆ اے اسلام قبول کرنے والے: اے ایمان کی دولت سے مالا مال!

اے مرد مسلم! تیرے بخت واوج ثریا سے بھی بلند ہیں رحیم وکریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے ناطے تجھ پر بڑا مہربان ہے۔ تجھے کوئی بیماری آجائے تو پریشان ہو جاتا ہے اے مرد مومن پریشان کیوں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تجھے کوئی بیماری آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔ انسان پریشانیوں سے گھبراتا ہے۔ مصیبتوں سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ واقعی پریشانیاں اور مصیبتیں اچھی چیز تو نہیں ہیں لیکن ایک کلمہ گو موحد اور ایک مرد مومن کے لئے یہ مصائب وآلام، یہ دکھ درد سب کے سب رحمت ہیں۔ ان تکلیفوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ان پریشانیوں سے رحیم وکریم اللہ خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور دکھ درد سے مصیبتیں دور فرماتا ہے پھر جتنا غم بڑا ہوگا اتنا ہی بڑا گناہ معاف ہوگا۔ جس کثرت سے تکلیفیں ہوں گی اس کثرت سے خطائیں معاف ہوں گی پھر جتنے مصائب آئیں گے اتنے ہی جرم معاف ہوں گے۔ کانٹا چبھ جانا

Marfat.com

ایک معمولی بات ہے لمحہ بھر کے لئے ذرا سی تکلیف ہوتی ہے پھر وہی آرام وسکون رحیم وکریم اس کانٹے کے چبھنے کو بھی ضائع نہیں جانے دیتا۔ اس کے سبب بھی گناہ معاف کر دیتا ہے۔ گویا جو مسلم کسی پریشانی میں ہے اور وہ پریشانی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تو وہ مسلم یقین رکھے کہ اس کے گناہ آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں اور اس کی خطاؤں سے رفتہ رفتہ درگزر کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے جرم کی سیاہی آہستہ آہستہ اس نامہ اعمال سے مٹائی جا رہی ہے۔

☆ ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بھی معمولی چیز کی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ج 3، ص: 34، رقم الحدیث 3815)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مومن مرد یا عورت بیمار ہو یا کوئی مسلم مرد یا مسلم عورت بیمار ہو تو اللہ تعالیٰ اس بیمار کے ذریعے اس کے گناہ یوں مٹاتا ہے جیسے درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان: ج: 7، ص: 190، رقم الحدیث 2927)

بیماری نیک وبد کو آتی ہے۔ امراض مسلم وکافر کو لاحق ہوتی ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ اس امت پر کتنا مہربان ہے کہ جس مسلم بھائی یا مسلم بہن کو بیماری لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ اس بیمار کے بدلے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس کے جرموں سے درگزر فرماتا ہے اس کی معصیتوں کو نظر انداز فرماتا ہے جس طرح موسم خزاں کے درخت کے پتے گر جاتے ہیں۔ اسی طرح بندہ مومن کے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں وہ مرد مومن بیماری کے بعد گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے جیسے وہ آج ہی اس دنیا میں آیا

Marfat.com

ہو۔اے اہل ایمان بس مصائب پر صبر کرتا جا پھر دیکھتا اس کا بدلہ تمہیں اس دنیا میں بھی مل جائے گا اور آخرت میں بھی۔

گناہوں کا یوں گر جانا جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار تھا۔

میں نے عرض کی:

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو شدید بخار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مجھے اتنا ہی بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔

میں نے عرض کی: کیا یہ اس وجہ سے کہ آپ کے لئے اجر بھی دوگنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں یہ ایسا ہی ہے جس بھی مسلم کو کوئی اذیت پہنچے کانٹے چبھے یا اس سے بھی معمولی چیز تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے اس کے گناہ یوں گرا دیئے جاتے ہیں۔ جیسے (خشک) درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: ج:4، ص:16، رقم الحدیث:1538)

یہ بخار انسان کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے اور انسان کا باطن پاک ہو کر چمکنا شروع کر دیتا ہے اور جو فرد بشر پہلے ہی گناہوں سے پاک ہو یہ بخار اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔

توجہ فرمائیے!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم من الخطاء ہیں۔ آپ سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر نبی ہر لمحہ ہر حالت میں گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اس کی حیات مستعار کی سب ساعتیں مخلوق خدا کے لئے باعث ہدایت ہوتی ہیں اور وہ مخلوق کی

Marfat.com

رہنمائی کے لئے نمونہ ہوتی تھیں جس کی ذات دوسروں کے لئے باعث نمونہ ہو جس کی ذات دوسروں کے لئے مقتدار اور رہنما ہو اس سے گناہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ نبی کا ہر کام واجب الاتباع ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کی ذات کو گناہوں سے ہمیشہ کے لئے پاک وصاف کیا ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بخار ان کے درجات کی بلندی پر دلالت کرتا اور اس لئے بھی کہ جس امتی کو بخار آئے وہ زیادہ پریشان نہ ہو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دیکھ کر اسے حوصلہ ہو جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مزاج شریعت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

مسلمین میں ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کے خیال میں یہ بیماریاں جو ہمیں لاحق ہیں ان بیماریوں سے ہمیں کیا اجر ملتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں اس نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگرچہ یہ بیماری تھوڑی ہی ہو؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ کانٹا یا اس سے بھی معمولی چیز چبھ جائے۔

راوی بیان فرماتے ہیں۔

اس آدمی نے اپنے اوپر دعا مانگی کہ اس سے مرتے دم تک بخار نہ جائے اور یہ بخار اسے حج، عمرہ، جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت فرض نماز ادا کرنے سے نہ روکے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ

اس دعا کے بعد مرتے دم تک جو بھی آدمی ان کے جسم کو چھوتا حرارت محسوس کرتا تھا۔ (صحیح ابن حبان: ج:7، ص:190، رقم الحدیث:2928)

امام ابی حاتم علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا

جس آدمی نے اپنے اوپر دعا مانگی تھی وہ حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ

Marfat.com

بڑے لوگ اور عظیم المرتبت انسان تھے۔ یہ اپنے خلاف دعا مانگ کر اسے نبھا بھی گئے لیکن ہمیں اپنے لئے خیر وعافیت کی دعا کرنی چاہئے کیونکہ اجر تو ہے لیکن آج کل ماحول ہی کچھ ایسا گھروں کے اندر بن گیا ہے کہ جب کسی کو بیماری لاحق ہوتی ہے تو صبر کرنے کے بجائے الٹا گندی اور گھٹیا باتیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بولتے ہیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت حفظ امان کی دعا کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر کرنے کی دولت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ تکلیفوں میں مبتلا ہوجاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(صحیح البخاری: ج:4،ص:1808،رقم الحدیث:5645)

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ انسان خوشحالی و فارغ البالی میں اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے جس خوشحالی کے آنے سے انسان اللہ کو بھول جائے وہ خوشحالی نہیں بلکہ خوشحالی کے روپ میں بدحالی ہے۔ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ جب مال و دولت کی فراوانی ہو تو انسان اتراتا ہے۔ تکبر اختیار کرتا ہے دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے۔ ایسی سوچ ایسی فکر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اگر یہ مال و دولت کی آمد کا سلسلہ بڑھتا چلا جائے اور اس دوران کوئی پریشانی لاحق نہ ہو تو یہی چیز نعمت ایمان کے ضیاع کا باعث بنتی ہے۔

اس انسان جیسا بدنصیب کون ہوگا کہ پروردگار عالم اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے۔

ہاں اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی و ذخیرہ کا ارادہ فرماتا ہے اسے دنیاوی مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ مشکلات میں گھرا ہوا انسان خدائے وحدہ لا

Marfat.com

شریک کو یاد کرتا اس کی بارگاہ میں التجائیں کرتا ہے۔ راتوں کی تاریکیوں میں اٹھ اٹھ کر اس مالک الملک کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں انسان کی عاقبت سنوارنے میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ آنکھوں سے آنسو نکلنا اس کے باطن کو پاک و صاف کرنے کے لئے کافی ہے اور اہل اسلام کو یہ معلوم ہوگا کہ خوف خدا میں نکلنے والا آنسو قیامت کے دن میزان کو بھر دے گا جس خوش نصیب کا روز قیامت نیکیوں والا پلڑا بھرا ہوا ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دائمی انعامات منتظر و مشتاق ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت ہے اس دولت نے اسے فرعون صفت بنا دیا اور غرور و تکبر کا پیکر بن کر اپنے جائز معاملات طے کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ چیز اسے اللہ تعالیٰ سے دور بہت دور لے گئی ہے۔ اچانک رحمت خداوندی کو جوش آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم اس انسان پر بھلائی، خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو خالق و مالک اس سے کچھ مال چھین لیتا ہے جس سے اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ بالآخر وہ بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ یہ سجدے کا کیف اسے دنیا کی ہر نعمت سے منہ موڑنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ بن کر اپنا وقت گزارتا ہے۔

کبھی انسان دنیا میں یوں مگن ہوتا ہے کہ دنیا پیدا کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پانچ وقت سجدہ ریز ہونا اسے گراں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے لئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے پھر اس کی رحمت اسے کچھ وقت کے لئے کسی مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس مرض، اس بیماری کے خاتمہ کے لئے وہ اپنے جملہ وسائل بروئے کار لاتا ہے لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں اسے احکم الحاکمین کا دریا یاد آتا ہے۔ پھر یہ یاد گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ اپنی بندگی کا کیف عطا فرما دیتا ہے۔ یہ کیف پھر اس کے جسم و روح اور قلب و قالب میں سرایت کر جاتا ہے اور یہی عبادت کا ذوق اس کے لئے نجات کا ضامن بنتا ہے۔

ایک عبد مسلم کو اس دنیا ناپائیدار میں گزارنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہئے۔

Marfat.com

اسے حالت صحت وعافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے۔ اس کے حضور سر بندگی جھکا کر، سبحان ربی الاعلیٰ کا کیف لینا چاہئے حسن خلق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور سخاوت کو وصف بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ کو آزماتا ہے اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں دلچسپی لے اور بھلائی وخیر کے کام بڑھ چڑھ کر کئے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے عبد مطیع کو زیادہ فکرمند نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر لحمہ اسے ہی یاد کرنا چاہئے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر وثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالت صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔ تو گویا یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اہل ایمان کے لئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہئے۔ جب عبد مسلم بیماری سے شفایاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھودے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہے یا پاک کرنا چاہے پھر بھی وہ کما حقہ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک وصاف کرنے والا اور دھونے والا خود رب العلمین ہو تو پھر اس کے قلب وروح کے ہر قسم کے داغ مٹ جائیں گے اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا لطف ہے اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذاب قبر سے محفوظ ہوگا۔ نار جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی اور دائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

Marfat.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا صبر

حضرت عبداللہ بن جناب بن الادت رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی جب کہ حضور کعبہ شریف کے سایہ میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرما تھے۔

ہم نے عرض کی!

کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگیں گے۔ کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں ان میں سے آدمی کو پکڑا جاتا اس کے لئے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں اسے کھڑا کر دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اسے اس کے سر پر چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور اس پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں سے جدا کر دیتیں (سن لیجئے) اس قدر ظلم و ستم بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس امر (دین) کو ضرور پورا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ سوار صنعا سے حضر موت تک سفر کرے گا۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا اور اس طرح اپنے ریوڑ پر سوائے بھیڑیئے کے کسی (چور یا ڈاکو) کا خوف نہ ہوگا لیکن تم جلدی چاہتے ہو۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے اور ہم مشرکین کی طرف سے ظلم و ستم میں مبتلا تھے۔

(صحیح البخاری: ج:3، ص:1114، رقم الحدیث:3612)

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ السابقون الاولون سے ہیں اور یہ ان

Marfat.com

اصحاب میں سے ہیں جنہیں راہ حق میں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ کتب سیرین آج میں انز کی تکالیف کا حال پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

انہوں نے ایک دن بارگاہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کر ہی دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد کیوں نہیں مانگتے، یہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے طالب علم تھے۔ یہ رمز آشنائے اسلام تھے۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے قرب کا بھی علم تھا اور انہیں یہاں تک یقین تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھائیں گے تو انہیں ضرور مشرف باریابی نصیب ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل کو دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ مصائب و آلام عارضی ہیں۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کے بادل بہت جلد چھٹ جائیں گے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انداز اختیار فرمایا جس سے اہل اسلام کو صبر کی اہمیت واضح ہو اور وہ صبر و رضا کو اپنا شیوہ بنائیں۔ یہ مصائب یہ تکلیفیں یہ پریشانیاں یہ مشکلات کسی ایک دور کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جہاں بھی اہل حق نے حق کی آواز کو بلند کیا باطل پوری قوت سے اس آواز کو دبانے کے لئے میدان میں نکل آیا پھر اس نے اہل حق پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرا دیئے۔

پہلی امتوں میں کسی اہل حق کو پکڑا جاتا اسے گھڑا کھود کر اس میں کھڑا کر کے مٹی ڈالی جاتی پھر آرہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ دیا جاتا اور اسے اللہ والے کو چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا لیکن وہ مرد حق آگاہ پیکر تسلیم و رضا بن کر یہ ظلم برداشت کرتا اور اپنی جان اللہ کے حوالے کر دیتا۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ یہ کوئی کوئی کر سکتا ہے اور یہ اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں فانی ہے۔

ایسا بھی ہوتا کہ ایک مسلم و موحد کو پکڑا جاتا ہے لوہے کا کنگھا منگوا کر اس کے جسم پر پھیرا جاتا ہے جس سے اس کا گوشت اور ہڈیاں متاثر ہوتیں اس کا گوشت اس کی ہڈیوں

Marfat.com

سے جدا ہو جاتا اتنا ظلم وستم کر کے وہ لوگ اس بندہ حق کیجان تو لے لیتے لیکن اس نعمت ایمان کو نہ چھین سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب کو یہ بیان اس لئے فرمایا تا کہ انہیں صبر آ جائے اور صبر سے ان کے درجات میں بے پناہ اضافہ ہو جائے پھر مستقبل کے پردے چیرتے ہوئے فرمایا اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب صنعاء سے حضر موت تک سوار سفر کرے گا۔ اس دوران اسے کسی چور کسی راہ کو لوٹنے والے کا خوف وڈر نہ ہو گا بلکہ اسے خوف ہو گا کہ سرف اللہ تعالیٰ کا ہو گا یعنی وہ تقویٰ کی دولت سے آراستہ وپیراستہ سفر کر رہا ہو گا۔ اسے راستہ میں کوئی پریشانی نہ آئے گی اور اسی طرح بکریوں کا ریوڑ ہو گا۔ اس پر سوائے بھیڑ کے کسی کا خوف نہ ہو گا۔ یعنی اسلام جس کے لئے تم قربانیاں دے رہے ہو دین حق جس کے لئے تم مصائب جھیل رہے ہو وہ دین حق پوری آب وتاب سے اس سرزمین عرب پر اپنی کرنیں بکھیرے گا۔ وہ دور امن وسکون کا دور ہو گا وہاں کسی کی بکری اٹھانے کے لئے کوئی چور کوئی ڈاکو نہیں آئے گا۔ لوگوں کا جان ومال اللہ تعالیٰ کے کرم سے محفوظ ہو گا۔

(حضور ﷺ کا صبر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔

جب حنین کا دن تھا (یعنی جنگ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح سے نوازا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو (تالیف قالب کی خاطر) ترجیح دی اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ عنایت فرمایا:

عینیہ بن حصن اتنا ہی عنایت فرمایا:

بعض اشراف عرب کو آپ نے خصوصی عطیات سے نوازا اور انہیں مال کی تقسیم میں ترجیح دی ایک آدمی یوں اٹھا۔

اس تقسیم میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

رضا پیش نظر نہیں رکھی گئی۔

میں نے اس آدمی کو کہا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم :اس کی خبر حضور کو ضرور دوں گا۔

پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جو کہا تھا آپ کو بتا دیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا حتیٰ کہ وہ ایسے ہو گیا جیسے سرخ رنگ ہے۔

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے گا تو اور کون عدل کرے گا پھر آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو مزید رحمتوں سے نوازے انہیں اس سے زیادہ ستایا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

میں نے (اپنے دل میں) کہا یقیناً میں آئندہ آپ تک (ایسی) کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا۔ (صحیح مسلم: ج:2،ص: 131، رقم الحدیث :1026)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن کو کافروں نے منافقوں نے ستایا اور طرح طرح کی تکالیف دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر صبر کیا اور اپنے خالق کائنات عزوجل کی رضا پر راضی رہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کے پیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

دشمن کی تکالیف پر صبر کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو شہید کیا گیا اس پر آہ وبقا نہیں کی بلکہ صبر کا دامن پکڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادگان کی وفات پر طعنے دیئے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف کے لوگوں نے پتھر مارے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے خون مبارک نمودار ہو کر بہنے لگا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر

Marfat.com

کیا۔ پھر ان کو دعائیں دیں۔

کیسا عظیم الشان رہنما ہے کہ پتھر کھا کر بھی دعا فرما رہے ہیں۔

افسوس ان لوگوں پر جن پر کوئی پریشانی ہے تو صبر کے بجائے آہ وبقا کرتے ہیں اگر وفا ہے تو صبر کا دامن پکڑو دنیا وآخرت سنور جائے گی۔

صبر کرنے والا محبوب الٰہی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا دنیا میں دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہوں کی سزا روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک جزا وثواب کا زیادہ ہونا آزمائش کے زیادہ ہونے سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش سے دوچار کر دیتا ہے۔ پس جو (اس آزمائش) اس سے راضی ہے تو اس کے لئے (اللہ کی جانب سے) رضا ہے اور جو (اللہ کے اس فیصلے پر) ناراض ہے تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے ناراضگی ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ج: 4، ص: 415، رقم الحدیث 4031)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو بھی اتنا نہ ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اس قدر اذیتیں دی گئیں کہ کسی اور کو اتنی اذیتیں نہ دی گئیں۔ مجھ پر تیس دن اور رات

Marfat.com

لگا تار ایسے گزرے کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانے کو نہ تھا کہ کوئی جگر والا کھا سکتا ہاں بس اتنی مقدار جو بلال کی بغل کے نیچے دب سکتی تھی۔

(سنن الترمذی: ج:4،ص:255،رقم الحدیث:2472)

مسلمانو!

توجہ فرمائیے کہ یہ اس ذات اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت مبارک ہے جن کے لئے کائنات کو وجود بخشا گیا اور جو کل جہاں کے لئے سراپا رحم وکرم بن کر تشریف لائے۔ آپ نے ان مصائب وآلام پر صبر کیا کیوں اس لئے کہ آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے۔

جتنی آزمائش زیادہ ہوگی۔ اتنا اجر زیادہ ہوگا۔

صبر کرنے والا طاقتور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طاقت ور وہ نہیں جو (مدمقابل کو) پچھاڑنے والا ہو بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔

(صحیح مسلم: ج:4،ص:196،رقم الحدیث:2609)

اس حدیث میں صبر کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے کہ طاقت ور تو وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑے بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنا غصہ پی لے۔ یعنی صبر کر جائے تو صبر کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔

غصہ پی جانے والے کے لئے ثواب

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی غصہ کو پی جائے جب وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے قیامت کے دن بلائے

Marfat.com

گا حتیٰ کہ اسے اختیار ہوگا کہ حور عین میں جسے چاہے اپنے لئے پسند کرے۔

(جامع الاصول: ج:8،ص:324، رقم الحدیث:6206)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی غصے کو پی جائے حالانکہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام حاضرین کے سامنے بلائے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اختیار دے گا کہ جس بھی حور کو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی: ج:3،ص:66، رقم الحدیث:1467)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ یہ انعام اسے صبر کرنے کی وجہ سے دیا جا رہا ہے کیونکہ غصے کے وقت غصے کو قابو رکھنا بھی یہ ایک صبر کی علامت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صبر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے ہاں قیام کیا یہ حر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر نے اپنے قرب سے نوازا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب مجلس اور اصحاب مشاورت قراء (اہل علم) ہوتے تھے چاہے وہ عمر رسیدہ ہوں یا جوان۔

عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھائی کے فرزند! اس خلیفہ کے ہاں تمہیں خاص مرتبہ حاصل ہے اس لئے میرے لئے ان سے ملاقات کی اجازت لے دو، حر نے اجازت مانگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

جب عیینہ اندر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔

اے ابن الخطاب! آپ ہمیں نہ زیادہ عطیات دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ فرماتے ہیں۔ (یہ سن کر) حضرت عمر کو غصہ آگیا کہ انہوں نے اسے سزا

Marfat.com

دینے کا ارادہ فرما لیا۔

حر نے عرض کی:

اے امیر المومنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا عفوو درگزر کو اختیار کیجئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے اور یہ (میرا چچا جس نے گستاخی کی ہے) جاہلین سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! جب حر نے اس آیت کی تلاوت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا بھی آگے نہ بڑھے یعنی اس کو کچھ نہ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے۔

(صحیح البخاری: ج:3، ص:1420، رقم الحدیث:4642)

اس حدیث کی رو سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صبر کرنا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا امر تھا جس کی وجہ سے قتل کا معاملہ بھی ہو سکتا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے صبر کر کے اعلیٰ مثال پیش کی۔

حضور ﷺ کی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صبر کی تاکید

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ترجیح ہو گی اور ایسے امور ہوں گے جو تمہیں بھلے معلوم نہیں ہوں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! پھر آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے اسے تم ادا کرو اور جو تمہارے حق دوسروں کے ذمہ ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ (جامع الاصول: ج:4، ص:50، رقم الحدیث:2045)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کی خبر دی اور اپنی امت کو آگاہ کیا کہ تم پر اجتماعی طور پر بھی مصائب آنے والے ہیں۔ ان مصائب و آفات میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔

Marfat.com

سلطنت حکومت میں جب ایسے حکمران قابض ہو جائیں جو عدل و انصاف سے عاری ہوں تو اس کا اثر پوری قوم، پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔

ایک ہمہ گیر بے چینی اور اضطراب جنم لیتا ہے۔ اس عالم میں بھی اہل اسلام کے لئے درس ہے کہ وہ فتنہ و فساد کا سبب نہ بنیں بلکہ ایسی زیادتیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسی راہ بنا دے گا کہ یہ مصائب و آلام ختم ہو جائیں گی اور اس ناانصافی کا دور ختم ہو جائے گا۔ تاریخ نے وہ بھی دور دیکھا جب حکمران اپنے عزیز و اقارب کو نواز رہے تھے اور بیت المال کو اپنے ذاتی مصرف میں لا رہے تھے۔ جب عزیز و اقارب کو نوازا جائے ان کی خواہشات کو پورا کیا جائے اور انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نوازشات سے نوازا جائے تو ایسا عوام کے حقوق غصب کرنے ہوگا اور عوام کے حقوق غصب کرنے والا بہت بڑا مجرم ہے۔

اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ جب عوام کے حقوق غصب ہو رہے ہوں ان کے لئے انصاف کا دروازہ بند کر دیا جائے تو یہ چیز ان کے برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم میں بھی اللہ تعالیٰ کے در کو مضبوطی سے پکڑنے کا درس دیا ہے کہ ظاہری طور پر حکومت کی مخالفت کی بجائے دعا کا ہتھیار استعمال کرو۔ مومن دعا کے ذریعے وہ کام کر جاتا ہے جو بڑے بڑے زور آور نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان معاملات میں صبر کا دامن بہت اچھا ہے۔

زندگی کے آخری سانس تک صبر کرو

حضرت ابویحییٰ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

انصار کے ایک آدمی نے عرض کی۔

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں کریں گے جس طرح آپ نے فلاں کو عامل مقرر فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے بعد ترجیح کا عمل پاؤ گے تو (اس

Marfat.com

وقت) صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھے حوض پر ملو:

(سنن النسائی:ج:8،ص:615،رقم الحدیث:5398)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک مستقبل کے پردوں کو چیر کر بھی دیکھ لیا کرتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات حرف بہ حرف پورے ہوئے۔

عہدہ و منصب کے طلب گار کو عہدہ نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔ اسلام کے یہ مناسب جلیلہ ہیں اور انہیں اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ ہاں حالات مخدوش ہوں اور اس کا منصب کا کوئی اہل نظر نہ آتا ہو اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت محسوس کرتا ہو کہ وہ ان امور کو بطریق احسن سرانجام دے لے گا اور اگر اس نے اس وقت اپنے آپ کو پیش نہ کیا تو یہ ملت کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ایسی نادر صووت میں اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فرمایا تھا۔

مجھے زمین کے خزانوں کا منتظم مقرر کردیجئے۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء حق نے اس آدمی کے لئے جو منصب کا اہل ہو اور رہا ہے اور کوئی دوسرا نظر نہ آتا ہو اور اس کے اپنے نام پیش نہ کرنے سے ملت کا نقصان عظیم ہوتا ہو تو اس وقت اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ منورہ کے باشندوں کو بلایا تا کہ ان کے نام بحرین کی زمین کردیں تو انہوں نے عرض کی۔

(یا رسول اللہ!) صلی اللہ علیہ وسلم: صرف ہمارے لئے؟ نہیں یہاں تک کہ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کے لئے بھی اتنی زمین کردیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

بے شک تم میرے بعد پاؤ گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جا رہی ہے تو تم اس وقت صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے ملو۔ (مسند الامام احمد: ج:10،ص:354، رقم الحدیث:12042)

مسلمانو!

ان تمام آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ صبر کیا جائے کیونکہ صبر ایک ایسا فعل ہے کہ جب انسان صبر کرتا ہے تو اس سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے پھر نفس مر جاتا ہے جب انسان کا نفس مر جاتا ہے تو وہ نیک عمل زیادہ کرتا ہے۔

صبر میں انسان جلد بازی والے کام سے بچ جاتا ہے جو کہ اس کے لئے نقصان دہ بعد میں ہونے والا تھا۔ لہٰذا وفا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ صبر کیا جائے پھر جب صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے کو جزا جنت جیسی نعمت عطا فرمائے گا۔ یہ سب کچھ اسے اس وجہ سے ملا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی پھر وفا میں وہ ثابت قدم رہا۔

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے پر ثابت قدم رہا تو نعمت عظمیٰ انعام کے طور پر حاصل کی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

سود سے بچنے میں وفا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے اور ان کو نیک راستے پر چلنے کے کئی راستے بتائے جن پر انسان چل کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتا ہے۔ سود ایک حرام اور ناجائز فعل ہے اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ اگر

Marfat.com

انسان اس برے فعل سے اپنے مال کی حفاظت کرے تو یقیناً اس کا مال بھی پاک رہے گا اور اس کی روزی میں بھی برکت ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی کہ جس میں سود جیسے برے فعل سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود سے اپنے امتیوں کو بچانے کے لئے بہت زیادہ تاکید فرمائی اور نہ بچنے والوں کے لئے سخت وعید ارشاد فرمائی۔

جیسا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان گناہوں سے بچو جن کی مغفرت نہ ہوگی۔

(۱) دھوکہ دہی، پس جس نے کسی شئے سے دھوکہ دیا تو قیامت کے دن وہ چیز لائی جائے گی۔

(۲) سود خوری، پس جس نے بھی سود کھایا اسے قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

(المعجم الکبیر: ج:18، ص:60، رقم الحدیث:110)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سود سے بچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے اور یہ ہی وفا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ سود جیسے برے فعل سے اجتناب کریں لیکن آہ افسوس مسلمانوں نے اس میں بھی وفا نہیں کی اگر بینکوں کا رخ کرو تو سودی کاروبار سے بھرے پڑے ہیں۔ اگر بازار میں دکانوں کی طرف رخ کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ سود پر کام ہو رہا ہے۔ غرض مسلمانوں نے سود کو نہیں چھوڑا اور اس برے فعل کو کرنے پر عار بھی محسوس نہیں کرتے بلکہ دن بدن سودی کاروبار میں اضافے کئے جاتے ہیں۔

کیا اسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ اللہ.

Marfat.com

تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو سود سے مخالفت فرما رہے ہیں مگر مسلمان اس برے فعل کو کرنے کے لئے تیار ہے اور اس سے بچنے میں ذرہ برابر بھی خوف نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے زمانے میں ذلیل وخوار پھر رہے ہیں، کاروبار میں برکت نہیں ہے، روزی میں برکت نہیں ہے۔ گھر میں لڑائی جھگڑے ہیں۔ پھر یہ جب سارا کچھ بگڑ چکا ہوتا ہے تو لوگوں کے سامنے شکوے شکایت کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہائے ہم تو برباد ہو گئے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں رہا لیکن افسوس کبھی اس پر غور کر لیا ہوتا تو یہ دن بھی نہ دیکھتے اور نہ ہی ذلیل وخوار پھرتے۔ نہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے۔ صرف ایک ہی در کو پکڑتے جو تمام دروں سے اچھا در ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ سود جیسے برے فعل سے اجتناب کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو جب اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو جائے گی تو جنت مقدر بن جائے گی۔

سود کے اجتناب پر قرآن مجید سے دلائل پیش کرتا ہوں پھر اس کے بعد احادیث مبارکہ سے واضح کروں گا۔

<u>آیت نمبر ۱:</u> قرآن مجید میں ہے:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ (البقرہ: 275)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن صرف اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع سود ہی کی مثل ہے اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور

Marfat.com

سود کو حرام کیا ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں سود کو حرام کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

سود میں انسان ضرورت مند کو قرض دے کر ایک مدت معینہ کے بعد اس سے اصل رقم سے ایک معین زیادتی کو وصول کرتا ہے اور اپنے مال کو بڑھاتا ہے۔ سود کھانے والا بلا معاوضہ دوسرے کا مال لیتا ہے۔ صدقہ دینے والے کے مال میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے اور سود کھانے والے کی برکت مٹاتا ہے۔ صدقہ دینے والے کی نظر صرف آخرت پر ہوتی ہے اور سود لینے والے کی نظر صرف دنیا پر ہوتی ہے۔ صدقہ کا باعث خدا ترسی اور ہمدردی ہے اور سود کا محرک خدا سے بے خوفی اور خود غرضی ہے۔ صدقہ دینے والا مشکلات میں مبتلا لوگوں کو سہارا دیتا ہے اور سود کھانے والا مصیبت کے مارے لوگوں کی رگوں سے خون نچوڑ لیتا ہے۔ یوں سود کھانا صدقہ دینے کی مکمل ضد ہے اور ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ یہاں پر سود لینے کو سود کھانے سے تعبیر فرمایا ہے کیونکہ جو چیز لی جائے اس کے واپسی کا امکان ہوتا ہے اور جو چیز کھالی جائے اس کی واپسی کا امکان نہیں رہتا۔ اس سے کسی چیز کی وصول یابی کا شدید ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے سود لینے والے کو سود خور کہا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ○ (البقرہ: 276)

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

☆ سود کے مال میں برکت نہیں رہتی اور جس مال میں سود کا مال شامل ہوتا ہے وہ مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

امام احمد، امام ابن ماجہ، امام ابن جریر، امام حاکم تصحیح سند کے ساتھ اور امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود اگرچہ بہت زیادہ ہو لیکن اس کا انجام مال کی کمی ہے۔

امام ابن المنذ رعلیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ

دنیا میں سود کی آمدنی بہت زیادہ ہو جاتی ہے لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو مٹا دیتا ہے۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ روٹی کے ایک ٹکڑے کو صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا کر احد پہاڑ جتنا کر دیتا ہے۔ (معجم کبیر ج:1 ص:365 تا 366)

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ○

(البقرہ 278 تا 279)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور باقی ماندہ سود کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل مال تمہارا حق ہیں نہ تم ظلم کرو اور نہ تم ظلم کئے جاؤ گے۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! سود حرام قرار دیئے جانے کے بعد لوگوں کے اوپر جو تمہاری سودی رقوم ہیں ان کو چھوڑ دو اور ان سے صرف اپنی اصل رقم وصول کرو۔

Marfat.com

سدی بیان کرتے ہیں کہ

یہ آیات حضرت عباس بن عبدالمطلب اور بنومغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ وہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تھے۔ جس وقت وہ مسلمان ہوئے تو لوگوں کے اوپر ان کے سود کی بڑی بھاری رقمیں تھیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ زمانہ جاہلیت میں جو سود تھا اس کو وصول مت کرو۔

☆ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ

ثقیف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر صلح کر لی کہ ان کا جو سود لوگوں پر ہے اور لوگوں کا جو سود ان پر ہے وہ سب چھوڑ دیا جائے گا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت عتاب بن اسید مکہ مکرمہ کے عامل بنائے گئے۔ اس وقت بنوعمرو بن عمیر بن عوف، بنومغیرہ سے سود لیتے تھے اور بنومغیرہ ان کو جاہلیت میں سود ادا کرتے تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو ان پر بہت زیادہ سود کی رقمیں واجب الادا تھیں۔ بنوعمرو نے آکر ان سے اپنے سود کا مطالبہ کیا۔ بنومغیرہ نے مسلمان ہونے کے بعد ان کو سود ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کیا گیا۔ حضرت عتاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ کا حکم معلوم کرنے کے لئے خط لکھا تو یہ آیت نازل ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو جواب لکھا کہ اگر بنوعمرو سود کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوں تو ان سے اعلان جنگ کر دو۔

(جامع البیان: ج:3،ص:71)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ثقیف سود لینے سے باز آ گئے اور کہا ہم اللہ اور رسول سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ

جو لوگ سود لینے کو ترک نہ کریں ان سے اس طرح جنگ کی جائے گی جس طرح

Marfat.com

مرتدین اور باغیوں سے جنگ کی جاتی ہے جمہور مفسرین کا یہی مختار ہے۔

(روح المعانی: ج:3، ص:53)

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ○ (الروم: 39)

اور تم جو مال سود لینے کے لئے دیتے ہوتا کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور تم اللہ کی رضا جوئی کے لئے جو زکوٰۃ دیتے ہو تو وہ لوگ اپنا مال بڑھانے والے ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ کے اندر سود دینے والوں کے لئے سخت وعید فرمائی گئی ہے کہ جو تم مال لوگوں کو صرف اس وجہ سے دیتے ہوتا کہ یہ بڑھے تو یہ مال اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا بلکہ وہ مال بڑھتا ہے جو تم زکوٰۃ دیتے ہو۔

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے:

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا○ (النساء: 161)

اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور ان لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

☆ اس آیت میں یہود قوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

آج دنیا میں یہود سب سے بڑی سود خور قوم ہے اور دولت جمع کرنے میں ہر حیلہ وفریب سے کام لینے میں ضرب المثل ہے لیکن ان کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے دین نے ان کو ایسے قبائح کی اجازت دی۔ اس لئے قرآن نے بتایا کہ ان باتوں سے انہیں منع کیا

Marfat.com

گیا تھا لیکن باز نہ آئے۔ ان کی تورات میں اب بھی ایسی واضح آیات موجود ہیں جن میں انہیں سود لینے سے منع کیا گیا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن: پارہ:6،ص:420)

آیت نمبر۶: قرآن مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران: 130)

اے ایمان والو! سود دونا دون نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے۔

☆ اس آیت میں سودی نظام کو حرام کیا جا رہا ہے جس کا اس وقت عام رواج تھا۔ رواج یہ تھا کہ کسی نے ایک مدت مقررہ تک قرض لیا جب وہ مدت ختم ہوئی اور قرض خواہ نے رقم کا مطالبہ کیا تو مقروض کہا کرتا کہ تم میعاد بڑھا دو میں رقم میں اضافہ کر دیتا ہوں۔ یہ سلسلہ مدت تک جاری رہتا۔ یہاں تک کہ اصل رقم کئی گنا بڑھ جاتی۔ جسے سود در سود یا سود مرکب کہا جاتا ہے۔ اس ظالمانہ نظام کو اسلام نے ختم کر دیا کیونکہ اس سے اگر ایک طبقہ میں تن آسانی، حرام خوری، حرص و بخل کے جذبات پرورش پاتے ہیں تو قوم کے دوسرے طبقے میں حسد و عناد اور منافرت کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ وہ امت جسے دنیا میں تبلیغ توحید و رسالت کا ایک عظیم المرتبت مشن سرانجام دینا ہو اس میں ایسے عناصر کو کب برداشت کیا جا سکتا ہے جو ملی وحدت کو پارہ پارہ کر دیں۔ اس لئے اگلی آیتوں میں یہاں تک فرما دیا کہ اگر تم نے اس سودی کاروبار کو نہ چھوڑا تو اس عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے جو کفار کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

بیشتر افراد اور قومیں اپنی فلاح و کامرانی کو دولت کی فراوانی میں مضمر سمجھتی ہیں اور اس کے حصول کے لئے جائز و ناجائز حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر کوشاں رہتی ہیں۔ مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ دوسروں کی طرح تم بھی اس فریب میں مبتلا نہ ہو جانا۔ حقیقی فلاح متقی بننے سے نصیب ہوتی ہے۔ (ضیاء القرآن: پارہ:4،ص:274)

Marfat.com

احادیث مبارکہ سے سود کی حرمت

سود کی حرمت پر احادیث مبارکہ شاہد ہیں کہ جن میں واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود سے منع کیا۔

حضور ﷺ کا معراج کے وقت سود خوروں کو دیکھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بادلوں کی سی گرج اور بجلی کی سی کڑک سنی اور ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے ان میں سانپ اور بچھو باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ سود خور ہیں۔

(مجمع الزوائد ج:4، رقم الحدیث:6577، ص:211)

سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سود کھانے کے بارے میں سب اہل محشر جان لیں گے۔

(کتاب الکبائر للذہبی باب الربا ص 68)

ایک اور روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

سود خور قیامت کے دن جنون کی حالت میں اپنی دونوں سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی۔

(الترغیب والترھیب ج:2، ص:408، رقم الحدیث 2894)

ایک اور حدیث میں ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔
ان گناہوں سے بچو جن کی مغفرت نہیں ہوگی۔
(۱) دھوکہ دہی، پس جس نے کسی شے سے دھوکا دیا تو قیامت کے دن وہ چیز لائی جائے گی۔
(۲) سودخوری، پس جس نے بھی سود کھایا اسے قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔
(المعجم الکبیر: ص:60، ج:18، رقم الحدیث:110)

سودخوروں کو برزخ میں عذاب

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمان دنیا کی طرف دیکھا اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھڑوں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں۔ وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا: وہ مطیع اونٹوں کی طرح بغیر سنے سمجھے آگے بڑھے تو یہ (بڑے) پیٹوں والے ان کو محسوس کر کے کھڑے ہوئے لیکن اپنے پیٹوں کی وجہ سے دوبارہ گر گئے اور وہاں سے نہ اٹھ پائے۔ یہاں تک کہ آل فرعون ان پر چھا گئے اور اوندھے، سیدھے پڑے ہوئے ان لوگوں کو اذیت دیتے ہوئے (جہنم میں) چلے گئے۔ یہ تو سودخوروں کا برزخ میں عذاب ہے جو دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا، یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط (یعنی پاگل) بنا دیا ہو۔ (الترغیب والترھیب: ج:2، ص:407، رقم الحدیث:2891)

Marfat.com

سود جان کر کھانا 36 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے۔

سود کا ایک درہم جسے آدمی جانتے ہوئے کھاتا ہے 36 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔ (المرجع السابق: ج:8،ص:223، رقم الحدیث: 22016)

حضور ﷺ نے سود لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی، گودوانے والی، سود لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔ کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، ج:6،ص:456، رقم الحدیث: 18781)

سود کھانے کا سب سے ہلکا درجہ ماں سے زنا کرنا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

بے شک سود کا گناہ 72 درجے ہے ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی کرتا ہے۔

(مجمع الزوائد، ج:..،ص:211، رقم الحدیث: [illegible])

لوگوں پر سود کا زمانہ آئے گا کہ ہر ایک سود کھائے گا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے گا کہ ہر ایک سود کھائے گا اور جو نہ کھائے گا اس تک اس کا غبار پہنچ جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ،ص: 2613، رقم الحدیث 2278)

Marfat.com

سات کبیرہ گناہوں سے بچو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

سات (۷) کبیرہ گناہوں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا۔

(المعجم الکبیر: ج:6،ص:103، رقم الحدیث:5636)

کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کبیرہ گناہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے۔

کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مومن کو ناحق قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہے۔

(مجمع الزوائد: ج:1،ص:291، رقم الحدیث:382)

کبیرہ گناہ ۹ ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

کبیرہ گناہ ۹ ہیں ان میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا کسی مومن کو (ناحق) قتل کرنا اور سود کھانا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج:10،ص:314، رقم الحدیث:20752)

خون کی نہر میں کھڑے سود خور کو پتھر لگنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

میں نے شب معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارض مقدس لے گئے پھر ہم آگے چل دیئے۔ یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور نہر کے کنارے پر دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے۔ نہر میں موجود شخص

Marfat.com

جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا۔ اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ شخص کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا۔ میں نے پوچھا یہ نہر میں کون ہے؟ جواب ملا، یہ سود کھانے والا ہے۔ (صحیح البخاری: ص: 163، رقم الحدیث: 2085)

اللہ تعالیٰ سود خور کو جنت میں داخل نہیں فرمائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

چار افراد ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ تو انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے گا۔

(۱) شراب کا عادی

(۲) سود خور

(۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا

(۴) والدین کی نافرمانی کرنے والا

(المستدرک: ج 2، ص: 238 تا 239، رقم الحدیث 2308)

اللہ تعالیٰ کا عذاب سود خور اور زنا کرنے والے پر

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ جب بھی کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حق دار ٹھہرا لیا۔

(مسند ابی یعلی الموصلی: ج: 4، ص: 314، رقم الحدیث 3960)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکنے سے پہلے کھجوریں خریدنے سے منع فرمایا اور ارشاد

Marfat.com

فرمایا جب کسی گاؤں میں زنا اور سود عام ہو گئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق کر دیا۔ (المستدرک: ج:2،ص:339، رقم الحدیث:2308)۔

قرب قیامت سود شراب اور زنا کا عام ہو جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

قیامت کے قریب زنا، سود اور شراب عام ہو جائیں گے۔

(المعجم الاوسط: ج:5،ص:386، رقم الحدیث:7695)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل یمن کی طرف خط لکھنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کی طرف خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا تذکرہ تھا اور سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا۔ خط میں لکھا تھا، کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن اللہ تعالیٰ کے جہاد سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سکھانا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہیں۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی: ج:4،ص:139، رقم الحدیث:7255)

سود کے ستر گناہ ہیں

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سود کے ستر (۷۰) گناہ ہیں۔ سب سے ہلکا اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کرنا ہے اور سود کا ایک درہم تیس سے زیادہ بار زنا کرنے سے برا ہے۔ مزید فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوائے سود کھانے والے کے ہر نیک اور فاجر کو کھڑا ہونے کی اجازت دے گا وہ اگر کھڑا بھی ہوگا تو اس شخص کی طرح کھڑا ہوگا جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ (المصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع: ج:10،ص:66، رقم الحدیث:19876)

Marfat.com

سات ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں سے بچو

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سے گناہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا شریک

(۲) جادو کرنا

(۳) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا

(۴) سود کھانا

(۵) یتیم کا مال کھانا

(۶) جنگ کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا

(۷) پاک دامن، سیدھی سادی، شادی شدہ، مومن عورتوں پر تہمت لگانا

(صحیح البخاری، ص:223، رقم الحدیث 2766)

سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔

(صحیح مسلم ص:955، رقم الحدیث 4092)

ایک اور روایت میں ہے۔

اور سود کے گواہوں اور سود لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔

(المرجع السابق ص:955، رقم الحدیث 4093)

سود لینا اسلام میں 33 بار زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے آدمی کا سود کا ایک درہم لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بندے کے حالت اسلام میں 33 بار زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

(مجمع الزوائد: ص: 211، ج: 4، رقم الحدیث: 6574)

مال میں سود کی وجہ سے اضافہ انجام کمی پر ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

جس کے مال میں بھی سود سے اضافہ ہوگا اس کا انجام کمی پر ہی ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ ص 2613، رقم الحدیث: 2279)

7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔

عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

(۲) جادو کرنا

(۳) کسی کو ناحق قتل کرنا

(۴) یتیم کا مال کھانا

(۵) سود

(۶) جنگ کے دن بھاگ جانا

(۷) اور پاک دامن، سیدھی سادی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(صحیح البخاری: ص: 572، رقم الحدیث: 6857)

Marfat.com

سود کھانے والوں کے چہرے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بننا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اس امت کی ایک قوم کھانے پینے اور لہو لہب میں رات گزارے گی۔ پھر جب وہ صبح کریں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے اور ان میں دھنسانے اور پھینکے جانے کے واقعات رونما ہوں گے۔ یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے۔ آج رات فلاں کا گھر دھنسایا گیا اور آج رات فلاں کا گھر دھنسایا دیا گیا اور ان پر آسمان سے پتھر پھینکے جائیں گے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے۔ اس لئے کہ وہ شراب پئیں گے۔ ریشم پہنیں گے۔ گانے گانے والیاں رکھیں گے۔ سود کھائیں گے اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کریں گے۔ (کنز العمال: ج: 16، ص: 36، رقم الحدیث: 44011)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میری امت کے کچھ لوگ برائی اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے اور صبح حرام کو حلال سمجھنے گانے والیاں رکھنے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔ (مجمع الزوائد: ج: 5، ص: 119، رقم الحدیث: 8215)

سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

بے شک سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔ (سنن ابن ماجہ: ص: 2613، رقم الحدیث: 2274)

Marfat.com

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا سود کے بارے میں قول

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

33 بار زنا کرنا میرے نزدیک سود کا ایک درہم کھانے سے بہتر ہے جب میں سود کھاؤں تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔(المسند للامام احمد بن حنبل: ج:8،ص:223،رقم الحدیث:22017)

حضور ﷺ کی سود والوں پر لعنت

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سود لینے والے، سود دینے والے، سود کے گواہ، سود کا کاغذ لکھنے والے جبکہ سود جان کر یہ کام کرتے ہوں۔ اسی طرح خوبصورتی کے لئے گودنے والی، گودوانے والی، صدقہ نہ دینے والے اور ہجرت کے بعد مرتد ہو کر اعرابی بن جانے والے لوگوں پر (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل: ج:2،ص:338،رقم الحدیث:2308)

☆ ان تمام آیات مبارکہ واحادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سود کھانے والے اور سود کا سودا کرنے والوں پر کس قدر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے اور پھر قیامت میں جہنم کی سخت وعید سنائی گئی ہے۔

سود کھانے والو اور اس میں مدد کرنے والو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سود کی نحوست میں پڑے تمہیں موت آ جائے اور تم جہنم واصل کر دیئے جاؤ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اور وفا بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس پر عمل کیا جائے۔ جب تم وفا کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا اور دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

زنا سے بچنے میں وفا

جب تک انسان نفس کی محبت میں مبتلا رہتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ اور اس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی لذت اسے حاصل نہیں ہوتی۔ ہر وہ شے جسے نفس محبوب رکھتا ہے جب تک وہ شے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ نہ کرے صدق حاصل ہونا مشکل ہے۔ صدق عمل کا نام ہے اور اس عمل کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر شے پر غالب کر دیا جائے اور نفس انسان کو اچھائی کی طرف بھی لے جاتا ہے اور برائی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ یہی نفس انسان سے زنا کرواتا ہے۔ چاہے وہ آنکھوں کا زنا ہو یا کانوں کا زنا ہو یا ہاتھوں کا زنا ہو یا پاؤں کا زنا ہو۔ غرض انسان کو نفس زنا کرنے پر بھی ابھارتا ہے مگر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو جائے تو وہ اس برے فعل سے بچ جاتا ہے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو کہ زنا میں مبتلا رہتے ہیں جو سراسر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا سبب ہے۔ زنا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ زنا کرنے سے بچا جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برے فعل سے منع فرمایا۔

جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زنا سے بچتے رہو کیونکہ اس میں چار خصلتیں ہیں۔

(۱) اس سے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔

(۲) رزق منقطع ہو جاتا ہے۔

(۳) رحمان ناراض ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

(۴) اور دوزخ میں خلود ھوتا ہے۔ (یعنی بہت دیر تک رہنا)

(المعجم الاوسط: رقم الحدیث: 7092)

اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا سے منع فرمایا ہے اور جو لوگ اس برے فعل سے نہیں بچتے وہ سراسر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زمانے میں ذلیل وخوار پھرتے ہیں پھرنا کامیاں، ان کا سب بنتی ہیں۔

اگر ان ذلالت اور ناکامیوں سے بچنا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا ضروری ہے۔ پھر جب وفا پر عبور ہو گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً راضی ہوں گے اور جنت مقدر بن جائے گی۔

☆ سب سے پہلے آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں کہ زنا سے بچنے پر کتنی تاکید فرمائی گئی اور نہ بچنے پر کتنی سخت وعید سنائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ۝

(بنی اسرائیل: 32)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔

☆ اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمایا کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ یعنی ایسا کوئی کام نہ کرو جو زنا کا محرک ہو اور زنا کا باعث اور سبب بنے مثلاً اجنبی عورتوں سے تعلق پیدا کرنا، ان سے خلوت میں ملاقات کرنا، ان سے ہنسی اور دل لگی کی باتیں کرنا اور ان سے ہاتھ ملانا اور بوس وکنار کرنا، مغربی تہذیب میں یہ تمام امور عام ہیں اور زندگی کے معمولات میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے وہاں زنا بھی عام ہے۔ ساحل سمندر پر پارکوں میں یہ سب ہوتا رہتا ہے اور آئے دن سڑکوں پر ناجائز بچے ملتے رہتے ہیں جس طرح ہمارے ہاں کوئی شخص کثیر الاولاد ہوتا ہے اسی طرح ان کے

Marfat.com

ہاں کوئی شخص کثیر الولدیت ہوتا ہے اور لوگ فخر سے بیان کرتے ہیں کہ میں محبت کی پیداوار ہوں۔ اسلام نے اسی بندش کے لئے عورتوں کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا اور عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کو سختی سے روکا ہے۔ مخالفین اسلام کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو گھروں میں قید کر دیا ہے میں کہتا ہوں کہ عورتوں کا گھر میں مقید رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محض جانوروں کی طرح ہوس پوری کرنے کا آلہ بن جائیں۔

زنا کا فعل چند خرابیوں پر مشتمل ہے

(۱) جو عورت زنا کرتی ہے وہ کسی ایک مرد کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتی۔ اس کے پاس کئی مرد آتے ہیں۔ پھر بعض اوقات ان مردوں میں رقابت اور حسد پیدا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے قتل و غارت تک نوبت آجاتی ہے۔

(۲) اگر زنا عام ہو جائے تو نہ مرد کسی عورت کے ساتھ مخصوص ہوگا اور نہ عورت کسی مرد کے ساتھ مخصوص ہوگی۔ ہر مرد ہر عورت سے اور ہر عورت ہر مرد سے اپنی خواہش پوری کر سکے گا۔ اس وقت انسانوں میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

کوئی کسی کا باپ ہوگا نہ کوئی کسی کا بیٹا ہوگا۔ قرابت داری اور رشتہ داری کا تصور ختم ہو جائے گا۔

(۳) جو عورت زنا کاری میں مشغول ہوتی ہے اور اس کی عادی بن جاتی ہے اس سے ہر سلیم الطبع متنفر ہوتا ہے اور وہ نکاح کرنے کی اہل نہیں رہتی۔ معاشرہ میں اس کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

(۴) زنا سے نسب مختلط اور مشتبہ ہو جاتا ہے اور انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ زانیہ سے جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ اس کے نطفہ سے ہے یا کسی اور کے نطفہ سے ہے۔ اس لئے اس کے دل میں اس بچہ کی پرورش کی کوئی امنگ ہوتی ہے نہ کوئی جذبہ ہوتا ہے اور نہ وہ اس کی نگہداشت کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ بچہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس سے نسل منقطع

Marfat.com

ہوتی ہے اور عالم کا نظام فاسد ہو جاتا ہے۔

(۵) بعض مردوں کو پوشیدہ بیماریاں ہوتی ہیں اور جن عورتوں کے پاس وہ جاتے ہیں ان عورتوں کو ان مردوں سے وہ بیماریاں لگ جاتی ہیں پھر ان عورتوں سے دوسرے مردوں میں وہ بیماریاں پھیلتی ہیں۔ یوں زنا کے ذریعہ آتشک، سوزاک اور ایڈز جیسی مہلک بیماریاں معاشرہ میں پھیل جاتی ہیں۔

(۶) منکوحہ کا اس کا خاوند ذمہ دار ہے وہ اس کو روٹی کپڑا اور مکان دینے کا پابند ہے اور اس کی ضرورت کا کفیل ہوتا ہے اور اس کی بیوی اس کی دکھ سکھ کی ساتھی ہوتی ہے اس کے بچوں کی ماں ہوتی ہے۔ شوہر مر جائے تو اس کے ترکہ کی وارث ہوتی ہے اور اس کا مستقبل محفوظ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف زانیہ کے ساتھ صرف وقتی اور عارضی تعلق ہوتا ہے اس کے کھانے، کپڑے اور رہنے کا کفیل ہوتا ہے نہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسے اپنے مستقبل کا کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔

(۷) عورت صرف اس لئے نہیں ہوتی کہ اس کے ساتھ جنسی عمل کیا جائے بلکہ وہ گرہستی کی تعمیر میں مرد کی شریک کار ہوتی ہے۔ کھانے پینے، پہننے اور رہنے کے مسائل میں مرد کے دوش بدوش ہوتی ہے۔ عائلی اور خانگی ذمہ داریاں کو پورا کرتی ہے۔ بچوں کی تربیت کرتی ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب وہ نکاح کے ذریعہ صرف ایک مرد کے ساتھ مخصوص ہو اور باقی مردوں سے منقطع ہو اور یہ مقصود اسی وقت پورا ہو گا جب زنا کو حرام کر دیا جائے اور اس باب بالکلیہ کو بند کر دیا جائے۔

(۸) جنسی عمل بہت شرمناک فعل ہے اس لئے یہ عمل اس جگہ اور اس وقت کیا جاتا ہے جس جگہ اور جس وقت کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ لوگ اس کا کھل کر ذکر نہیں کرتے اس میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ اگر فروغ نسل کا اس سے تعلق نہ ہوتا تو اس کو مشروع نہ کیا جاتا ایک عورت ایک مرد کے ساتھ مخصوص ہوگی تو یہ عمل کم ہوگا اور زنا کی صورت میں یہ عمل زیادہ ہوگا۔ اس وجہ سے بھی زنا ممنوع اور حرام ہونا چاہئے۔

Marfat.com

(۹) آج کل کے لوگوں میں زنا کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ لوگوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا کھلا رہتا ہے۔ کوئی پردے کا انتظام نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے بدکاری کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور تا آنکہ زنا کا کام شروع ہو جاتا ہے اور پھیلتا ہی جاتا ہے۔

یہ تھیں وہ صورتیں جس کی ہر وجہ زنا کی حرمت کا تقاضہ کرتی ہے۔

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (النور: 2)

زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہئے۔

زنا کا لغوی و شرعی معنی

سید مرتضیٰ حسین زبیدی لکھتے ہیں۔

لغت میں زنا کا معنی کسی چیز پر چڑھنا ہے اور اس کا شرعی معنی ہے کسی ایسی شہوت انگیز اندام نہانی میں حشفہ (آلہ تناسل کے سر) کو داخل کرنا جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ (تاج العروس، ج:2، ص:113)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں۔

اہل علم کا اس شخص کے زانی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو کسی ایسی عورت کی قبل (اندام نہانی) میں وطی کرے تو حرام ہو اور وطی کسی شبہ سے نہ ہو اور دبر (سرین) میں وطی کرنا بھی اس کی مثل زنا ہے کیونکہ یہ بھی اس عورت کی فرج (شرمگاہ) میں وطی کرنا

Marfat.com

ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے اور نہ ملکیت کا شبہ ہے۔ لہٰذا یہ قبل (اندام نہانی) میں وطی کی طرح ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (النساء: 15)

تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کا کام کرتی ہیں۔

☆ اور دبر میں وطی کرنا بھی بے حیائی کا کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے متعلق فرمایا۔

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ (الاعراف: 80)

کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو؟

یعنی مرد، مردوں کی دبر میں وطی کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے قوم لوط کے لوگ عورتوں کی دبر میں وطی کرتے تھے پھر مردوں کی دبر میں وطی کرنے لگے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص مردہ عورت سے وطی کرے تو اس میں دو قول ہیں۔

(۱) ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد ہے اور یہی امام اوزاعی کا قول ہے کیونکہ اس نے آدم زاد کی فرج میں وطی کی ہے پس یہ زندہ عورت سے وطی کے مشابہ ہے۔ نیز اس لئے کہ یہ بہت عظیم گناہ ہے کیونکہ اس میں بے حیائی کے ارتکاب کے علاوہ مردہ کی عزت کو بھی پامال کرنا ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے اور حسن کا قول ہے۔ ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی قول ہے۔ مردہ سے وطی کرنا وطی نہ کرنے کی مثل ہے کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی اور لوگ اس سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے زجر کو مشروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حد کو زجر کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔ اور نابالغ لڑکی سے زنا کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے وطی کرنا ممکن ہو تو اس سے وطی کرنا زنا ہے اور اس سے

Marfat.com

وطی کرنے پر بالغہ سے وطی کرنے کی طرح حد واجب ہوگی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں۔

اگر کسی شخص نے محرم سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح بالا جماع باطل ہے اور اگر اس سے وطی کر لی تو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق پر اس پر حد واجب ہے۔ حضرت حسن، حضرت جابر بن زید، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد حضرت اسحاق، حضرت ابوایوب، حضرت ابن ابی خیثمہ علیہم الرحمہ کا یہی قول ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ اور ثوری علیہما الرحمہ کا یہ قول ہے کہ اس پر حد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسی وطی ہے جس (کے جواز) میں شبہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے اس وطی سے حد واجب نہیں ہوگی۔ جیسے کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کو خرید کر اس سے وطی کرے اور شبہ کا بیان یہ ہے کہ اس نے محرم سے نکاح کر لیا اور نکاح اباحت وطی کا سبب ہے (اور حضرت آدم علیہم السلام کی شریعت میں محارم مثلاً بہن سے نکاح جائز تھا) اس شبہ کی وجہ سے اس پر حد لازم نہیں ہوگی۔ (لیکن ایسے شخص کو تعزیراً قتل کر دیا جائے گا کیونکہ ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے شادی کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ (یعنی اس پر حد جاری نہیں کی) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محرم سے وطی کرے اس کو قتل کر دو۔ (جامع ترمذی: ص: 231)

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد واجب ہے کیونکہ اس نے ایسی عورت کے ساتھ وطی کی ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور اس ملکیت کا کوئی شبہ نہیں ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے جیسا کہ جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی۔ درآں حالیکہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا میں نے کہا کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک شخص نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی گردن مارے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

نیز جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محرم سے وطی کرے اس کو قتل کر دو۔

(المغنی لابن قدامہ ج:9،ص:55)

علامہ یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

مرد اپنے حشفہ (سپاری) کو کسی ایسی فرج (سپاری) کو کسی ایسی فرج (اندام نہانی) میں داخل کر دے جو طبعاً مشتہیٰ ہو اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو اس پر وطی پر حد واجب ہوتی ہے۔ اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کی حد رجم ہے اور اس کے ساتھ اس کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اور اگر غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہو تو اس کی حد کوڑے اور شہر بدر کرنا ہے۔ اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔

محصن ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) پہلی شرط مکلف ہونا ہے۔ اس لئے بچہ اور مجنون پر حد نہیں لگے گی لیکن ان کو زجر و توبیخ کی جائے گی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے حریت پس غلام، مکاتب، ام ولد اور جس کا بعض حصہ غلام ہو محصن نہیں ہیں۔

(۳) تیسری شرط ہے نکاح صحیح ہونا۔ (روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین ج:10،ص:86)

☆ علامہ ابو عبداللہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں۔

علامہ ابن حاجب مالکی نے زنا کی یہ تعریف کی ہے کسی ایسے فرد کی فرج میں عمداً وطی کرے جو اس کی ملک میں بالاتفاق نہ ہو۔ فرج کی قید سے وہ وطی خارج ہو گئی جو جانور

Marfat.com

کے ساتھ ہو کیونکہ جانور کے ساتھ وطی کرنے میں حد نہیں تعزیر ہے۔

(اکمال اکمال المعلم: ج:4،ص:445، دارالکتب العلمیہ بیروت)

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں۔

جو شخص دارالعدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتہاۃ عورت کی قبل (اندام نہانی) میں وطی کرے درآں حالیکہ وہ قبل حقیقتاً ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔ (بدائع الصنائع ج:7،ص:33)

اس تعریف کی قیود کی وضاحت درج ذیل ہے۔

وطی

عورت کی اندام نہانی میں بقدر سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہوگی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہوگی۔

حرام

کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہو تو اس کو حرام کہا جائے گا۔ اگرچہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھا لیا گیا۔ بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔

اس حدیث کو امام ترمذی (1423) اور امام ابوداؤد (14401) نے روایت کیا ہے۔

قبل

عورت کی اندام نہانی کو کہتے ہیں اس قید کی وجہ سے مرد یا عورت کی دبر (سرین)

Marfat.com

میں وطی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی۔ اس کے برخلاف امام ابو یوسف، امام محمد اور فقہاء شافعیہ، فقہاء مالکیہ اور فقہاء حنبلیہ عورت کی دبر میں وطی کو بھی زنا قرار دیتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ دبر میں وطی کو لواطت کہتے ہیں اور اس کی حد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف تھا۔ اگر یہ زنا ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا نیز زنا اس لئے حرام ہے کہ اس سے نسب مشتبہ ہوتا ہے اور بچہ ضائع ہو جاتا ہے اور لواطت میں صرف نطفہ ضائع ہوتا ہے جیسا کہ عزل میں ہے۔

عورت

اس قید کی وجہ سے جانور کے ساتھ وطی زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی کیونکہ یہ بھی ایک نادر امر ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

حالت اختیار

یعنی وطی کرنے والے کو اختیار ہو، اسی طرح حد کے وجوب کے لئے وطی کرانے والی عورت کا مختار ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے (مکرہ) (جس پر جبر کیا گیا ہو) پر حد نہیں ہے کیونکہ حافظ الہیثمی نے امام طبرانی کی متعدد اسانید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر، حضرت عمران بن حصین، حضرت ثوبان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

میری امت سے خطاء، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کے گناہ کو) اٹھالیا گیا۔

(مجمع الزوائد، ج:7، ص:250، دار الکتاب العربی)

دار العدل

دار العدل سے مراد دار الاسلام ہے کیونکہ دار الحرب اور دار الکفر میں قاضی کو حد جاری کرنے کی قدرت نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص دار الحرب میں یا دار الکفر میں زنا کرے تو بھی وہ اسلامی سزا سو کوڑوں یا رجم کا مستحق ہے لیکن چونکہ قاضی اسلام

Marfat.com

دارالکفر یادارالحرب میں اسلامی سزائیں نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لئے اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔ دارالکفر میں بھی زانی سزا کا مستحق ہے اور اس کا یہ فعل گناہ ہے جیسا کہ سود، چوری، ڈاکہ، قتل اور دیگر جرائم دارالکفر اور دارالحرب میں ناجائز اور گناہ ہیں۔ اسی طرح زنا بھی وہاں ناجائز اور گناہ ہے۔

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَـٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَـٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (الممتحنة: 12)

اے نبی (مکرم)! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں حاضر ہوں تو وہ آپ سے اس پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے کوئی بہتان گھڑیں گی اور نہ دستور کے مطابق کسی کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کریں اور آپ ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

☆ امام ابوالحسن مقاتل بن سلیمان متوفی 150ھ تفسیر میں لکھتے ہیں۔

یہ فتح مکہ کے دن کا واقعہ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو بیعت کرنے سے فارغ ہوگئے تو آپ نے عورتوں کو بیعت کرنا شروع کیا۔ اس وقت آپ صنعا پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس پہاڑ کے نیچے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گی۔ اس وقت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نقاب ڈالے ہوئے خواتین

Marfat.com

کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم آپ ہم سے اس چیز پر بیعت لے رہے ہیں جس پر آپ نے مردوں سے بیعت لی ہے۔ ہم نے آپ سے اس پر بیعت کر لی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم چوری بھی نہیں کرو گی۔ ہند نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ابوسفیان کے مال سے خرچ کرتی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مال میرے لئے حلال ہے یا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا ہاں اس سے پہلے تم نے ماضی میں میرا جو مال لیا ہے وہ حلال ہے اور اس کے علاوہ بھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم ہند بن عتبہ ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ میرے گزشتہ قصور معاف فرما دیں۔ اللہ آپ کو معاف فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا اور تم زنا بھی نہیں کرو گی۔ ہند نے کہا، کیا آزاد عورت زنا کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم اپنی اولاد کو قتل بھی نہیں کرو گی۔ اس نے کہا ہم نے اپنی اولاد کو بچپن میں پالا اور جب وہ بڑے ہو گئے تو تم نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت ہنسے اور ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اور نہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے کسی پر بہتان لگاؤ گی۔ بہتان یہ ہے کہ عورت کسی اور کے بچے کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کرے اور کہے کہ یہ تمہارا بچہ ہے حالانکہ وہ اس کا بچہ نہ ہو۔ ہند نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! بہتان بری چیز ہے اور آپ اچھے اخلاق اور اچھی خصلتوں کا حکم دیتے ہیں پھر آپ نے فرمایا اور تم دستور کے موافق کسی کام میں نافرمانی نہیں کرو گی یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو نوحہ کرنے سے اور کپڑے پھاڑنے اور بال نوچنے سے منع کیا اور فرمایا تم شہر میں کسی مسافر کے ساتھ خلوت میں نہیں رہو گی اور بغیر محرم کے تین دن سے زیادہ سفر نہیں کرو گی۔ ہند نے کہا ہم ان چیزوں میں سے کسی کی مخالفت نہیں کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان کو بیعت کر لیجئے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت مغفرت فرمانے والا ہے۔ بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

(تفسیر مقاتل بن سلیمان ج:3، ص:353 تا 354 دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

زنا کی ممانعت پر احادیث مبارکہ

زنا چونکہ ایک برا فعل ہے اس لئے اس سے سختی سے منع کیا گیا تاکہ تقویٰ و پرہیزگاری حاصل ہو۔ زنا کی ممانعت پر کئی احادیث مبارکہ شاہد ہیں جو ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور چند ایک درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ (سردار یا حاکم) اور متکبر فقیر۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 107)

زنا کی وجہ سے بندوں پر عام عذاب کا نزول

حضرت ام المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت اس وقت تک اچھے حال میں رہے گی جب تک ان کی اولاد زنا کی کثرت سے نہ ہو اور جب ان کی اولاد زنا کی کثرت سے ہوگی تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان میں عام عذاب نازل فرمائے گا۔

(مسند احمد: ج 6 ص 333)

زنا سے ایمان نکل جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے زنا کیا یا شراب پی اللہ تعالیٰ اس سے ایمان نکال لیتا ہے جیسے انسان اپنے سر سے قمیض کو اتارتا ہے۔

(المستدرک ج 1 ص 22)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے۔

امام طبرانی نے حضرت شریک، ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل جاتا ہے پس اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (المعجم الکبیر: رقم الحدیث: 7224)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی لٹیرا کسی شریف آدمی کو لوٹتا ہے اور لوگ اس کی نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 5578)

بوڑھا زانی جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا متکبر مسکین، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(الترغیب والترھیب: رقم الحدیث: 3536)

سات زمینیں اور سات آسمان زانی پر لعنت کرتی ہیں

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

سات آسمان اور سات زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی فروج کی بدبو سے اہل دوزخ کو بھی ایذا ہوگی۔ (مسند البزار: رقم الحدیث: 1548)

پیسے لے کر زنا کرنے والے کے لئے سخت وعید

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدھی رات کو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر ایک منادی نداء کرتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا ہو تو اس کی دعا قبول کی جائے کوئی سائل ہو تو اس کو عطا کیا جائے۔ کوئی مصیبت زدہ ہو تو اس کی مصیبت دور کر دی جائے پس ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا قبول کر لی جائے گی۔ سوا اس عورت کے جو پیسے لے کر زنا کراتی ہے اور سوا اس شخص کے جو ظالمانہ ٹیکس لیتا ہے۔

(مسند احمد: ج: 4 ،ص: 22)

زانیوں کے چہرے پر آگ کا بھڑکنا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زانیوں کے چہروں میں آگ جھڑک رہی ہوگی۔ (الترغیب والترھیب: ج: 3، رقم الحدیث: 3524)

زنا فقر پیدا کرتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زنا فقر پیدا کرتا ہے۔

(شعب الایمان: رقم الحدیث 5418)

زانی کا دوزخیوں کے ساتھ داخلہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے تو اس کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا اور نہ اس کو پاک کرے گا اور فرمائے گا دوزخ میں دوزخیوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (الترغیب والترھیب: رقم الحدیث 3548)

قیامت کے دن زانی پر اژدھا مسلط کیا جائے گا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا جس کا شوہر غائب ہو، قیامت کے دن اللہ ایک اژدھے کو اس کے اوپر قادر کرے گا۔

(مجمع الزوائد: ج:6، ص:258)

زانی کا جسم بدبودار اور پھولا ہوا ہونا

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سویا ہوا تھا میرے پاس دو شخص آئے ان دونوں نے مجھے میری بغلوں سے پکڑ کر اٹھالیا اور مجھے ایک سخت چڑھائی والے پہاڑ پر لے گئے اور مجھ سے کہا اس پر چڑھے میں نے کہا اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے چڑھنا آسان کر دیں گے پھر میں چڑھا حتیٰ کہ میں اس پہاڑ کے وسط میں پہنچ گیا، ناگاہ میں نے بہت زور کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ دوزخ کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ہیں۔ (الی قولہ) ہم چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ مقتولین کفار ہیں وہ پھر مجھے آگے لے گئے وہاں ایسے لوگ تھے جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ گویا کہ وہ پاخانے کی بدبو تھی میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا یہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں ہیں۔

(المستدرک ج:1، ص:430)

عادتاً زنا کرنے والا بت پرست کی مثل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عادتاً زنا کرنے والا بت پرست کی مثل ہے۔ (الترغیب والترھیب: رقم الحدیث: 3541)

Marfat.com

زنا کرنے والے کی سزا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ

قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ وہ زنا کر چکا ہے اور اس نے چار مرتبہ قسم کھا کر اپنے متعلق زنا کرنے کا اقرار کیا اور وہ شخص شادی شدہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رجم (پتھر مار مار کر ہلاک) کر دیا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 6814)

مسلمانو!

ان تمام آیات کریمہ واحادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ زنا ایک برا فعل ہے اور جو اس سے نہیں بچے گا اس کے لئے جہنم کی سخت وعید بھی سنائی گئی ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور زنا جیسے برے فعل سے بچا جائے جب اس سے بچو گے تو اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہو جائیں گے اور جنت مقدر بن جائے گی اور دنیا وآخرت بھی سنور جائے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

غیبت سے بچنے میں وفا

اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ غیبت کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے بلکہ جہاں کہیں بھی بیٹھے ہوں تو غیبت سنتے، سناتے اور مسکراتے ہوئے غیبت کی تائید میں سر ہلا دیتے ہیں۔ اسی غیبت کی وجہ سے مسلمانوں میں ناچاقیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں جس کی وجہ سے آپس میں نفرتیں جنم دیتی ہیں اور یہاں تک کہ قتل وغارت کا سلسلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ غیبت ایک ایسی مرض ہے جو نہ دنیا کا رکھتی ہے اور نہ آخرت کا رکھتی ہے کیونکہ غیبت کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ برے خاتمے کا سبب ہے۔ نماز اور روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے۔

Marfat.com

زنا سے زیادہ سخت تر ہے۔ مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ عذاب قبر میں مبتلا ہوگا۔ کتے کی شکل میں اٹھے گا۔ جہنم کا بن در ہوگا۔ سب سے پہلے جہنم میں جائے گا۔ دوزخ میں خود اپنا ہی گوشت کھانا پڑے گا اور غیبت کرنے والا جہنم کے کھولتے ہوئے پانی اور آگ کے درمیان موت مانگتا دوڑ رہا ہوگا۔ اور اس سے جہنم بھی بیزار ہو گی۔

مسلمانو!

غیبت کی وجہ سے انسان اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کر دیتا ہے۔ اگر دنیا اور آخرت کو سنوارنا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا پڑے گی اور غیبت جیسی بری آفت سے بچنا پڑے گا جب اس بری آفت سے بچ گئے تو پھر اس کا اجر جنت ہے۔

اب غیبت کو قرآن سے ثابت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کس طرح منع فرمایا ہے۔

آیت کریمہ

قرآن مجید میں ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ط أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ o" (الحجرات: 12)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ اور نہ تم (کسی کے متعلق) تجسس کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بے رحم فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

☆اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے اس کا وہ عیب بیان کیا جائے جو اس میں ہو اور اگر کسی غرض صحیح سے اس کا عیب بیان کیا جائے تو وہ غیبت نہیں ہے اگر اس کے متعلق ایسا عیب بیان کیا جائے جو اس میں نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔

حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ کہا گیا یہ بتائیں اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اگر تم جو عیب بیان کر رہے ہو وہ عیب اس میں ہو جب ہی تو غیبت ہے اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔

(صحیح مسلم 2589)

بہتان اور تہمت ایک ہی چیز ہیں۔ اس کی مثال وہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تھی۔ غیبت کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ اس کے متعلق یہ حدیث ہے۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ دیکھو اس شخص پر اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا تھا اور اس شخص نے خود اپنی جان نہیں چھوڑی حتیٰ کہ اسے کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا وہ فلاں فلاں کہاں

Marfat.com

ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم یہاں ہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا! تم نے جو ابھی اپنے بھائی کی عزت پامال کی ہے وہ اس مردہ کو کھانے سے زیادہ سخت تھی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ تو اب جنت کے دریاؤں میں غوطے لگا رہا ہے۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 4428)

غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دینے کی وجوہ

اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کی مثال مردار کھانے سے دی ہے کیونکہ جس طرح جس مردار کا گوشت کھایا جائے اس کو علم نہیں ہوتا کہ اس کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ اسی طرح جس شخص کا پس پشت عیب بیان کیا جائے اس کو بھی یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا پیٹھ پشت عیب بیان کیا جا رہا ہے۔ نیز جس طرح مردار کا گوشت کھانا حرام ہے اور گھناؤنا فعل ہے اسی طرح کسی مسلمان کی غیبت کرنا بھی حرام ہے اور گھناؤنا فعل ہے نیز جب کسی مسلمان کی غیبت کی جائے تو وہ اپنے واقف لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے اور کسی مسلمان کو بے عزت کرنا اس کو قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر جس طرح ایک دوسرے کی جان اور مال کو حرام کیا ہے اسی طرح اس کی عزت کو بھی حرام کیا ہے۔

حدیث میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں کو اور تمہارے مالوں کو اور تمہاری عزتوں کو ایک دوسرے پر اس طرح حرام کر دیا ہے جیسے آج کے دن، اس مہینہ میں تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔ (صحیح البخاری: 1742)

☆ نیز اس آیت کا یہ معنی بھی ہے۔

جس طرح تم میں سے کوئی شخص مردار کھانے سے اجتناب کرتا ہے اسی طرح اس کو غیبت کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

Marfat.com

احادیث مبارکہ

غیبت کرنا ایسا فعل ہے جو انسان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں چلا جائے گا۔ کئی احادیث مبارکہ میں اس سے نہ بچنے کی وعیدیں ذکر ہوئی ہیں جو کہ میں ثابت کرتا ہوں۔

غیبت زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے

حضرت ابو سعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کرنا زنا سے زیادہ سخت گناہ کیسے ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

ایک آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک مغفرت نہیں ہوتی حتیٰ کہ جس کی غیبت کی ہے وہ اس کو معاف نہ کر دے۔ (شعب الایمان: ج:5، ص:306)

غیبت کرنے والا قیامت کے دن خبال میں مبتلا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مومن یا مومنہ پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن خبال (دوزخ کے ایک طبقہ کی کیچڑ) میں بند رکھے گا حتیٰ کہ وہ اپنے بہتان سے نکل آئے اور وہ اس سے نہیں نکل سکے گا۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 13435)

حضور ﷺ کا معراج کی رات غیبت کرنے والوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے

Marfat.com

لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے قتل کے ناخن تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد: 4878)

غیبت کرنے والا کا دوزخ کی آگ کھانا

حضرت مستور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان شخص کا گوشت کھایا، اللہ تعالیٰ اس کو اتنی ہی دوزخ کی آگ کھلائے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان شخص کا (حرام) کپڑا پہنا، اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی دوزخ کا کپڑا پہنائے گا اور جس نے کسی شخص کو دکھاوے اور ستانے کے لئے کھڑا کیا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دکھاوے اور ستانے کے لئے کھڑا کرے گا۔ (سنن ابی داؤد: 4881)

غیبت کرنے والے کا مردہ کا گوشت کھانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا اس کے پاس اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تم جس طرح دنیا میں اپنے زندہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب مردہ کا گوشت کھاؤ وہ اس کو چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔

چھاتیوں سے لٹکے ہوئے لوگ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ

معراج کی رات میں ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ منہ پر عیب لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والے ہیں اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ارشاد فرماتا ہے:

"وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ" (الھمزہ: 1)

خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

(شعب الایمان: ج:5،ص:309، حدیث:6750)

غیبت سے نماز وروزہ کی نورانیت ختم

دو روزہ دار جب نماز ظہر یا عصر سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں وضو کرو اور نماز دہراؤ اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزے کی قضا پوری کرنا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ حکم کس کے لئے ہوا۔ فرمایا: تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ (شعب الایمان: ج:5،ص:303، حدیث:6729)

غیبت سے روزے کا پھاڑنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

روزہ سپر ہے۔ جب تک اسے پھاڑا نہ ہو، عرض کی گئی: کس چیز سے پھاڑے گا۔ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔

(المعجم الاوسط: ج:3،ص:264، حدیث:4536)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت کرنے والے کو خلال کا حکم فرمانا

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک شخص نے اس کی غیبت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: خلال کرو۔ اس نے عرض کی: کس وجہ سے خلال کروں؟ میں نے گوشت تو نہیں کھایا! تو ارشاد فرمایا: بے شک تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی غیبت کی) ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج:10،ص:102، حدیث:10092)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہنم میں غیبت کرنے والے کو دیکھنا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جہنم میں ایسے لوگوں کو دیکھا جو مردار کھا رہے تھے۔ استفسار فرمایا۔ اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی۔ یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ایک شخص دیکھا جس کا رنگ سرخ اور آنکھیں انتہائی نیلی تھیں تو پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہے؟ عرض کی یہ (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کی کونچیں (یعنی ٹانگیں) کاٹنے والا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل: ج: 1،ص: 553، حدیث 2324)

غیبت ایمان کے لئے نقصان دہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
غیبت اور چغلی ایمان کو اس طرح کاٹ دیتی ہے جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔ (الترغیب والترھیب: ج:3،ص:332، حدیث:28)

غیبت کرنے والا عذاب قبر میں مبتلا

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع غرقد تشریف لا کر دو قبروں کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: کیا تم نے فلاں اور فلانہ کو: یا فرمایا فلاں فلاں کو دفن کر دیا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ارشاد فرمایا: ابھی ابھی فلاں کو (قبر میں) بٹھا کر مارا گیا ہے، پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اسے اتنا مارا گیا ہے کہ اس کا ہر ہر عضو جدا ہو چکا ہے اور اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی گئی ہے اور اس نے ایسی چیخ ماری ہے جسے سوائے جن و انسان کے تمام مخلوق نے سن لیا ہے اور اگر تمہارے دلوں میں فساد نہ ہوتا اور تم زیادہ باتیں نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔ پھر فرمایا: اب دوسرے کو بھی

Marfat.com

مارا جا رہا ہے۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اسے بھی اس قدر زور سے مارا گیا ہے کہ اس کی بھی ہر ہر ہڈی جدا ہو گئی ہے اور اس کی قبر میں بھی آگ بھڑکا دی گئی ہے۔ اس نے بھی ایسی چیخ ماری ہے جسے جن و انسان کے علاوہ تمام مخلوق نے سن لیا ہے اور اگر تمہارے دلوں میں فساد نہ ہوتا اور تم زیادہ کلام نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دونوں کا گناہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: پہلا پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔ (صریح السنۃ للطبری: ص: 29، حدیث: 40)

غیبت کرنے کی وجہ سے عذاب قبر

حضرت سیدنا ابی بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تھا۔ دریں اثناء ہم نے اپنے سامنے دو قبریں پائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے امر کی وجہ سے نہیں ہو رہا، تم میں سے کون ہے جو مجھے ایک ٹہنی لا دے۔ ہم نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں سبقت لے گیا اور ایک ٹہنی لے کر حاضر خدمت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک رکھ دیا پھر ارشاد فرمایا: یہ جب تک تر رہیں گے ان پر عذاب میں کمی رہے گی اور ان دونوں کو غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ (مسند امام احمد: ج: 7، ص: 304، حدیث: 20395)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس تشریف لائے جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا پھر ایک ٹہنی منگوائی اور اسے قبر پر رکھ کر ارشاد فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں کمی رہے گی۔ (المعجم الاوسط: ج: 2، ص: 35، حدیث: 2413)

Marfat.com

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الغيبة اشد من الزنا"

یعنی غیبت زنا سے زیادہ سخت تر ہے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے زیادہ سخت تر کیونکر ہے؟ فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی۔ جب تک وہ نہ معاف کر دے جس کی غیبت کی ہے۔ (شعب الایمان، حدیث: 6741، ج:5، ص:306)

جہنم کا کھانا اور لباس کا ملنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا اور جو کسی شخص کی وجہ سے سنانے اور دکھانے کی جگہ میں کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سنانے اور دکھانے کی جگہ میں کھڑا کرے گا۔

(سنن ابی داؤد: حدیث: 4881، ص:354، ج:4)

مسلمانو!

ان تمام احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے کی سخت پکڑ ہے۔ دنیا میں ذلت اور آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔ آج کل لوگ جہاں بھی بیٹھتے ہیں۔ ایک دوسرے کی غیبت میں لگے رہتے ہیں۔ کوئی اپنی عزت بڑھانے کے چکر میں غیبت کرتا ہے تو کوئی دنیاوی مال حاصل کرنے کے لئے الغرض جہاں بھی بیٹھتے ہیں کسی نہ کسی کی غیبت کرتے رہتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو چاہئے کہ جہاں بھی بیٹھیں اس پہلو کو سامنے رکھیں کہ کہیں ہم کسی دوسرے کی غیبت تو نہیں کر رہے، یا کسی کو تکلیف تو نہیں دے رہے۔ جب اس غیبت

Marfat.com

سے اپنے آپ کو روکے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں برے خاتمے سے بچ جائے گا اور آخرت میں جنت جو دائمی مقصد ہے حاصل کرے گا۔

اب چند بزرگوں کے اقوال نقل کرتا ہوں۔

غیبت کے متعلق اقوال

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں۔

پس پشت کسی کا عیب بیان کرنا غیب ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غیبت کی تین قسمیں ہیں اور ان تینوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

(۱) غیبت: اپنے بھائی کے متعلق تم وہ عیب بیان کرو جو اس میں ہے۔

(۲) افک: اپنے بھائی کے متعلق تم سنی سنائی بات بیان کر دو۔

(۳) بہتان: اپنے بھائی کے متعلق تم وہ عیب بیان کرو جو اس میں نہیں ہے۔

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا کہ اگر تمہارے پاس سے کوئی ہاتھ کٹا شخص گزرے اور تم کہو کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے تو یہ بھی غیبت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور چار مرتبہ اپنے زنا کا اقرار کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجم کر دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ اس کو کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا۔ آپ کچھ دیر خاموش چلتے رہے پھر آپ کا ایک مردار گدھے کے پاس سے گزر ہوا آپ نے فرمایا فلاں فلاں شخص کہاں ہے۔ ان دونوں نے کہا ہم یہاں ہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو اس مردار گدھے کو

Marfat.com

کھاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کون کھائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو ابھی اپنے بھائی کی عزت کو خراب کر رہے تھے وہ اس مردار گدھے کو کھانے سے زیادہ بری بات تھی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ اس وقت جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کو مردار کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ جب مردار کا گوشت کھایا جائے تو اس کو اپنے گوشت کے کھائے جانے کا علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح زندہ آدمی کو پتا نہیں چلتا کہ اس پس پشت کون اس کی غیبت کر رہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے غیبت کی یہ مثال اس لئے بیان کی ہے کہ جس طرح مردار کا گوشت گھناؤنا اور حرام ہے اسی طرح غیبت دین میں حرام ہے اور دل اس سے گھن کھاتے ہیں۔ قتادہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تم مردار کا گوشت کھانے کو برا جانتے ہو اور اس سے اجتناب کرتے ہو اسی طرح غیبت کرنے کو بھی برا جانو اور اس سے اجتناب کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سارا دن لوگوں کا گوشت کھاتا رہا وہ روزہ دار نہیں ہے سو جو شخص کسی مسلمان کی تنقیص کرے یا اس کی ہتک عزت کرے وہ گویا اس زندہ آدمی کا گوشت کھا رہا ہے اور جو شخص غیبت کرے وہ اس مردہ آدمی کا گوشت کھا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جتنا کسی مسلمان کا گوشت کھائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اتنی ہی جہنم کی آگ کھلائے گا اور آپ کا ارشاد ہے۔ اے وہ لوگو جو زبان سے مسلمان ہوئے ہو اور جن کا دل مومن نہیں ہوا مسلمان کی غیبت نہ کرو۔

ابو قلابہ رقاشی نے کہا ابو عاصم کہتے تھے جب سے مجھے علم ہوا کہ غیبت کا اس قدر گناہ ہے اس کے بعد میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ میمون بن سیاہ کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے۔ ان کے سامنے اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کرتا تو وہ اس کو منع کرتے تھے اگر وہ رک جاتا تو فبہا ورنہ وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ ثعلبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص اٹھا۔ اس کے اٹھنے میں کچھ لنگ تھا۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص اٹھنے سے کس قدر عاجز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا اور اس کی غیبت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کے ذکر سے اجتناب کرو کیونکہ یہ بیماری ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو کیونکہ یہ شفاء ہے۔

عمر بن عبید سے کسی نے کہا فلاں شخص آپ کی اس قدر برائی بیان کرتا ہے کہ ہمیں آپ پر رحم آجاتا ہے۔ انہوں نے کہا قابل رحم تو وہ شخص ہے ایک شخص نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ میری غیبت کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا میرے نزدیک تم اتنے رتبے کے نہیں ہو کہ میں اپنی نیکیوں پر تمہیں حاکم بنادوں۔

(الجامع لاحکام القرآن، ج:16، ص:336، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران 1387ء)

☆ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ امام ابن المبارک نے کہا

اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے ماں باپ کی غیبت کرتا کیونکہ وہ میری نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ (الاذکار: ص:303، مطبوعہ دار الفکر بیروت: 1375ھ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔

ایک قوم کا یہ نظریہ ہے کہ غیبت کا تعلق صرف امور دینیہ سے ہے (مثلاً فلاں شخص بے نماز ہے) اور امور خلیقہ (مثلاً فلاں شخص کانا یا بھینگا ہے) اور کسبیہ (مثلاً فلاں شخص موچی ہے) بیان کرنے میں غیبت نہیں ہے۔

ایک قوم نے اس کے برعکس یہ کہا کہ غیبت کا تعلق صرف خلق (جسمانی عیوب خلق (فطری عیوب مثلاً بخل اور بزدلی) اور حسب (پیشہ کے عیوب مثلاً جلاہا اور موچی) سے ہے اور جسمانی عیوب کا بیان کرنا سخت گناہ ہے کیونکہ صنعت کی مذمت کرنا صانع کی

Marfat.com

مذمت کے مترادف ہے۔ یہ تمام نظریات مردود ہیں اور ہر قسم کی غیبت کرنا گناہ اور حرام ہے۔ جسمانی بناوٹ کی غیبت کے حرام ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ کہا کہ وہ کوتاہ قد ہیں تو آپ نے فرمایا تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو تمام پانی کا ذائقہ بدل جائے۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس وصف کو بطور عیب بیان کیا جائے وہ غیبت ہے اور دوسرے نظریے کے ابطال پر دلیل یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین کے نزدیک بدترین غیبت یہ ہے کہ کسی شخص کے دینی وصف کی مذمت کی جائے کیونکہ دین میں عیب نکالنا سب سے بڑا عیب ہے اور ہر مومن بدنی عیب بہ نسبت دینی عیب کو زیادہ ناپسند کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہو جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو یہ غیبت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں اور یہ حدیث دین اور دنیا دونوں کو شامل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے جس شخص نے اپنے بھائی کے مال یا اس کی عزت میں زیادتی کی ہو وہ اس کو معاف کرائے۔ یہ حدیث ہر قسم کی عزت کو شامل ہے اور جو شخص دینی اوصاف میں غیبت کو جائز کہتا ہے وہ ان احادیث مبارکہ سے معارضہ کرتا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن: ج:16، ص:337، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران 1387ھ)

☆ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔

اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے اور جس شخص نے کسی کی غیبت کی اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے۔ باقی اس میں اختلاف ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہے آیا اس سے بھی معافی طلب کرے یا نہیں؟ ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ اس سے معافی طلب کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ یہ اس کے اور اس کے رب عزوجل کے درمیان معاملہ ہے۔ اس نے اپنے رب کی خطا کی ہے۔ اس نے اس شخص کا

Marfat.com

نہ ہواور اگر اس کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس غیبت کو دل سے برا جانے اور اگر اس کو غیبت سے منع کرنے پر قدرت ہو تو منع کرے یا اس کو کوئی ضرر نہ ہو تو اس مجلس سے اٹھ کر چلا جائے اور اگر اس کو غیبت سے منع کرنے پر قدرت ہو منع کرے یا اس شخص کی بات کاٹ کر کوئی اور بات شروع کر دے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا اور اگر اس نے بظاہر زبان سے کہا چپ ہو جاؤ اور اس کا دل اس بات کو سننے کے لئے مشتاق تھا اور اسلسلہ کلام جاری رکھنا چاہتا تھا تو امام ابو حامد غزالی نے یہ کہا ہے کہ یہ نفاق ہے اور زبانی روکنے سے اس کا گناہ ساقط نہیں ہوگا۔ اس لئے زبان سے منع کرنے کے علاوہ دل سے بھی غیبت کو برا جاننا ضروری ہے۔ اگر کوئی ایسی مجلس ہو کہ وہاں غیبت کو منع کرنے سے یا اس مجلس سے اٹھ کر چلے جانے سے اس کو ضرر کا اندیشہ ہو تو کان لگا کر توجہ سے غیبت نہ سنے بلکہ اس طرف سے توجہ ہٹا کر امور آخرت کی طرف ذہن کو متوجہ کرے اور چپکے چپکے زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دے۔ اس طریقہ پر عمل کرنے کے باوجود اگر کوئی بات اس کے کان میں پڑ جائے تو پھر اس سے مواخذہ نہیں ہو گا۔ (احیاء العلوم علی ھامش اتحاف السادۃ المتقین ج: 7 ص: 541)

اگر کوئی شخص کسی عالم دین یا صالح مسلمان کی غیبت کر رہا ہو تو سننے والے پر بقدر استطاعت فرض ہے کہ وہ اس کی غیبت کو رد کر دے اور اس عالم دین یا صالح مسلمان کی فضیلت بیان کرے۔

امام ترمذی روایت بیان کرتے ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت سے تہمت کو رد کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

(مسند احمد: ج:6، ص:450، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1398ھ)

Marfat.com

پاس اپنے معاملات لے جانے سے روکو یا اس کو اس منصب سے ہٹانے کے لئے لوگوں یا حاکم شہر کو اس کی نااہلی یا غلط کاری پر مطلع کردو۔

(5) ایک آدمی علی الاعلان فسق یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہو مثلاً ایک آدمی علانیہ شراب پیتا ہو لوگوں سے جگا ٹیکس وصول کرتا ہو، علانیہ رشوت لیتا ہو تو اس کے انہی عیوب کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(6) کسی شخص کو متعین کرنے اور اس کی شناخت کے لئے اس کے عیوب کو بیان کرنا بشرطیکہ وہ ان عیوب کے ساتھ مشہور ہو جیسے ایک شخص نابینا ایک شخص لنگڑا اور ایک شخص بہرا کے لقب سے مشہور ہو۔ اس کے باوجود ان کی شناخت ان عیوب کے علاوہ دوسرے القاب کے ساتھ ہو سکتے تو وہ افضل ہے۔

(شرح مسلم: ج:2،ص:322،مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

علامہ قرطبی مالکی نے فاسق معلن، بدعقیدہ اور ظالم حاکم کی غیبت کو جائز کیا ہے جن میں سے بعض صورتوں میں غیبت کرنا واجب ہے۔

ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مجہول شخص کی غیبت جائز ہے مثلاً کہے بعض لوگ سود کھاتے ہیں یا فلاں دیہات مثلاً پنڈ کے لوگ برہنہ نہاتے ہیں کیونکہ اس میں کسی شخص کی تعین نہیں ہے۔

(۲) جو شخص اعلانیہ معصیت کرے اس کی غیبت جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے چہرے سے حیاء کی چادر اتار دے اس کی کوئی غیبت نہیں ہے۔

ہاں جو شخص چھپ کر معصیت کرے اس کی غیبت جائز نہیں ہے۔

(۳) جو شخص نکاح، سفر، شراکت، پڑوس، امانت رکھوانے اور اس قسم کے دوسرے کاموں میں مشورہ طلب کرلے تو اس معاملہ میں مشورہ دیتے ہوئے کسی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

Marfat.com

پاس اپنے معاملات لے جانے سے روکو یا اس کو اس منصب سے ہٹانے کے لئے لوگوں یا حاکم شہر کو اس کی نا اہلی یا غلط کاری پر مطلع کر دو۔

(5) ایک آدمی علی الاعلان فسق یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہو مثلاً ایک آدمی علانیہ شراب پیتا ہو لوگوں سے جگا ٹیکس وصول کرتا ہو، علانیہ رشوت لیتا ہو تو اس کے انہی عیوب کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(6) کسی شخص کو متعین کرنے اور اس کی شناخت کے لئے اس کے عیوب کو بیان کرنا بشرطیکہ وہ ان عیوب کے ساتھ مشہور ہو جیسے ایک شخص نابینا ایک شخص لنگڑا اور ایک شخص بہرا کے لقب سے مشہور ہو۔ اس کے باوجود ان کی شناخت ان عیوب کے علاوہ دوسرے القاب کے ساتھ ہو سکتے تو وہ افضل ہے۔

(شرح مسلم: ج:2، ص:322، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

علامہ قرطبی مالکی نے فاسق معلن، بدعقیدہ اور ظالم حاکم کی غیبت کو جائز کیا ہے جن میں سے بعض صورتوں میں غیبت کرنا واجب ہے۔

ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مجہول شخص کی غیبت جائز ہے مثلاً کہے بعض لوگ سود کھاتے ہیں یا فلاں دیہات مثلاً پنڈ کے لوگ برہنہ نہاتے ہیں کیونکہ اس میں کسی شخص کی تعین نہیں ہے۔

(۲) جو شخص اعلانیہ معصیت کرے اس کی غیبت جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے چہرے سے حیاء کی چادر اتار دے اس کی کوئی غیبت نہیں ہے۔

ہاں جو شخص چھپ کر معصیت کرے اس کی غیبت جائز نہیں ہے۔

(۳) جو شخص نکاح، سفر، شراکت، پڑوس، امانت رکھوانے اور اس قسم کے دوسرے کاموں میں مشورہ طلب کرلے تو اس معاملہ میں مشورہ دیتے ہوئے کسی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

Marfat.com

(۴) جو شخص اپنی بدعقیدگی کو مخفی رکھتا ہو اس کے ضرر سے بچانے کے لئے اس کی غیبت کرنا واجب ہے اور جو شخص علی الاعلان بدعقیدہ ہو اس کا حکم دوسری قسم سے واضح ہو گیا۔

(۵) حاکم یا قاضی کے سامنے دادرسی کے لئے ظالم کے ظلم کو بیان کرنا جائز ہے۔

(۶) کسی برائی کو مٹانے اور نہی عن المنکر پر مدد حاصل کرنے کے لئے کسی کی غیبت کرنا واجب ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی برائیوں کو غم اور افسوس کی وجہ سے بیان کرے تو یہ غیبت نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہے کہ افسوس فلاں شخص جواری ہو گیا کیونکہ غیبت اس وقت ہوتی ہے جب وہ کسی کی برائی غصہ اور غضب سے یا اس کو بدنام اور رسوا کرنے کی غرض سے بیان کرے۔ اس صورت میں غیبت اس وقت مباح ہے جب وہ اپنے غم اور افسوس میں صادق ہو ورنہ وہ نہ صرف غیبت کرنے والا بلکہ ریاکار فاسق، منافق اور خودستائی کرنے والا ہوگا کیونکہ اس نے لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ اس کام کو برا جانتا ہے اور اس کا قصد اصلاح ہے اور اس نے ان عیوب کو بطور غیبت نہیں بلکہ افسوس اور حسرت کی بناء پر بیان کیا ہے حالانکہ درحقیقت وہ اپنے مسلمان بھائی کی مذمت کر کے اس کو رسوا کر رہا ہے سو اس شخص نے غیبت کے علاوہ نفاق، دکھاوا اور خودستائی کا بھی ارتکاب کیا۔

(۸) مفتی سے مسئلہ معلوم کرنے کے لئے کسی شخص کی غیبت کرنا جائز ہے۔

(۹) بائع خریدار کو عیب والی چیز بیچ رہا ہو یا خریدار بائع کو کھوٹے یا جعلی سکے دے رہا ہو تو ان کو ضرر سے بچانے کے لئے ان میں سے کسی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

(۱۰) جو آدمی کسی عیب (مثلاً اندھا یا لنگڑا) والے لقب سے معروف ہو تو اس کا اس عیب کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے۔

(۱۱) مجروح راویوں، گواہوں اور مصنفوں کے عیوب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ (ردالمحتار: ج: 5، ص: 361، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول 1327ھ)

Marfat.com

برائی ختم کرنے کے لئے غیبت کا جواز

برائی کو ختم کرنے کے لئے غیبت کرنا جائز ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر اپنی چادر کا پلہ اٹھائے ہوئے آئے حتیٰ کہ ان کے گھٹنے ظاہر ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صاحب غصہ میں بھرا ہوا ہے! حضرت ابو بکر نے سلام کر کے عرض کیا۔ میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ رنجش ہو گئی۔ میں نے جلدی میں کچھ کہا سنا پھر میں نادم ہوا اور میں نے عمر سے کہا مجھے معاف کر دیں۔ عمر نے اس کا انکار کر دیا۔ پھر میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ اے ابو بکر اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ پھر حضرت عمر نادم ہوئے اور حضرت ابو بکر کے گھر گئے اور پوچھا کہ کیا یہاں ابو بکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ حضرت ابو بکر ڈر گئے اور انہوں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دوبارہ عرض کی یا رسول اللہ زیادتی میری ہی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا تو تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابو بکر نے میری تصدیق کی۔ اور اپنے مال اور جان سے میری غم خواری کی۔ آپ نے دوبارہ فرمایا تو کیا تم میری خاطر میرے صاحب کو (ایذا رسانی سے) چھوڑ دو گے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایذا نہیں دی گئی۔ (صحیح بخاری: ج: ۱ ص: 517، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1381ھ)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا۔ اس نے آگ جلائی اور لوگوں سے کہا اس آگ میں داخل ہو۔ بعض نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ دوسروں نے کہا کہ ہم آگ سے ہی تو بھاگ کر آئے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (امیر کے اس حکم کا واقعہ) ذکر کیا گیا تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا

Marfat.com

جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر تم اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس آگ میں رہتے اور دوسروں کی تعریف کی اور فرمایا گیا گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت صرف نیکی میں ہے۔

اس حدیث میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس امیر کی غیبت اس اصلاح کے لئے کی تھی۔

مشورہ دینے کے لئے غیبت کا جواز

کسی کی خیر خواہی کی نیت سے مشورہ دنیا اور غیبت کرنا جائز ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

ابوعمرو بن حفص نے ان کو طلاق مغلظہ دے دی۔ درآں حالیکہ وہ اس وقت غائب تھے، حضرت ابوعمرو نے اپنے وکیل کے ہاتھ حضرت فاطمہ کے لئے کچھ جو بھیجے، حضرت فاطمہ بنت قیس اس پر ناراض ہوئیں۔ اس وکیل نے کہا بہ خدا آپ کا ہم پر کوئی حق نہیں ہے۔ حضرت فاطمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا نفقہ اس پر واجب نہیں ہے اور ان کو ام شریک کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا پھر فرمایا اس عورت کے ہاں میرے اصحاب بھی رہتے ہیں۔ تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو۔ وہ ایک نابینا آدمی ہے تم اپنے (فالتو) کپڑے اتار سکتی ہو جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس نے کہا جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ سے ذکر کیا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہے ابوجہم تو وہ اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتے اور رہے معاویہ تو وہ مفلس شخص ہیں۔ ان کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ میں نے اسامہ بن زید کو ناپسند کیا۔ آپ نے فرمایا اسامہ سے نکاح کرلو میں نے حضرت اسامہ سے نکاح کرلیا اور پھر مجھ پر رشک کیا

Marfat.com

جاتا تھا۔ (صحیح مسلم، ج: 1، ص: 484، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1375ھ)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ دینے کے لئے تین آدمیوں کے پس پشت عیوب بیان فرمائے۔ حضرت ابن ام مکتوم کے متعلق فرمایا وہ نابینا ہے اور حضرت ابوجہم کے متعلق فرمایا وہ کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ یعنی مارتا بہت ہے اور حضرت معاویہ کے متعلق فرمایا وہ مفلس ہیں اور اس حدیث کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ مشورہ کے وقت خیر خواہی کی نیت سے کسی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ وہ انصار کی ایک عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کو دیکھ لو۔ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم ج: 1، ص: 452، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1375ھ)

فاسق معلن کی غیبت کا جواز

فاسق معلن کی غیبت کرنا بھی جائز ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اجازت دے دو یہ برا آدمی ہے جب وہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ نرمی سے بات کی میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کے متعلق وہ کہا جو آپ نے کہا تھا پھر آپ نے اس کے ساتھ نرمی سے بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی بدکلامی کی بناء پر لوگ ان سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

(صحیح بخاری: ج: 2، ص: 894، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1381ھ)

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس شخص کی برائی اس لئے بیان کی تا کہ اس کے ساتھ نرم گفتاری کی وجہ سے اس کو نیک اور صالح آدمی نہ سمجھ لیا جائے اور یہ مسئلہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص مفسد اور فاسق معلق ہو اس کی غیبت جائز ہے۔

☆ علامہ زبیدی لکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاسق کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو؟ اس کا ذکر کرو کہ لوگ اس کو پہچان لیں۔ اس حدیث کو امام خطیب نے روایت کیا ہے اور امام ابی الدنیا نے بہز بن حکیم کے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو۔ پھر اس کو لوگ کیسے پہچانیں گے۔ اس میں جو کچھ ہے، اس کو بیان کرو تا کہ لوگ اس سے احتراز کریں۔ اس حدیث کو امام ابو یعلی حکیم ترمذی، امام حاکم، امام شیرازی، امام عقیلی، امام بیہقی اور امام خطیب نے روایت کیا ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج 7 ص 556 ملخصاً مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر 1311ھ)

امام بیہقی روایت کرتے ہیں

ابن عینیہ کہتے ہیں کہ

تین آدمیوں کی غیبت نہیں ہے، ظالم حاکم، فاسق معلن اور وہ بدعتی جو لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف دعوت دے۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ

بدعتیوں کی بدعت کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے۔

زید بن اسلم کہتے ہیں۔

اس کی غیبت (ممنوع) ہوتی ہے جو علانیہ معصیت نہ کرے۔

(شعب الایمان ج 5 ص 319)

Marfat.com

غیبت کرنے کے مشہور اسباب

امام غزالی نے غیبت کے گیارہ اسباب بیان کئے ہیں۔ہم ان میں سے بعض بیان کرر ہے ہیں۔

(۱) جب آدمی کو کسی پر غصہ ہو تو اس کی برائی بیان کر کے دل کے پھپھوے پھوڑتا ہے۔

(۲) بعض اوقات انسان کسی محفل میں اپنے دوست یا اہل مجلس کی ہاں میں ہاں ملانے کے لئے کسی کی برائی بیان کرتا ہے۔

(۳) بعض مرتبہ اپنے کسی عیب میں تخفیف کے لئے دوسروں میں بھی اس عیب کا بیان کرتا ہے کہ صرف میں تو اس برائی میں منفرد نہیں ہوں۔فلاں فلاں بھی اس برائی کے مرتکب ہیں۔

(۴) کبھی انسان اپنی بڑائی، اہمیت اور شان جتلانے کے لئے دوسروں کی تنقیص کرتا ہے اور ان کے عیوب نکالتا ہے تا کہ لوگ دوسروں کے مقابلہ میں اس کو اہم اور بڑا سمجھیں۔(احیاء العلوم علی ھامش اتحاف السادۃ المتقین ج:7،ص:547)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص کا حاضر ہونا

ایک نوجوان حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر عرض گزار ہوا۔مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے۔شرم کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کرنے کی بھی ہمت نہیں۔پھر کچھ دیر کے بعد کہنے لگا۔افسوس! میں نے زنا کیا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں تو سمجھا تھا کہ شاید تو نے غیبت کا گناہ کیا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء،ص:173)

حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ کا قول

مفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ مراۃ جلد 6 صفحہ 619 تا 620 پر فرماتے ہیں۔یعنی اس طرح (پر) کہ دو لڑے ہوئے مسلمانوں میں سے ایک

Marfat.com

پاس جاوے اور اسے خوش کرنے کے لئے دوسرے کی غیبت کرے۔ اسے برا کہے، اسے نقصان پہنچانے کی تدبیریں بتائے تا کہ اس ذریعے سے یہ شخص اسے کچھ دیدے یا کھلا دے۔ ایسے خوشامدی لوگ آج کل بہت ہیں۔ مزید فرماتے ہیں یہ دوزخ کی آگ کے انگارے ان لقموں کے عوض میں جس قدر یہاں لقمے کھائے اتنے ہی وہاں انگارے کھائے گا جو کسی کو خوش کرنے کے لئے مسلمان بھائی کی غیبت کرے یا اسے ستائے (اور) اس غیبت وغیرہ کے عوض کپڑوں کا جوڑا پائے تو اسے قیامت میں اس جوڑے کے عوض آگ کا جوڑا پہنایا جائے گا۔

مفتی صاحب مزید اس فرمان عالی (جو کسی کی وجہ سے دکھانے اور سنانے کی جگہ کھڑا، الخ، کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس) کے بہت معانی ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص کسی مشہور شریف آدمی کی پگڑی اچھالے۔ (یعنی اس کو بدنام کرے) اس کا مقابلہ کرے تا کہ اس مقابلے سے میری شہرت ہو۔ دوسرے یہ کہ جو کسی شخص کو دنیا میں جھوٹے طریقے سے اچھالے تا کہ اس کے ذریعے مجھے عزت وروزی ملے، جیسے آج کل بعض جھوٹے، پیروں کے مرید اس کی جھوٹی کرامتیں بیان کرتے پھرتے ہیں تا کہ ہم کو بھی اس کے ذریعے عزت ملے کہ ہم اس (پہنچے ہوئے مرشد) کے بالکے (یعنی مرید شاگرد) ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو شخص دنیا میں نام ونمود چاہے نیکیاں کرے مگر ناموری کے لئے یا جو شخص کسی کے ذریعے سے اپنے (آپ) کو مشہور و نامور کرے قیامت میں ایسے شخصوں کو (سر) عام رسوا کیا جائے گا کہ فرشتہ اسے اونچی جگہ کھڑا کر کے اعلان کرے گا کہ (اے لوگو! یہ بڑا جھوٹا مکار فریبی تھا۔ (مراۃ جلد 6 ص 619، 620)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو صالحین یعنی نیک لوگوں کے لئے مباح چیز کو بھی عیب سمجھتے ہیں لیکن اپنے لئے قبیح (یعنی بدترین) گناہوں کو بھی معیوب خیال نہیں کرتے تو دیکھے گا کہ ان لوگوں میں کوئی

Marfat.com

خود تو غیبت، چغلی، حسد، کینہ، دھوکہ، تکبر اور خود پسندی کی نحوستوں میں گرفتار ہے اور توبہ بھی نہیں کرتا جبکہ نیک لوگوں پر مباح (یعنی جائز) لباس، لذیذ کھانے اور مباح (جائز) مٹھائی کے استعمال پر بھی اعتراض کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص:66)

حضرت سیدنا فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کا قول

حضرت سیدنا فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۱) جو مال حرام کھاتا ہو۔

(۲) جو بکثرت غیبت کرتا ہو۔

(۳) جو کہ مسلمانوں سے حسد کرتا ہو۔ (تنبیہ الغافلین:95)

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے اے اللہ عزوجل! میں آج صدقہ کروں گا اور وہ یہ کہ آج جو میری غیبت کرے اس کو میں نے عزت دے دی۔ (حیاۃ الحیوان الکبریٰ، ج:1، ص:202)

ایک دانا کا قول

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر تین کام کرنے سے عاجز ہو تو پھر تین کام یوں کر لو۔

(۱) اگر بھلائی نہیں کر سکتے تو برائی سے بھی رک جاؤ۔

(۲) اگر لوگوں کو نفع نہیں دے سکتے تو تکلیف بھی مت دو۔

(۳) اگر نفلی روزہ نہیں رکھ سکتے (تو غیبت کر کے) لوگوں کا گوشت بھی مت کھاؤ۔

(تنبیہ الغافلین:ص:89)

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح اپنی غیر موجودگی میں تم اپنا ذکر ہونا پسند کرتے ہو۔ (تنبیہ الغافلین، ص: 192)

حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ کا قول

حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اپنی غیبت کرنے والے پر مشتعل (یعنی غصے) ہونا مناسب نہیں اس سے تو تمہیں محبت کرنی چاہئے کہ اس کے غیبت کرنے کی وجہ سے تمہیں ثواب حاصل ہو رہا ہے اگرچہ اس نے اس بات کا قصد نہیں کیا۔ مزید فرماتے ہیں جو شخص اس آدمی پر غصہ کرے جس کی نیکیاں اپنے ہاتھ آ رہی ہیں۔ وہ بے وقوف ہے۔

البتہ کسی شرعی وجہ سے غضب ناک ہونا صحیح ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص: 193)

حضرت سیدنا بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے عیبوں کا وکیل بنا ہوا ہے۔

(یعنی سب باتیں کھولتا اور غیبتیں کرتا پھرتا ہے) تو جان لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص: 197)

حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو پیچھے سے تو مسلمانوں کی غیبت کر کے ان کی عزت کی دھجیاں اڑاتے ہیں مگر جب سامنے آتے ہیں تو خوب محبت کا اظہار کرتے اور ان کی تعریف شروع کر دیتے ہیں۔ (تنبیہ المغترین، ص: 197)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ایک شخص نے حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے خبر ملی ہے آپ

Marfat.com

میری غیبت کرتے ہیں! فرمایا: میرے نزدیک تمہاری اہمیت اتنی زیادہ بھی نہیں کہ میں اپنی نیکیاں تمہارے حوالے کردوں۔ (احیاء العلوم ج:3،ص:183)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غیبت کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو منجنیق (یعنی پتھر پھینکنے والی مشین) کے ذریعے اپنی نیکیوں کو مشرق ومغرب ہر طرف پھینکتا ہے۔ (تنبیہ المغترین ص:193)

حضرت سیدنا شیخ ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ

حضرت سیدنا شیخ ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے جب سے عقل (یعنی سمجھ) آئی ہے کہ غیبت حرام ہے میں نے کبھی بھی غیبت نہیں کی۔

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی:ص:836)

حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زبان کی حفاظت سے نیک اعمال محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص زبان کا دھیان نہیں رکھتا ہر وقت بولتا ہی رہتا ہے وہ عموماً لوگوں کی غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (منہاج العابدین:108)

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا قول

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہم خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے کہ ایک بد بو اٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو کہ یہ بد بو کیا ہے: یہ ان کی بد بو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

صحیح احادیث مبارکہ میں ہے کہ

(۱) غیبت سود سے بڑھ کر ہے اگر اسے سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو اسے بھی بدبودار کر دے۔

(۲) غیبت کرنے والے دوزخ میں مردار کھا رہے تھے۔ ان (غیبت کرنے والے) کی فضا بدبودار تھی۔

(۳) انہیں (یعنی غیبت کرنے والوں کو) قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ ان میں سے بعض احادیث مبارکہ ہی اس کے کبیرہ ہونے کے لئے کافی ہیں۔ پس جب یہ ساری جمع ہو جائیں تو پھر غیبت کیونکر کبیرہ گناہ نہ کہلائے گی۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر: ج:2 ص:28)

حضرت سیدنا ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جس نے کسی فقیہ (عالم) کی غیبت کی تو قیامت کے روز اس کے چہرے پر لکھا ہو گا: یہ اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص:71)

احیاء العلوم میں منقول ہے

منقول ہے

آگ بھی خشک لکڑیوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی غیبت بندے کی نیکیوں کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص:183)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے غیبت کا تذکرہ تو فرمایا: اگر میں کسی کی غیبت کرنا درست جانتا تو اپنی ماں کی غیبت کرتا کیونکہ میری نیکیوں کی سب سے زیادہ حقدار وہی ہے۔ (منہاج العابدین ص:65)

Marfat.com

حضرت سیدنا عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر کوئی آپ کی غیبت کرے تو پریشان نہ ہوں، غیبت کرنے والا نادانستہ طور پر آپ ہی کے ساتھ بھلائی کر رہا ہے! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس کی ایک بار غیبت کی جائے اس کے نصف گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (تنبیہ المغترین ص:194)

حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ایک بار حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز تہجد فوت ہو گئی تو زوجہ محترمہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر عار (یعنی غیرت) دلائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گزشتہ شب کچھ افراد ساری رات نوافل میں مصروف رہے اور صبح انہوں نے میری غیبت کی ہے تو ان کی اس رات کی عبادت بروز قیامت میرے میزان عمل میں رکھ دی جائے گی۔

(منہاج العابدین: ص:66)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہوتا ہے۔

(فیض القدیر: ج:3، ص:612، تحت الحدیث:3969)

حضرت سیدنا میمون رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بادشاہ کی غیبت کرنا

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت سیدنا میمون رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک بادشاہ کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے سنتے رہے۔ خود اس کے بارے میں اچھی یا بری بات نہیں کی۔ جب رات سوئے تو خواب میں دیکھا کہ اسی بادشاہ کی سڑی ہوئی بدبودار لاش آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھی ہے اور ایک آدمی کہہ رہا ہے۔ اسے کھاؤ، فرمایا: میں اسے کیوں کھاؤں، اس نے جواب دیا۔ اس لئے کہ

Marfat.com

تمہارے سامنے اس بادشاہ کی غیبت کی گئی تھی: فرمایا: مگر میں نے تو اس کے بارے میں کوئی اچھا یا برا کلام نہیں کیا: جواب ملا لیکن تم اس کی غیبت سننے پر رضامند تھے۔

(صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ج:3،ص:154)

حضرت سیدنا حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا میمون رحمۃ اللہ علیہ خود کسی کی غیبت کرتے نہ اپنے سامنے کسی کو غیبت کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی غیبت کرنے کی کوشش کرتا تو اسے منع فرما دیتے اگر وہ باز آجاتا تو ٹھیک ورنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:3،ص:127،رقم:3418)

حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی: کیا بات کہ آپ نے کبھی بھی حجاج (بن یوسف) کے بارے میں دو لفظ نہیں بولے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ توحید کی برکت سے اسے تو چھوڑ دے اور مجھے اس کی غیبت کرنے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا فرما دے۔

(تفسیر روح البیان: ج:9،ص:90)

حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

تابعی بزرگ حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر تمہارے پاس کوئی لولا یا لنگڑا گزرے اور تم اس کے گنجا پن کے عیب کا تذکرہ کرو تو یہ بھی غیبت ہے۔ (تفسیر در منثور ج:7،ص:571)

حضرت سیدنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

Marfat.com

مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا۔ جب میں نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو اس کی گردن میں سانپ لپٹا ہوا تھا۔

لوگوں نے بتایا کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیتا تھا۔

(شرح الصدور ص:173)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہیں کھانے کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپس میں کہا کہ فلاں شخص ابھی تک نہیں آیا۔ ایک شخص بولا، وہ موٹا بڑا سست ہے۔ اس پر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے فرمانے لگے۔ افسوس! میرے پیٹ کی وجہ سے مجھ پر یہ آفت آئی ہے کہ میں ایک ایسی مجلس یعنی (بیٹھک) میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک مسلمان کی غیبت ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے واپس تشریف لے گئے اور (اس صدمے سے) تین (اور بروایت دیگر سات) دن تک کھانا نہ کھایا۔ (تنبیہ الغافلین ص:89)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی غیبت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اے شخص! تو امام کے عیب کیوں بیان کرتا ہے! ان کی شان تو یہ تھی کہ پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز ادا کرتے رہے۔ (الخیرات الحسان للھیتمی ص:117)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا خلاصہ ہے۔

جہاں غیبت ہو رہی ہو اور یہ ڈر کے سبب روک نہیں سکتا تو دل میں برا جانے تو اب اسے گناہ نہیں ہوگا۔ اگر وہاں سے اٹھ کر جا سکتا ہے یا گفتگو کا رخ بدل سکتا ہے مگر ایسا نہیں کرتا تو گناہ گار ہے۔ اگر زبان سے کہہ بھی دیتا ہے کہ "خاموش ہو جاؤ" مگر دل سے سننا

Marfat.com

چاہتا ہے تو یہ منافقت ہے اور جب تک دل سے برا نہ جانے گناہ سے باہر نہ ہوگا۔ فقط ہاتھ یا اپنے ابرو یا پیشانی کے اشارے سے چپ کرانا کافی نہ ہوگا کیونکہ یہ سستی ہے اور غیبت جیسے گناہ کو معمول سمجھنے کی علامت ہے۔ (اگر فساد کا اندیشہ نہ ہو) غیبت کرنے والے کو سختی سے واضح الفاظ میں روکے۔ (احیاء العلوم ج:3، ص:180)

حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ملاقات کے وقت سلام کرتے تو اس سے یہ مراد لیتے کہ تو میری طرف سے سلامت رہا، میں تیری غیبت اور مذمت نہیں کروں گا۔

(قوت القلوب: ج:1، ص:348)

حضرت سیدنا عبدالعزیز درینی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت شریفہ

حضرت سیدنا عبدالعزیز درینی رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوتا کہ کسی شخص نے ان کی غیبت کی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فہمائش (یعنی سمجھانے) کے لئے اس کے گھر تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے بھائی! آپ کو کیا ہو گیا کہ آپ نے عبدالعزیز کے گناہ اٹھا لئے۔ (تنبیہ المغترین ص:192)

حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب کسی مجلس میں یہ تین باتیں ہوں تو ان لوگوں سے رحمت پلٹ جاتی ہے۔

(۱) دنیا کا ذکر

(۲) زیادہ ہنسنا اور

(۳) لوگوں کی غیبت کرنا (تنبیہ المغترین ص:194)

Marfat.com

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ عذاب قبر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تہائی عذاب غیبت سے۔ ایک تہائی چغلی سے اور ایک تہائی پیشاب (کے چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے) سے ہوتا ہے۔ (ذم الغیبۃ لابن ابی الدنیا ص:92، رقم:52)

حضرت علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے

حضرت علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

جب کسی مجلس میں (یعنی لوگوں میں) بیٹھو اور کہو۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ" تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک فرشتہ مقرر فرما دے گا جو تم کو غیبت سے باز رکھے گا اور جب مجلس سے اٹھو تو کہو"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ"

تو فرشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔

(القول البدیع ص:278)

حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس زمانے کے مشائخ میں سے کسی سے ملاقات کی ہو اور میرا اس کے ساتھ بیٹھنا غیبت سے محفوظ رہا ہو۔ ایسا بہت کم ہوا اسی لئے میں نے اپنے دین کی اور ان کے بھی دین کی حفاظت کی خاطر ان سے ملاقات کم کر دی۔ مگر ان کے حقوق میں سستی نہیں کی۔ جب بزرگوں کی مجلسوں کا یہ حال ہے تو دوسروں کی بیٹھکوں کا کیا عالم ہوگا: تو اے بھائی! اس زمانے میں جب کسی شخص سے ملاقات کرے تو اپنے نفس کی مکمل حفاظت کر اور اس معاملے میں ہرگز سستی نہ کر۔ (تنبیہ المغترین ص:224)

Marfat.com

سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

میں ایک بار حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے سامنے ایک کتا دیکھ کر میں نے اسے بھگانا چاہا تو فرمایا!

اے حماد اسے چھوڑ دو یقیناً یہ اس برے ساتھی سے بہتر ہے جو میرے پاس بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ (تنبیہ المغترین ص: 227)

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی

منقول ہے اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی کی جو غیبت سے توبہ کرکے مراوہ آخری شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا اور غیبت پر اصرار کرتے ہوئے (یعنی غیبت پر قائم رہتے ہوئے) مراوہ پہلا شخص ہوگا جو جہنم میں داخل ہوگا۔ (رسالہ قشیریہ، ص: 194)

حضرت سیدنا وھب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا وھب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے نزدیک غیبت کو ترک کرنا سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص: 192)

حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ

حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اگر کبھی ان سے کسی کی غیبت سرزد ہو جاتی تو خیرات کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان ج: 9، ص: 89)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ غیبت کرنے والے کی سرزنش کرتے (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے جھوٹے انسان! تو اپنے دوستوں کو

Marfat.com

تو دنیا کا حقیر مال دینے سے بخل کرتا رہا مگر آخرت کا مال (یعنی نیکیوں کا خزانہ) تو نے اپنے دشمنوں پر لٹا دیا! نہ تیرا دینوی بخل قابل قبول نہ غیبتیں کر کر کے نیکیاں لٹانے والی سخاوت مقبول۔ (تنبیہ الغافلین: ص: 87)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:
جب تو کسی کے عیوب بیان کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے عیبوں کو یاد کر لیا کر۔
(ذم الغیبۃ لابن ابی الدنیا ص: 95، رقم: 56)

حضرت سیدنا زید قمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا زید قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
وہ شخص کیسا عجیب ہے جسے معلوم ہے کہ مجھ میں فلاں عیب ہے پھر بھی اپنے آپ کو اچھا انسان سمجھتا ہے جبکہ اپنے مسلمان بھائی کو صرف شک کی بنیاد پر برا آدمی تصور کرتا ہے۔ (تنبیہ المغترین: ص: 197)

حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کا قول

حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں: بندہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے اللہ عزوجل اسے خود اس کے اپنے عیبوں پر مطلع فرما دیتا ہے۔ پس اس وجہ سے وہ دوسروں کے عیبوں میں مشغول نہیں ہوتا۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔
غیبت بندہ مومن کے ایمان میں اس سے بھی جلدی فساد پیدا کرتی ہے جتنی جلدی آکلہ کی بیماری اس کے جسم کو خراب کرتی ہے۔
(آکلہ پہلو میں ہونے والے اس پھوڑے کو کہتے ہیں جس سے گوشت پوست سڑ

Marfat.com

جاتے ہیں اور گوشت جھڑنے لگتا ہے) مزید فرمایا کرتے

اے ابن آدم! تم اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتے جب تک لوگوں کے عیوب تلاش کرنا ترک نہ کر دو جو عیوب تمہارے اپنے اندر پائے جاتے ہیں تم ان کی اصلاح شروع کر دو اور ان عیبوں کو اپنی ذات سے دور کر لو۔ پس جب تم ایسا کرو گے تو یہ چیز تمہیں اپنی ہی ذات میں مشغول کر دے گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس طرح کا بندہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (ذم الغیبۃ لابن ابی الدنیا: ص:93، 97، رقم:54، 60)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جس کی غیبت کی وہ مر گیا یا غائب ہو گیا اس سے کس طرح معافی مانگے؟ یہ معاملہ بہت دشوار ہو گیا! لہٰذا اب چاہئے کہ خوب نیکیاں کرے تا کہ قیامت میں اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے دے دی جائیں جب بھی اس کے پاس باقی رہ جائیں۔

(ردالمحتار: ج:۱، ص:677)

حضرت سیدنا امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت سیدنا امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وہ آدمی سیاہ فام (یعنی کالا) ہے پھر فرمایا ''استغفر اللہ'' یعنی میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس کی غیبت کی ہے۔

(احیاء العلوم ج 3، ص:178)

حضرت سیدنا سفیان بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا سفیان بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک شخص قریب سے گزرا۔ میں نے

Marfat.com

اس کی برائی بیان کرنا شروع کر دی۔ انہوں نے کہا: خاموش پھر فرمانے لگے سفیان! کیا تم نے رومیوں اور ترکوں کے خلاف جنگ کی ہے؟ جواب دیا: نہیں۔ وہ بولے: ترک اور رومی تو تم سے بچ گئے لیکن ایک مسلمان بھائی محفوظ نہ رہ سکا (یعنی دیکھتے ہی تم نے اس کی غیبت شروع کر دی) حضرت سیدنا سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے کبھی کسی کی غیبت اور آبروریزی نہیں کی۔ (تنبیہ الغافلین: ص:88)

ایک نیک شخص کا واقعہ

ایک نیک شخص نے اپنی رفیقہ حیات (یعنی بیوی) کے لئے روٹی خریدی۔ جب گھر پہنچا تو وہ کہنے لگی کہ روٹی بیچنے والوں نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے۔ اس شخص نے عورت کو فوراً طلاق دے دی! اس آدمی سے جب اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا۔ میں ایک غیرت مند مسلمان ہوں۔ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ بروز قیامت اگر روٹی بیچنے والے اس غیبت کی وجہ سے اس سے اپنے حق کے طلب گار ہوئے تو کہیں اہل محشر یہ نہ کہیں کہ دیکھو فلاں کی بیوی سے روٹی بیچنے والے اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ اس لئے میں نے اسے طلاق دے دی۔ (تنبیہ الغافلین: ص:89)

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا غیبت سے بچنا

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ''الحمد للہ'' امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ غیبت سے اتنا زیادہ بچتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دشمن کی غیبت کرتے بھی نہیں سنا۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۱، ص:77)

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک بار مجھے قبرستان جانا ہوا۔ وہاں میں نے حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایک قبر کے قریب بیٹھے مٹی

Marfat.com

میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے یہاں تشریف فرمانے کا سبب پوچھا تو جواب دیا۔

''میں ایسی قوم کے پاس ہوں جو مجھے اذیت نہیں دیتی اور اگر میں یہاں سے غائب ہو جاؤں تو میری غیبت نہیں کرتی۔''

(الروض الفائق عربی:ص:246)

فقیہ حضرت ابوالحسن علی بن فرحون قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

فقیہ حضرت ابوالحسن علی بن فرحون قرطبی اپنی کتاب ''الزاہر'' میں فرماتے ہیں۔ میں نے 555 سن ہجری میں ''شہر فاس'' میں انتقال کرنے والے اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ گھر کے اندر تشریف لائے اور دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے ان کا بدلا ہوا رنگ دیکھا تو پوچھا: چچا جان! آپ کو آپ کے رب عزوجل سے کیا ملا؟ فرمایا: بیٹا! مہربان سے مہربانی کے سوا کیا ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیبت کے علاوہ ہر چیز میں مجھ پر نرمی فرمائی۔ میں مرنے کے بعد سے لے کر اب تک غیبت کی وجہ سے حراست (یعنی قید) میں ہوں۔ اب تک میرا یہ گناہ معاف نہیں ہوا۔ بیٹا! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ غیبت و چغلی سے بچتے رہنا کیونکہ میں نے آخرت میں غیبت سے بڑھ کر کسی اور چیز پر پکڑ نہیں دیکھی۔ یہ کہہ کر وہ مجھ سے رخصت ہو گئے۔

(بحر الدموع:ص:185)

حضرت سیدنا شیخ ابوجعفر بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ سیدنا شیخ ابوجعفر بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہمارے ہاں بلخ میں ایک نوجوان تھا۔ یوں تو وہ خوب عبادت و ریاضت کیا کرتا مگر غیبت کی آفت میں مبتلا تھا اکثر کہتا فلاں ویسا ہے۔ ایک روز میں نے اسے لوگوں کے کپڑے دھونے والے ہیجڑوں کے پاس سے نکلتا دیکھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ کہنے لگا۔ یہ لوگوں کو برا بھلا کہنے یعنی غیبتیں کرنے کی سزا ہے کہ مجھے اس حال میں

Marfat.com

ڈال دیا گیا ہے۔ افسوس میں ان میں سے ایک ہیجڑے کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ اسی مخنث کے عشق کی وجہ سے میں ان دھوبی ہیجڑوں کی خدمت کرتا ہوں اور رب عزوجل کی طرف سے پہلے مجھے جو باطنی احوال حاصل تھے سب جاتے رہے لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھ پر رحم فرمائے۔ (رسالہ قشیریہ: ص: 196)

حضرت سیدنا ربیع بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا ربیع بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دو آدمی مسجد الحرام شریف کے ایک دروازے کے قریب بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک گزرا جو کہ مخنث معلوم ہو رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ناگواری محسوس کرتے ہوئے دونوں وہا ں سے اٹھ گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو دونوں نے با جماعت نماز ادا کی۔ پھر انہیں احساس ہوا کہ ہم کہیں دل کی غیبت میں مبتلا تو نہیں ہو گئے۔ چنانچہ فوراً حضرت سیدنا عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا: فرمایا: وضو کر کے اپنی نماز دہراؤ۔ جب انہوں نے بتایا کہ ہمارا روزہ بھی ہے تو فرمایا: اپنے روزے کی بھی قضا کرو۔ (ذم الغیبۃ لابن ابی الدنیا ص: 85، رقم: 42)

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا واقعہ

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ اثنائے راہ و شیطان کو دیکھا کہ ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے ہاتھ میں راکھ اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: اے دشمن خدا۔ یہ شہد اور راکھ تیرے کس کام آتی ہے؟ بولا۔ شہد غیبت کرنے والوں کے ہونٹوں پر لگاتا ہوں تاکہ اس گناہ میں وہ اور آگے بڑھیں اور راکھ یتیموں کے چہروں پر ملتا ہوں تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں۔

(مکاشفۃ القلوب: ص: 66)

Marfat.com

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک مردہ خچر کے قریب سے گزرے تو بعض احباب سے ارشاد فرمایا: اسے پیٹ بھر کر کھانا مسلمان کا گوشت کھانے یعنی غیبت کرنے سے بہتر ہے۔ (التوبیخ والتنبیہ لابی الشیخ الاصبہانی، ص: 97، رقم: 212)

حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کسی شخص کو غیبت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: غیبت سے بچو کیونکہ یہ انسان نما کتوں کا سالن ہے۔

(ذم الغیبۃ لابن ابی الدنیا، ص: 181، رقم: 161)

حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک عابد (یعنی عبادت گزار آدمی) نے کسی لڑکے سے خوش طبعی کی۔ جب دوسرے عابدوں کو معلوم ہوا تو وہ بدگمانیوں اور غیبتوں میں پڑ گئے کہ اوہو! ایسا پرہیز گار آدمی ہو کر بھی امرد (یعنی خوبصورت لڑکے) کے چکر میں پھنس گیا وغیرہ۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اس عابد تک پہنچ گئی تو اس نے کہا: اے لوگو، اللہ عزوجل نے لڑکے کے ساتھ صاف نیت والوں کے لئے تفریحاً ہنسنے بولنے کو حرام نہیں کیا۔ البتہ بدگمانی اور غیبت کو ضرور حرام کیا ہے۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ بدگمانی اور غیبت حلال ہے۔ (بوستان سعدی، ص: 189۔)

ایک اور قول حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یوں ہے۔

حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں ایک بار اپنے استاد محترم حضرت علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ میں لوگوں میں درس حدیث پیش کرتا ہوں تو فلاں شخص حسد کرتا ہے اور جلتا ہے۔ استاد محترم نے فرمایا اے سعدی تعجب ہے کہ تم حسد کو تو بری چیز تسلیم کرتے

Marfat.com

ہوئے مگر میرے سامنے کسی کو "حاسد" کہہ کر بلا تکلف غیبت کر رہے ہو! آخر تمہیں یہ کس نے کہہ دیا کہ صرف حسد ہی حرام ہے کیا غیبت حرام نہیں؟ یاد رکھو! اگر حاسد جہنم کا حقدار ہے تو غیبت کرنے والا بھی عذاب نار کا سزاوار ہے۔ (بوستان سعدی: ص: 188)

ایک دانا کا قول

ایک دانا (عقلمند) کے سامنے کسی شناسا نے ایک مسلمان کی غیبت کی: اس دانا نے کہا، اے شخص! پہلے میرا دل فارغ تھا۔ اب تو نے غیبت کے ذریعے میرا دل اس مسلمان کے عیبوں کے متعلق وسوسوں اور نفرتوں میں مشغول کر دیا اور اس مسلمان کو میری نظر میں حقیر بنانے کی سعی کی اور اس طرح سے تو بھی میرے نزدیک "گندا" ہوا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ تو امین ہے اور بات کو خوب چھپاتا ہے۔ اب جب کہ تو نے اس کا عیب کھولا تو معلوم ہو گیا کہ تو امین نہیں ہے۔ تیرے دل میں کوئی بات رکتی نہیں۔

(تنبیہ الغافلین: ص: 92)

حضرت سیدنا شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں بہت چھوٹی عمر سے راتوں کو جاگ کر عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک بار والد محترم کے ساتھ ساری رات عبادت میں گزاری اور تلاوت قرآن کرتا رہا۔ چند افراد ہمارے قریب مزے سے سو رہے تھے میں نے والد محترم سے کہا، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اٹھ کر (تہجد کے) دو نفل ہی پڑھ لے۔ یہ تو مردوں کی طرح سوئے پڑے ہیں۔ والد گرامی نے فرمایا: بیٹا تم عبادت کرنے کے بجائے ساری رات سوئے رہتے یہی بہتر تھا کیوں کہ تم بیدار رہ کر غیبت کی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ (تفسیر روح البیان: ج: 9، ص: 89)

حضرت سیدنا سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت سیدنا سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ایک آدمی خوب غیبتیں کرتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر طرح طرح کی تہمتیں باندھتا پھرتا

Marfat.com

تھا۔اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے گھر خرچ کے لئے روزانہ کچھ نہ کچھ بھجوا دیا کرتے تھے۔طویل مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ایک دن اس کی زوجہ نے غیرت دلائی اور کہا دستور تو یہ ہے کہ جس کا کھانا اس کا گانا۔مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جس کا کھانا اسی پر غرانا! آپ بھی عجیب شخص ہیں کہ ایک ایسے بزرگ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جو بغیر سوال آپ کے بچوں کو پال رہا ہے! بیوی کی باتیں سن کر اس کو ندامت ہوئی۔ غیبتوں اور تہمتوں سے باز آ گیا۔اسی روز سے حضرت سیدنا خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخراجات بھجوانے بند کر دیئے وہ حاضر دربار ہو کر عرض گزار ہوا۔سرکار! اس میں کیا حکمت ہے کہ جب تک آپ کے بارے میں خرافات بکتا رہا مجھ پر انعامات واکرامات کی برسات رہی مگر جوں ہی مزخرفات (یعنی واھیات بکواسات) سے باز آیا عنایات ونوازشات بند ہو گئیں۔ارشاد فرمایا: جب تک تم میری آبرو ریزی کرتے رہے مجھے تمہاری طرف سے نیکیاں ملتی رہیں اور خطائیں مٹتی رہیں۔ان دنوں تم گویا میرے اجیر یعنی مزدور تھے لہٰذا میں تمہیں نیکیاں بھیجنے اور گناہ مٹنے کی اجرت (مزدوری) پیش کرتا رہا۔اب جبکہ تم نے یہ کام ترک کر دیا ہے تو پھر میں اجرت کس بات کی دوں۔

(سبع سنابل ص:59)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ سنا ہے آپ نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے ان کا بدلہ دینا بہتر جانا۔اس لئے کھجوریں حاضر کی ہیں۔(منہاج العابدین ص:65)

مسلمانو!

ان تمام احادیث مبارکہ اور اقوال سے ثابت ہوا کہ غیبت کرنے والے کا انجام بہت ہی برا ہے۔نہ اس کی دنیا کامیاب ہے اور نہ آخرت بہتر ہے پھر کیوں غیبت کی

Marfat.com

جائے۔ کیوں دوسرے مسلمانوں کو دکھ دیا جائے، پھر کیوں دوسرے مسلمانوں کو ایذا دی جائے، پھر کیوں اپنی آخرت کو برباد کیا جائے۔ اسی لئے غیبت سے سچی توبہ کرنی چاہئے کہ جس کے کرنے سے دنیا اور آخرت دونوں ہاتھوں سے جا رہی ہیں۔

اب میں چند مثالیں غیبت کی ذکر کرتا ہوں جو معاشرے میں بولی جاتی ہیں اور ہمیں ان کا پتہ تک نہیں ہوتا کہ ہم غیبت کر رہے ہیں یا کسی کی تعریف کر رہے ہیں۔

(1) فلاں آدمی بہت جھگڑالو ہے۔

(2) فلاں کا ذہن دینی نہیں ہے۔

(3) وہ بے عمل ضرور ہے۔

(4) اسے اپنی تعریف سننے کا بڑا شوق ہے۔

(5) اس سے تو بہت اچھے اچھے بھی لوگ دنیا میں پڑے ہیں تو تو اس کی بات کرتا ہے۔

(6) وہ شریعت کی باتیں کہا سمجھتا ہے؟

(7) اس سے جب بھی بات کرو اپنی واہ واہ چاہتا ہے۔

(8) وہ جھوٹ بولتا ہے۔

(9) وہ جو بھی کام کرتا ہے اپنے نام کے لئے کرتا ہے۔

(10) وہ پارٹیوں کے آگے پیچھے گھومتا ہے۔

(11) وہ بہت ہی سخت دل ہے۔

(12) وہ اپنی ڈیوٹی بھی پوری نہیں کرتا۔

(13) وہ لالچی ہے جب بھی کوئی کام بتاؤ اپنی لالچ پنی پوری کرتا ہے۔

(14) اس کے دماغ کے اندر تو بھوسہ بھرا ہوا ہے۔

(15) وہ تو کنجوس مکھی چوس ہے۔

(16) اس نے تو اپنے محلے میں چودھراہٹ جما رکھی ہے۔

(17) جب بھی کوئی کام بتاؤ ضرور ڈھیٹ پن کرتا ہے۔

Marfat.com

(18) اس نے تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کیا وہ تو بڑا کنجوس مکھی چوس ہے۔

(19) اس سے تو فلاں شخص بھی زیادہ عمل کرتا ہے۔

(20) جب بھی دفتر میں آتا ہے بڑا اچھے خواں بن کر بیٹھتا ہے۔

مسلمانو!

اس جیسی ہزاروں مثالیں ہیں جو غیبت پر دلالت کرتی ہیں۔ جس دکان پر جاؤ تو بات ہی اگر کرتے ہیں تو غیبت جھوٹ کے علاوہ کرتے ہی نہیں۔ جس دفتر میں جاؤ تو غیبت کی بھرمار ہے۔ جس گھر میں جاؤ ایک دوسرے کی غیبت کرنے میں لگے ہیں۔ جہاں بھی کہیں محفل ہوتی ہے غیبت سے خالی نہیں ہوتی۔ اے مسلمانو! کب ہم سنبھلیں گے۔ کب ہم اپنی روزی میں برکت ڈالیں گے۔ کب دنیا ہماری بہتر ہوگی۔ کب ہماری آخرت سنورے گی۔ کیا اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ لوگوں کی غیبتیں کرو۔ لوگوں کو مزاح اڑاؤ۔ لوگوں کا دل دکھاؤ، ایک دوسرے کے اندر نفرتیں پیدا کرو۔ وفا اس کو نہیں کہتے۔ وفا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے غیبت سے منع کیا ہے، غیبت نہ کرو۔ جب تم غیبت نہیں کرو گے تو پھر میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ضمانت لی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف ایک مہینے کے روزے رکھتا ہوں اس پر اضافہ نہیں کرتا اور صرف پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ اس سے زیادہ نہیں پڑھتا اور میرے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں اور نہ ہی مجھ پر حج فرض ہے اور نہ ہی نفل حج کرتا ہوں۔ میں مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے جب کہ تم اپنے دل کو دو باتوں یعنی خیانت اور حسد سے بچاؤ اور اپنی زبان کو دو باتوں یعنی غیبت اور جھوٹ سے اور دو باتوں سے آنکھوں کو بچاؤ یعنی جس کی طرف نظر کرنا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے حرام قرار دیا ہے اس کی طرف نہ دیکھو اور کسی مسلمان کو حقارت سے نہ دیکھو۔

(قوت القلوب: ج: 1، ص: 433)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

جو شخص اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (جنت کا) ضامن ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ج: 3، ص: 46، حدیث: 3822)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح نماز پڑھتا ہو۔ اس کے عیال (یعنی گھر والے) زیادہ اور مال کم ہو اور وہ شخص مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو میں اور وہ جنت میں ان دو کی طرح ہوں گے۔

(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی ملا کر دکھایا)

(مسند ابی یعلیٰ ج: 1، ص: 428، حدیث 986)

مسلمانو!

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو شخص کسی کی غیبت نہیں کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جنت کی ضمانت لے رہے ہیں اور جس شخص کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے ضامن بن جائیں تو پھر اس کو کیا چاہئے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ غیبت جیسی بری آفت سے بچا جائے۔ جب اس سے محفوظ رہو گے تو پھر جنت بھی مقدر بن جائے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

توکل میں وفا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں جو اس کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق عطا کیا یہ بھی نعمت ہے۔ کسی کو بے بہا مال عطا کیا یہ بھی نعمت ہے اور کسی کو اچھی سواری عطا کی یہ بھی نعمت ہے مگر انسان پھر بھی سب کچھ پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور روزانہ زیادہ مال حاصل کرنے کی فکر میں لگ کر اللہ تعالیٰ کو بھول گیا ہے۔ جس کے پاس زیادہ مال ہے تو وہ حرص میں لگا ہوا ہے اور جس کے پاس کم مال ہے وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا بھول گیا۔ ایمانیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اس پر قناعت کی جائے۔ صرف رزق کی بات نہیں کہ صرف رزق حاصل کرنے میں انسان توکل کرے بلکہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ اختیار و تدبیر کی اندھیریوں سے پاک و منزہ ہو اور تقدیر الٰہی کی طرف قدم بڑھائے۔ اس وقت بندے کو یقین ہو جاتا ہے کہ مقدر میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور جو کچھ اس کی قسمت میں ہے اس سے ضائع نہیں ہوگا اور جو کچھ مقدر میں نہیں وہ نہیں ملے گا۔ اس پر اس کا دل سکون اختیار کرتا ہے اور اپنے مالک کے وعدے پر مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مالک لم یزل سے سب کچھ حاصل کرتا ہے۔

مگر افسوس آج کل کے مسلمانوں پر کہ اس نے اپنے خالق و مالک پر توکل کرنا بھی چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ سب کچھ حاصل کرنے کے لئے خالق کائنات کو بھول گئے اور آج یہ حال ہے کہ ساری دنیا میں مسلمان ذلت کا شکار ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے جو کچھ عطا کیا ہے اس کا شکر ادا کیا جائے اور جو کچھ عطا نہیں کیا اس کے لئے توکل کیا جائے۔ توکل کی حقیقت کو سب سے پہلے قرآن مجید سے ثابت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کن مقامات پر توکل کا حکم ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

آیت نمبرا: قرآن مجید میں ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (المائدہ: 23)

اور اللہ پر ہی توکل کرو اگر تم مومن ہو۔

اس آیت کریمہ کے پچھلے جز اور اس جز میں ایمان والوں کی صفت بیان کی گئی ہے۔

☆ مجاہد نے کہا یہ ان دو آدمی یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بارہ جاسوسوں سے عہد لیا تھا کہ جبارین کا حال صرف مجھے بتانا۔ قوم کو نہ بتانا، تو اس عہد کو ان دو نے پورا کیا تھا۔ باقی نے نہیں کیا اور قوم کے سامنے جبارین کی غیر معمولی جسامت کو بیان کر دیا۔ اسی وجہ سے قوم نے بزدلی دکھائی اور یہی دو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کامل ایمان لانے والے تھے۔ انہوں نے قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرنے اور جبارین کے خلاف جہاد کرنے کی دعوت دی اور یقین دلایا کہ تم اللہ پر توکل کر کے ان پر حملہ کر دو اور دروازہ سے داخل ہو جاؤ تم ہی کامیاب رہو گے۔

(المائدہ: تحت التفسیر: تبیان القرآن: ج: 3، ص: 148)

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (ابراھیم: 12)

''اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں، اسؑ نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھا دیں اور جو تم ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔''

☆ یعنی ہم سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ قضائے الٰہی میں

Marfat.com

ہے وہی ہوگا۔ ہم اس پر بھروسہ اور کامل اعتماد ہے۔

ابوتراب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ توکل بدن کو عبودیت میں ڈالنا قلب کو ربوبیت کے ساتھ متعلق رکھنا، عطا پر شکر، بلا پر صبر کا نام ہے۔

☆ ہر وہ شخص جو سچے توکل کو اپنانا چاہتا ہے اور متوکل کا خواہش مند ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور ثابت قدم رہنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر ہی بھروسہ توکل ہے باقی سب دھوکا ہے۔

کامل توکل چار چیزوں کا نام ہے۔

(۱) جسم عبودیت میں رہے

(۲) دل ربوبیت سے لگے

(۳) نعمت پر شکر ہو

(۴) بلا پر صبر ہو

پھر وہی اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کی ہر منزل پر رہنمائی فرماتا ہے۔

(تفسیر نعیمی: جلد: 13، ص: 488)

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے

وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ (الطلاق: 3)

''اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے ان کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے۔''

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور توکل معنی اسباب ترک کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لئے پوری کوشش کی جائے۔ اس کے تمام اسباب مہیا کئے جائیں اور پھر اسکے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص کسی چیز کے لئے اللہ تعالیٰ پر توکل

Marfat.com

کرے۔اس کو وہ چیز حاصل ہو جائے کیونکہ کئی متوکلین مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں اور راہ حق میں شہید ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو آخرت میں عظیم ثواب عطا فرماتا ہے اور ان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○

(آل عمران:159)

اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں اس بات پر زور دیا جارہا ہے کہ جب تم کوئی نیک کرنا شروع کردو تو بھروسہ رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین کرلیا کرو جب تم کامل یقین کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا پیارا بنالے گا۔

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

(النساء:81)

''تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو۔''

آیت نمبر۶: قرآن مجید میں ہے

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (الانفال: 49)

''اور جس نے اللہ پر توکل کرلیا تو بے شک اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔''

☆ س آیت کریمہ میں بھی توکل کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

آیت نمبر۷: قرآن مجید میں ہے

Marfat.com

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ ؕ (هود: 56)

''بے شک میں نے اللہ پر توکل کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے۔''

☆ حضرت ھود علیہ السلام کا اپنی قوم کو یہ چیلنج دینا اور ان کو للکارنا ان کا بہت بڑا معجزہ ہے کیونکہ ایک تنہا شخص بہت بڑی قوم سے یہ کہے کہ تم میری دشمنی میں اور مجھے نقصان پہنچانے میں جو کچھ کر سکتے ہو وہ کر گزرو اور میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہو وہ بگاڑ لو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو تو یہ بات وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر کامل توکل ہو کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کو دشمنوں سے بچائے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت ھود علیہ السلام نے توکل کے دامن کو ہرگز نہیں چھوڑا بلکہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کیا۔

آیت نمبر ۸: قرآن مجید میں ہے

وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ؕ

(الفرقان 58)

''اور آپ اس پر توکل کیجئے جو زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔''

آیت نمبر ۹: قرآن مجید میں ہے

''وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝'' (الشعراء: 217)

''اور بہت غالب اور بے حد رحم فرمانے والے پر توکل کیجئے۔''

آیت نمبر ۱۰: قرآن مجید میں ہے

فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ۝ (النمل: 79)

''سو آپ اللہ پر توکل کیجئے بے شک آپ کھلے ہوئے حق پر ہیں''

توکل کی تحقیق

توکل کا معنی ہے کسی چیز کے حصول کے اسباب فراہم کر کے اس کے حصول کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا۔

Marfat.com

علامہ سید محمد آلوسی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں۔

بہت سے علماء نے توکل کی یہ تعریف کی ہے کہ انسان جس کام کا مالک ہو اور اس کے نفع اور ضرر پر قادر ہو اس کام کو اللہ پر چھوڑ دے۔

یہ توکل ہے

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ

انسان پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے دور کر سکتا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اس مصیبت کو دور نہ کرے تو یہ توکل ہے۔ مثلاً وہ جھوٹی گواہی پیش کر کے کسی الزام سے بچ سکتا ہو لیکن وہ اللہ پر بھروسہ کر کے ایسا نہ کرے تو یہ توکل ہے۔

اور بعض نے کہا

یہ توکل کا ادنیٰ مرتبہ ہے۔

بعض عارفین نے کہا اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے میں تین قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) انسان کسی چیز کے سبب کو حاصل کر کے اس کو طلب کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اس چیز سے مخلوق کو نفع پہنچائے گا۔

(۲) انسان کسی چیز کے حصول کے اسباب سے صرف نظر کرے نہ اس چیز کو طلب کرے نہ اس چیز کی حرص کرے اور اپنے آپ کو فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں مشغول رکھے۔

(۳) انسان کسی چیز کو طلب نہ کرے اور اس کے حصول کے لئے کوئی کوشش نہ کرے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو مہمل نہیں چھوڑا بلکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے اور اس کی تقدیر سے فارغ ہو چکا ہے اور اس نے ہر چیز کے حصول کو ایک وقت مقرر کے لئے مقدر کر دیا ہے۔ پس متوکل وہ شخص ہے جس نے غور و فکر کرنے اور اشیاء کے اسباب کو تلاش کرنے سے اپنے نفس کو آرام اور راحت کے ساتھ رکھا ہوا ہے اور وہ اس کا منتظر

Marfat.com

ہے کہ تقدیر سے اس کے لئے کیا چیز ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کو یہ یقین ہے کہ طلب کرنے سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور توکل اس کو منع نہیں کرے گا اور جب وہ اپنے آپ کو اسباب کی غلامی سے نکال لے گا اور وہ اپنے توکل میں اللہ تعالیٰ کے حق کے سوا اور کسی چیز کا لحاظ نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر مہم میں کافی ہوگا۔

(روح المعانی: ج:19، ص:205، 206، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1417ھ)

علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی المتوفی 743ھ لکھتے ہیں۔

حق توکل کا معنی یہ ہے کہ انسان کو یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کام کو کرنے والا نہیں ہے اور مخلوق میں سے جو چیز بھی موجود ہے اس کو وہی رزق دیتا ہے وہی عطا کرتا ہے۔ وہی منع کرتا ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے، وہی غنی کرتا ہے اور وہی فقیر کرتا ہے اور جو چیز بھی موجود ہے۔ اس کا وجود اللہ تعالیٰ سے ہی ہے پھر وہ اچھے طریقہ سے اپنے مطلوب کی طلب میں کوشش کرے۔ اس کو پرندوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ہیں پھر وہ اپنی روزی اور رزق کو تلاش کرتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔

امام ابو حامد غزالی نے کہا ہے کہ

بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ توکل کا معنی ہے۔ بدن سے کسب اور کوشش کو ترک کرنا اور دل سے تدبیر کو ترک کرنا اور انسان زمین پر اس طرح پڑا رہے جیسے زمین پر کوئی کپڑے کا ٹکڑا پڑا ہو یا گوشت کی بوٹی پڑی ہو اور یہ جاہلوں کا گمان ہے اور ایسا توکل کرنا شریعت میں حرام ہے اور شریعت نے توکل کرنے والوں کی تعریف کی ہے تو جو شخص حرام کام کرے گا وہ کیسے تعریف اور تحسین کا مستحق ہوگا اور توکل کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے عمل کو بروئے کار لائے اور سعی اور جدوجہد کرے۔

(الکاشف عن حقائق السنن ج:6، ص:363، 362، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی: 1413ھ)

امام ابو القاسم عبدالکریم بن ھوازن القشیری المتوفی 465ھ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

سہل بن عبداللہ تستری نے کہا متوکل کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) وہ خود سے سوال نہیں کرتا

(۲) کسی کی دی ہوئی چیز کو رد نہیں کرتا

(۳) کسی کی دی ہوئی چیز کو جمع نہیں کرتا

بایزید سے پوچھا گیا کہ توکل کی کیا تعریف ہے؟ انہوں نے پوچھا تمہارے نزدیک توکل کی کیا تعریف ہے؟ سائل نے کہا ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ اگر تمہارے دائیں اور بائیں درندے اور اژدھے ہوں تو تمہارے دل میں خوف نہ پیدا ہو۔ بایزید نے کہا ہاں یہ بھی درست ہے لیکن اگر اہل جنت کو جنت میں ثواب ہو رہا ہو اور اہل دوزخ کو دوزخ میں عذاب ہو رہا ہو اور تم ان میں تمیز کر رہے ہو تو متوکلین میں سے نکل جاؤ گے۔

سہل بن عبداللہ نے کہا

توکل کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہو جس طرح مردہ غسال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

امام قشیری فرماتے ہیں کہ

توکل کا محل قلب ہے اور اس کی ظاہری حرکت قلب کے توکل کے منافی نہ ہو اور اس کے نزدیک تقدیر اللہ کی طرف سے ہو اگر کوئی چیز مشکل ہو تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے اور اگر کوئی چیز آسان ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے۔

ابراہیم خواص بیان کرتے ہیں کہ

وہ ایک دیہات میں جا رہے تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی، انہوں نے مڑ کر دیکھا تو ایک اعرابی جا رہا تھا اس نے کہا اے ابراہیم! ہمارے نزدیک توکل یہ ہے کہ جب تم کسی شہر میں جاؤ تو شہر والوں سے تمہاری یہ امید نہ ہو کہ وہ تمہیں کھانا کھلائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل ہو۔

Marfat.com

ابوتراب نخشی نے کہا کہ

توکل یہ ہے کہ تم اپنے بدن کو عبادت میں مشغول رکھو اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق رکھو اور قدر ضروری پر مطمئن رہو۔ اگر تم کو کچھ دیا جائے تو شکر کرو اور نہ دیا جائے تو صبر کرو۔

حمدون قصار سے توکل کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے کہا اگر تمہارے پاس دس ہزار روپے ہوں اور تم پر ایک روپے کا قرض ہو تو تم موت سے بے خوف نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تم پر وہ قرض رہ جائے اور تمہارے اوپر دس ہزار روپے قرض ہو اور تمہارے پاس اس کی ادائیگی کے لئے رقم نہ ہو تو تم اللہ تعالیٰ سے مایوس نہ ہو کہ وہ تمہارے قرض کی ادائیگی کی سبیل کر دے گا۔

استاذ ابوعلی دقاق یہ کہتے تھے کہ

متوکل کے تین درجات ہیں۔

(۱) توکل (۲) تسلیم (۳) تفویض

اللہ کے وعدہ پر مطمئن ہونا توکل ہے اور اس کے علم پر قناعت کرنا تسلیم ہے اور اس کے حکم پر راضی رہنا تفویض ہے۔

توکل ابتداء ہے، تسلیم متوسط ہے اور تفویض انتہاء ہے۔

نیز استاد ابوعلی دقاق کہتے تھے کہ

توکل مومنین کی صفت ہے، تسلیم کی صفت ہے اور تفویض موحدین کی صفت ہے یا توکل عوام کی صفت ہے اور تسلیم خواص کی صفت ہے اور تفویض خواص الخواص کی صفت ہے۔ نیز وہ کہتے تھے کہ توکل عام انبیاء کی صفت ہے اور تسلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت ہے اور تفویض ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔

(الرسالۃ القشیریہ ص 200،204 ملخصا وملتقطا مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ)

Marfat.com

متوکل کون؟

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

توکل کا پہلا مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہو جائے جس طرح مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ اسے جدھر چاہے پھیرتا ہے اس کی اپنی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ جو آدمی متوکل علی اللہ ہوتا ہے وہ نہ سوال کرتا ہے نہ ارادہ، نہ رد کرتا ہے اور نہ روکتا ہے۔ (یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے) بعض اکابر کے نزدیک توکل اپنے آپ کو چھوڑنے کا نام ہے۔

حضرت حمدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنا توکل ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

توکل کی حقیقت یہ ہے کہ غیر خدا سے امید نہ ہو نہ خوف

ایک قول کے مطابق توکل یہ ہے کہ انسان صرف ایک زندگی سمجھے اور کل کا غم چھوڑ دے۔ (غنیۃ الطالبین: ص: 758)

☆ حضرت ابو علی باری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

توکل کی رعایت میں تین باتیں قابل لحاظ ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ جب کچھ ملے شکر ادا کرے اور نہ ملنے پر صبر کرے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ بندے کے نزدیک ملنا نہ ملنا برابر ہو۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ نہ ملنے پر اس لئے شکر کرے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی بات بہت پسند ہے۔

☆ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ کے راستے میں جار

Marfat.com

تھا کہ میں نے ایک وحشی صورت دیکھی۔ میں نے اس کے قریب جا کر کہا جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا جن ہوں۔ میں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا مکہ مکرمہ جا رہا ہوں۔ میں نے کہا سواری اور زادراہ کے بغیر؟ اس نے کہا ہاں ہم میں بھی بعض ایسے ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا توکل کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے لینا توکل ہے۔

☆ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مخلوق کو رزق دینے والے کی پہچان توکل ہے اور کسی شخص سے توکل اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک اس کی نظر میں آسمان تانبے کی طرح اور زمین لوہے کی طرح نہ ہو جائے کہ آسمان سے بارش نہ ہو اور زمین سے سبزی نہ نکلے اور اسے اس بات کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے درمیان جس کے رزق کا ضامن ہے اسے فراموش نہیں کرتا۔

بعض علماء فرماتے ہیں

توکل یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس بنیاد پر نہ کرے کہ وہ تجھے رزق دیتا ہے۔

بعض علماء نے کہا

تجھے توکل سے اتنی بات کافی ہے کہ تو اپنے لئے غیر خدا سے مدد طلب نہ کرے نہ کسی دوسرے کو اپنے رزق کا خازن سمجھے اور نہ غیر خدا کو اپنے عمل کا شاہد خیال کرے۔

☆ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس کے سوا سب کچھ ترک کر دے۔

☆ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تو اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے سامنے اپنی تدبیر کو فنا کر دے اور اس بات پر راضی رہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا کارساز، مدبر اور مددگار ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ذلیل بندہ، جلیل رب پر اکتفا کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

خلیل حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر اکتفا کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عنایت کو نہ دیکھا۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ

زمین وآسمان کے خالق پر اعتماد کرتے ہوئے جدوجہد ترک کر دے۔

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بندہ متوکل کب ہوتا ہے؟

انہوں نے فرمایا جب وہ مخلوق کے درمیان اپنے آپ کو اجنبی سمجھے اور دل کے ساتھ اپنے رب کا قرب حاصل کرے۔

☆ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ

آپ کو توکل کا یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا چار باتوں سے

(۱) میں نے جان لیا کہ میرے رزق کو دوسرا نہیں کھا سکتا۔ پس میں اس میں مشغول نہیں ہوتا۔

(۲) مجھے معلوم ہے کہ میرا عمل کوئی دوسرا انجام نہ دے گا تو میں اس میں مشغول رہتا ہوں۔

(۳) مجھے یقین ہے کہ موت اچانک آئے گی لہٰذا میں اسے حاصل کرنے کی جلدی کرتا ہوں۔

(۴) مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں ہر حال میں خدا کے سامنے ہوں پس میں اس سے حیا کرتا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین: 759)

☆ حضرت ابوموسیٰ دبیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں نے عبدالرحمٰن بن یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ سے توکل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اگر تو اژدھا کے منہ میں بھی ہاتھ ڈالے یہاں تک کہ کلائی تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا خوف محسوس نہ ہو۔

حضرت ابوموسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

اس کے بعد میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلا گیا تا کہ ان سے توکل کے بارے میں سوال کروں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے جواب آیا اے ابوموسیٰ کیا تمہارے لئے عبدالرحمٰن کا جواب کافی نہ تھا کہ اب میرے پاس آ کر سوال کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا اے میرے سردار! دروازہ کھولئے۔ انہوں نے فرمایا اگر میری ملاقات کی غرض سے آتے تو میں دروازہ تمہارے لئے کھولتا۔ تم دروازے پر ہی جواب سنو اور لوٹ جاؤ۔

سنو!

توکل یہ ہے کہ اگر وہ اژدھا جس نے عرش کے گرد گھیرا ڈال رکھا ہے تمہاری طرف بڑھے تو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے نہ ڈرو۔ حضرت ابوموسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دبیل کی طرف واپس آ گیا۔ وہاں ایک سال رہا پھر زیارت کی غرض سے آئے ہو لہٰذا میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اندر آ جاؤ۔ میں ایک سال وہاں رہا مجھے جو بھی واقعہ پیش آتا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ میرے پوچھنے سے پہلے بتا دیتے۔ میں نے عرض کیا اب میں جانا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے آپ سے کوئی فائدہ پہنچنا چاہئے۔

انہوں نے فرمایا جان لو مخلوق کا فائدہ کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں نے اس بات کو فائدہ سمجھا اور واپس چلا آیا۔

☆ حضرت ابن طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں وہ نقل فرماتے ہیں۔

ایک اعرابی اپنی سواری کے ساتھ آیا اور اسے بٹھا کر باندھ دیا پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا مانگی۔ یا اللہ! یہ سواری اور جو کچھ اس کے اوپر ہے تیرے حوالے ہے۔ یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں۔ اس کے بعد چلا گیا۔ پھر مسجد حرام میں داخل ہو گیا۔ جب باہر آیا تو سواری اور اس پر سامان سب کچھ چوری ہو چکا تھا۔ اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا۔ یا اللہ! مجھ سے کچھ چوری نہیں ہوا تیرے ہاں سے چوری ہوئی ہے۔ حضرت

Marfat.com

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اسی طرح اعرابی کے ساتھ موجود تھے کہ ہم نے ابوقبیس پہاڑ سے ایک آدمی کو اترتے دیکھا وہ بائیں ہاتھ سے اونٹ کی مہار پکڑ کر اسے لا رہا تھا اور اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا گردن میں لٹک رہا تھا۔ وہ شخص اعرابی کے پاس آ کر کہنے لگا اپنی سواری اور سامان لیجئے۔ میں نے اس سے ماجرا پوچھا۔ اس نے کہا ابوقیس پہاڑ پر مجھے ایک شخص سوار ملا جو سیاہ و سفید رنگ کی سواری پر سوار تھا۔ اس نے کہا اے چور! اپنا ہاتھ آگے بڑھا! اعرابی کہتا ہے میں نے ہاتھ بڑھایا تو اس نے اسے ایک پتھر پر رکھا اور پھر دوسرے پتھر سے کاٹ کر میری گردن میں لٹکا دیا اور کہا پہاڑ سے اترو اور سواری مع ساز و سامان اعرابی کے حوالے کرو۔ (غنیۃ الطالبین:760)

☆ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نفس کی تدبیر چھوڑ دینا اور اپنی قوت اور غلبہ سے بھی بے نیاز ہو جانا توکل ہے۔ آپ سے کسی نے توکل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مزید فرمایا ارباب دنیا اور اسباب پر بھروسہ نہ کرنا، سائل نے عرض کیا مزید فرمائیں۔ آپ نے فرمایا نفس کو بندگی میں لگا دینا اور ارباب دنیا سے بے نیاز ہو جانا آپ نے یہ بھی فرمایا طمع اور لالچ کو چھوڑ دینا توکل ہے۔

فائدہ

ان تمام توکل کے معنوں سے معلوم ہوا کہ توکل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہئے کیونکہ ہر چیز کا مالک وہی ہے اور وہی ہی سب کچھ عطا کرتا ہے۔

توکل کے معنوں کو ذکر کرنے کے بعد اب احادیث مبارکہ سے ثابت کرتا ہوں۔

پرندوں کا توکل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جس

Marfat.com

طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو اس طرح رزق دیا جائے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ وہ بھوکے صبح کرتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4164)

اونٹنی کو باندھ کر توکل ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی کو باندھ کر توکل کرو۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث 2571)

ستر ہزار نفر بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار نفر بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغ لگواتے ہوں گے نہ دم کرتے ہوں گے اور نہ بدفالی نکالتے ہوں گے اور صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہوں گے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث [illegible])

علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی 676ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ امام عبداللہ المارزی نے کہا اس حدیث سے استدلال کر کے بعض علماء نے فرمایا کہ دوا اور علاج کرنا مکروہ ہے اور جمہور علماء اس کے خلاف ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ کثرت احادیث میں دواؤں کے اور کھانے پینے کے فوائد بیان کئے ہیں اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤں سے علاج کیا ہے اور آپ کے دوا کرنے اور دم کرنے سے شفاء کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہ کثرت احادیث منقول ہیں اور احادیث صحیحہ میں ہے کہ بعض صحابہ نے بچھو کے کاٹے ہوئے پر دم کرنے کی اجرت لی، اور جب یہ چیزیں ثابت ہیں تو پھر اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ حق توکل کے منافی وہ لوگ ہیں جو یہ

Marfat.com

اعتقاد رکھتے ہیں کہ دوائیں اپنی طبیعت سے نفع دیتی ہیں اور وہ شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف مفوض نہیں کرتے۔

قاضی عیاض نے کہا اکثر شارحین حدیث نے اس تاویل کو اختیار کیا ہے لیکن یہ تاویل درست نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی زائد فضیلت کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور اگر یہ تاویل درست ہوتی تو پھر یہ لوگ اس فضیلت کے ساتھ مخصوص نہ ہوتے کیونکہ تمام مومنوں کا یہی عقیدہ ہے اور جس کا عقیدہ اس کے خلاف ہو وہ کافر ہے اور علماء اور اصحاب معانی نے اس مسئلہ میں کلام کیا ہے اور علامہ ابوسلیمان خطابی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور اس کی تقدیر اور اس کی نازل کی ہوئی بیماری پر راضی رہتے ہوئے علاج اور دم کرانے اور دیگر اسباب کو ترک کر دیتے ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا یہ مومنین کاملین کے بلند درجات میں سے ہے اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے۔

قاضی عیاض نے کہا یہ اس حدیث کا ظاہر معنی ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ داغ لگوانے، دم کرانے اور طب کی باقی انواع میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ سب حق توکل کے منافی ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ

حدیث کا ظاہر معنی وہی ہے جس کو علامہ خطابی نے اختیار کیا ہے اور حق توکل کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اسباب کو ترک کر دیں اور رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کرنا تو وہ بیان جواز کے لئے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو داغ لگوانے سے منع بھی فرمایا ہے (پہلے زمانے میں درد کی جگہ پر لوہے کو گرم کر کے داغ لگا دیئے تھے اور یہ بھی علاج کی ایک قسم ہے)

توکل کی حقیقت میں مقتدمین اور متاخرین علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے

Marfat.com

یہ کہا ہے کہ توکل کے اسم کا وہ ہر شخص مستحق ہے جس کے دل میں غیر اللہ کا خوف بالکل نہ ہو اس کو کسی درندہ کا خوف ہو نہ کسی دشمن کا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد کرتے ہوئے رزق کے طلب کرنے کو بھی چھوڑ دے۔

(صحیح مسلم بشرح النوادی ج 2، ص:00: 1099، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ 1417ھ)

اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سب سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو، اللہ اس کی ہر مہم میں کافی ہوگا اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا اور جو شخص سب سے منقطع ہو کر دنیا کی طرف متوجہ ہوگا اللہ اس کو دنیا کی طرف سپرد کر دے گا۔ (غنیہ امام ابن ابی الدنیا رقم الحدیث:18913)

ہر فکر سے کشادگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے استغفار کرنے کو لازم کر لیا اللہ اس کے لئے ہر فکر سے کشادگی پیدا کر دے گا اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا۔ (مسند احمد ج 1 ص 248)

کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں تم کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ظاہر اور باطن میں اللہ سے ڈرو اور جب کوئی برائی کرو تو اس کے فوراً بعد نیکی کرو اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اور کسی امانت پر قبضہ نہ کرو اور دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرو۔

(مسند احمد: ج:5، ص:181 طبع قدیم، رقم الحدیث:21063، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جلد یا بہ دیر رزق عطا فرمائے گا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فاقہ میں مبتلا ہو اور وہ لوگوں کے سامنے اپنے فاقہ کو بیان کرے تو اللہ اس کے فاقہ کو دور نہیں کرتا اور جس شخص کو فاقہ ہو اور وہ اللہ سے کہے تو اللہ اس کو جلد یا بہ دیر رزق عطا فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 1645)

ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے (متعدد) امتیں پیش کی گئیں۔ پس ایک نبی یا دو نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک جماعت ہوتی اور ایک اور نبی گزرتا اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہوتا، پھر میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت ظاہر ہوئی۔ میں نے پوچھا: کیا یہ میری امت ہے۔ مجھے بتایا گیا یہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی امت ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ آپ آسمان کے کناروں کی طرف دیکھئے تو وہاں ایک جماعت تھی جس نے تمام آسمان کے کناروں کو بھر لیا تھا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ ادھر اور ادھر آسمان کے کناروں کو دیکھیں وہاں بہت بڑی جماعت تھی جس نے تمام آسمانوں کے کناروں کو بھر لیا تھا۔ کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان لوگوں میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ گھر چلے گئے اور یہ نہیں بتایا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ مسلمانوں نے اس میں غور و فکر کیا اور کہا یہ ہم لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی اتباع کی اور یہ ہم ہیں اور ہماری وہ اولاد ہے جو اسلام پر پیدا ہوئی، کیونکہ ہم لوگ تو زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے باہر آ کر فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو دم نہیں کراتے تھے اور نہ بدشگونی کرتے تھے اور

Marfat.com

نہ داغ لگوا کر علاج کراتے تھے اور وہ صرف اپنے رب پر توکل کرتے تھے پھر حضرت عکاشہ بن محصن نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہاں۔ ایک اور شخص نے پوچھا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: تم پر عکاشہ نے سبقت کرلی۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 5705)

حلال طلب کرو اور حرام کو ترک کردو

حضرت مطلب بن حطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جن کاموں کا حکم دیا تھا میں نے تمہیں ان تمام کاموں کا حکم دے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جن کاموں سے منع کیا تھا میں نے تمہیں ان تمام کاموں سے منع کردیا ہے اور بے شک الروح الامین نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کوئی شخص اس وقت تک ہرگز نہیں مرے گا حتیٰ کہ وہ اپنے رزق کو پورا کرلے پس تم اچھی طرح طلب کرو۔ دوسری روایت میں ہے حلال کو طلب کرو اور حرام کو ترک کردو۔ (المستدرک ج:2، ص:4)

رزق کا بندے کو طلب کرنا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رزق بندہ کو اس طرح طلب کرتا ہے جس طرح اس کی موت اس کو طلب کرتی ہے۔ (شعب الایمان: رقم الحدیث: 1191)

اہل یمن کا توکل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

اہل یمن حج کرتے تھے اور زادِ راہ نہیں لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں اور جب مکہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ

Marfat.com

آیت نازل فرمائی۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرہ: 197)

اور زادراہ (سفرخرچ) لیا کرو، بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1823)

قرآن مجید میں فرمایا گیا

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ (الطلاق: 3)

''بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔''

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جو کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے وہ اس کو پورا کرنے والا ہے۔

مسروق نے کہا:

کوئی شخص اللہ پر توکل کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو مقدر کیا ہے وہ اس کو پورا کرنے والا ہے۔ البتہ جو اس پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور اس کے اجر کو زیادہ کر دیتا ہے۔

(تبیان القرآن: تفسیر تحت الآیہ: جلد: 12)

توکل اس چیز پر ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

حضرت محمد کعب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو یہ بات پسند ہو کہ وہ لوگوں میں زیادہ باعزت ہو تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور جو شخص سب سے زیادہ بے نیاز ہونا چاہتا ہے اسے اپنے ہاتھ والی چیز کے مقابلے میں اس چیز پر زیادہ توکل کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس ضمن میں یہ دو شعر پڑھتے تھے

Marfat.com

هـون عـلـيك فـان الامـور
بـامـر الا لـه مقـاد يـرهـا
فـلـيـس بـاتيك مصـرونهـا
ولا هـارب عـنك مقدورهـا

ترجمہ: اپنے آپ پر آسانی پیدا کر اس لئے کہ تمام امور کے اندازے حکم خداوندی کے مطابق ہیں وہ چیز جو روک دی گئی وہ تیرے پاس نہیں آئے گی اور جو کچھ تیرے مقدر میں ہے وہ بھاگ کر کہیں نہیں جائے گی۔

(غنیۃ الطالبین: 760)

کسب میں کیا توکل چاہئے

ظاہری کوشش تو کسب ہے اور یہ سنت ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں جبکہ بندے کے دل میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ توکل کا مقام دل ہے اور یہ ایمان کی مضبوطی ہے اور جو شخص کسب کا انکار کرے وہ سنت کا منکر ہے اور جو آدمی کا منکر ہو وہ ایمان کا انکار کرتا ہے۔

اگر کوئی کام مشکل ہو تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ایسا ہوتا ہے اور اگر کوئی بات آسان ہو تو اللہ تعالیٰ کے آسان کرنے سے ہے لہٰذا ان کے ظاہری اعضاء حکم خداوندی کی تعمیل میں کسب وکمائی میں مصروف ہوں اور دل اللہ تعالیٰ کے وعدے پر مطمئن ہونا چاہئے۔ کہا گیا ہے کہ توکل کرنے والا بچے کی طرح اپنی ماں کے پستانوں کے سوا کہیں بھی پناہ نہیں ڈھونڈتا۔ اسی طرح متوکل بھی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ توکل شکوک کو دور کر کے اپنے آپ کو تمام بادشاہوں کے بادشاہ کے سپرد کرنا ہے۔ کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے اس پر یقین کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہونا توکل ہے۔

Marfat.com

کسی کا قول ہے کہ تلاش رزق کے سلسلے میں دل کو سوچ و بچار سے فارغ رکھنا توکل ہے۔

مسلمانو!

اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمیں بہت سی نعمتیں دی ہیں وہاں ہمیں شکر بھی ادا کرنا چاہئے اور اگر کوئی چیز بندے کے پاس نہیں تو اس پر قیل وقال بھی نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر توکل رکھنا چاہئے کہ وہ چیز اگر ہمارے حق میں بہتر ہوگی تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور عطا کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو بھی کرتا ہے اپنی حکمت کے مطابق کرتا ہے۔ لہٰذا پھر بندوں کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کریں اور جو اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس پر توکل کریں۔ جب بندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے توکل کو اپنے اوپر لازم کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرمائے گا اور پھر آخرت میں ان کا مقام جنت ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

رشوت سے بچنے میں وفا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا رزق مقدر کر دیا ہے اور اس کے حاصل کرنے کے راستے بھی بتا دیئے۔ رزق حلال کی تلاش فرض کر کے اس کے ذریعے شہوت کو قابو میں رکھا تاکہ انسان رزق حلال آسانی سے حاصل کر سکے۔ کیونکہ جب وہ رزق حلال حاصل کرے گا تو اس کے مال، جان اور گھر میں برکت ہوگی اور اگر رزق حرام طریقے سے حاصل کرے گا تو قیامت کے دن سب تو چھوڑ جائیں گے جن کی یہ دیکھ بھال کرتا تھا۔ گھر کی ضروریات پوری کرتا تھا لیکن قیامت میں خود اکیلا پھنسا ہوگا حتیٰ کہ اگر یہ اپنے اہل وعیال کے پاس صرف ایک نیکی بھی لینے جائے گا تو سب ایک نیکی دینے کو بھی تیار نہیں ہوں گے۔ رزق حلال حاصل کرنا عین عبادت ہے لیکن افسوس آج کل کے

Marfat.com

مسلمانوں پر کہ وہ حرام طریقے سے رشوت لے کر حرام مال اکٹھا کرتے ہیں۔ خود بھی گناہوں کی دلدل میں پھنستے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ہلاکت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ کیا اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے خود سے بھی دھوکہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت کو بھی بربادی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق کرنا ہے تو رشوت کو ترک کرنا پڑے گا ورنہ دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی اور قیامت میں اکیلا گناہوں کا انبار لئے ہوئے ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا کہ بائے بائے میں نے کیا پایا تھا سوائے اس کے کہ ہلاکت ہی آخر میں مقدر بنی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ رشوت جیسی بری آفت کو ترک کیا جائے۔ جب یہ گندی بیماری چھوٹ جائے گی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو گی اور دنیا و آخرت دونوں کامیاب ہوں گی۔

اب میں رشوت سے بچنے کے لئے قرآن مجید سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

آیت نمبر۱: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

(البقرہ 188)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ اور (بطور رشوت) وہ مال حاکموں کو دو تا کہ تم جان بوجھ کر لوگوں کا کچھ مال گناہ کے ساتھ کھاؤ۔

☆ اس آیت کریمہ میں رشوت سے بچنے کی تنبیہ کی جارہی ہے۔

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ (المائدہ: 42)

"(یہ) جھوٹی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں اور حرام بہت زیادہ کھاتے ہیں۔"

Marfat.com

☆ یہ جھوٹی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں اس کو تاکید کے لئے دوبارہ ذکر فرمایا ہے۔
اس کے بعد فرمایا وہ سحت بہت زیادہ کھاتے ہیں لغت میں سحت کا معنی ہلاک کرنا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ (طه: 61)

''موسیٰ نے ان سے کہا: تم پر افسوس ہے جھوٹ بول کر اللہ پر بہتان نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے۔''

اور سحت کا معنی کسی چیز کو جڑ سے اکھاڑنا ہوتا ہے۔ عرب سر منڈنے والے کے متعلق کہتے ہیں ''اسحت'' اس نے بال جڑ سے اکھاڑ دیئے۔ مال حرام کو بھی سحت کہتے ہیں کیونکہ وہ عبادات کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اور ملیامیٹ کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

سحت رشوت ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حاکم کو رشوت دینا سحت ہے۔

امام احمد بن علی بن مثنیٰ تمیمی متوفی 307ھ بیان کرتے ہیں۔

مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے ان سے پوچھا! سحت کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا فیصلہ کرنے میں رشوت لینا: فرمایا: یہ کفر ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی

''وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۝''

(المائدہ:44)

اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کریں وہ کافر ہیں۔

(مسند ابو یعلیٰ: ج:9، رقم الحدیث:5266)

Marfat.com

امام محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سحت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا ایک شخص کسی سے اپنی حاجت طلب کرے وہ اس کی حاجت پوری کرے پھر وہ اس کو ھدیہ دے جس کو وہ قبول کرلے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

زانیہ کی اجرت سحت ہے۔ نر کی جفتی کی اجرت سحت ہے۔ فصد لگوانے (رگ کاٹنے) والے کی اجرت سحت ہے اور کتے کی قیمت سحت ہے۔

فصد لگوانے کی اجرت جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوا کر اجرت دی ہے۔ اسی لئے حدیث کا یہ جز منسوخ ہے۔

امام مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

بنو بیاضہ کے ایک غلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فصد لگائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو اجرت دی اور اس کے مالک سے اس کے خراج میں کمی کرنے کی سفارش کی۔ اگر یہ اجرت سحت (حرام) ہوتی تو آپ عطا نہ کرتے۔ (صحیح مسلم 3965)

مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ

مسروق نے کسی شخص کی کسی کام میں سفارش کی۔ اس شخص نے ہدیہ میں انہیں باندی پیش کی تو مسروق بہت سخت غضبناک ہوئے اور کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے کام میں سفارش نہ کرتا اور آئندہ تمہارے کام میں تمہاری سفارش نہیں کروں گا۔

میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ جو شخص کسی کا حق دلانے کے لئے سفارش کرے یا کسی سے ظلم دور کرنے کے لئے سفارش کرے پھر اس کو ہدیہ دیا جائے جس کو وہ قبول کرلے تو یہ سحت ہے۔ ان سے کہا گیا اے ابو عبدالرحمٰن! ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ فیصلہ کرنے پر کچھ لینا سحت ہے۔ آپ نے فرمایا فیصلہ کرنے پر لینا کفر ہے۔

Marfat.com

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رگ کاٹنے والے کی اجرت، زانیہ کی حرکت، کتے کی قیمت، جلد فیصلہ کرانے کی اجرت، نجومی کی مٹھائی، نر کی جفتی کی اجرت، حکم میں رشوت شراب کی قیمت اور مردار کی قیمت سحت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ گوشت جس کو سحت (مال حرام) نے بڑھایا ہو اس کے ساتھ دوزخ کی آگ زیادہ لائق ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحت کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حکم میں رشوت دینا۔

(جامع البیان: جز6، ص: 328، 325، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے:

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (المائدہ: 62)

''آپ ان سے زیادہ تر لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ گناہ، سرکشی اور حرام خوری میں تیزی سے بڑھتے ہیں۔ یہ بہت بری حرکتیں کر رہے ہیں۔''

☆ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ یہودی ہر قسم کے گناہ بے دھڑک کرتے ہیں اور وہ کسی قسم کے گناہ میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ خواہ وہ گناہ کفر ہی کیوں نہ ہو۔

بعض مفسرین نے کہا کہ

اس آیت میں اثم سے مراد کفر ہے اور عدوان کے معنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے بڑھنا ہے۔

قتادہ نے یہ کہا کہ

اس آیت سے یہودی حکام مراد ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ جن یہودیوں کا ذکر کیا

Marfat.com

گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کرنے اور حلال وحرام میں اس کی حدود سے تجاوز کرنے اور رشوت لے کر جھوٹے فیصلے کرنے میں بہت تیزی سے رواں دواں ہیں اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل کام ہیں۔

اس سے اگلی آیت کی تفسیر میں ہے کہ

گناہ کی بات کہنے سے مراد جھوٹ بولنا ہے۔ وہ ایمان نہیں لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے ہم ایمان لائے ہیں اور یہ جھوٹ ہے اور تورات میں جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح وہ رشوت لے کر جھوٹے فیصلے کرتے تھے اور اس سے بھی تورات میں منع کیا گیا ہے۔ اور ان کے علماء اس سے بھی منع کرتے تھے اور گناہ کرنے کی بہ نسبت گناہ سے منع نہ کرنا زیادہ مذموم ہے کیونکہ گناہ کرنے والا گناہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔ اس لئے گناہ کرتا ہے اور گناہ سے منع نہ کرنا محض گناہ بے لذت ہے۔ اس لئے اس کی زیادہ مذمت ہے۔

مسلمانو!

ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ رشوت لینا حرام ہے اور یہ یہودیوں کا فعل ہے جو وہ رشوت لے کر جھوٹے فیصلے کر کے حق تلفی کرتے تھے۔

اب احادیث مبارکہ کی روشنی میں رشوت کی مذمت بیان کی جاتی ہے۔

رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن کبریٰ: ج:10، ص:139، مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

Marfat.com

رشوت لینا کفر ہے

مسروق بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سحت کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے کہا رشوت، پھر سوال کیا کہ فیصلے پر رشوت لینے والے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ (سنن کبریٰ: ج:10 ص:139 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

مسلمانو!

ان احادیث مبارکہ میں فیصلہ کے لئے رشوت دینے اور باطل کام کرانے کے لئے رشوت دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ فیصلہ کرنے کے لئے جو رشوت لینے اور دیتے ہیں ان پر لعنت ہے کیونکہ یہ کام ایسا ہے کہ اس میں حق تلفی ہوتی ہے اور مسلمان ایک دوسرے کی حق تلفی کے لئے نہیں بلکہ ایک دوسرے کا حق دینے والے ہیں۔

رشوت کا معنی

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رشوت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کوئی شخص حاکم یا کسی اور کو کچھ چیز دے تا کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دے یا حاکم کو اپنی منشاء پوری کرنے پر ابھارے۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں

کچھ پیسے دے کر اپنی حاجت پوری کرانا یہ رشوت ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں۔

رشوت اصل میں رشاء سے ماخوذ ہے اور رشاء اصل میں ڈول کی اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے اور راشی وہ شخص ہے جو کسی باطل چیز کو

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے کسی کی مدد کرتا ہے اور مرتشی رشوت لینے والے کو کہتے ہیں اور رائش اس شخص کو کہتے ہیں جو راشی اور مرتشی کے درمیان رشوت کا معاملہ طے کراتا ہے اور جو چیز کو حاصل کرنے کے لئے دی جائے یا ظلم کو دور کرنے کے لئے دی جائے وہ رشوت نہیں ہے اور آئمہ تابعین سے منقول ہے کہ اپنی جان اور مال کو ظلم سے بچانے کے لئے رشوت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(تاج العروس: ج:10،ص:150، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر 1306ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں۔

ظہیریہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ثواب کی نیت سے فقیر کو مال حرام سے کچھ دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر فقیر کو معلوم تھا اور اس نے دینے والے کے لئے دعا کی اور اس نے آمین کہی تو دونوں کافر ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ فقیر کو دینے کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر اس نے ثواب کی نیت سے مسجد بنائی اور کوئی مالی عبادت کی تو وہ کافر ہو جائے گا البتہ اس مسئلہ میں یہ قید ہے کہ اس مال حرام کی حرمت قطعی ہو جیسے چوری، ڈاکے کا مال، سحر کی کمائی، سود اور جوا، خمر، مردار اور خنزیر کی قیمت زنا کی اجرت، یا غصب کیا ہوا مال وغیرہ کیونکہ ان کے صدقہ پر ثواب کی امید رکھنا ان کو حلال سمجھنے پر موقوف ہے اور حرام قطعی کو حلال قرار دینا کفر ہے۔ العیاذ باللہ!

(ردالمحتار: ج:2،ص:26، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت 1407ھ)

مسلمانو!

رشوت لینا بھی حرام ہے اور جو اس کو جائز سمجھ کر لے گا وہ بھی حرام کاری میں داخل ہو گا اور اس نے یہ ناجائز کام کیا لہٰذا اس بری آفت سے خود بھی بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بچائیں تاکہ اس کی نحوست سے مکمل نجات حاصل ہو ورنہ مسلمانوں میں اس کی نحوست سے بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا اور مسلمان اگر اس نحوست میں مبتلا ہو گئے تو حق تلفی ہو گی اور حق تلفی حرام ہے کیونکہ مسلمان کا حق دوسرے مسلمان پر ہے۔ جب

Marfat.com

وہ ایک دوسرے کے حق کو بخوبی احسن انداز سے نبھائیں گے تو ان کے اندر محبت پیدا ہو گی اور وہ ایک دوسرے کی احسن انداز کے ساتھ معاونت بھی کر سکیں گے۔

ورنہ اگر یہ نحوست باقی رہی تو دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو جائے گی۔

رشوت کی اقسام

علامہ قاضی خان اور جندی لکھتے ہیں

جب قاضی رشوت دیکر منصب قضا، کو حاصل کرے تو وہ قاضی نہیں ہوگا اور قاضی اور رشوت لینے والے دونوں پر رشوت حرام ہوگی۔

رشوت چار اقسام پر مشتمل ہے۔

(۱) پہلی قسم یہی ہے یعنی منصب قضاء کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا اس رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

(۲) کوئی شخص اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لئے قاضی کو رشوت دے یہ رشوت جانبین حرام ہے خواہ وہ فیصلہ حق اور انصاف پر مبنی ہو یا نہ ہو، کیونکہ فیصلہ کرنا قاضی کی ذمہ داری اور فرض ہے۔

(اسی طرح کسی افسر کو اپنا کام کرانے کیلئے رشوت دینا یہ بھی جانبین سے حرام ہے کیونکہ یہ کام کرنا اس افسر کی ڈیوٹی ہے)

(۳) اپنی جان اور مال کو ظلم اور ضرر سے بچانے کے لئے رشوت دینا۔ یہ لینے والے پر حرام ہے دینے والے پر نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے مال کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا جائز اور لینا حرام ہے۔

(۴) کسی شخص کو اس لئے رشوت دی کہ وہ اس کو بادشاہ یا حاکم تک پہنچا دے تو اس کا رشوت جائز ہے اور لینا حرام ہے۔

(فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج:2،ص:363،مطبوعہ مطبع امیریہ بولاق مصر 1310ھ)

Marfat.com

وھب بن منبہ بیان کرتے ہیں۔

جس کام میں رشوت دینے والا گناہ گار ہوتا ہے یہ وہ نہیں ہے جو اپنی جان اور مال سے ظلم اور ضرر کو دور کرنے کے لئے دی جائے۔ رشوت وہ چیز ہے جس میں دینے والا گناہ گار ہوگا۔ بایں طور پر کہ تم اس چیز کے لئے رشوت دو جس پر تمہارا حق نہیں ہے۔

(سنن کبریٰ: ج:10،ص:139، مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

شمس الائمہ سرخیسی لکھتے ہیں۔

قاضی ہدیہ اور تحفہ قبول نہ کرے، ہر چند کہ شریعت میں ہدیہ قبول کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور ایک دوسرے سے محبت کرو لیکن ہدیہ لینے کا یہ جواز اس شخص کے لئے ہے جو مسلمانوں کے اعمال میں سے کسی عمل کے لئے متعین نہ ہو اور جو شخص کسی عمل کے لئے متعین ہو گیا جیسے قاضی اور حاکم وغیرہ ان پر لازم ہے کہ یہ کسی سے ہدیہ قبول نہ کریں خصوصاً اس شخص سے جو اس منصب پر مقرر ہونے سے پہلے انہیں ہدیہ نہ دیتا ہو کیونکہ ہدیہ دینے والا کسی کام یا قضاء کو اپنے حق میں کرنے کے لئے ہدیہ دیتا ہے اور یہ بھی رشوت اور سحت کی ایک قسم ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابلتیہ کو مسلمانوں سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ جب وہ صدقات لے کر آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے لوگوں نے ہدیہ دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو ہم کسی جگہ کا عامل بنا کر بھیجتے ہیں اور وہ واپس آ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ تمہارا مال اور یہ ہمیں ملا ہے۔ یہ لوگ اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گئے پھر یہ دیکھا جاتا کہ ان کو کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسی جگہ کا عامل بنایا۔ ان کے پاس کافی مال جمع ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا! تمہارے پاس یہ مال کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا گھوڑوں کی نسل بڑھی اور لوگوں نے

Marfat.com

تحفے دیئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تم اپنے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گئے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تم کو کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟ اور وہ مال بیت المال میں داخل کریں۔ اس حدیث اور اثر سے یہ معلوم ہوا کہ جب کسی شخص کو کسی منصب کی جہت سے کوئی ہدیہ ملے تو وہ رشوت ہے لہٰذا جو لوگ قاضی کو منصب قضاء پر فائز ہونے سے پہلے تحفے دیتے تھے ان کے سوا اور کسی شخص کو ہدیہ اور تحفہ قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

(المبسوط: ج:16، ص:82، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثالثۃ 1398ھ)

مسلمانو!

ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے کہ جو کسی منصب پر فائز ہوتے ہیں اور وہ غریب مسلمانوں کی کھالیں اتار کر اپنی کوٹھیاں، بینک بیلنس اور گھر میں مختلف قسم کی گاڑیاں جمع کر لیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کسی منصب پر فائز نہ ہوتے تو نہ ان کا کوئی بینک بیلنس ہوتا اور نہ ہی گھر میں مختلف گاڑیاں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو چاہئے کہ رشوت لینا ترک کر دیں کیونکہ یہ حرام کام ہے اور مسلمانوں کو ایذا دینے والا کام ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنی ہے تو رشوت کو ترک کرنا پڑے گا۔ جب یہ برا فعل چھوٹ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوگی اور دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جھوٹ سے بچنے میں وفا

جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ انسان کو بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو خود کو دھوکہ دیتا ہے۔ بظاہر تو خود کو راضی کر رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر رہا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ اپنا مال بیچنے کے لئے کئی جھوٹ بولتا ہے۔ لوگوں سے فریب کرتا ہے تا کہ اس کا مال جلدی اور اچھی قیمت کے ساتھ فروخت ہو جائے۔ کیا اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنے سے منع کیا ہے لیکن یہ جھوٹ بول کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت کو لوٹ رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے بچا جائے اور اپنا مال ایمانداری کے ساتھ بیچا جائے تا کہ دنیا میں ذلت سے بچ جائے اور آخرت میں انجام اچھا ہو۔

اب میں جھوٹ سے بچنے کے لئے قرآن مجید کی آیات کریمہ پیش کرتا ہوں تا کہ جھوٹ بولنے سے نفرت پیدا ہو اور ہمیشہ حق اور سچ بولنے کی توفیق پیدا ہو۔

آیت نمبر ۱. قرآن مجید میں ہے:

وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ (المائدہ: 41)

اور بعض یہودی ہیں جو جھوٹی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں اور ان لوگوں کی باتیں بہت زیادہ سنتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے۔

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدہ: 103)

مگر یہ کافر جھوٹ بول کر اللہ پر بہتان تراشتے ہیں اور ان میں اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ (یونس 69)

آپ فرمایئے بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ (کبھی)

Marfat.com

کامیاب نہیں ہوں گے۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ (النحل: 116)

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں۔ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے:

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝ (النحل: 62)

اور اللہ کے لئے وہ ٹھہرواتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے تو آپ ہی ہو کہ ان کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں۔

آیت نمبر۶: قرآن مجید میں ہے:

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (المجادلہ: 15)

اور وہ دانستہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بے شک وہ بہت برے کام کیا کرتے تھے۔

☆ سدی اور مقاتل نے کہا

یہ آیت خصوصاً عبداللہ بن نبتل منافق کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتا تھا۔ پھر آپ کی باتیں یہود تک پہنچا دیتا تھا۔ ایک دفعہ آپ اپنے کسی حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جس کا دل ظالم ہے اور وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ پس عبداللہ بن نبتل آیا اس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم اور تمہارے اصحاب کس وجہ سے مجھے برا کہتے ہو؟ اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا: اس نے ایسا نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم نے ایسا کیا ہے۔ پھر وہ وہاں سے گیا اور اپنے اصحاب کو لے کر آیا اور ان سب نے اللہ کی قسم کھا کر کہا۔ انہوں نے آپ کو برا نہیں کہا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

زادالمسیر: ج:8،ص:196، الکشف والبیان: ج:9،ص:263، تفسیر ابن کثیر: ج:4،ص:360

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الصف: 7)

اور اس سے بڑھ کر بڑا ظالم کون ہوگا جو جھوٹ بول کر اللہ پر بہتان باندھے حالانکہ اس کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

☆ یعنی سب سے بری چیز یہ ہے کہ کسی شخص کی بہتان تراشی اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے اور وہ جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ پر بہتان لگائے۔ یعنی ان دلائل سے واضح ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے پھر بھی وہ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں کہ اس نے آپ کو رسول نہیں بنایا اور ان کے اس جرم کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان لانے کی توفیق نہیں دے گا۔

☆ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت کرنے کے بعد اب احادیث مبارکہ سے جھوٹ کی مذمت بیان کرتا ہوں۔

Marfat.com

منافق کی نشانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جس شخص میں پائی جائیں وہ منافق ہے۔ اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے

(۲) وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج:2،ص:536)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں وہ منافق ہے اور اگر ان میں سے ایک پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اسے چھوڑ دے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔ جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:2،ص:189)

جھوٹ بولنے والا دوزخی

حضرت اسماعیل بن واسط فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال اس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں میں کھڑا ہوں۔ پھر آپ رو پڑے اور حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کہ وہ (جھوٹ بولنے والا) بدکار کے ساتھ ہے اور وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے۔

جھوٹ منافقت کا دروازہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جھوٹ منافقت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ (الکامل لابن عدی جلد اول: ص: 43)

بڑی خیانت کیا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کرو جس میں وہ تمہاری تصدیق کرے حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔ (سنن ابی داؤد جلد: 2 ص: 323)

اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ مسلسل جھوٹ بولتا اور اس کے لئے کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم: جلد: 2 ص 335)

گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہو گئے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کا سودا کرتے ہوئے ایک دوسرے کو قسم دے رہے تھے ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اتنی رقم سے کم نہیں کروں گا اور دوسرا کہہ رہا تھا۔ قسم بخدا! میں اتنی رقم سے زائد نہیں دوں گا۔ آپ جب وہاں سے گزرے تو ان میں سے ایک بکری کو خرید چکا تھا۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے ہر ایک پر گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہو گئے۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج:10،ص:35)

جھوٹ رزق کو گھٹا دیتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جھوٹ رزق کو گھٹا دیتا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ج:3،ص:596)

گفتگو میں جھوٹ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
بے شک تاجر ہی فاجر ہیں۔
عرض کیا گیا۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال قرار نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ لوگ قسمیں کھا کر گناہ گار ہوتے ہیں اور گفتگو میں جھوٹ بولتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج:3،ص:438)

اللہ تعالیٰ کن لوگوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ عطیہ دینے کے بعد احسان جتانے والا جھوٹی قسم کے ذریعے سودا بیچنے والا اور تکبر کے طور پر اپنی چادر کو لٹکانے والا۔
(صحیح مسلم: ج:1،ص:71)

قیامت کے دن دل پر سیاہ نکتہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

جو شخص قسم کھا کر اس میں مچھر کے برابر بھی کوئی چیز ملاتا ہے تو قیامت تک اس کے دل میں ایک (سیاہ) نکتہ قائم رہے گا۔ (المستدرک للحاکم: ج:4،ص:296)

اللہ تعالیٰ کی تین قسم کے لوگوں سے دشمنی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ایک وہ شخص جو کسی لشکر میں سینہ تان کر کھڑا ہو حتیٰ کہ وہ شہید ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ساتھیوں کو فتح عطا فرمادے۔

دوسرا وہ شخص جس کا پڑوسی برا آدمی ہو وہ اسے اذیت پہنچائے تو یہ اس کی اذیت پر صبر کرے حتیٰ کہ ان کے درمیان موت یا سفر تفریق کردے۔

اور تیسرا وہ شخص جس کے ساتھ سفر کریں کہ زمین کو چھونے کے لئے ترس جائیں۔ اب وہ ایک مقام پر اتریں تو وہ شخص الگ ہو کر نماز پڑھنے لگ جائے حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھیوں کو کوچ کرنے کے لئے جگائے (یعنی وہ اس تمام وقت میں نماز پڑھتا رہے) اور تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے وہ تاجر جو زیادہ قسمیں کھاتا ہو وہ فقیر جو اکڑتا ہو اور احسان جتانے والا بخیل۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ج:5،ص:176)

ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اس شخص کے لئے خرابی ہے جو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے اس کے لئے خرابی ہے۔اس کے لئے خرابی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج:5،ص 5)

قبر میں قیامت تک عذاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ گویا ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا اٹھیے میں اس کے ساتھ اٹھا۔ میں نے اچانک دیکھا تو دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک کھڑا اور دوسرا بیٹھا ہوا تھا جو کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے آگے لوہا لگا ہوا تھا وہ بیٹھے ہوئے شخص کی ایک باچھ میں ڈال کر اسے کھینچتا پھر وہ دوسری باچھ میں ڈال کر اسی طرح کھینچتا جب وہ اسے کھینچتا تو دوسری اپنی جگہ آجاتی ہے جو شخص مجھ لے گیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ جھوٹا شخص ہے اسے قیامت تک قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (صحیح بخاری: ج:1 ص:185)

مومن جھوٹ نہیں بولتا

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مومن زنا کرتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے انہوں نے عرض کیا۔ کیا مومن جھوٹ بولتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا نہیں۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ: جھوٹ تو صرف وہ لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

(تاریخ ابن عساکر، جلد: 7، ص: 327)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ دعا مانگتے ہوئے یوں فرما رہے تھے۔

اے اللہ! میری زبان کو نفاق سے میری شرم گاہ کو زنا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے پاک رکھنا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے کلام نہیں فرمائے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور عیالدار متکبر۔ (صحیح مسلم: ج:1، ص:71)

بچے کو بلا کر کچھ نہ دینا

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور میں چھوٹا بچہ تھا میں کھیلنے لگا تو میری والدہ نے کہا عبداللہ! ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ کیا دینا چاہتی ہیں؟ عرض کیا کھجور۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ج:3، ص:447)

کنکریوں کے برابر نعمتیں ہوں تو تقسیم کر دوں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کنکریوں کے برابر بھی نعمتیں عطا فرمائے تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دوں پھر تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاؤ۔

(صحیح بخاری: ج:1، ص396)

جھوٹی بات کبیرہ گناہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا:

کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا سنو! جھوٹی

Marfat.com

بات تھی۔ (گناہ کبیرہ ہے) (صحیح بخاری: ج:1، ص:396)

جھوٹ بولنے والے سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے بو پھیلتی ہے۔

(جامع الترمذی: ابواب البر والصلۃ)

چھ باتیں جنت کے لئے مقدر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم چھ باتوں کے ساتھ میری طرف بڑھو میں جنت کے ساتھ تمہاری طرف آؤں گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔ جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف نہ کرے۔ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے اپنی نگاہوں کو پست رکھو۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو اور اپنے ہاتھوں کو (دوسروں کو اذیت دینے سے) روکے رکھو۔ (مجمع الزوائد: ج:10، ص:301)

شیطان کی چٹنی جھوٹ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک شیطان کے لئے سرمہ چٹنی اور خوشبو ہے۔ اس کی چٹنی جھوٹ ہے۔ اس کی خوشبو غصہ ہے اور اس کا سرمہ (زیادہ) سونا ہے۔

جھوٹ کا پھیل جانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں اور فرمایا۔

میرے صحابہ کرام سے اچھا سلوک کرو پھر ان سے جو ان کے ساتھ متصل نہیں پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ آدمی قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں لی جائے گی اور گواہی طلب نہ ہونے کے باوجود گواہی دے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ج: 1، ص: 26)

حدیث کو جھوٹا بیان کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جو آدمی میری طرف سے حدیث بیان کرلے اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔ (صحیح مسلم: ج: 1، ص: 6)

گناہ پر قسم کھانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص گناہ پر قسم کھائے کہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ناحق طور پر کھائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

(صحیح بخاری: ج: 1، ص: 317)

جھوٹ بولنے سے گواہی رد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صرف ایک بار جھوٹ بولنے سے اس کی گواہی رد فرمادی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: مسلمان کی فطرت اور طبیعت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت ہوسکتی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج: 10، ص: 197)

Marfat.com

حضرت جھوٹ سے زیادہ کوئی بری عادت نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جھوٹ سے زیادہ کوئی بری عادت معلوم نہ ہوتی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی صحابی کے جھوٹ بولنے کا علم ہوتا تو جب تک اس کے توبہ کرنے کا علم نہ ہوتا آپ کے دل سے یہ بات نہ جاتی ۔(مجمع الزوائد: ج: 1، ص: 142)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہتر عمل

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے رب تیرے کون سے بندے کا عمل تیرے ہاں بہتر ہے۔ فرمایا وہ شخص جس کی زبان پر جھوٹ نہ آئے۔ اس کا دل برائی نہ کرے اور اس کی شرمگاہ زنا نہ کرے۔

(احیاء العلوم: ج: 3، ص: 302)

جھوٹ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ وہ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے کہ آدمی اس تھوڑے سے گوشت کو بھی بھون لیتا ہے۔

(احیاء العلوم ج: 3، ص: 302)

سب سے بڑا گناہ جھوٹی زبان

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے اور سب سے بری پشیمانی یوم قیامت کی پشیمانی ہے۔ (احیاء العلوم: ص: 303، ج: 3)

مسلمانو!

جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے جس کی وجہ سے دنیا برباد ہوتی ہے پھر قبر میں عذاب اور

Marfat.com

قیامت کے دن شرمندہ ہو کر آخر میں دوزخ کا سبب ہے۔ جھوٹ کی وجہ سے نہ تو رزق میں برکت اور نہ ہی گھر میں برکت ہوتی ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ جھوٹ کو ترک کیا جائے تا کہ دنیا و آخرت بہتر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو اور پھر آخر میں جنت دائمی مقام حاصل ہو۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

شراب سے بچنے میں وفا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کو انسان استعمال کر کے زندگی بچاتا ہے۔ ان میں بعض چیزیں حلال اور بعض حرام بھی ہیں۔ حلال چیزوں کو استعمال کرنا تو جائز ہے مگر حرام چیزوں کو حاصل کرنا اور استعمال کرنا حرام ہے۔ ان میں شراب بھی ہے۔ شراب پینا حرام ہے کیونکہ یہ انسان کی عقل پر چھا جاتی ہے اور انسان پھر اپنی مرضی سے بے حیائی کرتا ہے۔

جب شراب پی جاتی ہے تو پھر نہ اس کو والدین کی پہچان ہوتی ہے اور نہ بہن بھائیوں کی حتیٰ کہ اسے کسی چیز کی پہچان نہیں رہتی۔ اس حالت میں بکواسات بکتا رہتا ہے۔ شراب پینے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ مگر افسوس آج کل کے مسلمانوں پر کہ شراب کو ایسا پیا جا رہا ہے جیسے عام پانی استعمال کیا جاتا ہو۔ کیا اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کو منع کیا ہے لیکن مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ شراب کو عام پانی سمجھ کر اپنی مرضی سے پیتے ہیں۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنی ہے تو شراب کو ترک کرنا پڑے گا۔

Marfat.com

جب شراب نہیں پی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندہ خلوص دل سے جھکے گا اور عبادت کا بھی سرور پیدا ہوگا۔ لہٰذا وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ شراب پینے کو ترک کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔

اب میں شراب کی حرمت کو قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝

(المائدہ:90:91)

''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت وں کے پاس نصب شدہ پتھر اور فال کے تیر محض ناپاک ہیں۔ شیطانی کاموں سے ہیں سو تم ان سے اجتناب کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔''

☆ خمر: انگور کا کچا شیرہ، جو پڑے پڑے سڑ کر بدبودار ہو جائے اور جھاگ چھوڑ دے تو وہ نشہ آور ہو جاتا ہے۔ اس کو خمر کہتے ہیں۔ خمر کا معنی ہے ڈھانپنا اور نشہ انسان کی عقل کو ڈھانپ لیتا ہے۔

☆ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں۔

محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو لوگ شراب پیتے تھے اور جوا کھیلتے تھے۔ مسلمانوں نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے

Marfat.com

ہیں۔آپ فرمادیجئے کہ اس میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے (وقتی) فائدے ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدوں سے زیادہ بڑا ہے۔(البقرہ:219) تو لوگوں نے کہا کہ اس میں ہمارے لئے رخصت ہے۔ہم شراب پئیں گے اور جوا کھیلیں گے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں گے۔حتیٰ کہ ایک شخص نے سورہ کافرون کی پہلی آیت اس طرح پڑھی۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ٥ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ٥

آپ کہئے کہ اے کافرو! میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور ان کو پتا نہیں چلا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے ایمان والو! تم نماز کے قریب مت جاؤ درآنحالیکہ تم نشہ میں ہو۔(النساء:43) پھر بھی لوگ شراب پیتے رہے اور جب نماز کا وقت آتا تو شراب پینا چھوڑ دیتے اور اس وقت نماز پڑھتے۔جب انہیں علم ہوتا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں وہ اسی معمول پر برقرار تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر محض ناپاک ہیں کیا تم باز آنے والے ہو تو مسلمانوں نے کہا اے رب ہم باز آ گئے۔

(جامع البیان ج:7،ص:45،مطبوعہ دارالفکر بیروت 1415ھ)

☆امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری وجہ سے کئی آیت نازل ہوئی ہیں۔ایک (لقمان:15) ہے۔دوسری (انفال:1) ہے۔(اور ایک یہ آیت ہے اس کی تفصیل یہ ہے)

میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے پاس گیا۔انہوں نے کہا چلو ہم تمہیں کچھ کھلائیں اور شراب پلائیں اور یہ شراب کے ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔میں ان کے ساتھ باغ میں گیا۔وہاں ان کے پاس ایک اونٹ کا بھنا ہوا سر تھا۔اور ایک مشک میں شراب تھی۔میں نے اس میں سے کھایا اور شراب پی۔پھر ان کے درمیان مہاجرین

Marfat.com

اور انصار کا ذکر چھڑ گیا۔ میں نے کہا مہاجرین انصار سے زیادہ اچھے ہیں۔ ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی میری ناک پر ماری جس سے میری ناک زخمی ہوگئی۔ میں نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے شراب کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بتوں کے پاس نصب شدہ پتھر اور مال کے تیر محض ناپاک ہیں۔

(صحیح مسلم: فضائل الصحابہ: 43)(مسند احمد: ج: 1، رقم الحدیث: 1567)

امام محمد بن جعفر بن جریر بن طبری متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مجلس شراب میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے۔ اس وقت شراب حلال تھی۔ اچانک میں اٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا۔ اس وقت شراب کی تحریم کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو! شراب ارر جوا اوز بتوں کے پاس نصب شدہ پتھر اور فال کے تیر محض ناپاک ہیں۔ (المائدہ: 90)

اور اس کے آخر میں تھا: کیا تم باز آنے والے ہو؟ میں اپنے اصحاب کے پاس گیا اور ان پر یہ آیتیں پڑھیں۔ بعض کے ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا جس سے انہوں نے شراب پی لی تھی اور بعض کی شراب برتن میں تھی۔ انہوں نے گلاس سے شراب انڈیل دی اور برتن کی شراب بہا دی اور کہنے لگے۔ اے ہمارے رب ہم باز آگئے۔ اے ہمارے رب ہم باز آگئے۔ (جامع البیان: ج: 7، ص: 47)

آیت نمبر ۲: قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (الاعراف: 33)

آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے تو صرف بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں، خواہ پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو۔"

Marfat.com

☆اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ گناہ ہوں۔

ظاہر سے مراد علی الاعلان بدکاری ہے۔ جس طرح لوگ اجرت دے کر پیشہ ور عورتوں سے بدکاری کرتے ہیں یا جس طرح آج کل کال گرلز اور سوسائٹی گرلز کو کلبوں اور ہوٹلوں سے بک کیا جاتا ہے اور پوشیدہ سے مراد ہے کسی لڑکی یا عورت سے عشق ومحبت کے نتیجہ میں خفیہ طریقہ سے یہ کام کیا جائے۔ اور یہاں اثم سے مراد ہے شراب نوشی اور جوا کھیلنا۔

جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

ترجمہ: ''لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے ان میں بڑا گناہ ہے۔''

بعض اوقات شراب کے نشہ میں انسان دوسروں کی عزت پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ان کو گالیاں دیتا ہے اور ان پر تہمت لگاتا ہے اور جوئے کے نتیجہ میں مال حرام کھایا جاتا ہے اور بعض اوقات لڑائی جھگڑا اور مار پیٹ بھی ہوتی ہے۔ سو یہ تمام گناہ اس میں داخل ہیں۔

(تبیان القرآن ج:4،ص:128)

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ

(البقرہ 219)

''لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔''

☆اس سے پہلی آیت میں جہاد کا بیان کیا گیا تھا اور عربوں میں شراب پینے کا عام رواج تھا اور شراب اور جہاد دونوں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ شراب کے نشہ میں انسان کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی تو ایسا شخص کافروں سے جہاد کب کر سکتا ہے۔ نیز وہ شراب کے نشہ میں جوا کھیلتے تھے اور جیتی ہوئی رقم غریبوں میں تقسیم کرتے تھے اور بظاہر یہ

Marfat.com

اچھا کام تھا اس لئے صحابہ نے ان دونوں کا حکم معلوم کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر چہ اس میں کچھ لوگوں کا فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے کیونکہ شراب کے نشہ سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا ہے اور گالی گلوچ کرتا ہے اور جوئے کے ذریعے دوسرے کا مال لیتا ہے۔

امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

زید بن علی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے متعلق تین آیتیں نازل کی ہیں۔ ایک یہ آیت ہے۔ (شراب پینے سے وقتی جوش اور ہیجان پیدا ہوتا ہے اور جوئے کے ذریعہ آسانی سے جیتی ہوئی رقم حاصل ہو جاتی ہے اور زمانہ جاہلیت میں یہ رقم غرباء پر خیرات کر دی جاتی تھی۔ ان فوائد کی بناء پر لوگوں نے آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر چہ ان میں کچھ فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے۔) تب لوگوں نے شراب پینے کے معمول کو جاری رکھا حتیٰ کہ دو آدمیوں نے شراب پی کر نماز پڑھی اور نماز میں بدکلامی کی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: اے ایمان نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تم یہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (النساء: 43،42)۔

پھر جو لوگ شراب پیتے تھے۔ وہ نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن ابو القموس نے نشہ کی حالت میں مقتولین بدر کے نوحہ اور مرثیہ میں چند اشعار پڑھے۔ جن میں مقتولین بدر کی تعظیم اور تکریم کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ غضب میں گھبرائے ہوئے چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ نے اس کو مارنے کے لئے کوئی چیز اٹھائی۔ اس نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ بہ خدا میں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں

Marfat.com

کے پاس فال نکالنے کے تیر محض ناپاک ہیں۔ شیطانی کاموں سے ہیں۔ ان سے اجتناب کروتا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان کا صرف یہ ارادہ ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو کہا ہم باز آئے۔ہم باز آئے۔

(جامع البیان: ج:2 ص:211 مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت)

اس آیت میں شراب کی حرمت پر دس دلیلیں ہیں۔

(۱) شراب کا ذکر، جوئے، بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیروں کے ساتھ کیا ہے اور یہ سب حرام ہیں۔

(۲) شراب کو نجس فرمایا اور ہر نجس چیز حرام ہے۔

(۳) شراب کو شیطانی کام فرمایا اور شیطانی کام حرام ہیں۔

(۴) حصول فلاح کو شراب سے اجتناب پر معلق فرمایا۔ اس لئے اس سے اجتناب فرض اور اس کا ارتکاب حرام ہوا۔

(۵) شراب پینے سے اجتناب کا حکم دیا لہٰذا اس سے اجتناب کرنا فرض ہوا اور جس سے اجتناب فرض ہو۔اس کا ارتکاب حرام ہے۔

(۶) شراب کے سبب سے شیطان عداوت پیدا کرتا ہے اور عداوت حرام ہے اور حرام کا سبب بھی حرام ہوتا ہے۔لہٰذا شراب حرام ہوئی۔

(۷) شراب کے سبب سے شیطان بغض پیدا کرتا ہے اور بغض حرام ہے۔

(۸) شراب کی تاثیر شیطان اللہ کے ذکر سے روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔

(۹) شراب کی تاثیر سے شیطان نماز سے روکتا ہے اور نماز سے روکنا حرام ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے استفہاماً انتہائی بلیغ ممانعت کرتے ہوئے فرمایا کیا تم (شراب

Marfat.com

نوشی سے) باز آنے والے ہو؟

مسلمانو!

ان تمام آیات کریمہ اور ان کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ شراب پینا حرام ہے کیونکہ یہ انسان کی عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔ جب عقل اندھی ہو جاتی ہے تو انسان پھر نماز پڑھنے کے قابل نہیں رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہتا ہے۔ پھر زنا کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور بعض اوقات تو یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو بہن اور بیٹی کے اندر تمیز نہیں رہتی اور ان سے فضول بکواسات کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا شراب حرام ہے اس کو استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ اگر استعمال کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کریں گے لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

اب شراب کی حرمت کو احادیث مبارکہ سے ثابت کرتا ہوں۔ جس طرح قرآن کی آیات مبارکہ شراب کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح احادیث بھی شراب کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر شراب نوشی سے منع کیا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شراب کی حرمت کے بارے میں آیات کریمہ نازل ہوئیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شراب سے ہاتھ کھینچ لئے تھے اور شراب پینے سے سچی توبہ کر لی تھی۔

دنیا میں شراب پینے والا آخرت میں محروم رہے گا

امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

Marfat.com

شراب پیتے وقت ایمان کامل نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

زنا کرتے وقت زانی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور شراب پیتے وقت شرابی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور چوری کرتے وقت چور میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری: ج:2،ص:836،مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1381ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا شراب کو انڈیل دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب کو ادھ پکی کھجوروں اور چھواروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے کہا شراب کو حرام کر دیا گیا تو حضرت ابوطلحہ نے کہا اے انس اٹھو اور اس تمام شراب کو انڈیل دو۔

شراب کو حلال کرنے والوں کا انجام

حضرت ابو مالک یا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا ریشم، شراب اور آلات اور موسیقی کو حلال کہیں گے اور عنقریب کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے۔ جب شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے کل آنا۔ اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے لوگوں (زنا، شراب اور آلات موسیقی کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت کے دن بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

(صحیح بخاری ج:2،ص:837،مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1381ھ)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شراب کے بارے میں شافی حکم کی دعا مانگنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

عمر نے دعا کی کہ اے اللہ شراب کے متعلق شافی حکم بیان فرما تو سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (البقرہ:219)

عمر نے پھر دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى" (النساء:43)

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے نداء کی کہ کوئی شخص نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے۔ عمر نے پھر دعا کی اے اللہ شراب کے متعلق شافی حکم نازل فرما تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ:90)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم باز آ گئے۔

(سنن ابوداؤد: ج:2،ص:161،مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور1405ھ)

شرابیوں کو دوزخ کی پیپ پلائی جائے گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے کسی نشہ آور چیز کو پیا اس کی چالیس دن کی نمازیں ناقص ہو جائیں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو طینۃ الخبال سے پلائے۔ پوچھا گیا کہ طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخیوں کی پیپ۔

(سنن ابوداؤد: ج:2،ص:162،مطبع مجتبائی پاکستان لاہور1405ھ)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور پلانے والے پر لعنت فرمائی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے اور شراب پینے والے پر، پلانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، شراب کو (انگوروں سے) نچوڑنے والے پر، اس کو بنانے والے پر شراب کو لادنے والے پر اور جس کے پاس لاد کر لائی جائے۔ (سنن ابی داؤد ج:2 ص:161)

شراب پینے والے کو کوڑے مارو

امام ترمذی روایت کرتے ہیں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیئے اس کو کوڑے مارو، اگر وہ چوتھی بار پیئے تو اس کو قتل کر دو۔

(جامع ترمذی:228 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ایک اور روایت میں ہے۔

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کی بناء پر اسی کوڑے مارے۔ (المصنف ج:7 ص:379 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1390ھ)

ایک اور روایت میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیئے اس کو اسی کوڑے مارو۔

(شرح معانی الآثار ج:3 ص:91 مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور 1404ھ)

چالیس دن کی نمازیں نامقبول

عروہ بن ردیم بیان کرتے ہیں کہ ابن الدیلمی سوار ہو کر حضرت عبداللہ بن عمرو بن

Marfat.com

العاص رضی اللہ عنہما کی تلاش میں گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو کہا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر (انگور کی شراب) کے متعلق کچھ سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جو شخص میری امت سے شراب پیئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ (سنن النسائی: ج:8، رقم الحدیث:5680)

مسلمانو!

اس حدیث مبارکہ سے ان لوگوں کو حسرت پکڑنی چاہئے جو شراب پی کر پھر نماز بھی پڑھتے ہیں۔

شراب پینے کی وجہ سے چالیس دن کی نمازیں مقبول نہیں ہوتیں اور جو شخص بڑی مشکل سے نماز پڑھتا ہو اگر اس کی وہی نمازیں بھی قبول نہ ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں اس عظیم عمل کے سوا کیا پیش کرے گا۔

دائمی شراب پینے سے ایمان باقی نہیں رہتا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

شراب سے اجتناب کرو۔ یہ تمام گناہوں کی اصل ہے۔ تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص عبادت گزار تھا اس پر ایک بدکار عورت فریفتہ ہوگئی۔ اس نے اپنی باندی بھیج کو اس کو گواہی کے بہانے سے بلایا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو دروازہ بند کر دیا۔ اس نے دیکھا وہاں ایک حسین عورت ہے ایک غلام ہے اور ایک شراب کا برتن ہے۔ اس عورت نے کہا خدا کی قسم! میں نے تم کو گواہی کے لئے نہیں بلایا لیکن میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ تم میری خواہش نفس پوری کرو یا اس شراب سے ایک پیالہ ہو یا اس غلام کو قتل کر دو۔ اس عابد نے کہا مجھے اس شراب سے ایک پیالہ پلا دو۔ اس نے اس کو ایک پیالہ شراب پلائی۔ اس [illegible] ر پلاؤ۔

Marfat.com

پھر اس نے اس عورت سے بدکاری کی اور اس غلام کو قتل بھی کر دیا سو تم شراب سے اجتناب کرو کیونکہ خدا کی قسم! دائماً شراب نوشی کے ساتھ ایمان باقی نہیں رہتا۔

(سنن النسائی: ج:8، رقم الحدیث:5682)

چالیس دن تک توبہ نامقبول

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے شراب کو پیا۔ چالیس دن اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ پھر اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔ پھر اگر دوبارہ شراب پیئے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ پھر اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے پھر اگر وہ شراب پیئے تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اس کو دوزخیوں کی پیپ پلائے۔ (سنن النسائی: ج:8، رقم الحدیث:5686)

دائمی شراب نوش جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا نہ ماں باپ کا نافرمان اور نہ دائمی شراب نوش۔ (سنن النسائی: ج 8، رقم الحدیث 5688)

مسلمانو!

شراب شیطانی عمل ہے اور شیطانی عمل حرام ہے کیونکہ شراب پینے کی وجہ سے انسان برے عمل کرتا ہے۔ دنیا میں اگر کوئی بڑا بادشاہ اپنے وزیر کو یا عوام الناس کو اپنی حکم کر دے یا ایسا کوئی قانون بنا دے جس پر سب کا عمل کرنا ضروری ہو تو تمام لوگ اس قانون پر عمل کرتے ہیں لیکن افسوس اس بات کی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا، پھر رزق عطا فرمایا پھر دولت سے مالا مال کیا۔ اس خالق کائنات نے شراب نوشی سے منع کیا ہے۔ اسی کی نافرمانی کرتا ہے۔ بادشاہ کے قانون پر تو عمل کرتا ہے لیکن بادشاہوں کے بادشاہ

Marfat.com

رب عزوجل کے قانون پر عمل نہیں کرتا۔ کیا اسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں۔ کیا اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا کہتے ہیں۔ اگر وفا کرنی ہے تو اس بری اور برے اعمال کی طرف لے جانے والے چیز سے سچی اور دائمی توبہ کرنا پڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں کر کے آج مسلمان ذلیل وخوار ہے۔ نہ عبادت میں سکون ملتا ہے نہ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور نہ رزق میں برکت ہوتی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا اور پھر دنیا بھی بہتر ہو گی اور آخرت میں بھی جنت دائمی مقام حاصل ہو گا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

تکبر سے بچنے میں وفا

تکبر جنت کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے کیونکہ یہ بندے اور مومنوں والے اخلاق کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہی اخلاق کے راستے ہیں جب کہ تکبر اور عزت نفس ان تمام دروازوں کو تالے لگا دیتے ہیں کیونکہ اس قسم کا آدمی ایسا نہیں کر سکتا کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی پسند کرے او. وہ تواضع پر بھی قادر نہیں ہوتا جو متقی لوگوں کے اخلاق کی جڑ ہے اور جب تک اس میں تکبر ہوتا ہے وہ کینہ بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ اپنی عزت بچانے کے لئے ہمیشہ سچ بولنے پر قادر نہیں ہوتا اور اس جھوٹی عزت کی وجہ سے غصہ نہیں چھوڑ سکتا۔ غصہ پی جانے پر قادر نہیں ہوتا حسد نہیں چھوڑ سکتا۔ اچھی نصیحتیں نہیں کر سکتا۔ دوسروں کی نصیحت کو قبول نہیں کرتا اور لوگوں کی غیبت اور ان کو حقیر جاننے سے نہیں بچتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ متکبر آدمی ہر برے کام کی طرف مجبور ہوتا ہے تا کہ اس کے ذریعے اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اچھے کام سے عاجز ہوتا ہے

Marfat.com

کیونکہ اسے اپنی عزت کے جانے کا ڈر ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہو۔ بری عادت تکبر کو لازم ہوتی ہیں اور ان میں سے بعض دوسری بعض کا تقاضہ کرتی ہیں۔ تکبر کی سب سے بری قسم وہ ہے جو علم کے استفادہ اور قبول حق کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے اور اس سلسلے میں قرآن پاک کی کئی آیات آئی ہیں جن میں تکبر اور متکبرین کی مذمت کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

''اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے (اور کہیں گے) اپنی جانیں نکالو آج کے دن تمہیں ذلت والا عذاب دیا جائے گا۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق بہتان باندھتے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے''۔

(سورہ انعام آیت ۹۳)

تکبر انسان کو برباد کر دیتا ہے یہ دنیا اور آخرت میں ذلت کا سبب ہے اور جنت سے رکاوٹ کا سبب ہے۔

تکبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا یہ ہے کہ اس سے بچا جائے کیونکہ متکبر شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں۔ تکبر میں انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کرتا ہے۔ اپنے آپ کو معزز سمجھتا ہے۔ تو جب وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو بڑے رتبے والا سمجھتا ہے تو دوسروں کو حقیر جانتا ہے اور ان کو اپنے آپ سے دور کرتا ہے۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا پسند نہیں کرتا اور جب تکبر بڑھ جاتا ہے تو اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ دوسرا شخص اس کے سامنے جھک کر کھڑا ہو اور یہ اس کا حق ہے اور جب تکبر مزید اضافہ ہوتا ہے تو ان لوگوں سے خدمت لینے میں بھی عار سمجھتا ہے اور ان کو اپنے سامنے کھڑے ہونے کا اہل نہیں سمجھتا بلکہ اپنے جیسے لوگوں سے خدمت لینا بھی عار سمجھتا ہے اور اگر تکبر کچھ کم ہو تو اس کی برابری سے نفرت کرتا ہے۔ تنگ راستوں میں اس سے آگے بڑھتا ہے اور مجالس میں اونچی جگہ

Marfat.com

بیٹھتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ سلام وہ شخص پہل کرے اور اگر وہ اس کے کام کاج کو بجالانے میں کوتاہی کرے تو اس بات کو بہت بعید اور بہت تعجب خیز سمجھتا ہے اور اگر وہ اس کے سامنے کوئی دلیل پیش کرے یا مناظرہ کرے تو اس کو جواب دینا مناسب نہیں سمجھتا اور اگر وہ نصیحت کرے تو اسے قبول کرنے سے نفرت کرتا ہے اور اگر یہ متکبر خود دوسروں کو نصیحت کرے تو نہایت سخت مزاجی سے کرتا ہے اور اس کی بات کو رد کیا جائے تو سخت غصے میں آتا ہے اگر وہ تعلیم دیتا ہو تو طلباء کے ساتھ نرمی نہیں برتتا۔ ان کو ذلیل سمجھتا ہے اور جھڑکتا ہے ان پر احسان جتلاتا اور ان سے خدمت لیتا ہے اور عام لوگوں کو اس طرح دیکھتا ہے گویا وہ گدھے کو دیکھ رہا ہو یعنی ان کو جاہل اور حقیر خیال کرتا ہے۔ تکبر کی وجہ سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اور شمار میں نہیں آتے ان کو شمار کریں تو طویل بحث کی ضرورت ہے تو یہ تکبر ہے اور اس کی آفت بہت بڑی اور مہلک ہے۔ اس سے خاص لوگ بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ عابدین زاہدین اور علماء بھی اس سے بہت کم محفوظ ہوتے ہیں۔ عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے اور اس سے بچاؤ بہت مشکل ہو گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی تکبر ہو۔

(مسند امام احمد بن حنبل: ج: 1، ص: 399)

آج کل مسلمانوں کی بربادیوں میں سے ایک بربادی کی یہ وجہ بھی ہے کہ ہر شعبے میں متکبرانہ سوچ پائی جاتی ہے۔ کوئی ایک دوسرے کو نہ تو آگے بڑھنے دیتا ہے اور نہ ساتھ بٹھانا گوارہ کرتا ہے۔ کیا اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر سے منع کیا لیکن مسلمان تکبر میں حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنی ہے تو تکبر کو چھوڑنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر کے عاجزی وانکساری کرنی پڑے گی ورنہ دنیا میں ایک وقت ایسا آئے گا کہ ذلت اور بربادی مقدر ہو گی اور مسلمان بے یارومددگار پھرتا ہو گا۔

Marfat.com

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے تاکہ دنیا اور آخرت بہتر ہو اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر کے جنت میں دائمی مقصد حاصل ہو۔

اب میں تکبر کی مذمت کو قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر۱: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (بنی اسرائیل: 37)

اور زمین میں اتراتا نہ چل۔

☆ اس آیت میں متکبر کو حکم دیا جا رہا ہے کہ زمین پر اتراتا نہ چل۔

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (لقمان: 18)

''اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کرو اور زمین میں اتراتا نہ چل۔''

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝'' (النساء: 36)

بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ (الحدید: 23)

اور اللہ کسی اترانے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے:

''وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا''

(النساء: 173)

اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا۔

آیت نمبر۶: قرآن مجید میں ہے:

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (الاعراف: 36)

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان (کو ماننے) سے تکبر کیا تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

"وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ○" (العنکبوت: 39)

اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے۔

آیت نمبر ۸: قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ○ (الاعراف: 40)

بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کو ماننے سے تکبر کیا ان کے لئے اس وقت تک آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے (سوراخ) میں داخل ہو جائے اور ہم اسی طرح مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

آیت نمبر 9

قرآن مجید میں ہے:

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ (ابراہیم:21)

اور سب کے حضور علانیہ حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے بڑائی والوں سے کہیں

Marfat.com

گے ہم تمہارے تابع تھے کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو۔

آیت نمبر ۱۰: قرآن مجید میں ہے:

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○ (سبا: 32)

وہ جو اونچے کھینچتے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا۔ ہدایت سے بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے۔

آیت نمبر ۱۱: قرآن مجید میں ہے:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ (الجاثیہ: 31)

اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے اور تم مجرم لوگ تھے۔

آیت نمبر ۱۲: قرآن مجید میں ہے:

نِالَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ○ (المومن: 35)

وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے کہ انہیں ملی ہو کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے۔ متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

آیت نمبر ۱۳: قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

Marfat.com

يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍO (لقمان: 18)

اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کرو اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا۔

آیت نمبر ۱۴: قرآن مجید میں ہے:

"لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍO" (الحدید: 23)

"اس لئے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور اللہ کو نہیں کوئی اترونا (شیخی بگھارنے والا) بڑائی مارنے والا۔"

آیت نمبر ۱۵: قرآن مجید میں ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

(اعراف:146)

میں پھیر دوں گا اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو جو زمین میں ناحق تکبر کرتے پھرتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۶: قرآن مجید میں ہے:

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًاO (فرقان: 21)

"اور وہ اپنے دلوں میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اور انہوں نے حد سے بڑھ کر سرکشی کی۔"

مسلمانو!

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ تکبر انسان کو برباد کر دیتا ہے۔ اس کے اندر ایسا تکبر آجاتا ہے کہ اپنے مقابلے میں کسی دوسرے کو برداشت نہیں کرتا۔

اب میں تکبر کی مذمت کو احادیث مبارکہ سے ثابت کرتا ہوں۔

Marfat.com

قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کر و چیونٹی کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ لوگ ان کو پاؤں سے روندیں گے۔ وہ انسانی شکل کی چیونٹیاں ہوں گی ان پر ہر قسم کی ذلت ہوگی پھر ان کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا جس (طبقہ جہنم) کا نام بولس ہوگا اس پر تمام آگوں کی آگ غالب ہوگی۔ ان کی بدبودار کیچڑ اور جہنمیوں کی پیپ سے پلایا جائے گا۔

(الترغیب والترھیب: ج: 4، ص: 388)

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا اور لوگ ان کو روندیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ (الدر المنثور: ج: 5، ص: 333)

جہنم کا محل متکبر کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بے شک جہنم میں ایک محل ہے جس میں تکبر کرنے والوں کو ڈال کر اوپر سے بند کر دیا جائے گا۔ (شعب الایمان: ج: 6، ص: 289، حدیث: 8186)

متکبر جنت میں داخل ہوگا مگر تکبر سے بری ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کی روح اس حال میں جسم سے جدا ہو کہ وہ تین باتوں سے بری ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۱) تکبر

Marfat.com

(۲) قرض

(۳) خیانت

(الترغیب والترھیب: ج:2،ص:597)

متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔

(صحیح مسلم: ج:1،ص:65، کتاب الایمان)

متکبر اللہ تعالیٰ سے جھگڑنے والا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بڑائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے۔ (یعنی یہ دونوں وصف میری شایان شان ہیں) جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی مجھ سے جھگڑے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ج:2،ص:414)

متکبر کو اوندھا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

صفا پر حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کی ملاقات ہوئی کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ چلے گئے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں کھڑے روتے رہے۔ حاضرین نے عرض کیا اے عبدالرحمٰن! آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس شخص یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر کے جہنم میں ڈالے گا۔ (مجمع الزوائد: جلد اول: ص:98، کتاب الایمان)

آدمی کا اپنے نفس کو اونچا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

آدمی اپنے نفس کو اونچا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اسے وہی عذاب پہنچتا ہے جو ان کو پہنچتا ہے۔

(الترغیب والترھیب: ج:3، ص:571 کتاب الادب)

جنت اور دوزخ کا جھگڑا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جنت اور دوزخ کا باہم جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا مجھے تکبر کرنے والوں اور سرکش لوگوں کے ذریعے ترجیح دی گئی ہے اور جنت نے کہا مجھے کہا ہے کہ مجھے کمزور، افتادہ اور عاجز لوگ ملیں گے تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا اپنی رحمت سے نوازدوں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب میں مبتلا کروں گا اور تم دونوں کو لوگوں سے بھردوں گا۔ (صحیح بخاری: جلد:2، ص:719، کتاب التفسیر)

متکبر سب سے برا بندہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وہ بندہ برا بندہ ہے جو تکبر کرتا اور حد سے بڑھتا ہے اور سب سے بڑے جبار کو بھول جاتا ہے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جو تکبر کرتا اور اکڑ کر چلتا ہے اور سب سے بڑی اور بلند ذات کو بھول جاتا ہے۔ وہ بندہ برا ہے جو غافل رہتا ہے اور بھول جاتا ہے وہ قبرستان اور گل سڑ جانے کو بھول جاتا ہے اور وہ بندہ بھی برا ہے جو سرکشی کرتا ہے اور حد سے بڑھ جاتا

Marfat.com

ہے۔ نیز وہ اپنی ابتدا اور انتہا کو بھی بھلا بیٹھتا ہے۔

(الترغیب والترھیب: ج:2، ص:512، کتاب البیوع)

کیا متکبر کے پیچھے موت نہیں

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص کتنا بڑا متکبر ہے۔ آپ نے فرمایا کیا اس کے پیچھے موت نہیں ہے۔

(شعب الایمان: ج:6، ص:293، حدیث:8209)

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے دو بیٹوں کو حکم دینا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کا جب وقت وصال ہوا تو آپ علیہ السلام نے اپنے دو بیٹوں کو بلا کر فرمایا میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں شرک اور تکبر سے روکتا ہوں اور ''لا الٰہ الا اللہ'' کا حکم دیتا ہوں۔ بے شک تمام آسمان تمام زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے اگر ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور لا الٰہ الا اللہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یہ دونوں سے زنی ہوگا۔ اور اگر تمام آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ ہو اور ''لا الٰہ الا اللہ'' کو اس پر رکھا جائے تو وہ اس حلقے کو توڑ دے گا اور میں تمہیں ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کے وسیلہ سے ہر چیز کو رزق ملتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ج:2، ص:170، مرویات ابن عمر)

دوزخی لوگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ تمام لوگ دوزخی ہیں جو سخت مزاج، متکبر، خوب جمع کرنے والے اور خرچ نہ

Marfat.com

کرنے والے ہیں جنتی لوگ کمزور اور کم مال والے لوگ ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج:4،ص:306)

متکبر ناپسندیدہ بندے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

قیامت کے دن تم میں سے وہ لوگ ہمیں زیادہ محبوب اور ہمارے زیادہ قریب ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں اور وہ لوگ ہمیں زیادہ ناپسند ہوں گے اور وہ ہم میں سے زیادہ دور بھی ہوں گے جو فضول گفتگو کرنے والے اور فصاحت کا اظہار کرنے کے لئے منہ پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرتے اور تکبر کرنے والے ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج:4،ص:193)

اللہ تعالیٰ متکبر کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو تکبر کے طور پر اپنی چادر (یا شلوار) کو گھسیٹتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج:2،ص:10)

ایک اور حدیث میں ہے۔

جو شخص اپنی دو چادروں میں اکڑتا ہے اور اس کو اپنا نفس اچھا معلوم ہوتا ہے تو وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج:2،ص:461)

ایک اور حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جو آدمی تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج:2،ص:461)

ایک اور حدیث میں ہے۔

Marfat.com

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت حضرت عبداللہ بن واقد نئے کپڑے پہنے ہوئے وہاں سے گزرے میں نے سنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے بیٹا! تہبند کو اوپر کرو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو اپنی چادر کو تکبر کے طور پر گھسیٹتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل۔ ج:2،ص:10)

متکبر سے زمین بھی فریاد کرتی ہے

ایک روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی ہتھیلی مبارک پر لعاب دھن ڈال کر اس پر انگلی رکھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے انسان! تو مجھ سے بچ نکلے گا حالانکہ میں نے تمہیں اس قسم کی چیز سے پیدا کیا حتیٰ کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھاک بنا دیا تو دو چادروں میں اس طرح چلتا ہے کہ زمین بھی تم سے فریاد کرتی ہے تو نے جمع کیا اور خرچ کرنے سے باز رہا حتیٰ کہ جب روح حلق تک پہنچی تو تو نے کہا میں صدقہ کرتا ہوں اور یہ صدقہ دینے کا کون سا وقت ہے۔

(سنن ابن ماجہ:ص:198،ابواب الوصایا)

ایران اور روم کا خدمت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب میری امت اکڑ کر چلنے لگے گی اور ایران اور روم والے ان کی خدمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا۔

(جامع ترمذی:ص:329،ابواب الفتن)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ متکبر سے ناراض

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اترا کر چلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔

مسلمانو!

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ متکبر شخص کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ تکبر اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اپنے آپ کو وہی شخص بڑا سمجھتا ہے جو اپنے بارے میں کسی صفت کمال کا عقیدہ رکھتا ہے اور کمال یا تو اپنی ہوتا ہے اور وہ علم وعمل ہے یا دینوی ہوتا ہے اور وہ نسب، جمال، قوت، مال اور دوستوں کی کثرت ہے۔ عمل عبادت ہے۔ عزت، تکبر اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے سے عابد اور زاہد لوگ بھی خالی نہیں ہیں۔ ان لوگوں سے دین و دنیا کے حوالے سے تکبر ٹپکتا ہے۔ دنیا میں یوں کہ ان کو دوسروں کا ان کے پاس آنا خود ان کے پاس جانے سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرنے، ان کی عزت کرنے، مجالس میں ان کو کشادہ جگہ دینے تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ ان کا ذکر کرنے اور تمام امور میں دوسروں سے مقدم رکھنے کے لئے کمر بستہ ہوں اور وہ تمام باتیں بھی لوگوں سے منواتے ہیں۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے لوگوں پر احسان کر رہے ہوں۔ جہاں تک دین کا تعلق ہے تو وہ لوگوں کو تباہ و برباد ہونے والے اور اپنے آپ کو نجات پانے والے سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقتاً وہ خود ہلاک ہو رہے ہیں اگر ان کا یہ تصور ہو تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم کسی شخص کو یہ بات کہتے ہوئے سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو (جان لو) وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (صحیح مسلم: ج:2، ص:339، کتاب البر والصلۃ)

Marfat.com

تکبر کے درجے میں سے حسب نسب بھی ہے جس آدمی کا نسب اچھا ہو وہ دوسرے نسب والوں کو حقیر جانتا ہے اگر اس شخص کو علم وعمل میں اس سے بلند مقام حاصل ہو اور وہ بعض لوگ حسب ونسب کے ذریعے اس طرح تکبر کرتے ہیں کہ گویا دوسرے لوگ ان کی ملکیت میں ہیں اور غلام ہوں اور وہ ان سے میل جول اور ان کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ ان کی زبان پر یوں آتا ہے کہ تکبر کرتے ہوئے دوسروں کو گھٹیا قسم کے الفاظ سے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں تم کون ہو؟ اور تمہارا باپ کون ہے؟ میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں تمہیں مجھ سے بات کرنے یا میری طرف دیکھنے کا کیا حق ہے تو میرے جیسے لوگوں سے بات کرتا ہے اس قسم کی گفتگو کرتا ہے۔

یہ ایک ایسی پوشیدہ رگ ہے کہ کوئی بھی نسب والا اس سے خالی نہیں ہوتا اگرچہ نیک اور عمل کرنے والا ہو لیکن بعض اوقات حالات اعتدال پر ہونے کی صورت میں یہ بات ظاہر نہیں ہوتی اور جب اس پر غصے کا غلبہ ہو تو وہ اس کے نور بصیرت کو بجھا دیتا ہے اور اس قسم کی گفتگو زبان پر آتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص سے تکرار ہوگئی تو میں نے کہا اے کالی عورت کے بیٹے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) صاع پورا نہیں بھرا جاتا سفید عورت کے بیٹے کو سیاہ عورت کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں۔ (یعنی تم سب میں کمی ہے جس طرح پیمانہ پورا نہیں بھرا جاتا کچھ کم ہوتا ہے۔) (مسند احمد بن حنبل ج:5،ص:158)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا اٹھو اور میرے رخسار کو پامال کردو۔

ملاحظہ فرمائیے کہ صحابی (رضی اللہ عنہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی جب انہوں نے سفید خاتون کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل سمجھا اور دیکھئے پھر صحابی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے کس طرح توبہ کی۔

اور ایک تکبر کا درجہ سبب مال بھی ہے اور یہ بادشاہوں کے درمیان ان کے خزانوں میں اور تاجروں کے درمیان ان کے سامان کے سلسلے میں ہوتا ہے۔ اسی طرح دیہاتیوں میں زمین اور آرائش والوں میں لباس اور سواری میں ہوتا ہے۔ مال دار آدمی فقیر کو حقیر سمجھتا ہے اور اس پر تکبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مسکین اور فقیر ہے اگر میں چاہوں تو تیرے جیسے لوگوں کو خریدلوں میں تو تم سے اچھے لوگوں سے خدمت لیتا ہوں تو کون ہے؟ اور تیرے ساتھ کون ہے؟ میرے گھر کا سامان تیرے مال سے بڑھ کر ہے میں تو ایک دن میں اتنا خرچ کرتا ہوں تو سال بھر میں اتنا کھاتا بھی نہ ہوگا۔ یہ تمام باتیں اس لئے کرتا ہے کہ مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے جب کہ اس شخص کو فقر کی وجہ سے حقیر جانتا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ فقیر کی فضیلت اور مالداری کے فتنہ سے بے خبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

ترجمہ: پس اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے بحث مباحثہ کر رہا تھا (کہ) میرے پاس تم سے زیادہ مال ہے اور انسانی قوت بھی زیادہ ہے۔ (سورہ الکہف 34)

حتیٰ کہ دوسرے نے جواب دیا۔

ترجمہ: اگر تو مجھے مال واولاد میں اپنے سے کم دیکھتا ہے تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے (جس پر قدم نہ ٹھہر سکیں) یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے تلاش نہ کر سکے۔ (الکہف: 39،40،41)

تو اس پہلے شخص کا قول مال اور اولاد کے ذریعے تکبر کے طور پر تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا انجام کا یوں ذکر فرمایا۔

ترجمہ: ہائے افسوس میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ (الکہف 42)

Marfat.com

قارون کا تکبر بھی اسی انداز کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تکبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: تو وہ اپنی آرائش میں اپنی قوم کی طرف نکلا تو وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے کہنے لگے کاش ہمارے پاس بھی ایسا (مال) ہوتا جو قارون کو ملا بے شک اس کا بڑا حصہ ہے۔ (سورہ قصص:79)

تو خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز انسان کو نعمت اگر ملی ہے تو وہ اس کے کمال ہونے کا عقیدہ رکھ کر تکبر کا اظہار کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں جن کے ذریعے لوگ ایک دوسرے پر تکبر کرتے ہیں بہت زیادہ ایمان کے لئے خطرناک اور نقصان دہ ہیں لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بری آفت سے منع کیا ہے اور وفا کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے کیونکہ اس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی فائدہ ہے۔ جب اس سے بچا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہوں گے اور پھر آخر میں جنت دائمی مقام حاصل ہوگا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

عورتوں کا پردہ کرنے میں وفا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدا کیا اور دنیا میں رہنے، چلنے کے طریقے بھی بتا دیئے۔ اس میں عورت کے رہنے اور لباس پہن کر چلنے کے آداب بھی بتائے۔

عورتوں پر غیر محرم کے سامنے پردہ واجب ہے جو عورت مکمل پردے میں نکلتی ہے وہ کسی شخص کی ہوس کا نشانہ نہیں بنتی۔ اس پر نہ کوئی بری نظر ڈالتا ہے اور نہ آوازیں کستا ہے۔ نہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور جو عورت بے پردہ تنگ اور چست لباس پہن کر سرخی پاؤڈر لگا کر اور اپنے اوپر پرفیوم اسپرے کر کے خوشبوؤں کی لپٹوں میں گھر سے نکلتی ہے وہ تمام ہوس ناک نگاہوں کا ہدف بنتی ہے۔ اوباش لوگ اس پر آوازیں کستے ہیں اور چھیڑ خانی کرتے

Marfat.com

ہیں اور بسا اوقات اس کی عزت لٹ بھی جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ ان لوگوں پر حیرت ہے جو اپنی گھر والیوں اور بیٹیوں کو گلی بازاروں میں بے پردہ پھراتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام عورت کو پردے کی بوبو بنانا چاہتا ہے۔ مغربی ممالک میں جہاں کوئی پردہ ہے نہ کوئی حدود وقیود ہیں۔ لڑکیاں نیم عریاں لباس میں برسرعام پھرتی ہیں اور راہ چلتے برسرعام مرد اور عورتیں بوس وکنار کرتی ہیں۔ پارکوں اور تفریح گاہوں میں بغیر کسی پردے اور حجاب کے حیوانوں کی طرح مرد اور عورتیں ہم آغوش ہوتے ہیں اور جنسی عمل کرتے ہیں۔ ایک لڑکی اپنی بے پردگی کی وجہ سے کئی لڑکوں کا نشانہ بن کر ان سے دوستی رکھتی ہے۔ دفتروں، کارخانوں، ہوٹلوں اور سیر گاہوں میں ہر جگہ مرد اور عورت بے پردہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ایک ساتھ کام کرتے ہیں جس کا نتیجہ بعض اوقات ناجائز بچوں سے ان کی سڑکیں بھری رہتی ہیں اور ہسپتالوں میں اسقاط حمل کرانے والی عورتوں کی خفیہ بھرمار رہتی ہے اور اس جنسی بے راہ روی سے ان کا ذہنی سکون جاتا رہتا ہے اور وہ پُر سکون سے رہنے میں مشکل موڑ پر آجاتے ہیں۔ عورت جب پردے میں رہے گی تو یہ واقعات نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کرنے کا حکم فرمایا ہے اور وفا کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرکے پردہ کیا جائے کیونکہ عورت ہی سب سے بڑا فتنہ ہے جو معاشرے میں برائی کی طرف دعوت دیکر بے حیائی وعریانی پھیلاتی ہے۔ جب یہ پردہ کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرے گی تو معاشرے میں برائی پیدا نہ ہوگی۔ لہٰذا وفا یہ ہے کہ پردہ کیا جائے۔

اب میں پردے کی ثبوت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات کریمہ پیش کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ

Marfat.com

عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِيۡبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰٓى اَنۡ يُّعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ○ (الاحزاب: 59)

اے، نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہیے کہ وہ (گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ (اپنے منہ پر) لٹکالیا کریں یہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے (کہ یہ آزاد عورتیں ہیں) تو ان کو ایذا نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

☆ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ازواج مطہرات، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اور مسلمان عورتیں اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں۔

جلابیب جلباب کی جمع ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت کرتا ہوں۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی 398ھ لکھتے ہیں۔

واللحباب الملحفة

جلباب ملحفہ ہے یعنی لحاف اور کمبل کی طرح وسیع اور عریض چادر ہے۔

(صحاح: ج:1، ص:101، دار العلم بیروت 1404ھ)

علامہ ابن منظور افریقی متوفی 711ھ لکھتے ہیں۔

جلباب وہ چادر ہے جس کو عورت کمبل کی طرح اوپر سے اوڑھ لیتی ہے۔

ابو عبید نے کہا ہے کہ

ازھری نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن الاعرابی نے جو یہ کہا ہے کہ جلباب ازار ہے۔ اس سے مراد وہ چادر نہیں ہے جو کمر پر باندھی جاتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ چادر ہے جس سے تمام جسم کو ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ (لسان العرب: ج:1، ص:273، ایران: 1405ھ)

اس آیت کریمہ میں یہ الفاظ ہیں۔

يُدۡنِيۡنَ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِيۡبِهِنَّ

Marfat.com

اور اس کے اندر جو من ہے یہ من تبعضیہ ہے۔یعنی عورتیں اپنی جلباب کا کچھ حصہ اپنے اوپر ڈال لیں۔یعنی چادر کا ایک پلو یا آنچل یا گھونگھٹ اپنے چہروں پر اس طرح ڈال لیں کہ چہرہ ڈھک جائے اور یہی حجاب کا تقاضہ ہے۔

علامہ ابن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں۔

امام ابن جریر، حضرت ابن رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں سے سر کو اور چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیں کہ فقط ایک آنکھ کھلی رہے۔(جامع البیان رقم الحدیث: 21861)

قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

جب عورتیں کسی کام سے باہر نکلیں تو اپنے چہرے اور ابدان کو ڈھانپ لیں۔من تبعیض کے لئے ہے کیونکہ عورتیں چادر کے بعض حصے کو (چہرہ پر) لٹکا لیتی ہیں اور بعض کو بدن کے گرد لپیٹ لیتی ہیں۔(بیضاوی علی حاشش الخناجی ج: 7ص: 185،دار صادر بیروت)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی 1069ھ لکھتے ہیں۔

کشاف میں ہے کہ اس آیت کے دو محمل ہیں یا تو ایک چادر کو پورے بدن پر لپیٹنے کا حکم دیا ہے یا چادر کے ایک حصہ سے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیں اور دوسرے حصے سے باقی بدن ڈھانپ لیں۔(ج:22ص دار احیاء التراث العربی بیروت)

یہ تو ایک کھلی ہوئی بدیہی بات ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکلتی تھیں تو چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم مستور ہوتا تھا۔خصوصاً سورہ نور میں احکام ستر نازل ہونے کے بعد تو اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اب سورہ الاحزاب میں احکام حجاب نازل ہونے کے بھی اگر مسلمان عورتیں اسی طرح کھلے منہ پھرتی رہتیں یا ان کا اسی طرح کھلے منہ پھرنا جائز ہوتا تو احکام پردہ پر نازل

Marfat.com

ہونے کا کیا ثمرہ مرتب ہوا اور آیات پردہ کو نازل کرنے کا کیا مقصد حاصل ہوا۔ اس لئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آیات پردہ میں عورتوں کو اپنے منہ اور ہاتھوں کو چھپانے کا حکم دیا ہے اور حجاب ستر سے زیادہ چیز ہے۔ ستر عورت کے جسم کے اس حصہ کو چھپانا ہے جس کو شوہر کے سوا کسی اور شخص کے سامنے نہیں کیا جا سکتا اور یہ ہاتھوں اور چہرے کے سوا عورت کا سارا جسم ہے۔ عورت اپنے محارم (باپ بھائی وغیرہ) کے سامنے صرف چہرہ اور ہاتھ ظاہر کر سکتی ہے اور باقی جسم چھپائے گی اور حجاب کا تقاضہ یہ ہے کہ عورت غیر محرم اجنبیوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپائے گی چونکہ پہلے مسلمان عورتیں اور ازواج مطہرات اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کو نہیں چھپاتی تھیں۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مضطرب رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آیات حجاب نازل کر دیں تو ازواج مطہرات اور عام مسلمان عورتوں نے اجنبی مردوں سے اپنے چہروں کو حجاب میں مستور کر دیا۔

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں۔

آزاد عورتیں چادروں سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیں تا کہ معلوم ہو جائے وہ آزاد عورتیں ہیں۔ (زاد المسیر: ج:6، ص:422)

علامہ ابو سعود حنفی لکھتے ہیں۔

عورتیں جب کسی کام سے جائیں تو چادروں سے اپنے چہروں اور بدنوں کو چھپا لیں۔ (تفسیر ابو سعود: ج:5، ص:239، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابو الحیان اندلسی لکھتے ہیں۔

ابو عبیدہ سلمانی بیان کرتے ہیں کہ جب ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم چادر کو اپنی پیشانی پر رکھ کر چہرے کے اوپر لپیٹ لو۔

سدی نے کہا

ایک آنکھ کے سوا باقی چہرے کو ڈھانپ لو۔

Marfat.com

علامہ ابوالحیان کہتے ہیں۔

اندلس کے شہروں کا بھی یہی طریقہ ہے۔ عورتیں ایک آنکھ کے سوا باقی چہرے کو ڈھانپ کر رکھتی ہیں۔

حضرت قتادہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

چادر سے چہرے کو ڈھانپ لے اور دونوں آنکھوں کو کھلا رکھے۔

من جلابیبھن کا مطلب یہ ہے کہ

چادر کے ایک پلو سے چہرہ کو ڈھانپ لیا جائے۔ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے کیونکہ جب آزاد عورتیں اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں گی تو وہ بے پردہ پھرنے والی بے حیا باندیوں سے ممتاز ہو جائیں گی اور فساق اور فجار کی ایذاء رسانی اور چھیڑ خانی سے محفوظ رہیں گی۔ (البحر المحیط: ج:8،ص:504،دارالفکر)

مشہور شیعہ مفسر شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی لکھتے ہیں۔

حسن نے کہا کہ جلابیب سے مراد وہ چادریں ہیں جن کو عورتیں اپنے چہروں پر ڈالتی ہیں۔

اس میں علماء کا اتفاق ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور عام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے نکلیں تو اپنی چادروں کا پلو اپنے چہرے پر ڈال کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔

علامہ محمد امین بن مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور مابعد کے تمام مفسرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اہل مدینہ کی خواتین رات کو قضاء حاجت کے لئے گھروں سے باہر نکلتی تھیں اور مدینہ میں فساق تھے جو باندیوں کے پیچھے پڑ جاتے تھے اور آزاد عورتوں سے تعرض نہیں کرتے تھے اور بعض عورتیں ایسی وضع میں نکلتی تھیں جس سے وہ باندیوں سے ممتاز نہیں ہوتی تھیں۔ سودہ

Marfat.com

فساق ان کو بھی باندیاں سمجھ کر ان کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی ازواج، اپنی صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیں کہ وہ اپنی وضع قطع میں باندیوں سے ممتاز رہیں۔ بایں طور کہ چادروں سے اپنے چہرے چھپائے رکھیں اور جب وہ ایسا کریں گی تو فساق کو پتا چل جائے گا کہ یہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو ستایا نہیں جائے گا۔ اہل علم نے اس کی یہی تفسیر کی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فساق کا باندیوں کو چھیڑنا اور ان سے فحش حرکات کرنا جائز ہے بلکہ یہ حرام ہے اور ان فحش کاموں کے در پے وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہیں والذین فی قلوبہم مرض ''وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے'' (اضواء البیان: ج:6،ص:588،587)

علامہ ابوبکر رازی حصاص حنفی مجتہد فی المسائل ہیں وہ لکھتے ہیں۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کرنے اور پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ آوارہ لوگوں کے دلوں میں بری خواہش پیدا نہ ہو۔ (احکام القرآن: ج:3،ص:372 لاہور)

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

''لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا

ترجمہ: ان خواتین پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے باپ دادا، اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے بھتیجوں اور، اپنے بھانجوں اور اپنی ہم دین خواتین اور اپنی باندیوں سے پردہ نہ کریں اور تم اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

☆ جب آیت پردہ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے پوچھا کہ ازواج مطہرات کے

Marfat.com

والدین ان کے بیٹے، بھتیجے اور دیگر محارم بھی ان سے پردہ کی اوٹ سے سوال کریں گے یا یہ حکم صرف اجنبی مسلمانوں کے سوال کرنے کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆ آیت میں فرمایا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو یعنی تم کو جو حجاب میں رہنے کا حکم دیا ہے سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو حتیٰ کہ تم کو تمہارے محارم کے علاوہ اور کوئی نہ دیکھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے اس پر کسی وقت اور کسی حال میں کسی کا قول مخفی ہے نہ کسی کا فعل مخفی ہے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ تم اپنی عادات کو احکام شرعیہ کے مطابق ڈھال لو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اور تمہارے محارم پر یہ احسان فرمایا ہے کہ ان کے لئے تمہارے اوپر حجاب واجب نہیں کیا سو تم اس احسان کا شکر بجالاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پردہ کا حکم دیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔

(روح البیان: ج:7،ص:260 مطبوعہ دار التراث العربی بیروت)

آیت نمبر ۳: قرآن مجید میں ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ (الاحزاب:33)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کرنا اور نماز پڑھتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتی رہو۔''

☆ اس آیت کریمہ میں ایک لفظ آیا ہے وقرن

یہ جمع مونث امر حاضر کا صیغہ ہے۔ اس میں دو احتمال ہیں یا تو یہ اقرار سے بنا ہے۔ اس صورت میں اس کا معنی ہوگا اے نبی کی بیویو! اپنے گھروں میں برقرار رہو اور بغیر شرعی ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلو اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ وقار سے بنا ہے اس صورت میں اس کا معنی ہوگا اپنے گھروں میں سکونت پذیر رہو اور بغیر شرعی ضرورت کے گھروں

Marfat.com

سے باہر نہ نکلو لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے اور کسی مسلمان عورت کے لئے شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

عورت سراپا چھپانے کی چیز ہے جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تکتا رہتا ہے۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1173)

اور فرمایا: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ

اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ازواج مطہرات اور دیگر مسلمان خواتین کو گھر سے باہر نکلنے کی مطلقاً اجازت نہیں ہے۔ ستر اور حجاب کے ساتھ وہ کسی شرعی، طبعی یا دنیاوی ضرورت کی بنا پر گھر سے باہر نکل سکتی ہیں۔ حج و عمرہ کے لئے عیادت کے لئے، علاج کے لئے، اقارب کی زیارت اور ان سے ملاقات کے لئے گھر سے باہر پردے کے ساتھ جا سکتی ہیں۔

اس کا ثبوت اس حدیث مبارکہ میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجاب کے احکام نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کسی کام کے لئے گھر سے باہر نکلیں وہ قد آور اور جسیم خاتون تھیں جس نے ان کو دیکھا ہو وہ ان کو پہچان لیتا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر کہا اے سودہ: اللہ کی قسم! آپ ہم سے مخفی نہیں رہ سکتیں۔

آپ دیکھ بھال کر گھر سے نکلا کریں وہ الٹے پاؤں واپس آ گئیں۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہ آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنی حاجت کی بنا پر گھر سے نکلی تھی۔ مجھ سے عمر نے اس طرح کہا۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی پھر وحی کی کیفیت ختم ہو گئی اور آپ

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھ سے ہڈی لے کر رکھ دی۔ اس کے بعد فرمایا تم کو اپنی حاجتوں کی بناء پر گھر سے نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4795)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ عورت گھر سے کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے نکل سکتی ہے مگر اس پر واجب ہے کہ پردے کے ساتھ گھر سے باہر نکلے ورنہ سراسر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پائی جائے گی۔

نیز اس آیت میں فرمایا گیا کہ

زمانہ جاہلیت کی طرح تبرج نہ کرو۔

تبرج کا معنی ہے زینت اور خوبصورتی کا اظہار کرنا اور عورت کا اپنے محاسن مردوں کو دکھانا، عورتوں کے مٹک مٹک کر چلنے کو بھی تبرج کہا جاتا ہے۔

جاہلیت اولیٰ کی تفسیر یہ ہے۔

امام ابن جریر نے الحکم سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان آٹھ سو سال تھے۔ ان کی عورتیں بدصورت اور مرد خوبصورت ہوتے تھے۔ ان کی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل اور راغب کرنے کے لئے بناؤ سنگھار کرتی تھیں اور یہ قدیم جاہلیت ہے۔ (جامع البیان: ج: 22، ص: 7، ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

آیت نمبر ۴: قرآن مجید میں ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا

Marfat.com

عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور:31)

اور اپنی مسلمان عورتوں سے فرمایئے۔ کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں مگر جو خود ظاہر ہو اور اپنے دوپٹوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو صرف اپنے شوہروں پر ظاہر کریں یا اپنے باپ دادا پر یا اپنے شوہروں کے باپ دادا پر، یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی خواتین پر یا اپنی مملوکہ باندیوں پر یا اپنے نوکروں پر جن کو عورتوں کی شہوت نہ ہو یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی شرم والی باتوں پر مطلع نہ ہوں اور اپنے پاؤں سے اس طرح نہ چلیں جس سے ان کے پاؤں کی وہ زینت ظاہر ہو جائے جس کو وہ چھپائے رکھتی ہوں اور اے مسلمانو! سب اللہ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

☆ اس آیت میں عورتوں کو اجنبی مردوں کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر حدیث مبارکہ دلیل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ یہ اس وقت جب ہمیں پردے کا حکم دیا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پرے چلی جاؤ۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا یہ نابینا نہیں ہے یہ تو ہم کو نہیں دیکھ سکے گا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

کیا تم دونوں بھی نابینا ہو۔ کیا تم اس کو دیکھ نہیں رہیں۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2778)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ عورتیں پردے میں رہیں اور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں تا کہ کسی اجنبی مرد پر نظر نہ پڑے اور تمہارے دل ان کو دیکھ کر ان کی طرف مائل نہ ہو جائیں اور پھر برائی کا اندیشہ نہ ہو اسی لئے اپنی نظروں کو نیچے ہی رکھو یہ نہ اٹھیں گے اور نہ دل ان کی طرف مائل ہو گا اور نہ برائی پیدا ہو گی۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیت کریمہ

اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

''جب تم نبی کی ازواج سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردے کی اوٹ سے سوال کرو۔''

آیا یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے یا اس حکم میں باقی عورتیں بھی شامل ہیں۔ ہمارے نزدیک انہی مفسرین کی رائے صحیح اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطابق ہے۔ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ اس آیت میں ازواج مطہرات سے خطاب ہے لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو عام ہے اور تمام مسلمان عورتوں پر حجاب لازم ہے اور پردہ کرنا اور اجنبیوں سے چہرہ چھپانا واجب ہے۔

علامہ ابوبکر رازی حصاص الحنفی لکھتے ہیں۔

ہر چیز کہ یہ حکم خصوصیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے متعلق نازل ہوا لیکن معنی یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے کیونکہ ماسوا ان احکام کے جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں باقی احکام میں ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اقتداء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (احکام القرآن: ج: 3، ص: 370)

علامہ ابوعبداللہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں۔

اس حکم میں تمام مسلمان خواتین معنی شامل ہیں اور اس لئے بھی کہ احکام شریعت کا

Marfat.com

یہ تقاضا ہے کہ عورت کا سارا وجود یعنی اس کا بدن اور آواز سب کا پردے میں رہنا لازمی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ اس لئے ضرورت شرعیہ کے بغیر اس کے لئے بے پردہ ہونا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اس کے خلاف شہادت ہو یا اس کے بدن میں کوئی بیماری ہو یا اس سے کسی ایسی بیماری کے بارے میں سوال کیا جائے جو اسے لاحق ہے اور وہ اسی کو معلوم ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن: ج:14، ص:227)

علامہ محمد امین بن محمد مختار جکنی شنقطی لکھتے ہیں۔

آیت حجاب کا حکم عام ہے کیونکہ اصول میں یہ مقرر ہے کہ ایک شخص سے خطاب کا حکم بھی تمام امت کو عام ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر امت کے کسی ایک فرد کو حکم کر دیں تو وہ حکم تمام امت کو شامل ہوتا ہے کیونکہ تمام امت احکام تکلیفیہ میں مساوی ہے۔ لا یہ کہ کسی دلیل ہے اس حکم کی اس شخص کے ساتھ خصوصیت ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور میرا ایک عورت کو حکم دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ میں سو عورتوں کو حکم دوں۔ (سنن ابوداؤد: ج:2، ص:167)

نیز حدیث میں ہے: میرا ایک شخص کو حکم دینا پوری امت کو حکم دینا ہے۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ اس اصولی قاعدے کی بناء پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر چند کہ آیت حجاب کے الفاظ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں لیکن اس کا حکم عام ہے کیونکہ آپ کا ایک عورت کو حکم دینا خواہ وہ زوجہ مطہرہ ہو یا غیر عورتوں کو حکم دینے کے مساوی ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ آیت حجاب کا حکم عام ہے تو اس میں یہ دلیل ہے کہ عورتوں پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے تمام بدن کو اجنبی مردوں سے چھپائیں۔ اگر بغرض محال یہ مان لیا جائے کہ یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے تب بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ ازواج مطہرات تمام مسلمان عورتوں میں افضل اور بہتر ہیں اور حجاب کے احکام میں ان کی پیروی کرنے میں ہی سلامتی ہے تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے ان کی نظر بازی اور چھیڑ خوانی سے عورتیں محفوظ رہیں۔

Marfat.com

احادیث صحیحہ سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ حجاب کا یہ حکم عام ہے کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجنبی عورتوں کے پاس مت جاؤ۔ ایک انصاری شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا دیور بھی جائے؟ آپ نے فرمایا! دیور تو موت ہے۔

(صحیح بخاری: ج:2، ص:787، صحیح مسلم: ج:2، ص:216)

اس صحیح اور صریح حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے احتراز کا حکم دیا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے۔ اسی لئے اگر اجنبی عورتوں سے کوئی سوال کرنا ہو تو پردے کی اوٹ سے سوال کرنا لازم ہے کیونکہ اگر اس نے بلا حجاب اور بے پردہ ان سے کوئی سوال کیا تو وہ ان پر داخل ہو گیا اور اجنبی عورتوں پر داخل ہونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اس سے احتراز کی تلقین کی ہے۔

دیور شوہر کی جانب سے عورت کا رشتہ دار ہوتا ہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے پاس دیور کے داخل ہونے کو بھی موت قرار دیا ہے اور یہ شدید تحذیر ہے تو پھر کسی اور اجنبی شخص کے داخل ہونے کی ممانعت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ اس سے ثابت ہو گیا کہ آیت کریمہ فسئلوھن من وراء حجاب کا حکم تمام عورتوں کو شامل ہے کیونکہ اگر یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہوتا تو مسلمانوں کے اجنبی عورتوں کے پاس جانے پر اتنی شدید وعید نہ ہوتی کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔

ایاکم والدخول

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا یہ ایسا ہے جیسے ایاکم والاسد۔

یعنی اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بچو اس سے واضح ہوا کہ ان کے پاس جانا بھی حرام ہے۔ (فتح الباری: ج:6، ص:593، 589، ملخصا مطبوعہ لاہور)

Marfat.com

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی کے گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔ آیت اگرچہ خاص ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے۔

(خزائن العرفان،ص:678)

حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں پردے کا معمول

5 ہجری میں پردے کے احکام نازل ہو گئے تھے اور ازواج مطہرات اور عام مسلمان خواتین جب کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھیں تو چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھیں اور اپنی چادروں سے چہرہ کو چھپاتی تھیں یا نقاب استعمال کرتی تھیں۔ اس سلسلہ میں صحیح بخاری میں یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیبر سے) مدینہ تشریف لائے۔ درآں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی سے شادی کی ہوئی تھی۔ انصار کی عورتوں نے آکر حضرت صفیہ کے متعلق بیان کیا۔ میں نے اپنا حلیہ بدلا اور نقاب پہن کر (انہیں دیکھنے) گھر سے نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ میں (واپس) تیزی سے دوڑی۔ آپ نے مجھے پکڑ کر گود میں اٹھا لیا اور فرمایا تم نے (ان کو) کیسا پایا۔ میں نے کہا اس یہودی عورت کو یہودیوں میں بھیج دیجئے۔ (سنن ابن ماجہ:143، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نقاب پہننے کا ذکر ہے اور یہ کہ ازواج مطہرات اور مسلم خواتین جب کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھیں تو

Marfat.com

نقاب پہنتی تھیں یا چادروں سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتی تھیں۔ عہد رسالت میں عورتوں کے پردے میں مستور رہنے کی یہ دلیل ہے کہ بکثرت احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ احرام میں چہرہ پر نقاب نہ پہنیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالا کرتی تھیں۔ تبھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو احرام میں نقاب ڈالنے سے منع کیا اگر عورتوں میں کھلے چہرے کے ساتھ پھرنے کا معمول اور رواج ہوتا تو آپ کو انہیں نقاب ڈالنے سے منع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! آپ احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قمیض اور شلواریں نہ پہنو۔ عمامے اور ٹوپیاں نہ پہنو۔ البتہ اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس (ایک گھاس جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے) سے رنگا ہوا ہو اور احرام کی حالت میں عورت نقاب ڈالے نہ دستانے پہنے۔

(صحیح بخاری: ج: 1 ص: 248، مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں مسلم خواتین عموماً نقاب ڈالتی تھیں ورنہ حالت احرام میں نقاب کی ممانعت کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

عہد رسالت میں پردے کا عام رواج تھا اس لئے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

عورتیں مساجد، بازار اور سفروں میں ہمیشہ نقاب پہن کر جایا کرتی تھیں تاکہ ان کو مرد نہ دیکھیں۔ (فتح الباری: ج: 9 ص: 337 مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور 1401ھ)

اسی کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

سے روایت کرتے ہیں۔

احرام میں عورت نہ منہ ڈھانپے نہ برقع پہنے، نہ سرخ یا زرد رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہنے۔ (صحیح بخاری: ج:1، ص:209، مطبع نور محمد اصح المطابع کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں عورتوں کے برقع پہننے کا رواج تھا ورنہ حالت احرام میں برقع پہننے کی ممانعت کا کوئی مطلب نہیں ہے ہر چند کہ مسلمان خواتین عہد رسالت میں حالت احرام میں نقاب نہیں پہنتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو حجاب میں رکھتی تھیں۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے ساتھ سوار گزرتے تھے درآں حالیکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے جا رہی تھیں۔ جب لوگ ہمارے سامنے ہوتے تو ہم اپنی چادروں کو اپنے سروں سے اپنے چہروں پر لٹکا لیتے اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول دیتے۔

(سنن ابوداؤد: ج:1، ص:154، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام مالک روایت کرتے ہیں۔

فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپ لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت اسماء بنت ابی بکر بھی تھیں۔ وہ ہم کو منع نہیں کرتی تھیں۔

(مؤطا امام مالک:334)

ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد مبارک میں مسلم خواتین حالت احرام میں بھی چہرہ کو ظاہر نہیں کرتی تھیں اور پردے کے ساتھ رہتی تھیں۔

غور فرمائیے حالت احرام میں عورتوں کو نقاب پہننا منع ہے پھر بھی مسلمان عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کیا کرتی تھیں تو عام حالات میں ستر اور حجاب میں ان کی پابندیوں

Marfat.com

کا کیا عالم ہوگا۔

اس کا اندازہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت شماس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام خلاد نام کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ درآں حالیکہ اس نے نقاب پہنی ہوئی تھی۔ اس کا بیٹا شہید ہوگیا تھا وہ اس کے متعلق پوچھنے آئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے کہا! تم اپنے بیٹے کے متعلق پوچھ رہی ہو اور اس حال میں بھی تم نے نقاب پہنی ہوئی ہے! اس نے کہا میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے اپنی حیا نہیں کھوئی۔

(سنن ابوداؤد: ج:2،ص:336،337)

عہد رسالت میں عورتوں کے حجاب اور نقاب پہننے کے معمول اور رواج پر یہ واقعہ بھی دلیل ہے کہ علامہ زرقانی نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی ایک عورت چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے بنو قینقاع کے بازار میں گئی۔ یہودیوں نے اس کا چہرہ کھولنا چاہا۔ اس عورت نے انکار کیا۔ انہوں نے اس کی چادر کو پیچھے سے کسی چیز کے ساتھ اس طرح اٹکا دیا کہ جب وہ اٹھی تو اس کا چہرہ کھل گیا۔ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور غزوہ بنو قینقاع واقعہ ہوا۔

(شرح المواہب اللدنیہ: ج:1،ص:457، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

مسلمانو!

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ پردہ کرنا واجب ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت تشریف لائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سوال پر اس نے یہ کہا کہ میں نے بچہ کھویا ہے اپنی حیا نہیں کھوئی اور اسی طرح ایک مسلمان عورت کا برقعہ پہن کر بازار جانا اور یہودیوں کا اس کے پردے کو ہٹا لینا سنا اور اس وجہ سے غزوہ بنو قینقاع بھی واقعہ ہوا۔ ان واقعات سے ان عورتوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو بے پردہ گلی بازاروں میں پھرتی رہتی ہیں حتیٰ کہ بعض تو ایسی ہوتی ہیں کہ

Marfat.com

ان کے سر پر دوپٹا بھی نہیں ہوتا اور ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو اپنی عورتوں کو بغیر پردہ کے گھماتے پھراتے ہیں۔ کیا اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنا کہتے ہیں کہ بے پردگی میں نامردوں کے سامنے گھومتی پھرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بے پردگی کی وجہ سے معاشرے میں فتنے کھڑے ہورہے ہیں کہ عورتوں کے چہرے کو دیکھ کر نامرد اور فساق ان کو آوازیں کستے ہیں اور ایک وقت یہ آتا ہے کہ وہ اپنا منہ کالا کر کے گھر جا بیٹھتی ہیں۔ کیا اسی کو وفا کرنا کہتے ہیں۔ وفا تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کا حکم دیا ہے۔ پردہ سختی کے ساتھ کیا جائے۔ جب پردہ کیا جائے گا تو بے حیائی نہیں پھیلے گی اور معاشرے میں بھی امن ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

تمام گناہوں سے توبہ

توبہ ہر آدمی پر فرض ہے۔ کسی آدمی کو اس سے بے نیاز ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہر شخص کے اعضاء گناہ سے خالی نہیں ہوتے اور اگر خالی بھی ہوں تو دل گناہوں کا ارادہ کرنے سے خالی نہیں ہوتا اگر یہ بات بھی نہ ہو تو شیطان انسانی دل میں مختلف قسم کے خطرات پیدا کرتا ہے جن کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ وسوسے بھی نہ ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات وافعال کے جاننے میں کوتاہی کا مرتکب ہوگا۔

یہ تمام باتیں اہل ایمان کے حالات ومقامات کے اعتبار سے مرتبہ کے مطابق ہیں۔ ہر ایک کے لئے عبادت، گناہ، حدود اور شرائط جدا جدا ہیں۔ ان کی حفاظت عبادت ہے اور ان کا چھوڑنا اور ان سے لاپرواہی برتنا گناہ ہے لہٰذا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی وفا کریں اور اگر روزہ نہیں رکھتے تو روزے کی پابندی کریں، نماز کی پابندی کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اگر حج فرض ہے تو یہ فریضہ بھی ادا کریں۔ جھوٹ، زنا، چغلی، غیبت، سود، رشوت تکبر اور ان تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والا بہت زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

''بے شک میں بخشتا ہوں جو توبہ کرے اور اچھا عمل کرے پھر راہ راست پر چلے۔''

Marfat.com

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کیا جائے تاکہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

توبہ کرنے والے کی توبہ چار چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنی زبان کو فضول باتوں، غیبت، چغلی اور جھوٹ سے کنٹرول کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کے دل میں کسی کے بارے میں حسد یا دشمنی نہ ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ بری مجلس سے الگ رہے کیونکہ یہی لوگ اسے اس ارادے سے پھرنے پر ابھارتے ہیں اور صحت ارادہ کے سلسلے میں اس کو پریشان کرتے ہیں۔

توبہ کے لئے یہ بات اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ ہمیشہ مشاہدے کی حالت میں نہ رہے کیونکہ مشاہدے نے توبہ میں رغبت بڑھتی ہے اور ان باتوں میں اضافہ ہوتا ہے جو اس کے ارادے کی تکمیل کا باعث ہیں۔ نیز اس کے خوف وامید میں قوت پیدا ہوتی ہے اور برے افعال پر اصرار سے اس کا دل خالی ہو جاتا ہے۔ ممنوعات شرعیہ سے باز آ جاتا ہے اور خواہشات کی اتباع سے اپنے نفس کو لگام دے دیتا ہے۔ اس وقت گناہ سے علیحدگی اختیار کرتا ہے اور آئندہ اس قسم کے افعال کی طرف نہ لوٹنے کا پکا ارادہ کرتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ موت کے لئے تیار رہے گزشتہ گناہوں پر نادم ہو۔ بخشش مانگنے اور اپنے رب کی اطاعت کے لئے کوشاں رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کے مقبول التوبہ ہونے کی علامات چار باتیں ہیں۔

پہلی یہ کہ فاسق لوگوں سے علیحدگی اختیار کرے اور ان کی طرف خوف وہیبت سے نظر کرے اور نیک لوگوں کی مجلس اختیار کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر قسم کے گناہ قطع تعلق کر کے عبادات کی طرف متوجہ ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس کے دل سے دنیا کی خوشی زائل ہو جائے اور ہمیشہ آخرت

Marfat.com

کا غم کرے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے مثلاً رزق وغیرہ اس سے دل کو فارغ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی تعمیل میں مشغول ہو۔

اب قرآن مجید سے توبہ کے فضائل پر آیات کریمہ پیش کرتا ہوں۔

آیت نمبرا: قرآن مجید میں ہے:

"رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○" (المومن۔ 7)

اے ہمارے رب! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے سو تو ان لوگوں کی مغفرت فرما جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستے کی اتباع کی ہے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

☆ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں۔

مطرف بن عبداللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے مومنوں کے سب سے بڑے خیر خواہ ملائکہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے مومنوں کا سب سے بڑا بدخواہ شیطان ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی نے اپنے اصحاب سے اس آیت کی تفسیر میں کہا:

کیا لوگوں نے اس آیت کا معنی یہ سمجھ لیا ہے اس آیت سے زیادہ امید افزا اور کوئی آیت نہیں ہے۔ بے شک اگر ایک فرشتہ بھی تمام مومنوں کی مغفرت کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی مغفرت کس قدر عام ہوگی جب تمام فرشتے اور حاملین عرش مل کر مومنین کے لئے استغفار کریں گے۔

خلف بن ہشام نے کہا:

میں نے یہ آیت سلیم بن عیسیٰ کے سامنے پڑھی۔

Marfat.com

وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر کریم ہے۔ مومنین اپنے بستروں پر سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور فرشتے ان کے لئے مغفرت طلب کر رہے ہوتے ہیں۔

(الجامع الاحکام القرآن: ج:5، ص:264، دار الفکر بیروت)

میں کہتا ہوں کہ فرشتوں کی دعا کی دو وجہوں سے قبولیت زیادہ متوقع ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات مانے اللہ تعالیٰ بھی اس کی بات مانتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرہ: 186)

"جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو وہ بھی تو میری بات مانا کریں۔"

فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فرشتے ہمارے پس پشت ہمارے لئے دعا کرتے ہیں اور جو غائب کے لئے دعا کی جائے اس کی قبولیت زیادہ متوقع ہے۔

حدیث میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کی دعا اس قدر جلد قبول نہیں ہوتی جتنی جلدی ایک غائب کی دعا دوسرے غائب کے لئے قبول ہوتی ہے۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1980)

☆ حاملین عرش نے مومنوں کے لئے جو مغفرت کی دعا کی ان سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں یہ کہا:

اے ہمارے رب! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے سو تو ان کی مغفرت فرما۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مطلوب کا ذکر کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے۔ نیز فرشتوں نے اپنی میں کہا۔

تو ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے اور ان کو دائمی جنتوں میں داخل فرمادے اس سے معلوم ہوا کہ جاہل صوفیاء کا یہ کہنا غلط ہے کہ دوزخ کے عذاب سے نجات اور حصول جنت کی دعا کرنا، کم درجہ کے لوگوں کی دعا ہے حاملین عرش اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ مومنین کے لئے دوزخ سے نجات اور جنت کے حصول کی دعا کرتے ہیں۔

فرشتوں نے انسان کی تخلیق سے پہلے انسان کے متعلق یہ کہا تھا کہ یہ زمین میں خون ریزی اور فساد کرے گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان سے مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرائی تا کہ تخلیق آدم پر ان کے اعتراض کا مداوا ہو جائے۔

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○(البقرہ: 222)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○(الاعراف: 153)

''اور جن لوگوں نے برے عمل کئے پھر بداعمالیوں کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے (تو) آپ کا رب اس کے بعد ضرور بہت بخشنے والا مہربان ہے۔''

☆ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے میرے عمل کئے پہلے وہ ان پر توبہ

Marfat.com

کرے بایں طور کہ ان برے اعمال پر نادم ہو اور ان سے رجوع کرے اور آئندہ ان برے کاموں کو نہ کرنے کا عزم صمیم کرے اور ان تدارک اور تلافی کرے مثلاً جو نمازیں اور روزے رہ گئے ہیں ان کو قضا کرے۔ اگر کسی کا مال غصب کیا تھا تو اس کو واپس کر دے۔ پھر کلمہ پڑھے اور یہ تصدیق کرے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اس پر رحم فرمائے گا۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو جو شخص اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ اس آیت میں گناہ گاروں کے لئے بہت بڑی بشارت ہے۔

آیت نمبر ۴: قرآن مجید میں ہے:

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ (ھود: 3)

''اور یہ کہ تم ان سے مغفرت طلب کرو اور اس کے سامنے توبہ کرو۔ وہ تم کو ایک مقرر مدت تک بہت اچھا فائدہ پہنچائے گا اور ہر زیادہ نیکی کرنے والے کو زیادہ اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو میں تم پر بہت بڑے دن کے عذاب کا خطرہ محسوس کرتا ہوں۔''

☆ اللہ تعالیٰ نے مغفرت طلب کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور طلب مغفرت کو توبہ پر مقدم فرمایا ہے کیونکہ مغفرت مقصود بالذات ہے اور توبہ کرنا مغفرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس لئے وہ مقصود بالعرض ہے۔ اس ترتیب کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اپنے سابقہ گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے لئے اس کے حضور توبہ کرو۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ پہلے ہر قسم کے شرک جلی اور خفی سے استغفار کرو پھر اپنے گناہوں پر توبہ کرو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ پہلے کبیرہ

Marfat.com

گناہوں پر استغفار کرو پھر صغیرہ گناہوں پر توبہ کرو۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ فرائض اور واجبات میں کمی پر استغفار کرو اور محرمات اور مکروہات کے ارتکاب پر توبہ کرو۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

"وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝" (الشوریٰ: 25)

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول کرنے کا معنی یہ ہے کہ جس گناہ سے بندہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا نہیں دیتا اور اس پر مواخذہ نہیں فرماتا اور بندے کی توبہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس سے جو گناہ ہوگیا ہے اس پر نادم ہو اور دوبارہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم صمیم کرے۔ اگر اس سے فرائض وواجبات رہ گئے ہیں تو ان کو قضا کرے۔ اگر کسی کا مال غصب کر لیا تھا چوری کر لیا تھا تو اس کا مال اس کو واپس کردے اور جس طرح پہلے اس نے گناہ میں کوشش کی تھی۔ اس طرح اب اطاعت اور عبادت میں کوشش کرے اور جس طرح اس کو پہلے گناہ میں لذت حاصل ہوئی تھی اب عبادت میں لذت حاصل کرے اور ہنسنا کم کردے اور روئے زیادہ۔

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے:

یُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (الفرقان: 70،69)

"قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا سوا اس کے جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور اس نے نیک اعمال کیے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل

Marfat.com

دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔"

اور اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا (الفرقان: 71)

"اور جس نے توبہ کی اور نیک عمل کئے تو بے شک وہ اللہ کی طرف سچی توبہ کرتا ہے۔"

☆ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے توبہ کی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتا ہے بہ ظاہر یہ غیر محصل معنی ہے۔

اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ: اہل مکہ میں سے جو شخص ایمان لے آیا اور اس نے ہجرت کر لی اور اس نے قتل کیا نہ زنا کیا بلکہ نیک کام کئے اور فرائض کو ادا کیا تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی سچی توبہ ہے۔ یعنی میں ان کو، ان لوگوں پر فضیلت دی ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اور حرام کاموں کو حلال قرار دیا۔

قفال نے کہا:

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلی آیت ان لوگوں کے متعلق ہو جنہوں نے مشرکین میں سے توبہ کی ہو اور دوسری آیت ان لوگوں کے متعلق ہو جنہوں نے مسلمانوں میں سے توبہ کی ہو اور توبہ کرنے کے بعد نیک عمل کئے ہوں کیونکہ وہ بھی توبہ کرنے والوں کے حکم میں ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ جس نے زبان سے توبہ کی اور توبہ کو پختہ کرنے کے لئے نیک عمل کئے تو اس کی توبہ بہ نفع آور نہیں ہو گی بلکہ جو توبہ کرے اور اس کے بعد نیک عمل کرے تو وہ اپنی توبہ کو اعمال صالحہ سے پختہ کر دیتا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن: ج:13، ص:76، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

Marfat.com

آیت نمبر ۶: قرآن مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

(التحریم: 8)

اے ایمان والو! اللہ کی طرف خالص توبہ کرو، یہ بعید نہیں ہے کہ اللہ تم سے تمہارے گناہوں کو مٹا دے اور تم کو ان جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں۔

☆ امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی المتوفی 427ھ لکھتے ہیں۔

التوبۃ النصوح کے حسب ذیل معنی ہیں۔

(۱) حضرت عمر، حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ''التوبۃ النصوح'' یہ ہے کہ بندہ جس گناہ سے توبہ کرے پھر دوبارہ اس گناہ کی طرف لوٹے۔

(۲) حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بندہ پچھلے گناہ پر نادم ہو اور عزم مصمم کرے کہ وہ دوبارہ اس گناہ کو نہیں کرے گا۔

(۳) سعید بن جبیر نے کہا

وہ توبہ مقبولہ ہے اور توبہ کے قبول ہونے کی تین شرائط ہیں۔

(۱) توبہ قبول نہ ہونے کا خوف ہو

(۲) توبہ ہونے کی امید ہو

(۳) دائمی اطاعت ہو۔

(۴) القرطبی نے کہا:

اس توبہ میں چار چیزیں ہیں۔

(۱) زبان سے استغفار ہو

Marfat.com

(۲) بدن سے گناہ کو اکھاڑ پھینکے

(۳) دل سے دوبارہ نہ کرنے کا اظہار ہو

(۴) برے کاموں کو ترک کر دے۔

(۵) سفیان ثوری نے کہا

اس کی چار علامتیں ہیں۔

(۱) قلت

(۲) علت

(۳) غربت

(۴) ذلت

(۶) الواسطی نے کہا

یہ توبہ کسی عوض کی وجہ سے نہ ہو۔ جو شخص دنیا میں گناہ کرتا ہے اس کا مقصد اپنی خواہش پوری کرنا ہے اور جو شخص اس گناہ سے توبہ کرتا ہے اس کا مقصد اپنی آخرت سنوارنا ہے، تو یہ اپنے نفس کے لئے توبہ ہے اللہ کے لئے نہیں۔

(۷) الرقاق المصری نے کہا۔

یہ لوگوں کے غصب کئے ہوئے حقوق واپس کرنا ہے اور لوگوں سے کی ہوئی زیادتی کو معاف کرانا ہے اور ہمیشہ اطاعت کرانا ہے۔

(۸) ذوالنون نے کہا

اس کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) کم باتیں کرنا

(۲) کم کھانا

(۳) کم سونا

(۹) شقیق نے کہا

Marfat.com

اپنے نفس کو بہت ملامت کرتا ہے اور ہمیشہ گناہ پر نادم رہتا ہے۔

(۱۰) جنید نے کہا

گناہ کو اس طرح بھول جائے کہ پھر کبھی اس کو یاد نہ کرے کیونکہ جس کی توبہ صحیح ہوتی ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ماسوا کو بھول جاتا ہے۔

(۱۱) فتح الموصلی نے کہا

اس کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) نفسانی خواہشات کی مخالفت کرنا

(۲) زیادہ رونا

(۳) بھوک اور پیاس کو برداشت کرنا۔

(۱۲) کلبی نے کہا

(۱) دل سے نادم ہونا

(۲) زبان سے استغفار کرنا

(۳) گناہ کو اکھاڑ دینا

(۴) مطمئن ہونا کہ وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔

(۱۳) بعض نے کہا:

جب گناہ یاد آجائے تو اس پر ندامت طاری ہو اور وہ اس گناہ پر استغفار کرے۔

(الکشف والبیان: ج: 9، ص: 350، 351، داراحیاء التراث العربی بیروت 1422ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان برے کاموں پر انتہائی نادم ہو اور دوبارہ وہ برے کام نہ کرے۔ (تفسیر کبیر: ج: 10، ص: 573، داراحیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

جس گناہ سے آدمی توبہ کر رہا ہے وہ یا تو اللہ کا حق ہوگا یا بندوں کا حق ہوگا۔ اگر وہ اللہ کا حق ہے۔ مثلاً نماز کو ترک کرنا تو اس کی توبہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوگی جب تک نادم ہونے کے ساتھ ساتھ ترک کی ہوئی نماز کو ادا نہ کرے اور اگر اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو تو وہ اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش کر دے اور اگر اس نے کسی پر زنا کی تہمت لگائی ہے تو اپنے آپ کو حد قذف کے لئے پیش کر دے اور اگر اس سے قصاص کو معاف کر دیا گیا تو اس کا نادم ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا اخلاص سے ارادہ کرنا۔ اس کی توبہ کے لئے کافی ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ دیت کی پیشکش کرے اور اگر اس نے شراب پی ہے یا زنا کیا ہے اور قاضی کے سامنے جرم پیش ہونے سے پہلے اس نے توبہ کر لی ہے تو حد جاری ہونے سے وہ پاک ہو جائے گا۔

اور اگر قاضی کے سامنے اس کا مقدمہ پیش نہیں ہوا اور اس نے تنہائی میں نادم ہو کر اخلاص سے توبہ کر لی تو یہ کافی ہے اور اگر اس کا گناہ بندوں پر ظلم کرنا ہے تو اس کی توبہ اس وقت صحیح ہوگی جب وہ اس بندہ کا حق لوٹا دے گا اور اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو یہ عزم کرے کہ جب وہ اس پر قادر ہوگا اس کا حق واپس کر دے گا۔ اور اگر اس نے کسی بندہ کو نقصان پہنچایا ہے تو اس سے معافی مانگ لے اور اس پر استغفار کرے۔ جب وہ شخص معاف کر دے گا تو اس کا گناہ ساقط ہو جائے گا اور اگر اس نے کسی بندہ کو ناحق مارا پیٹا ہے یا اس کو گالی دی تو اس سے معافی طلب کرے وہ شخص معاف کر دے گا تو اس کا گناہ ساقط ہو جائے گا۔ (الجامع لاحکام القرآن ج: 18، ص: 185، 184، دار الفکر بیروت 1415ھ)

پھر آیت میں فرمایا گیا

یہ بعید نہیں ہے کہ اللہ تم سے تمہارے گناہوں کو مٹا دے اور تم کو ان جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں۔

یعنی اگر تم سچی توبہ کر لو اور اس کا یہ معیار ہے کہ جس گناہ سے تم نے توبہ کی ہے پھر دل میں تم اس گناہ کو کرنے کا منصوبہ بناؤ اور اس کی طرف رغبت نہ کرو تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور تم کو ان جنتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں۔

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (المائدہ: 39)

پھر جس نے اپنے ظلم کرنے کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو بے شک اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

☆ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جان پر ظلم کرے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح بھی کرلی تو اس کی توبہ کو قبول کیا جائے گا کیونکہ بندے کا توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ اس لئے اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔

آیت نمبر ۸: قرآن مجید میں ہے:

"وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ○" (طٰہٰ 82)

"اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔"

☆ اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس شخص کو میں بخشنے والا ہوں جو اپنے گناہوں پر نادم ہو کر میری بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کی اور پھر ایمان بھی لایا اور پھر اچھے کام بھی کیے تو ایسے شخص کی توبہ کو قبول کرکے بخشنے والا ہوں۔

آیت نمبر ۹: قرآن مجید میں ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الحجرات 11)

اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں توبہ نہ کرنے والوں کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

Marfat.com

مسلمانو!

ان تمام آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے اور جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ سبحان اللہ! بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے ضرور تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا اور اس کی مغفرت فرمادے گا۔

☆ آیت کریمہ سے توبہ کے فضائل بیان کرنے کے بعد اب احادیث مبارکہ سے توبہ کے فضائل بیان کرتا ہوں۔

مرنے سے پہلے توبہ کرو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کرو اور اس سے پہلے کہ رکاوٹ پیدا ہو نیک اعمال میں جلدی کرو۔ آپس میں صلہ رحمی سے کام لو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑو نیک بخت ہو جاؤ گے۔ صدقہ زیادہ دیا کرو تمہیں رزق دیا جائے گا نیکی کا حکم دو تمہیں پناہ حاصل ہوگی۔ بری باتوں سے روکو تا کہ تمہاری مدد کی جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بکثرت مانگا کرتے تھے یا اللہ! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (غنیۃ الطالبین: 364)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش اور توبہ کی دعا مانگی تو اس سے کوئی شخص یہ ثابت کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اپنے گناہ ہوں گے۔ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا فرمانا تعلیم امت کے لئے تھا کہ اے میرے امتیو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کیا کرو اور ان سے مغفرت کی بھیک مانگا کرو تا کہ تمہاری بخشش ہو جائے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ توبہ سے نہیں روکوں گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب شیطان کو زمین پر اتارا گیا تو اس نے کہا مجھے تیری عزت وجلال کی قسم میں اس وقت تک انسان کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک اس کے جسم میں روح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے میں اسے توبہ سے نہیں روکوں گا۔ یہاں تک کہ سانس حلق تک پہنچ جائے۔ (غنیۃ الطالبین: 365)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر محبت کرتا ہے۔ شیطان لعین نے کہا جب تک انسان کے جسم میں روح ہے اس وقت تک میں ان کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اگر ان کو گمراہ کرتا رہے گا تو میں ان کے لئے توبہ کے دروازے اس وقت تک کھولے رکھوں گا جب تک ان کی سانس حلق تک نہ پہنچ جائے۔ جسم میں روح کا نکلنا پہلے ہوتا ہے اور حتیٰ کہ روح تمام جسم سے نکلتی رہتی ہے اور آخر میں حلق آخری مقام ہے جہاں پر انسان کی روح پرواز کر جاتی ہے تو شیطان نے کہا جب تک جسم میں روح ہے اس وقت تک گمراہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے توبہ کے دروازے اس وقت تک بھی کھولے رکھوں گا جب ان کی روح حلق تک پہنچ جائے تو جب وہ توبہ کریں گے تو میں ان کی توبہ کو قبول فرماؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بار بار توبہ کرنا اور مغفرت ہو جانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا پھر کہا اے اللہ! میرے گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے گناہ کیا اور اس کو علم تھا کہ اس کا رب گناہ کو بخشتا بھی ہے اور گرفت بھی کرتا ہے۔ اس نے پھر دوبارہ گناہ کیا اور اس کو علم تھا کہ اس کا رب گناہ کو بخشتا بھی ہے اور گناہ پر گرفت بھی

Marfat.com

فرماتا ہے۔ اس نے پھر دوبارہ گناہ کیا اس کے بعد کہا اے میرے رب! میرے گناہوں کو بخش دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور اس کو علم تھا کہ اس کا رب گناہ کو بخشتا بھی ہے اور گناہ پر گرفت بھی فرماتا ہے اس نے پھر سہ بار گناہ کیا اور کہا اے میرے رب میرے گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے گناہ کیا اور اس کو علم تھا کہ اس کا رب گناہ کو بخشتا بھی ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ (اے میرے بندے) تو جو عمل چاہے کر، میں نے تجھ کو بخش دیا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 7507)

سبحان اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا رحیم وکریم ہے کہ بندہ بار بار گناہ کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کا یہ فعل دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتا ہے جو گناہ کرے اور پھر نادم بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہو اور وہ شخص اس سے خارج ہو جاتا ہے جو گناہ کرنے پر نڈر ہو اور گناہ کیے جائے اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف بھی نہ ہو تو ایسے شخص کے بارے میں دردناک وعید سنائی گئی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس کی مغفرت کرتا ہے جو گناہوں پر نادم ہو اور توبہ بھی کرے۔

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المالکی المتوفی 656ھ لکھتے ہیں یہ حدیث استغفار کے عظیم فائدے پر دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اس کی وسعت، اس کی رحمت اس کے حلم اور اس کے کرم پر دلالت کرتی ہے اور اس حدیث میں استغفار سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان صرف زبان سے استغفار اور توبہ کرے بلکہ استغفار کا وہ معنی مراد ہے جو دل میں پیوست ہو جس سے گناہ پر اصرار کی گرہ کھل جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے پچھلے گناہوں پر نادم ہو۔ اس صورت میں استغفار اس کی توبہ کا ترجمان ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو فتنہ میں مبتلا ہو اور بہت توبہ کرنے والا ہو۔ (شعب الایمان: ج: 5، رقم الحدیث 7121)

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس سے بار بار گناہ صادر ہو اور وہ بار بار توبہ کرے اور جب وہ گناہ کرے تو وہ توبہ کرے لیکن جو شخص صرف زبان سے استغفر اللہ کہتا ہے اور اس کا دل گناہ کرنے پر مصر ہوتا ہے تو اس کا ایسا استغفار بجائے خود استغفار کا محتاج ہے اور ایسی زبانی توبہ سے صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے کہ آئندہ وہ ایسی زبانی اور بے مغز توبہ نہیں کرے گا اور صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ کے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے اور جب کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کرے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا کبیرہ ہو جاتا ہے اور جب کسی کبیرہ گناہ پر استغفار کرے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کا یہ فائدہ ہے کہ دوبارہ گناہ کرنا اگرچہ پہلی بار گناہ کرنے سے زیادہ قبیح ہے کیونکہ دوبارہ گناہ کر کے وہ خود اپنی توبہ توڑ رہا ہے لیکن جب وہ دوبارہ زیادہ گڑگڑا کر توبہ کرے گا اور کریم کے دروازہ پر فریاد کرے گا تو پہلی توبہ احسن ہے کیونکہ وہ اس یقین سے توبہ کر رہا ہے کہ اس کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔ اس حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا جو مرضی آئے کر میں نے تجھ کو بخش دیا ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس کو اب گناہ کرنے کی عام اجازت اور کھلی چھٹی ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے اور آئندہ کے لئے اس کو گناہوں سے محفوظ کر دیا ہے یا یہ کہ اگر اس سے پھر گناہ سرزد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ اس کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے دے گا۔ اس کا یہ معنی بھی ہے جب تک تم گناہوں پر توبہ کرتے رہو گے میں تم کو بخشتا رہوں گا۔ (المفہم: ج: 7، ص: 85،86، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت 1417ھ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں اس پر ظاہر دلالت ہے کہ اگر انسان سو مرتبہ یا ہزار مرتبہ یا اس سے زیادہ بار گناہ کا تکرار کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور اس کے گناہ ساقط ہو جائیں گے۔ اور اگر تمام گناہوں سے ایک بار ہی توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح ہے

Marfat.com

اور یہ جوفرمایا ہے جو مرضی آئے کرواس کا معنی یہ ہے کہ جب تک تم گناہوں پر توبہ کرتے رہو گے میں تم کو بخشتا رہوں گا۔

(صحیح مسلم: مع شرحہ للنووی: ج: 11، ص: 6882، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

روئے زمین کے برابر گناہوں کی مغفرت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! تو نے مجھ سے دعا کی اور دعا قبول ہونے کی امید رکھی۔ میں نے تیری پچھلی سب خطائیں بخش دیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرلے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو تمام روئے زمین کے برابر بھی گناہ کر کے آئے بہ شرطیکہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس تمام روئے زمین جتنی مغفرت لے کر آؤں گا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث 354)

اس حدیث قدسی میں یہ ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا قبول ہونے کی امید رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی توبہ پر خوش ہونا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنے گناہوں کو اس طرح سمجھتا ہے گویا کہ وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور اس کو یہ خطرہ ہے کہ وہ پہاڑ اس کے اوپر گر پڑے گا اور فاجر اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے اور وہ ہاتھ جھٹک کر اس مکھی کو اڑا دے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو اپنی سواری سے کسی مقام پر پہنچا اور اس سواری پر اس

Marfat.com

کے کھانے پینے کی چیزیں تھیں۔ اس نے سواری سے اتر کر اپنا سر رکھا اور سو گیا اور جب وہ بیدار ہوا تو اس کی سواری وہاں سے جا چکی تھی۔ گرمی بہت شدید تھی اور اس کو سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ وہ پھر اپنی جگہ لوٹ آیا اور پھر سو گیا۔ پھر سر اٹھا کر دیکھا تو اس کی سواری وہاں موجود تھی۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6339)

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے ایسے خوشی ہوتی ہے جیسے کسی کو گم شدہ چیز ملنے پر خوشی ہوتی ہے

ابی الجون بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی پیاسے کو پانی پر جانے سے خوشی ہوتی ہے اور جتنی بانجھ عورت کو بچہ کی پیدائش سے خوشی ہوتی ہے اور جتنی کسی شخص کو گم شدہ چیز کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے اور اس کے اپنے اعضاء سے وہ گناہ بھلا دیتا ہے اور تمام روئے زمین سے اس کے گناہوں کے آثار مٹا دیتا ہے۔ (الجامع الصغیر: رقم الحدیث: 7194)

دنیا میں اگر کسی کو کوئی چیز مل جائے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور خوشی کے مارے سما نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ جیسے کسی شخص کو گم شدہ چیز کے ملنے پر خوشی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا رحیم و کریم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارا رب تبارک وتعالیٰ حیاء دار کریم ہے جب اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹانے سے حیاء فرماتا ہے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1488)

Marfat.com

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنا غفور ورحیم ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی مثل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ ہی نہ کیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4250)

یہ حدیث مبارکہ توبہ کرنے والے کے لئے کتنا عظیم الشان دلیل ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اس کی توبہ کو ایسے قبول فرماتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ دیکھئے حالانکہ بندہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا رہتا ہے اور مسلسل گناہوں کی آفت میں مبتلا رہتا ہے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ایسے قبول فرماتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ ہی نہ کیا ہو۔

سبحان اللہ! یا اللہ عزوجل یہ گناہ گار، بدکار، خطا کار، گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے پاپی کی توبہ قبول فرما اور میری اور میرے والدین اور تمام امت مسلمہ کی مغفرت فرما۔ آمین!

بندے کا گناہ کرنے کے بعد غمگین ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے تو اپنے کیے ہوئے پر غمگین ہوتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ وہ اپنے کیے ہوئے پر غمگین ہے تو اس کو معاف کر دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد: رقم الحدیث: 17521)

Marfat.com

جب بندہ گناہ کرتا رہتا ہے پھر اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور گناہ کو یاد کرتا ہے پھر اس پر غمگین ہوتا ہے کہ ہائے مجھ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگئی ہے۔ قیامت کے دن میں ان گناہوں کے ساتھ کیسے پیش ہوں گا جہاں تمام مخلوق جمع ہوگی۔ میرے وہاں راز اور گناہ فحش ہوں گے میری ہلاکت ہوگی تو جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ اپنے گناہوں پر نادم اور غمگین ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنا رحیم اور غفور ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہر روز سو مرتبہ بخشش مانگنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب کرام (علیہم الرضوان) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ہر روز سو مرتبہ بخشش مانگتے اور توبہ کرتے ہیں۔

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ

''اور یہ کہ تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔''

(غنیۃ الطالبین 365)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر روز سو مرتبہ بخشش مانگتے اور توبہ کرتے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بخشش مانگنا اس لئے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتے تھے اور خوف کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ کیا بنے گا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری سنائی پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے تھے۔ یہ متقی ہونے کی علامت ہے اور متقی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش کی بھیک مانگتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

جب بھی گناہ سرزد ہوتو بہ کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں
ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر۔ اس نے عرض کیا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ گناہ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی گناہ سرزد ہو توبہ کر یہاں تک کہ شیطان ہی ذلیل ورسوا ہو جائے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طرح تو میرے گناہ زیادہ ہو جائیں گے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی بخشش تیرے گناہوں سے زیادہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین: 365)

جب بھی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا اور مغفرت فرمادے گا۔ پھر بھی اگر گناہ ہو جائے تو توبہ کو نہ چھوڑے حتیٰ کہ شیطان ذلیل ورسوا ہو جائے کیونکہ توبہ کرنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بار بار توبہ کرتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بخشش بہت زیادہ ہے۔

توبہ کرنے سے سیاہ نکتہ ختم ہو جاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے جب وہ توبہ کرتا اس سے کھینچ لیتا اور بخشش مانگتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور جب توبہ نہیں کرتا نہ زاری کرتا ہے اور نہ ہی بخشش مانگتا ہے تو گناہ پر گناہ اور سیاہی پر سیاہی چھا جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسی طرح مر جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔

Marfat.com

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ .

کوئی نہیں بلکہ ان کی کمائیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔

(غنیۃ الطالبین 366)

بندہ جب گناہ کرتا رہتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نکتہ ختم ہو جاتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتا اور نہ ہی بخشش مانگتا ہے تو سیاہی چھا جاتی ہے اور اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے اور وہ اسی حالت میں مر جاتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو گناہوں کی دلدل میں پھنستے جاتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے اور نہ ہی نماز و روزہ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ جب ان سے کہا جائے تو الٹی سنا دیتے ہیں کہ کیا ہمیں پتہ نہیں ہے نماز فرض ہے تم نے ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔

مومن گناہوں کو پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مومن وہ ہے جو اپنے گناہوں کو پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس پر نہ گر پڑے اور فاجر و فاسق اپنے گناہ کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو ناک پر بیٹھتی ہے وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے تو اڑ جاتی ہے۔ (غنیۃ الطالبین 366)

مومن گناہوں کو پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے کیونکہ جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اس کو بہت برا لگتا ہے اور وہ اس پر نادم ہے اور ایسا سمجھتا ہے کہ اس پر میری پکڑ ہو گی اور قیامت میں پھنس جاؤں گا اور جو گناہ کرنے کا عادی ہوتا ہے اس کو گناہ کچھ نظر نہیں آتے بلکہ مسلسل گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مسلسل نافرمانیاں کرتا رہتا ہے۔ یہ گناہ اور نافرمانیاں اس کو کچھ نظر نہیں آتیں۔ یہاں تک کہ ہلاکت کے گڑھے میں پھنس جاتا ہے جن سے خود کو نکالنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔

Marfat.com

کن باتوں سے توبہ ضروری ہے

توبہ کرنے والا اپنے گناہوں کو دیکھے اگر وہ گناہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہوں یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہیں۔ بندوں کے مظالم سے ان کا کوئی تعلق نہیں جیسے زنا کاری، شراب نوشی، گانا باجا، سود، غیبت، جھوٹ، ناپاکی کی حالت میں مسجد میں بیٹھنا، وضو کے بغیر قرآن پاک کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر مبنی عقیدہ رکھنا تو ان گناہوں سے توبہ یہ ہے کہ ندامت اور افسوس کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں معذرت خواہ ہو ان گناہوں کی کثرت اور مدت کو شمار کرے اور ہر گناہ کے بدلے ایک مناسب نیکی کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ

بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہ کے بعد نیکی لاؤ اسے مٹا دے گی۔

پس ہر گناہ کا کفارہ اسی کی جنس سے ایک نیکی کرنا ہے جو مشابہت میں اسی گناہ کے قریب ہو نہ کہ دوسرے گناہ سے۔ پس شراب نوشی کا کفارہ ہر ایسے حلال مشروب کا صدقہ کرنا ہے جو اسے نہایت پسند ہو اور اس کے نزدیک پاکیزہ ہو۔ گانا سننے کا کفارہ قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور نیک لوگوں کی حکایات سننا ہے۔ مسجد میں ناپاکی کی حالت میں بیٹھنے کا کفارہ عبادت کے ساتھ اعتکاف بیٹھنا ہے۔ بے وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کا کفارہ قرآن پاک بکثرت عزت و احترام کرنا، اسے زیادہ پڑھنا وضو کر کے بار بار اسے چھونا اور اس کی تعلیمات سے سبق حاصل کرنا، نصیحت پکڑنا، اس کا احترام کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ نیز قرآن پاک لکھوا کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دینا ہے تاکہ وہ اسے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان تمام کوتاہیوں سے توبہ کرے جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں جب وہ ان سے توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مغفرت فرمائے گا۔

Marfat.com

حقوق العباد میں کوتاہیوں سے توبہ

بندوں پر ظلم وستم کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے حقوق سے روگردانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ظلم کرنے سے اس طرح منع فرمایا ہے جس طرح زناکاری، شراب نوشی اور سودخوری سے منع کیا۔ لہٰذا ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق ہو اس کا تدارک پشیمانی اور افسوس کا اظہار کرنے اور آئندہ اسے نہ کرنے کا عہد ہے نیز نیکی کرنا ہے تاکہ ان کا کفارہ ادا ہو جائے لہٰذا اگر کسی کو تکلیف دی ہے تو اس کا کفارہ اس کے ساتھ نیکی کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا ہے۔ اگر وہ شخص جسے ایذا پہنچائی گئی فوت ہو جائے تو اس کے لئے رحمت کی دعا کرے اور اس کی اولاد اور ورثاء کے ساتھ نیکی کرے۔ یہ اس وقت ہے جب ایذاء کا تعلق زبان کے ساتھ ہو یا مارنے سے متعلق ہو۔ اگر لوگوں کا مال غصب کیا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا کفارہ یہ ہے کہ اپنا تمام حلال مال صدقہ کر دے اگر اذیت وناموس سے متعلق ہے مثلاً لوگوں کی غیبت یا چغل خوری یا ان کی عیب جوئی کا مرتکب ہوا تو اس صورت میں کفارہ یہ ہے کہ ان کی تعریف وتوصیف کرے۔ اگر وہ دین دار اور سنت کے پابند ہیں۔ اسی طرح اپنے احباب کی مجالس میں ان کی اچھی خصلتوں کا تذکرہ کرے۔ قتل کے سلسلے میں یہ ہے کہ قصاص دے اور توبہ کرے۔ اگر کسی کا مال بایں طور پر حاصل کیا اسے غصب کیا یا چوری کی۔ ڈاکہ ڈالا کسی امانت یا ادھار میں خیانت کی یا سودا بیچنے کے لئے دھوکے سے کام لیا اور اس کا عیب چھپایا یا مزدور کی مزدوری میں کمی کی یا اس کی پوری مزدوری روک لی تو ان تمام باتوں کی تفتیش کرے اور یہ تفتیش بالغ ہونے کے وقت سے نہیں بلکہ جب سے یہ جرم پایا گیا بالغ ہونے اور عقل وتمیز حاصل کرنے کے بعد ہو یا اس سے پہلے جب وہ اپنے ولی یا وصی کی پرورش میں تھا اور اس نے اس کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا دیا اور اس میں سستی کے باعث کوئی احتیاط نہ کی کیونکہ وہ خود ظالم اور دین کو تلف کرنے والا تھا لہٰذا یہ حرام مال بچے کے مال کے ساتھ مل گیا کبھی تو بیچنے کے فعل سے ایسا ہوتا ہے اور کبھی

Marfat.com

وصی کے ظلم کی وجہ سے۔اب وہ بچہ بالغ ہونے کے بعد توبہ کرنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ تفتیش کر کے لوگوں کے حقوق واپس کر کے شبہات اور حرام سے اپنے مال کو پاک کرے۔ جب یہ جرم ہوا اس وقت سے ایک ایک دانے اور ایک ایک ذرے کا حساب لگائے ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں موت آ جائے اور اس نے ابھی تک حساب نہ کیا ہو اور قیامت کے دن وہ اسی بے خبری اور غفلت کی حالت میں پیش ہو کہ نہ تو اس نے ثواب کمایا اور نہ اپنے نامۂ اعمال کو پاک کیا۔ اس حالت میں اس سے سوال کیا جائے تو اس کا جواب قابل سماعت نہ ہو۔ اس وقت وہ پشیمان ہو جائے لیکن اب اس ندامت کا کوئی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہے گا لیکن اس کی اجازت نہیں ملے گی۔ معذرت کرنا چاہے گا لیکن اس کا کوئی عذر قبول نہ ہو گا۔ مہلت طلب کرے گا مگر مہلت نہیں ملے گی۔ شفاعت طلب کرے گا لیکن حاصل نہ ہو گی۔ یہ تمام باتیں اس چیز کا نتیجہ ہیں کہ اس نے دینوی زندگی میں کوتاہی کی بیداری اور ہوشیاری کی حالت میں نشانی آرزوؤں کے درپے اور حریص رہا۔ خواہشات اور شیطان کی اتباع کی۔ اپنے رب کی اطاعت اور اس کی بارگاہ سے روگردانی کرتا رہا۔ حکم خداوندی قبول کرنے میں تاخیر سے کام لیا اور اس کی نافرمانی اور مخالفت میں جلدی کرتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن اس کا حساب طویل ہو گا۔ ہلاکت وگریہ بہت زیادہ ہو گی۔ اس کی کمر گناہوں سے ٹوٹ جائے گی۔ سرنگوں ہو جائے گا اور شرمندگی بہت زیادہ ہو گی۔ اس کی حجت اور دلیل منقطع ہو جائے گی۔ اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ گناہ دو چند ہو جائیں گے۔ اس کی دینی تجارت میں نقصان ہو گا بالکل خالی ہاتھ رہ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اور پکڑ نہایت سخت ہو گی۔ فرشتے اسے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ جسے اس نے خود اپنے لئے تیار کیا ہے۔ اس نے خود کو ہلاکت اور عذاب میں ڈالا اور عذاب جہنم میں قارون، فرعون اور ھامان کے ہم پلہ ہو گا۔ کیونکہ بندوں پر ظلم سے چشم پوشی نہیں کی جاتی اور نہ وہ معاف ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے۔
بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس کی نیکیاں پہاڑوں کی مثل ہوں گی اور نیکیاں سلامت رہیں تو وہ اہل جنت سے ہوگا لیکن جن پر اس نے ظلم کیا ہوگا وہ کھڑے ہوں گے۔ کسی نے اس کو گالی دی ہوگی کسی کا مال چھینا ہوگا کسی کو مارا ہوگا پس اس کے اعمال صالحہ بدلے میں دے دیئے جائیں گے۔ اور اس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ فرشتے عرض کریں گے یارب اس کی نیکیاں ختم ہوگئی ہیں اور بہت سے مطالبہ کرنے والے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کی برائیاں اس کی برائیوں میں ملا دو اور اس کے لئے دوزخ میں جانے کا ایک پروانہ لکھو۔ اس طرح وہ دوسروں کی برائیوں کے سبب ہلاک ہوگا کیونکہ ظلم کی وجہ سے ظالم کی نیکیاں مظلوم کی طرف منتقل ہو جائیں گی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اعمال کے تین دفتر ہیں۔

(۱) ایک دفتر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔

(۲) دوسرا دفتر بخشا نہیں جائے گا

(۳) تیسرے دفتر سے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔

وہ دفتر جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ؕ

''بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔''

وہ دفتر اعمال جسے اللہ تعالیٰ بخش دے گا وہ بندے کا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے اور وہ دفتر جس میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑے گا وہ

Marfat.com

بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے۔

لہٰذا گناہ گار کو چاہئے کہ توبہ کرنے میں جلدی کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (توبہ میں) تاخیر کرنے والے ہلاک ہوئے جو کہتے ہیں ہم عنقریب توبہ کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "بل یرید الانسان لیفجر امامہ" (بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرلے) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انسان گناہ کو مقدم کرتا ہے اور توبہ میں تاخیر کرتا ہے اور کہتا ہے میں عنقریب توبہ کروں گا۔ یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ اسی برائی پر قائم ہوتا ہے اور اسی حالت میں مرجاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین: 351)

لہٰذا توبہ کرنے والے کو چاہئے کہ ان تمام گناہوں سے توبہ کرے جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پائی جاتی ہے جب وہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو نادم نہیں فرمائے گا بلکہ اس کی بخشش فرمائے گا اور جنت میں دائمی رکھے گا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جنت کا حصول

جنت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی جائے کہ جن کاموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان کو احسن طریقے سے بجالانا اور جن سے منع کیا ہے بغیر سوچے سمجھے رک جانا کیونکہ جب وہ بغیر سوچے سمجھے رک جائے گا تو اس وقت یہ مقام حاصل ہوگا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کررہا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرے گا تو اس وقت یہ مقام حاصل ہوگا کہ تمام احکام پر عمل ہوگا اور تمام

Marfat.com

برائیوں سے نفرت کرے گا۔ جب اچھے اعمال کرے گا اور برے اعمال سے بچے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے احکام اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام دیئے ہیں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے جنت دائمی مقام عطا فرمائے گا اور جنت وہ مقام ہے جس میں انسان ہمیشہ رہے گا اور جنت میں وہ کچھ ہے جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ پس اگر جنت میں کچھ کھانے کا خیال آئے گا تو وہ چیز فوراً اس کے پاس آجائے گی اور اگر کچھ پینے کا دل کرے گا دودھ کی نہریں ہوں گی جن سے انسان اپنی پیاس کو بجھائے گا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا اور جب وہ سب کچھ کھا پی لے گا تو اب سوچے گا کہ اب اسے کس چیز کی ضرورت ہے۔ اب اس صورت میں وہاں علماء کرام کے پاس جائے گا اور بتائے گا اب ہمیں کیا چیزیں ضرورت ہیں تو علماء کرام جنت میں بھی رہنمائی فرمائیں گے۔

جنت میں یہ سب کچھ اس وقت حاصل ہو گا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کر کے دائمی توبہ کرے گا۔

حدیث مبارکہ ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ جب گناہ کرتا ہے پھر وہ گناہ اسے جنت میں لے جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کیسے جنت میں لے جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گناہ اس کے پیش نظر ہوتا ہے وہ بخشش مانگتا اور پشیمان ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین: 366)

تو ثابت ہوا جب بندہ توبہ کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کر کے توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما کر جنت عطا فرماتا ہے۔

اب جنت میں داخل ہونے کے فضائل پر آیات کریمہ پیش کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

Marfat.com

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (الحدید: 12)

جس دن آپ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا (ان سے کہا جائے گا) آج تمہیں ان جنتوں کی بشارت ہے جن کے نیچے سے دریا بہہ رہے ہیں (تم ان میں) ہمیشہ رہنے والے ہو۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

ہم سے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض مومنوں کا نور اس قدر ہوگا کہ اس سے مدینہ سے عدن تک روشن ہو جائے گا اور بعض مومنوں کے نور سے صرف ان کے قدموں کی جگہ روشن ہوگی۔ (جامع البیان: رقم الحدیث: 26024)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مومنوں کو ان کے نیک اعمال کے حساب سے نور دیا جائے گا۔ بعض کا نور کھجور کے درخت جتنا ہوگا۔ بعض کا نور مرد کی قامت کے برابر ہوگا۔ کم سے کم نور انسان کے انگوٹھے کے برابر ہوگا۔ (جامع البیان: رقم الحدیث: 26025)

آیت نمبر۲: قرآن مجید میں ہے:

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (الصف: 12)

وہ تمہارے گناہ بخش دے اور تم کو ان جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں اور عمدہ پاکیزہ مکانوں میں دائمی جنتوں میں یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

☆ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ان کو دائمی جنت کی بشارت دی ہے اور اس میں یہ دلیل ہے کہ جنت کی طلب میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہے۔

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○

(الانعام:16)

جس شخص سے اس دن عذاب دور کر دیا گیا تو بے شک اس پر اللہ نے بہت رحم فرمایا اور یہی بہت واضح کامیابی ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں عذاب دور کرنے کا ذکر ہوا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور یہ سب سے واضح کامیابی ہے۔

☆ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ عقل سے ثواب اور عذاب ثابت نہیں ہوتا اور نہ احکام تکلیفیہ عقل سے ثابت ہوتے ہیں۔ یہ تمام امور شرع سے ثابت ہوتے ہیں۔ نیز اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ تمام جہان اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور دنیا و آخرت میں اس کی سلطنت ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ اگر وہ تمام اطاعت کرنے والوں اور صالحین کو دوزخ میں ڈال دے گا تو یہ اس کا عدل ہے اور جب وہ ان پر اکرام اور احسان کرے گا اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا تو یہ اس کا فضل ہوگا اور اگر وہ کافروں پر اکرام کرے اور ان کو جنت میں داخل کر دے تو وہ اس کا بھی مالک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا' ور اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل فرمائے گا اور یہ اس کا فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کو عذاب دے گا اور ان کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے گا۔

کوئی شخص بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے جنت کا مستحق نہیں ہے بلکہ جنت کا مدار عمل

Marfat.com

پر نہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے لیکن عمل کی وجہ سے اس وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا......اور جنت میں دخول کا سبب یہ بھی ہے کہ اعمال کی وجہ سے جائے گا لیکن نیک اعمال کی توفیق اور اعمال میں اخلاص کی ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اپنی رحمت سے ان نیک اعمال کو قبول فرماتا ہے اور پھر جنت عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر۳: قرآن مجید میں ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○

(النساء:13)

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

☆اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنے والوں کو خوشخبری سنائی گئی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جنت ایسی ہو گی کہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

آیت نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ (آل عمران:185)

''جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا''

آیت نمبر۵: قرآن مجید میں ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ○'' (البروج: 11)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کے لئے ایسی

Marfat.com

جنتیں ہیں جن کے نیچے سے دریا جاری ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

☆ اس آیت کریمہ میں جنت کی بشارت سنائی گئی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور بہت بڑی کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جو جنت میں جانے کے بعد حاصل ہو گی۔

آیت نمبر ٦: قرآن مجید میں ہے:

''وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ؀'' (آل عمران: 133)

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب زمین و آسمان آ جائیں۔

آیت نمبر ۷: قرآن مجید میں ہے:

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؀ (الزخرف 72)

اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی وجہ سے وارث کئے گئے ہو۔

☆ مقاتل نے بیان کیا ہے کہ

میدان حشر میں ایک منادی یہ ندا کرے گا: اے میرے بندو! آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوں گے جب اہل محشر یہ ندا سنیں گے تو سب سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے۔ پھر جب منادی یہ کہے گا: وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ ہمارے اطاعت گزار ہیں۔ یہ سن کر مسلمانوں کے سوا تمام مذاہب والے اپنے سروں کو جھکا لیں گے۔

محاسبی نے ذکر کیا ہے کہ

حدیث میں ہے کہ جب منادی قیامت کے دن یہ ندا کرے گا! اے میرے بندو آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوں گے تو تمام لوگ اپنے سر اٹھا کر کہیں گے: ہم اللہ کے بندے ہیں۔ وہ پھر دوسری بار ندا کرے گا وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ ہمارے اطاعت گزار رہے تو کفار اپنے سروں کو جھکا لیں گے اور موحدین

Marfat.com

اسی طرح سر اٹھائے ہوں گے پھر وہ منادی تیسری بار ندا کرے گا جو لوگ ایمان لائے اور متقی رہے تو تمام کبیرہ گناہ کرنے والے اپنے سروں کو جھکا لیں گے اور اہل تقویٰ اسی طرح اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان سے خوف اور حزن کو دور کر دے گا کیونکہ وہ اکرم الاکرمین ہے وہ اپنے اولیاء کو شرمندہ ہونے نہیں دے گا۔ (الجامع لاحکام القرآن: ج:16،ص:102،101)

آیت نمبر ۸: قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (الاعراف: 42)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ہم کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بار نہیں ڈالتے۔ وہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

☆ اس آیت کا یہ معنی ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور جو کچھ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی آئی تھی اس کا اقرار کیا اور جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا ان پر عمل کیا اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا ان سے رکے رہے اور پھر درمیان میں یہ واضح فرمایا کہ ہم نے جن کاموں کا حکم دیا ہے جن کاموں سے روکا ہے وہ سب کام انسان کی طاقت اور اس کی وسعت میں ہیں اور ہم کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بار نہیں ڈالتے تو وہی لوگ جنتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

آیت نمبر ۹: قرآن مجید میں ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ

Marfat.com

الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (الاعراف:43)

اور ہم نے ان کے سینوں سے رنجش کو نکال دیا ہے ان کے نیچے دریا بہہ رہے ہیں وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچایا اور اگر اللہ ہمیں نہ پہنچاتا تو ہم از خود یہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ بے شک ہمارے پاس ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے اور ان کو یہ ندا کی جائے گی کہ تم اپنے اعمال کی وجہ سے جنت کے وارث کئے گئے ہو۔

☆ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کے سینوں سے ان رنجشوں کو نکال دے گا جو دنیا میں وہ ایک دوسرے کے خلاف رکھتے تھے کیونکہ کینہ کا سبب شیطان کے وسوسے ہیں اور شیطان اس وقت دوزخ میں جل رہا ہوگا۔ اس لئے اہل جنت کے سینے اور ان کے دل ہر قسم کے بغض، کینہ اور کدورت سے صاف ہوں گے۔

ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی (۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں عثمان، طلحہ اور زبیر ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہم نے ان کے سینوں سے رنجش کو نکال دیا ہے۔

(جامع البیان: ج:8، ص:240 دار الفکر بیروت)

ابو نصر بیان کرتے ہیں کہ

اہل جنت کو جنت کے پاس روک لیا جائے گا اور بعض کا بعض سے حق دلایا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو کسی کا کسی کے خلاف ایک ناخن کے برابر بھی حق یا مطالبہ نہیں رہے گا اور اہل دوزخ کو دوزخ کے پاس روک لیا جائے گا اور ہر ایک کا حق دلایا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو کسی کو کسی کے خلاف ایک ناخن کے برابر بھی ظلم کی شکایت نہیں ہوگی۔

(جامع البیان: ج:8، ص:241، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

Marfat.com

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمانوں کی دوزخ سے نجات ہو جائے گی تو ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک لیا جائے گا پھر ان میں سے جس نے جس کے ساتھ دنیا میں زیادتی کی ہوگی اس کا قصاص لیا جائے گا۔ پس جب ان کو پاک اور صاف کر دیا جائے گا تب ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اس میں سے ہر ایک شخص کو جنت میں اپنے ٹھکانے کا دنیا کے ٹھکانے سے زیادہ علم ہوگا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6535)

اس آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ جنت کے درجات مختلف ہوں گے اور نچلے درجے والے اوپر کے درجہ والوں سے حسد نہیں کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حسد اور بغض سے پاک کر دیا ہے اور اس کا سبب یہ ہوگا کہ حسد اور بغض شیطان کے وسوسوں سے ہوتا ہے اور وہ اس وقت دوزخ میں ہوگا۔

آیت نمبر ۱۰: قرآن مجید میں ہے:

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ (73:74)

Marfat.com

''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا۔''

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو فرشتے جو جنت کے داروغہ ہوں گے ان کو سلام کہیں گے اور ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ

○ تم کامیاب رہے تم جنت میں جاؤ اور پھر جنتی وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے اپنی جنت کا وعدہ سچا کر دیا اور ہمیں جنت عطا فرما دی۔

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ جنتی جنت میں پہنچ کر خوش ہوں گے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔

اہل جنت کا حسن

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ایک لونڈی یا خادم دنیا کی طرف نکل آئے تو ان پر تمام دنیا والے باہم لڑنا شروع کر دیں حتیٰ کہ تمام لوگ ختم ہو جائیں اور اگر کوئی حورعین زمین پر میں اپنی زلفیں ظاہر کر دے تو ان کا نور سورج کی روشنی کو ماند کر دے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خادم اور مخدوم میں کیا فرق ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ خادم ومخدوم کے سامنے اس طرح ہو گا جس طرح چودہویں رات کے چاند کے پہلو میں بے نور ستارہ ہو۔ (غنیۃ الطالبین: 417)

Marfat.com

جنتی سواریاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جنتی لوگ اونٹوں اور ترکی گھوڑوں پر سوار ہوں گے ان اونٹوں کا قدم حد نگاہ پر پہنچے گا اسی طرح ان گھوڑوں کا قدم بھی وہاں پہنچے گا جہاں تک نگاہ جاتی ہے وہ یاقوت اور موتیوں سے پیدا کیے گئے نہیں ہر جانور ستر میل کے برابر بڑا ہوگا۔ نیز ان اونٹوں اور گھوڑوں کی نگاہیں مروارید اور زبرجد سے بنائی گئی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین:413)

اہل جنت کا حسن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنتی کا حسن اپنے جنتی خادم کے حسن سے اس قدر زیادہ ہوگا جس طرح چودھویں رات کے چاند کی چمک اور روشنی ستاروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ (غنیۃ الطالبین:412)

جنتی عورت کا گانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جنتی عورتیں کھانے کے بعد نہایت شیریں اور بلند آواز سے گانا گائیں گی اور یوں کہیں گی۔ ہم ہمیشہ رہیں گی کبھی نہیں مریں گی۔ ہم مامون ہیں کبھی نہیں ڈریں گی۔ ہم خوش ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی۔ ہم لباس پہنے ہوئے ہیں کبھی ننگی نہ ہوں گی۔ ہم خوبصورت خوش اخلاق ہیں اور باعزت لوگوں کی بیویاں ہیں۔ (غنیۃ الطالبین:412)

جنت کا درخت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار کے سائے میں سات سو سال چلے گا پھر بھی

Marfat.com

ختم نہ ہوگا اس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ اس کی ہر شاخ پر شہر آباد ہیں ہر شہر کی لمبائی دس ہزار میل ہے اور دو شہروں کے درمیان مشرق سے مغرب کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اور سبیل کے چشمے ان محلات سے شہروں کی طرف رواں ہوں گے۔ ایک پتے کے سائے میں ایک بہت بڑی جماعت بیٹھے گی۔ (غنیۃ الطالبین: 411)

جنتیوں کی انگوٹھیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ جنتیوں کو سونے کی انگوٹھیاں عطا فرمائے گا جنہیں وہ پہنیں گے۔ وہ ہمیشہ رہنے کی انگوٹھیاں ہوں گی پھر ان کو مروارید، یاقوت اور موتیوں کی انگوٹھیاں عطا فرمائے گا اور یہ اس وقت ملیں گی جب وہ دارالسلام میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ (غنیۃ الطالبین: 412)

جنتی پرندہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنتی پرندے کے ستر ہزار پر ہوں گے۔ ہر پر کا رنگ دوسرے سے جدا ہوگا اور ہر پر ایک مربع میل ہوگا۔ جب کوئی مومن اس کی خواہش کرے گا تو اسے ایک پیالے میں رکھا جائے گا وہ اپنے آپ کو جھاڑے تو اس سے پکے ہوئے اور بھنے ہوئے پرندے کی طرح ستر کھانے ظاہر ہوں گے۔ اس کے علاوہ مختلف رنگ ہوں گے۔ ان کا ذائقہ من سے بھی زیادہ ہوگا مکھن سے زیادہ نرم ہوگا اور چھاچھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ جب جنتی اسے کھالے گا تو وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہوئے اڑ جائے گا اور اس کا ایک پر بھی کم نہ ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین: 412)

جنتی لباس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہر جنتی کے لئے جنت میں ایک درخت ہوگا جس کو طوبیٰ کہا جائے گا۔ جب ان میں

Marfat.com

سے کوئی اعلیٰ لباس پہننا پسند کرے گا تو طوبیٰ کے پاس چلا جائے گا چنانچہ اس کے لئے درخت اپنے شگوفوں کے غلاف کھول دے گا وہ چھ رنگ کے ہوں گے ہر غلاف میں ستر رنگ کے کپڑے ہوں گے ہر لباس کا رنگ دوسرے سے مختلف ہے اور ہر ایک کا نقش دوسرے سے جدا ہے جو لباس پسند کرے گا حاصل کرے گا وہ گلہ لالہ سے بھی زیادہ نازک ہوگا۔

جنتی بیویاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اہل جنت کی بیویوں میں سے ہر ایک کے سینے پر لکھا ہوگا تو میرا محبوب اور میں تیری محبوبہ، نہ تجھ سے روگردانی کی جائے گی اور نہ کوتاہی، میرے دل میں کسی قسم کا کھوٹ اور آلائش نہیں جنتی جب اپنی بیوی کے سینے کی طرف دیکھے گا تو چمڑے اور گوشت کے اوپر سے اس کے جگر کی سیاہی دیکھ لے گا یا عورت کا جگرا سے کے لئے شیشہ ہے اور اس کا جگر عورت کا شیشہ ہے۔ وہ جگر عورت میں اس طرح غائب ہوگا جس طرح یاقوت میں دھاگہ غائب ہوتا ہے۔ (یعنی نظر آئے گا) وہ مرجان (چھوٹے موتیوں) کی طرح سفید اور یاقوت کی طرح صاف شفاف ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ

گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ (غنیۃ الطالبین:413)

جنت کی بے مثل کی اشیاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جنت میں وہ کچھ ہے کہ تعریف کرنے والے اس کی تعریف نہیں کر سکتے اور نہ دنیا والوں کے دلوں میں اس کا خیال آسکتا ہے اور نہ ہی کسی سننے والے نے اسے سنا ہے اور اس میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو مخلوق نے نہیں دیکھا۔ (غنیۃ الطالبین:411)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں کو جو محض رضائے الٰہی کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ جنت عدن میں اتارے گا۔ جنت عدن سرخ یاقوت کے ستونوں پر ہے اس کی چوڑائی ستر ہزار سال کی مسافت ہے اور وہ سات ہزار گھروں پر مشتمل ہے ہر گھر ایک محل کی صورت میں ہوگا اوپر سے اہل جنت کو دیکھیں گے اور ان کی پیشانیوں پُر نور سے لکھا ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے جب ان میں سے ایک اپنے محل سے دیگر اہل جنت کی طرف دیکھے گا تو اس کے چہرے کی چمک اہل جنت کے محلات کو نور سے اس طرح بھر دے گی جس طرح سورج اہل زمین کے گھروں کو روشن کر دیتا ہے وہ ایک دوسرے سے کہیں گے یہ روشنی ان لوگوں کی طرف سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ بس اچانک ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو جائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین: 411)

رضائے الٰہی کی خوشخبری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنتی اس حالت میں اپنے تخت پر بیٹھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جس کے پاس ستر قیمتی لباس ہوں گے ہر لباس کا رنگ جدا ہوگا اور وہ ایسے نرم و نازک ہوں گے کہ فرشتے کے دو انگلیو کے درمیان ہوں گے اور وہ تسلیم و رضا کے ساتھ آئے گا۔ فرشتہ آ کر دروازے پر کھڑا ہو جائے گا اور دربان سے کہے گا مجھے اللہ تعالیٰ کے دوست کے پاس جانے دو۔ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اس کے پاس بھیجا گیا ہوں دربان کہے گا اللہ کی قسم! میں اس کی طرف سے گفتگو کا مجاز نہیں ہوں لیکن میں اُپنے قریب والے دربان سے بات کروں گا۔ وہ مسلسل ایک سے دوسرے تک ذکر کرتے رہیں گے حتیٰ کہ ستر دروازوں کے بعد اس تک خبر پہنچے گی وہ کہے گا۔ اے اللہ کے ولی:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرستادہ فرشتہ دروازے پر کھڑا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دیجئے چنانچہ فرشتہ داخل ہو کر کہے گا۔ اے اللہ کے ولی تجھ پر سلام ہو! بے شک اللہ رب العزت آپ کو سلام فرماتا ہے اور وہ آپ سے راضی ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر موت (نہ آنے) کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو وہ خوشی سے مرجاتا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''ورضوان من اللہ اکبر ذلک الفوز العظیم'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا بہت بڑی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ ''اذا رأیت'' یعنی اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ دیکھیں گے۔ ''رأیت نعیمًا'' وہاں جنت میں نعمتیں دیکھیں گے۔ ''وملکًا کبیرا'' اور بہت بڑی بادشاہی یعنی ایسی بادشاہی کہ رب العلمین کا بھیجا ہوا فرشتہ بھی اس کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

''عالیھم ثیابُ سندس خضر واستبرق یعنی ان کے اوپر سبز سندس اور استبرق کے لباس ہیں ''عالیھم'' اس لئے فرمایا کہ جسم سے ملا ہوا کپڑا اسفید ریشمی ہوگا پھر فرمایا ''وحلوا اساور من فضة'' اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور دوسری آیت میں ہے۔

''یحلون فیھا من اساور من ذھب ولولو''

جنت میں ان کو سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے اور یہ تین کنگن ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وسقاھم ربھم شرابا طھورا ان کو ان کا رب پاکیزہ شراب پلائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جنت کے دروازے پر ایک درخت ہے جس کے تنے سے دو چشمے نکلتے ہیں جب آدمی پل صراط کو پار کر کے ان چشموں کی طرف جائے گا تو ان میں سے

Marfat.com

ایک چشمے میں داخل ہو جائے گا اور اس سے غسل کرے گا وہ کستوری سے بھی زیادہ خوشبو دار ہو گا۔(غنیۃ الطالبین:418)

جنتیوں کی رضامندی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو جنت میں ایک منادی آواز دے گا اور ہر ادنیٰ واعلیٰ اس کی آواز کو سنے گا وہ کہے گا اے اہل جنت! کیا تم اپنے ٹھکانوں پر خوش ہو وہ سب کہیں گے۔ ہاں اللہ کی قسم! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت والی جگہ دی ہم اس سے پھرنا یا اسے بدلنا نہیں چاہتے۔ ہم اپنے رب کے پڑوس میں راضی ہیں۔ اے اللہ! ہم نے تیرے منادی کو سنا اور سچائی کے ساتھ اسے قبول کیا۔(غنیۃ الطالبین:406)

اللہ تعالیٰ کا دیدار

جنتی عرض کریں گے یا اللہ! ہم تیرا دیدار کرنے کے خواہش مند ہیں ہمیں اپنا دیدار کرا دے تیرے نزدیک ہمارا سب بہتر ثواب یہی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس جنت کو جہاں اس کی منزل اور مجلس ہے (جس طرح اس کی شایان شان ہے) کو حکم دے گا اور یہ جنت دارالسلام کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنت! اپنے آپ کو آراستہ کر اور مزین کر کے میرے بندوں کی زیارت کے لئے تیار ہو جا۔ وہ حکم خداوندی کے کلمات پورے ہونے سے پہلے سن کر اطاعت کرے گی۔ مزین ہو کر دیدار خداوندی کرنے والوں کے لئے تیار ہو جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دے گا کہ میرے بندوں کو میری زیارت کے لئے بلاؤ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتہ اپنے رب کے پاس آ کر بلند اور شیریں آواز سے پکارے گا کہے گا۔ اے اہل جنت اے اللہ کے دوستو! اپنے رب کی زیارت کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی آواز کو ہر ادنیٰ اور اعلیٰ سنے گا

Marfat.com

اونٹوں اور تر گھوڑوں پر سوار ہو کر سفید کستوری اور زرد زعفران کے ٹیلوں کے سائے میں چلیں گے۔ دروازے کے پاس جا کر سلام کریں گے ان کا اسلام اس طرح ہو گا'' ہم پر ہمارے رب کی طرف سے سلام ہو''

وہ اجازت طلب کریں گے تو ان کو اجازت دی جائے گی وہ ارادہ کرتے ہوئے دروازے سے داخل ہو جائیں گے۔ اس وقت عرش کے نیچے سے مثیرہ نامی ہوا چلے گی جس سے کستوری اور زعفران کے ٹیلے اڑ جائیں گے اور غبار بن کر ان کے گریبانوں سروں اور کپڑوں پر کریں گے وہ اندر داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے عرش و کرسی پر درخشاں نور لیکن ابھی ان پر تجلی نہیں ہوگی وہ کہیں گے۔

سبحانك ربنا قدوس رب الملائكة والروح تباركت وتعاليت ارنا تنظر عليك۔

''تو پاک ہے اے ہمارے رب! ہر عیب سے پاک فرشتوں اور جبرئیل (علیہ السلام) کا رب تو برکت والا بلند و بالا ہے۔ ہمیں دکھا ہم تیری زیارت کریں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت اللہ تعالیٰ نور کے پردوں کو حکم لگا دے گا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ چنانچہ پردے ہٹنے شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ ستر پردے الگ ہو جائیں گے۔ ہر پردہ دوسرے پردے سے ستر گنا زیادہ نورانی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے نور کی تجلی فرمائے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ سجدہ ریز رہیں گے وہ سجدے کی حالت میں کہیں گے۔

''سبحانك لك الحمد والسبيح ابدا انجيتنا من النار وادخلنا الجنة فنعم الدار رضينا عنك الرضاء كله فارض عنا''

تو پاک ہے تیرے لئے ہمیشہ ہمیشہ حمد و تسبیح ہے تو نے ہمیں جہنم سے نجات دی اور ہم کو جنت میں داخل کیا۔ پس کیا ہی اچھا مکان ہے ہم تجھ سے مکمل

Marfat.com

طور پر راضی ہوئے پس تو ہم سے راضی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے مکمل طور پر راضی ہوں یہ عمل کا وقت نہیں بلکہ یہ تروتازگی اور کا وقت ہے مجھ سے مانگو تا کہ تمہیں عطا کروں مجھ سے تمنا کرو میں تمہیں زیادہ دوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام کئے بغیر (دل سے) تمنا کریں گے وہ اس بات کی تمنا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کو عطا فرمایا وہ دائمی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جو کچھ تمہیں دیا وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کی طرح مزید عطا فرماؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے اپنے سروں کو اٹھائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے نور کی شدت کے باعث اس کی طرف آنکھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس مجلس کا نام ''رب العلمین کے عرش کا مشرقی قصبہ'' ہوگا اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اے میرے بندو! میرے ہمسایو! میرے برگزیدہ اور منتخب لوگو! میرے دوستو! میری بہترین مخلوق اور میرے اطاعت گزارو! تمہیں خوشی ہو اچانک دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے نور کے منبر ہوں گے۔ ان منبروں کے قریب نور کی کرسیاں، کرسیوں کے قریب بچھونے، بچھونوں کے قریب تکیے اور تکیوں کے قریب غالیچے ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنی عزت کی جگہوں پر بیٹھو۔ پس انبیاء کرام علیہم السلام آگے بڑھ کر ان منبروں پر بیٹھیں گے۔ پھر انبیاء کرام علیہم السلام آگے بڑھیں گے اور ان کرسیوں پر بیٹھیں گے اس کے بعد صلحاء آگے بڑھ کر ان غالیچوں پر بیٹھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے نور کے دستر خوان بچھائے جائیں گے ہر دستر خوان پر ستر رنگ ہوں گے اور وہ مروارید اور یاقوت سے مرصع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ خدام سے فرمائے گا ان کو کھانا کھلاؤ چنانچہ ان کے لئے ہر دستر خوان پر موتیوں اور یاقوت کے ستر ہزار پیالے رکھے جائیں گے۔ ہر پیالے میں ستر قسم کے کھانے ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! کھاؤ چنانچہ جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اس سے کھائیں گے اس وقت وہ ایک دوسرے سے کہیں گے اس

Marfat.com

کھانے کے مقابلے میں ہمارا کھانا تو محض خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ خدام سے فرمائے گا میرے بندوں کو پانی پلاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ان کے پاس پانی لائیں گے اور وہ پانی پی کر ایک دوسرے سے کہیں گے اس پانی کے مقابلے میں ہمارا پانی تو محض خواب و خیال ہے پھر اللہ تعالیٰ خدام سے فرمائے گا تم نے ان کو کھانا کھلایا پانی پلایا اب ان کو پھل کھلاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پھل لے کر آئیں گے جنتی ان پھلوں میں سے کھانے کے بعد ایک دوسرے سے کہیں گے اس کے مقابلے میں ہمارے پھل تو محض خواب و خیال ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ان کو کھانا کھلایا پھل کھلائے پانی پلایا۔ اب ان کو لباس اور زیورات پہناؤ۔ آپ نے فرمایا پھر وہ ان کے پاس لباس اور زیورات لے کر آئیں گے۔ اور ان کو پہنائیں گے اس وقت بھی وہ ایک دوسرے سے کہیں گے اس کے مقابلے میں ہمارا لباس اور زیور محض خواب و خیال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسی حالت میں کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے مثیرہ نامی ہوا بھیجے گا وہ عرش کے نیچے سے برف سے بھی زیادہ سفید کستوری اور کافور لائے گی جو غبار کی طرح ان کے کپڑوں، سروں اور گریبانوں کو غبار آلود کر کے خوشبودار بنا دے گی پھر باقی ماندہ کھانے سمیت دستر خوان اٹھا لئے جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اب مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں اور مجھ سے تمنا کرو میں تمہیں زیادہ دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب کہیں گے۔ اے اللہ! ہمارے رب! ہم تیری رضا کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! میں تم سے راضی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ تکبیر و تسبیح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! اپنے سر اٹھاؤ یہ عمل کا وقت نہیں یہ ترو تازگی اور نعمت کا وقت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے سروں کو اٹھائیں گے تو ان کے چہرے نور ربانی سے درخشاں ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے ٹھکانوں کی طرف جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا وہ اپنے رب کے پاس سے باہر آئیں گے تو ان کے غلام سواریوں کے جانور لئے موجود ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اونٹ اور ترکی گھوڑے پر سوار ہوگا اور اس کے ساتھ ستر غلام اسی قسم کی سواریوں پر سوار ہوں گے۔ پس ان میں سے جو چاہے گا اپنے گھر کی طرف چلے گا پھر اس کے ساتھ باقی تمام غلام بھی چل پڑیں گے یہاں تک کہ وہ اس محل میں آئے گا جس کا وہ ارادہ کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ اپنے محل میں آ کر اپنی بیوی کے پاس جائے گا تو وہ کھڑی ہو کر اسے خوش آمدید کہے گی اور کہے گی اے میرے محبوب! تو میرے پاس کہ حسن و جمال، نور، لباس، خوشبو اور زیور کے ساتھ آیا ہے حالانکہ مجھ سے جدا ہوتے وقت تمہارے اوپر یہ چیزیں نہ تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ بلند آواز سے پکارتے ہوئے کہے گا۔ اے اہل جنت! تم ہمیشہ اسی طرح رہو گے۔ تمہیں تازہ تازہ نعمتیں دی جائیں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے ان پر ہر دروازے سے یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے۔ تم پر صبر کے باعث سلامتی ہو آخرت کا گھر کتنا اچھا ہے۔ بے شک تمہارا رب تم پر سلام بھیجتا ہے۔ ان کے پاس کھانے، پانی، لباس اور زیورات ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین: 709،706)

جنتی جنت میں ہمیشہ رہیں گے انہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور وہ وہاں طرح طرح کی نعمتیں کھائیں گے اور ایک دوسرے کی زیارت کریں گے۔ الفت و محبت کے مقام پر ایک دوسرے سے گفتگو کریں گے اور طوبیٰ درخت کے نیچے جمع ہوں گے۔ وہاں انبیاء و رسل علیہم السلام سے ملاقات اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کریں گے ان کے درمیان فرشتوں کی مجلسیں ہوں گی۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہوگی اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

آخری التجاء

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہونا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ جن کاموں کا حکم دیا ہے ان کو بجا لائیں اور

Marfat.com

جن سے منع کیا ہے ان سے بغیر سوچے سمجھے رک جائیں۔ تو اس کو وفا کہتے ہیں۔ آج مسلمان اسی لئے ذلیل وخوار پھر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کو چھوڑ دیا ہے اور گناہوں کی دلدل میں پھنسے جا رہے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کریں تاکہ دنیا وآخرت بہتر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے اور میرے والدین، اساتذہ کرام، پیر ومرشد اور تمام امت مسلمہ کے گناہ فرمائے۔ تمام امت مسلمہ کا ایمان پر خاتمہ نصیب فرما کر قبر میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اور قیامت میں شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر جنت الفردوس میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں دعا ہے کہ مجھ ناچیز کے یہ چند الفاظ اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اگر اس میں جہاں کہیں بھی غلطی ہوگئی ہو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنہری جالیوں کے صدقے معاف فرمائے۔

یا الٰہی درگزر فرما میری ہر اک خطا
صدقہ اپنے محبوب کی واللیل زلف کا
یا الٰہی قبول فرما میری ہر اک دعا
صدقہ اپنے محبوب ﷺ کے والضحیٰ چہرے کا

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب کا اختتام: 8 ربیع الثانی بمطابق 3 مارچ 2012ء بروز جمعرات شام 11 بجے ہوا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری

عفی عنہ

(شاہ جمال جھلار شریف مظفر گڑھ)

Marfat.com

Marfat.com

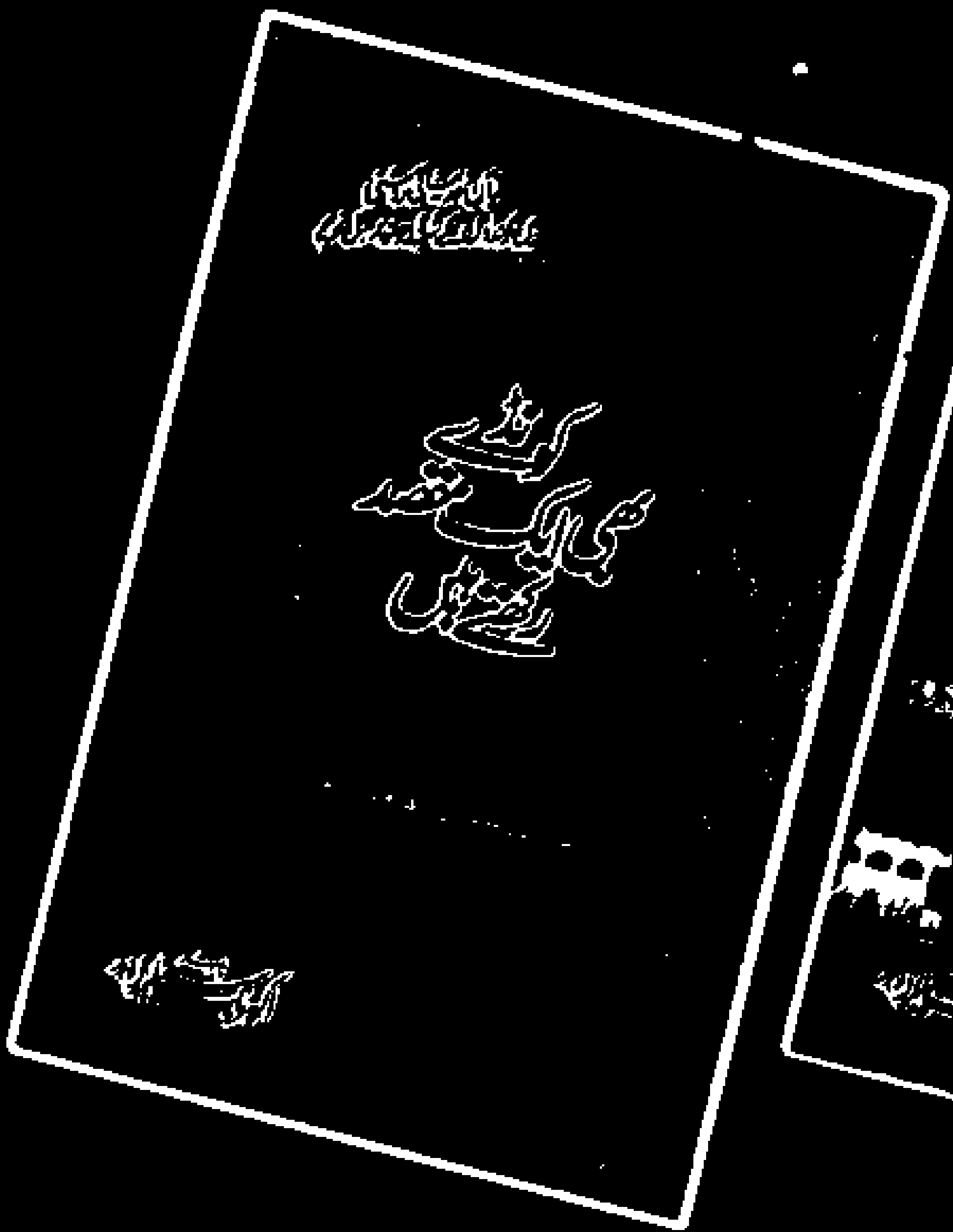

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022

Marfat.com